بھومکا

دیباچہ ایک عرصہ کے بعد جب کہ میرے خیالات نے پلٹا کھایا۔ اور ایشر پرماتما انتریامی نے دنیاوی
تعلقات سے بھی قریبًا مجھ کو فارغ کر دیا۔ یعنی میرے ماتا پتا اور چھ بھائی اور ایک چھوٹا سا عزیز لڑکا
جو تین شادیوں سے صرف ایک ہی پیدا ہوا تھا۔ اور اس کی تینوں ماتاؤں کی سماپتی ہو گئی
یعنی سب کے سب پرلوگ سدھار گئے۔ تو میں نے اپنی جیون گذشتہ پر دھیان دیکر بڑا پسچاتاپ
کیا۔ اور اپنے پاپوں کو سمرن کر کے بہت رویا۔ پرنتو اب کیا ہو سکتا تھا۔ اوس وقت
خیال آیا۔ اور کسی قدر پریرنا بھی ہوئی نہ معلوم وہ کس کی طرف سے تھی۔ ارادہ کیا۔ کہ دُنیا
میں میری بھی کوئی یادگار رہے۔ اور وہ ایسی ہونی چاہئے۔ کہ جس سے کسی کو فائدہ پہونچے۔
اگرچہ میرے پاس بدیا اور دھن وغیرہ کا کوئی کافی سرمایہ ایسی یادگار قائم کرنے کے واسطے موجود
نہیں تھا۔ لیکن مجھ کو اپنی گذشتہ زندگی کے وہ پورے حالات قریبًا یاد تھے۔ جن سے میرا
گذشتہ جیون بھرشٹ ہوا۔ اس واسطے اپنے ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں اسی کو بطور
یادگار نذر ناظرین کرتا ہوں۔ تا کہ اور لوگ اُس کو پڑھ کر اپنی جیون کو خراب نہ کریں۔ اور
یہ بھی التماس ہے۔ کہ میری اس سرگذشت کو معمولی نہ تصور کر کے شروع سے آخر تک ایک
بار ضرور ملاحظہ فرماویں۔ یہ کوئی ناول نہیں ہے۔ سچی سرگذشت اور سچی کہانی اور چشم
دید قصہ ہے۔ اس میں کوئی مبالغہ نہیں کیا گیا۔ اور نہ کسی قسم کی مُغلظمت مثل اور لوگوں
کے جو اپنی نیک نامی اور مشہوری کے واسطے قصہ کہانیاں اور سفرنامہ وغیرہ لکھتے ہیں۔ برخلاف
اون کے اپنے عیبوں اور پاپوں کو ظاہر کر کے اون کے نتیجہ سے ہر خاص و عام کو

آگاہ کیا گیا ہے۔ تاکہ میرے جیون گذشتہ پر غور کرکے وہ ایسے ٹکوے گرہوں سے
اپنے جیوں کو بھرشٹ نہ کریں (ذرہ آپ کو خیال دوڑانے سے یہ معلوم ہو جاوے گا۔
کہ آج کل کے زمانہ میں اپنے پاپوں اور عیبوں کو ظاہر کرنے والا شخص پہلا میں ہی
ہوں) میری اس کہانی میں علاوہ ترقی و تنزل و صدمات قدرتی کے جو انقلاب زمانہ کی
وجہ سے مجھ پر اور میرے دیگر تعلق داروں پر گذرے چند دلچسپ اور ایسے واقعات
بیان کئے گئے ہیں۔ جن کو سنکر پرمیشر کی قدرت کا خود بخود قائل ہونا پڑتا ہے۔ اور ایک
ایسے مت کا بھی اس میں مفصل بیان کیا گیا ہے۔ جس نے پوشیدہ طور پر ہمارے ملک کا
ستیاناش کر دیا ہے۔ ہمارے مہارشی سوامی دیانند سورستی جی نے اس مت کی پورے
حالات معلوم کرنے کے واسطے۔ اور ان کے گرنتھوں کی تلاش میں بہت کوشش کی
لیکن پورے طور پر کامیاب نہ ہوئے۔ ورنہ اون کی کلعی ٹھیک طور پر کھولتے۔ جہانتک
سوامی جی کو اُن کے مختصر حالات معلوم ہوئے اون کو ستیارتھ پرکاش میں دکھا
دیا ہے۔ اون کے بعد پنڈت لیکھ رام جی نے مجھ سے اقرار کیا تھا۔ کہ میں تمہارے حالات
سُنکر ایسے ڈھنگ سے ادا کروں گا جیسا کہ مہارشی سوامی دیانند سورستی جی کا منشاء
تھا۔ لیکن وہ بھی ایک ملیچھ کے ہاتھ سے پر لوگ کو سدھار گئے۔ لالہ گو جرمل صاحب
فرانسیس ایڈیٹر بھارت سیوک جالندر نے بھی ذمہ لیا تھا۔ لیکن عدم فرصتی کی وجہ سے
وہ بھی اسکام کو جلد نہ کر سکے۔ اور میری یادداشت کے نوٹ میری درخواست پر واپس
بھیجدئے۔ جن کو میں نے بامداد دیوان منگل سین صاحب نند ا ئمیس پنڈدادنخاں و لالہ برجلعل
صاحب مینیجر تازہ اخبار پنڈدادنخاں بطور کتاب مطبع سلکاک پریس میں شایع کرایا۔ میری
زندگی میں کوئی صاحب بلا اجازت میری اس کتاب کو چھاپنے کا ارادہ نہ فرماویں۔ اور
خریداروں کو دیکھ لینا چاہئے۔ کہ جس کتاب پر میرے قلمی دستخط نہ ہوں۔ وہ مال مسروقہ

ہوگا۔ اور ایسی کتاب کے واسطے میرا ہر ایک دوست اور میں دعوے کر سکتا ہوں میں
اون صاحبوں کا نہائت مشکور ہونگا جو اس کو ملاخطہ فرما کر اسکی لفظی غلطیوں سے طبع
ثانی کے واسطے مجھ کو اطلاع دیویں گے

مقام پنڈ داد نخان
دستخط
۱۵ ہاڑ سمت ۱۹۵۴
سنت پربھو دیال بھروچی شرمان جھنگن

بھجن

اوگن ناہیں بچار و پربھو جی	ہیرسے اوگن ناہیں بچارو
کوٹن کوٹ پاپ کی پل سے	اننا کرن ہے [illegible] گارو
بورہ کبر گمن میں نگ حرامی	جیو ہنسک ہتیارو
گھر بھی بے نکمہ کو کر سو کر	الی رکھا ڈوکیہ بھنڈارو
گوار لوار کٹھور کٹر کی	پر نندا کو پیارو
دنبھی کٹل گکری لوبھی	کامی کرود ھی بھارو
بگلا بھگت میں جگ کا ٹھگ ہوں	جگت کو ٹھگنے ہارو
پر اپکار کا بادھک ہوں سدا	سوارتھ میں ہت دارو
ادھرم سبھا کا پرتھم سبھا سد	دھرم سبھا سے نیارو
سبھا سماج نہ جاؤں کداپی	نیند آلس کا مارو
نہیں سوجھت اب گکتی کی بگکتی	جس سے ہو چھٹکارو
کیول ہے وشواس کا ہیتو	پاوں نام تمہارو
دیا گمان کی درشٹی دیا نند ہے	میری اور نہارو
جیسے بنے اب راکھو اہی کو	بیچ جائے کار اگارو

اونگ

سنت پربھو دیال بھروچی جھنگن کا جیون گذشتہ اور شاکتک مت

یعنی بام مارگیوں کے پورے چشم دید حالات اور نیز اپنی بھی سرگذشت

سب سے پہلے میں یہ تبلا کر کہ سنت کی پدوی مجھ کو کہاں سے ملی اور میں کیسا سنت ہوں
ایک ایسے عالی خاندان کا ذکر کرتا ہوا اپنی سرگذشت کو شروع کرونگا جس سے میرا خاص تعلق ہے
مہاتمان بھاردواج رشی جو اپنے زمانہ میں بڑے ودوان ست بادی دہارمک اور ویدودیا
کے جاننے والے تھے - اُن ہی کی سنتاں میں سے میرے بزرگوں نے مہابھارت یدہ کے
پسچات دیکھا دیکھی مورتی پوجن کا پرارنبھ کر دیا - عرصہ دراز کے ابتدائی حالات مجھ کو
ٹھیک معلوم نہیں ہو سکے کہ میرے بزرگ کس مورتی کا پوجن کرتے تھے - مگر عنقریب زمانہ
کا حال میں نے اپنے موجودہ بزرگوں سے ٹھیک سنا ہے - وہ یہ کہ بابا ہر یا سنت جی جو میرے
بزرگون میں سے دیوی کے اپاسک ہوئے ہیں - جنہوں نے بھیرہ میں ایک دیوی دوآرہ
بھی بنایا جو آج تک موجود ہے - اسی واسطے پہلے پہل اون کو سنت کی پدوی ملی - اب جسقدر
اون کی اولاد ہے - جنم کے دن سے ہی سنت کہلاتے ہیں - بھیرہ - پنڈ دادنخان
احمدآباد - خوشاب - لاہور - پشاور وغیرہ میں اون کی اولاد موجود ہے - اور قریباً سب
ہی سنت کہلاتے ہیں - میں تو صرف جنم کا ہی سنت ہوں - سنتوں کا کرم کوئی نہیں جانتا -
صرف بابا ہر یا سنت کی اولاد ہونے سے ہی سنت ہو گیا ہوں *

صاحبان پنجاب میں مصر بیلی رام صاحب کا خاندان مشہور ہے - یہ مصر بیلی رام صاحب مہاراجہ
رنجیت سنگھ صاحب کے خزانچی اور شاہی توشہ خانہ کے اعلیٰ افسر تھے - دوسرا بھائی ان کا
مصر روپ لعل دوابہ جالندر کا گورنر تھا - جس کا ہیڈ کوارٹر ہمیشہ ہوشیار میں رہا - اُس

کی نوشیروانی عدالت آجتک وہاں مشہور ہے۔ تیسرا بھائی اُن کا مصر رام کشن تھا۔ جو ہر وقت مہاراجہ کے حضور میں موجود رہتا تھا۔ اور مہاراجہ صاحب اسکے درشن کو یہاں تک مبارک سمجھتے تھے۔ کہ جب تک صبح اٹھتے ہی اس کا درشن نہ کرلیویں اور کسی کا منہ نہیں دیکھتے تھے۔ اور نہ دربار وغیرہ میں جاتے۔ چوتھا بھائی اُن کا مصر سکھراج تھا۔ جس کو صیغہ فوجی میں از طرف مہاراجہ صاحب جنرل کا عہدہ ملا ہوا تھا۔ اور دو صاحبان انگریز اس کو جنگی کام سکھانے کے واسطے ملازم رکھے گئے تھے۔ فوج اس کی نہائت آراستہ اور بہادر تھی جہاں کوئی مشکل کام پڑتا۔ اسی کو روانہ کیا جاتا۔ جب یہ اپنی فوج کو قواعد کی بولی دیتا۔ تو ایک ایک میل تک اس کا آواز پہونچتا تھا۔ پانچواں بھائی ان کا مصر میگھراج تھا۔ جو قلعہ گوبند گڑھ یا رام گڑھ کے خزانہ امرتسر کا افسر تھا۔ اور کل شاہی توشہ خانہ کی خرید و فروخت اسی کی معرفت ہوا کرتی تھی۔ اور شروع عملداری سرکار انگریزی میں بھی لاہور امرتسر وغیرہ کے خزانوں کا افسر مقرر کیا گیا تھا۔ اور خاص شہر لاہور کا انریری مجسٹریٹ بھی تھا۔ لاکھوں روپیہ کی جائداد اس خاندان کی ابتک لاہور امرتسر وغیرہ میں موجود ہے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے عہد میں اسقدر جاگیرات اس خاندان کو عطا ہوئی تھیں۔ کہ اون کے ماتحت اور ملازم کاروار لاکھاپتی ہو گئے۔

اس خاندان کی آخری مستقل سکونت موضع دلوال ضلع جہلم میں تھی۔ جہاں لاکھوں روپیہ کی جائیداد ابتک موجود ہے۔ بزرگوں کی زبانی خبر چلی آتی ہے۔ کہ پہلے کسی ابتدائی زمانہ میں اس خاندان کے بزرگ چنیوٹ وغیرہ میں کسی نواب کی ریاست کے مدار المہام تھے۔ کسی شاہی ناراضگی سے الکا کل خاندان قتل کیا گیا۔ اور کروڑوں روپیہ کی جائداد ضبط ہو گئی۔ کسی طرح سے ایک حاملہ عورت بچ گئی جس نے زیر سایہ بزرگان سوڈھی شیر سنگھ صاحب ہرن پور میں پناہ لی اور سوڈھی صاحب نے اس کو اپنی دختر قرار دیکر اپنے

محلونمین پرورش کرادی - اس سے جولڑکا پیدا ہوا اوس کی یہ سب اولاد ہے - کئی
پشتوں تک اس خاندان کا تعلق سوڈھی صاحبان سے رہا - یہاں تک کہ کسی زمانہ
تک یہ سوڈھی صاحبان کے دوہترے کہلاتے رہے - لیکن معمولی حالت میں تھے
جس وقت مصر بیلی رام کی عمر قریباً بارہ سال کی ہوئی اس وقت مہاراجہ رنجیت سنگھ
صاحب نے فتح پاکر لاہور پر قبضہ کرلیا تھا اون کے ماموں یا اُن کے والد کے ماموں
یا کوئی اور قریبی رشتہ دار مہاراجہ رنجیت سنگھ کے باپ دادا کے وقت سے خرانچی
چلے آتے تھے - وہ لاولد اور ضعیف العمر تھے - جیوں جیوں مہاراجہ کا اقبال عروج
پکڑتا گیا - انکا کام اور اعتبار بھی زیادہ ہوتا گیا - مہاراجہ صاحب ان کا بہت ادب کرتے
اور ٹھاکر کا خطاب اُن کو دیا ہوا تھا - جب کوئی معاملہ پیش آتا تو مہاراجہ صاحب کہتے کہ
ٹھاکر جی سے صلاح پوچھو - اور انہی کا مشورہ مقدم سمجھا جاتا تھا - مصر بیلی رام
کی والدہ نے جب دیکھا کہ اتنے کُنبے کا گذارہ مشکل سے چلتا ہے - تو اپنے پتی سے کہا
کہ ٹھاکر جی ہمارے رشتہ دار ہیں - باوجوداون کے اس قدر اقبال کے پھر ہم ایسی تنگ
حالت میں اوقات گذاری کریں کیا بہتر ہو کہ ایک لڑکے کو لاہور نے جاکر اون کے ذریعہ
نوکر کرادو - چونکہ مصر بیلی رام جسکا پہلے کچھ اور نام[۱] تھا - کچھ تھوڑا لکھہ پڑھ جانتا تھا
اپنے باپ کے ہمراہ لاہور میں گیا - اور ٹھاکر جی نے اُسکو توشہ خانہ میں اپنے ماتحت
رکھ لیا - کیونکہ وہ ایک تو ضعیف العمر تھے - دوسرا ہر وقت پوجن وغیرہ میں مشغول رہتے تھے
توشہ خانہ میں ہر چیز کا رکھنا اور نکالنا اسکے ہاتھ سے ہونے لگا - اور انہوں نے بہت عمدہ
واقفیت حاصل کر کے نہائت ایمانداری سے اپنا اعتبار یہاں تک بڑھایا - کہ ٹھاکر جی نے
کل توشہ خانہ کی چابیاں اُس کو دے دیں - یہ حال دیکھ کر ٹھاکر جی کے ماتحت ناحسد
سے جل اٹھے کیونکہ اون کو یہ امید تھی - کہ ٹھاکر جی کے مرنے کے بعد ہم توشہ خانہ کے

[۱] یہ نام مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب نے ایسے موقع پر [illegible] جب [illegible] جلتے تھے [illegible] آواز آتی تھی کہ رام بیلی [illegible] وقت سے بھی ادنکے ہمراہ تھے [illegible] اس واسطے بیلی رام کے نام سے پکارا گیا ۔

کے مالک ہوں گے۔ لیکن جب دیکھا۔ کہ اوں کی زندگی میں ہی مصر بیلی رام نے کام سنبھال لیا ہے۔ تو اب ہم کو کون پوچھے گا۔ اس بغض سے انہوں نے منصوبہ بنا کر مہاراجہ صاحب سے عرض کیا۔ کہ ٹھاکر جی ضعیف ہو گئے ہیں۔ اور کسی قدر بیمار بھی ہیں۔ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔ اب وہ خود توشہ خانہ کو نہیں سنبھال سکتے۔ ایک خورد سال ناتجربہ کار کے ہاتھ میں چابیاں وغیرہ دے رکھی ہیں۔ جس نے لاکھوں روپیہ کا سرکاری نقصان کر دیا ہے۔ اس پہ مہاراجہ صاحب نے مصر بیلی رام کو بلا کر حکم دیا۔ کہ سنا جاتا ہے۔ کہ تم نے بہت کچھ سرکاری نقصان کیا ہے۔ چابیاں توشہ خانہ کی دیدو تا کہ کسی ایماندار اور تجربہ کار کے سپرد کی جاویں۔ مصر بیلی رام حیران تھا۔ اور سمجھ گیا کہ یہ کسی دشمن کا کام ہے۔ مگر باوجود شاہی حکم کے بھی چابیاں دینے سے انکار کیا۔ اور کہا کہ سرکار کی دولت ہے اور ہماری جان بھی حاضر ہے۔ لیکن میں ایک غریب آدمی دشمنوں سے ڈرتا ہوں۔ اس وقت تک توشہ خانہ میں کوئی نقصان نہیں ہوا۔ اگر میں ایسے ہی چابیاں دیدوں تو بعد میں کوئی دشمن خرد برد کر کے میرے ذمہ لگا دیوے۔ اس پر سرکار نے راجہ دینا ناتھ وغیرہ دفتریوں کے نام حکم صادر فرمایا کہ کل توشہ خانہ کاغذات دفتر سے پورا کیا جاوے۔ دوسرے روز پڑتال شروع ہوگئی۔ جو جو چیز یا نقدی دفتر میں درج تھی۔ کئی روز میں پوری کر کے معہ دفتریوں کے سرکار میں حاضر ہو کر مصر بیلی رام نے چابیاں توشہ خانہ کی سرکار کے قدموں میں رکھ کر اپنا سر جھکایا۔ اور دفتریوں نے بھی سرکار کی تسلی کرا دی کہ ہر ایک چیز پوری ہو گئی ہے۔ اس پر مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب نے مصر بیلی رام کو حکم دیا۔ کہ یہ کام بڑی ذمہ واری کا ہے ذرہ تم بڑے ہو کر پھر آنا کوئی اور نوکری مکو دی جاوے گی۔ مصر بیلی رام سیس نوا کر رخصت ہوا۔ خزانہ کی چابیاں ان مخبروں کو دی گئیں جنھوں نے شکایت کی تھی۔ اودھر جب مصر بیلی رام اپنے ڈیرہ پر پہونچا جو قلعہ کے اندر ہی تھا۔ اندازہ کیا۔ تو قریباً دس پندرہ لاکھ روپیہ یا اسے بھی زیادہ کا مال سونا چاندی وغیرہ قیمتی

چیزیں موجود ہیں - جو دفتر میں درج نہ تھیں - وجہ یہ کہ جو جو ملک مہاراجہ صاحب فتح کرتے تھے - اسکا مال توشہ خانہ میں آتا - اور تفصیل دفتر میں بھیجی جاتی تھی جو کاغذ پہونچا وہ درج ہو گیا جو نہ پہونچا وہ درج نہ ہوا - اسی وجہ سے یہ بیشی ہوئی - مصر بیلی رام ایک دھرماتما آدمی تھا اسنے اپنے دھرم کو ڈولنے نہ دیا - صبح ہونے سے پہلے ہی یہ کل مال چار ہاتھیوں پر لدوا کر شاہی محلوں کے سامنے پریٹ میں جا کھڑا ہوا - اور سرکار میں رپورٹ کرائی کہ مصر بیلی رام جاتا ہے - اور درخواست کرتا ہے - کہ ایک بار سرکار کا درشن کرے - باریابی کی اجازت ہوئی - مصر جی نے حاضر ہو کر عرض کی کہ مہاراج دفتر سے میں نے سرکاری توشہ خانہ کو پورا کر دیا - مگر یہ چار ہاتھی جو لدے ہوے کھڑے ہیں سرکار کا مال ہے - اور کسی دفتر میں درج نہیں - مگر چونکہ یہ سرکاری مال ہے - اس واسطے اسکو پیش کرنے آیا ہوں - اگر میری نیت بد ہوتی تو میں اس کو ہضم کر سکتا تھا - جب سرکار نے اس مال کو دیکھا تو اسکی ایمانداری پر خوش ہو کر اسی وقت توشہ خانہ کی چابیاں منگوا کر مصر بیلی رام کے حوالہ کر دیں - اور یہہ الفاظ فرمائے کہ مصر جی اب ہمارا تمہارا حساب اگلی درگاہ میں ہوگا - چنانچہ ایسا ہی ہوا تا زندگی مصر بیلی رام کا حساب کسی نے نہیں لیا *

بھائی صاحبان اگر اس خاندان کا مفصل حال بیان کیا جاوے - تو طول ہو جاتا ہے - اس لئے اس خاندان کے عروج و نزل کو اور جو صدمات زمانہ کے انقلاب سے اس خاندان پر گذرے اونکو یہاں چھوڑتا ہوں - کیونکہ مجھ کو صرف اپنا جیون گذشتہ اور شاکتک دھرم کے حالات جو دُراچاری لوگوں نے تنتر شاستر بنا کر متھن ۔۔۔ مدرا - اور مانس آدک کو مکتی کا سادھن ٹھہرا کر جھوٹھے مارگ اور بھرشٹ آچار اور وبھچار چلا کر - ماتا - بھگنی - پتری اور پتا کی بھگنی سے سما گم کرنا وغیرہ نردوش ٹھہرا کر سنسار بھر کا ستیاناش کر دیا ہے - اور بھارت کی پوتر بھومی کو کلنک کر کے بدنام کیا - دکھلانے ضرور ہیں

صاحبان - میں بھی عین عروج کیوقت اسی خاندان میں پیدا ہوا - جس کا اوپر میں نے بطور مختصر ذکر کیا ہے - اگر آپ پوچھو کہ میرا اس خاندان سے کیا تعلق ہے - تو میں یہ کہنے کو تیار ہوں کہ ان پانچوں بھائیوں کی جنکا میں نے شروع میں ذکر کیا ہے - صرف ایک ہی ہمشیرہ تھی - جس کا میں بیٹا ہوں - اب آپ خیال فرما سکتے ہیں - کہ جس میری والدہ کے ایسے پانچ بھائی دربار شاہی کے رکن ہوں - وہ اپنے آپ کو کیسا خوش نصیب سمجھتی ہوگی - علاوہ اس کے ہم آٹھ بھائی ایک ماں باپ کے بیٹے - تین مجھ سے بڑے - اور چار مجھ سے چھوٹے سب اسی گھرانے میں پیدا ہوئے - اور ہمارا اس خانداں میں اچھا قدر تھا - اور ہمارے پتا کی اس خاندان میں نہایت عزت کی جاتی تھی - کچھ عرصہ کے بعد جب اس خانداں کو بہت سے صدمات پہونچے تو مجبوراً ہمکو بھی اس خانداں سے علیحدہ ہونا پڑا - جب ہم اس خاندان سے علیحدہ ہوئے - تو تخمیناً ایک لاکھ روپیہ کے قریب نقد - اور زیورات وغیرہ سوائے سامان متفرق خانگی کے میری والد کے قبضہ میں تھا - کیونکہ وہ خود بھی گورنمنٹ خالصہ کی ملازمت میں اچھے اچھے عہدوں پر ممتاز رہے - بعدہٗ شروع عملداری انگریزی میں وہ ایک ضلع کے خزانچی مقرر کیئے گئے آخرش اس ملازمت سے ۱۸۰۰ء میں انعام لے کر الگ ہو گئے اور اپنی آخری عمر میں کاشی جی میں نواس کر کے شریر کو تیاگ کر دیا - پھر اتری گن ہو تو آپنے میری پیدائش کا حال سن لیا - اب یہ بتلاتا ہوں کہ شاکتک مت کا لبش مجھکو کہاں سے ہوا - اور کس طرح اس دھرم کی پراپتی مجھکو ہوئی - اور کیا کیا اس مت سے میں نے لابھ اوٹھائی اور کس طرح اپنی پوتر جیون کو بھرشٹ کیا +

جب میرے پتا جی شروع عملداری انگریزی میں خزانچی مقرر ہوئے - تو میری عمر اُسوقت قریباً نو دس برس کی تھی - مجھکو بھی اپنے چھوٹے بڑے بھائیوں کے ہمراہ اونکے پاس رہنے کا اتفاق ہوا آپ پدرانہ محبت کو جانتے ہی ہونگے - اسپر بھی بہ نسبت اور بھائیون کے

پتاجی مجھ سے ہی زیادہ پیار کرتے تھے۔ مگر کوئی دن بیچ میں ایسا آجاتا کہ پتاجی یا تو خود ہم سے علیحدہ ہو جاتے۔ یا ہمکو علیحدہ کر دیتے۔ جسکا ہم سب بھائیون کو دُکھ معلوم ہوتا کئی بار ہمنے اپنی چھوٹے بڑے بھائیون سے اُسکا باعث پوچھا۔ لیکن وہ بھی مثل میری ناواقف اور بھی خوردسال تھے۔ کچھ ٹھیک نبتلا نہ سکے۔ بلکہ میری اس جستجو میں شریک ہو گئے۔ ایک دن ہم نے اپنی ماتا جی سے پوچھا۔ اُنہوں نے بھی کوئی وجہ نہ بتلائی صرف یہ کہا کہ کوئی دھرم کا معاملہ ہے۔ جب تم بڑے ہو گے تو پتا تُم کو خود ہی بتلا دینگے۔ اوسوقت ہم سب بھائیون کو دھرم کی کوئی خبر نہ تھی۔ کہ دھرم کیا وستو ہوتی ہے اور نہ ہی زمانہ کے حالات کو خورد سالی کے باعث ٹھیک سمجھ سکتے تھے۔ کچھ عرصہ اور کھیل کود میں گذر گیا +

اسی عرصہ میں ہم بھائیون کی تعلیم بھی شروع ہو گئے۔ میں نے تو پہلے پہل شاستری کا پڑھنا شروع کیا۔ اور میرے دوسرے بھائیوں نے فارسی وغیرہ۔ دو سال تک مجھکو اپنے ودیا گورو کے پاس رہنے سے جنکا میں شِشّ تھا۔ صرف اتنا گیان ہوا کہ ضرور دھرم کوئی اچھی وستو ہے۔ مگر اس کی ماہیت کو نہ سمجھ سکتا تھا۔ ایک روز میں نے اپنے گوروجی سے پوچھا کہ مہاراج دھرم کیا وستو ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ جو باپ دادا کا دھرم ہو۔ وہی دھرم پتر کا ہوتا ہے۔ اور اُسی کو گرہن کرنا اُچت ہے۔ اور اُسی سے کلیان ہوتا ہے۔ اور اُسی سے مکتی پراپت ہوتی ہے۔ اسپر مجھکو شوق ہوا۔ کہ دھرم کو گرہن کرنا چاہئے مگر چونکہ اب میری سمجھ ذرا اچھی ہو گئی تھی۔ وچار کیا کہ پتاجی سے کسی ایسے موقعہ پر اور اسطرح کر کر نا چاہئے کہ کوئی بے ادبی وغیرہ بھی نہ ہو۔ اور میں بیوقوف پایا جاؤں۔ اسواسطے میں نے اپنے سے بڑے بھائی سے مشورہ کیا۔ کہ چلو پتاجی سے پوچھیں غرضکہ ہم دونوں بھائی بڑی دلیری سے پتاجی کے پاس گئے۔ اور پرارتھنا کی کہ ہمنے سنا ہے اور ہماری سمجھ میں بھی آیا ہے۔ کہ جو پتا کا دھرم ہو پتر کو اوسی گرہن کرنا چاہئے۔ لیکن ہم نہیں جانتے کہ دھرم کیا وستو ہے۔ اور اس میں کیا کیا ہوتا ہے۔ اور وہ کس طرح کیا جاتا ہے۔ اور اس کے

کرنے سے کیا لابھ ہوتا ہے - آپ کرپا کر کے ہمکو بتلا دیں - یہ سنکر ہمارے پتاجی پہلے تو کچھ خاموش ہو گئے - لیکن تھوڑی دیر کے بعد فرمانے لگے کہ ابھی بہت وقت ہے - تم کو تعلیم حاصل کرنے کے بعد سب کچھ معلوم ہو جاویگا - یہ دھرم نہائت مشکل ہے - اس پر چلنا گویا تلوار کی دھار پر چلنا ہے - پھر میری طرف مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ عنقریب تمہاری شادی ہونے والی ہے - تمہارے خُسر کا اس دھرم میں پورنا بھی[1] کھیکی اور بڑی وِدوان ہیں شادی کے موقعہ پر اُن سے ذکر کر کے تجویز مناسب کی جاوے گی ؛

ناظرین اگرچہ میں اصل حالات سے ناواقف بھی تھا - مگر ایسی لگن لگی - کہ دن رات شادی کے موقعہ کا منتظر رہنے لگا - اسواسطے کہ مجھکو شادی کی کوئی خوشی نہ تھی - بلکہ اسواسطے کہ وہ دھرم وستو جسکو میں سب سے اُتم سنتا تھا - اس موقعہ پر مجھکو پراپت ہوگی ؛

بھائی صاحبان دلون کا شمار کرتے ہوئے وہ موقعہ قریب آگیا - لیکن ایسا اتفاق ہوا کہ میرے پتاجی کو رخصت نہ ملی - مین اپنے چھوٹے بڑے بھائیون کے ہمراہ معہ اپنی ماتا کے وطن میں پہونچا - جہاں میرے کٹنب کے بزرگ آگے ہی موجود تھے یہ میرا وطن پنڈ دادن خان کے علاقہ میں لب دریا جہلم احمد آباد جو کسی زمانہ میں اچھا مشہور شہر تھا - ہے

لیجئے اب میری شادی کا دن بھی آگیا - جس کا میں عرصہ سے منتظر تھا - اور میں معہ برات اور اپنے بزرگوں کے اپنے سسرال یعنے قصبہ بھیرہ[2] میں پہونچ گیا - جب لگن کا مقررہ وقت آیا - تو پنڈت صاحبان جو پہلے ہی وہان موجود تھے - پورا نمک رہتی

---

[1] پورنا بھی کھیکی وہ ہوتا ہے - کہ جسکو کامل اختیارات شِشں وغیرہ بنانے کے ہون ؛

[2] یہ شہر احمد آباد کے بالمقابل دریا کے پار دو کوس کے فاصلہ پر واقعہ ہے ؛

سے وید منتر پڑھ کر میری شادی کرانے میں مصروف ہوئے۔ مگر میں اس سوچ میں تھا کہ پنڈت جی سے دھرم وستو کس طرح پراپت ہو۔ میں ان سے ابھی بالکل ناواقف ہوں۔ مگر میں نے اپنے دل کو اس طرح تسلی دی کہ دو چار روز میں واقفیت ہو جانے پر خود ہی دریافت کر لونگا۔ خیر شادی ہو گئی۔ برات والے اور دیگر میرے رشتہ دار تو آرام کے واسطے ڈیرہ پر چلے گئے۔ اور مجھکو زنانہ رسومات ادا کرنے کے واسطے پنڈت جی کے مکان میں ہی ٹھیرنا پڑا۔ وہاں جو جو رسومات مجھ سے کرائی گئیں اونکا یہاں ذکر کرنا فضول ہے۔ رسومات کے بعد کھانا میرے آگے رکھا گیا۔ میں کھاتا بھی جاتا اور ادھر اپنے خُسر صاحب کو دیکھتا۔ کہ وہ کسی قسم کی تیاری کر رہے ہیں۔ اور اون کا اسباب بندہ رہا ہے۔ میں حیران تھا۔ کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ اِدھر تو اون کے گھر میں برات آئی ہوئی ہے۔ ادھر یہ تیاری کیسی۔ مگر ناواقفی کے باعث اور شرم کی وجہ سے پوچھ نہیں سکتا تھا۔ جب میں کھانا کھا چکا۔ اور اُدھر پنڈت جی کا اسباب بھی بندھ گیا تو پنڈت جی میرے پاس آئے۔ اور بڑی آہستگی سے کہا۔ کہ دیکھو اب تم ہمارے پُتر ہو۔ تمہارے پتا جی نہیں آسکے۔ یہ شادی کا موقعہ ہے۔ دونوں طرف تمہاری عزت ہے۔ مجھکو ایک ایسا کام ضروری آپڑا ہے۔ کہ میں اسی وقت جانے کو تیار ہوں۔ وہ کام یہ ہے۔ کہ ہمارے دھرم مین شوراتری کا بڑا پرب ہوتا ہے۔ اور اس روز گورو پوجن کیا جاتا ہے۔ دوُر دوُر سے میرے شِشّ گورو پوجن کے واسطے آئے ہوئے ہیں۔ کل مجھ کو ضرور چھاونی شاہ پور میں پہونچ جانا چاہئے۔ کیونکہ پرسو شوراتری ہے۔ میں نے شرم کی وجہ سے کوئی جواب نہ دیا۔ اور وہ اُٹھ کر چلے گئے۔ رات بھی صرف ایک پہر باقی رہ گئی تھی اُس وقت میری بڑی بھابی جو میرے چچا زاد بھائی کی استری تھی جس کو میں پہلے بھی جانتا تھا۔ میرے پاس آئی اور کہنے لگی۔ کہ اب تم آرام کرو۔ اس سے میں نے یہ کہا کہ آرام

کیا کروں مجھکو تو ایک بڑی نا امیدی ہوگئی ہے - وہ یہ کہ پنڈت جی سے کوئی خاص ذکر کرنا تھا - اب وہ جاتے ہیں - میری ابھی اُن سے پوری واقفی نہیں - نہ معلوم پھر کب اتفاق ہو کروں تو کیا کروں - اُس نے میری تسلی کی - اور کہا جو کچھ پوچھنا ہو - ابھی پوچھ لو میں اون کو بلا لاتی ہوں - چنانچہ وہ گئی - اور سب استریوں کے روبرو اُس نے پتا جی سے یہ کہا کہ سنت آپ سے کچھ علٰحدہ کہنا چاہتا ہے - پنڈت جی تو میرے پاس چلے آئے - مگر استریوں میں اس بات کا کچھ اور ہی اثر ہوا - اور اُن کو تعجب ہوا کہ پہلے ہی دن یہ علٰحدگی میں کیا ذکر کرتا ہے - جہاں ہماری گفتگو ہونے والی تھی - سب استریاں پوشیدہ طور پر پوہڑیوں میں کھڑی ہوگئیں جو ہمارے بالکل قریب تھیں - میں نے بڑی شرم وحیا اور ادب سے عرض کیا کہ میں نے دھرم کا صرف نام ہی سنا ہوا ہے - اور یہ بھی سُنا ہوا ہے - کہ جو دھرم پتا کا ہو وہ پُتر کو اوشش گرہن کرنا چاہئے - مگر میں اس کی اصلیت سے ابتک بالکل ناواقف ہوں - ایک روز میں نے اپنے پتا جی سے پوچھا تھا - اُنہوں نے مجھکو اس موقع کا منتظر کیا اور فرمایا کہ شادی کے موقع پر پنڈت جی سے مشورہ کر کے تجویز مناسب کی جاوے گی اب دیکھتا ہوں کہ اون کو رخصت نہیں ملی - اور ادھر آپ جاتے ہیں - اگرچہ یہ موقع عرض کرنے کا نہ تھا - لیکن میں اس موقعہ سے نا امید ہو کر کسی اور وقت کی انتظاری کی تکلیف اٹھانا مشکل خیال کرتا ہوں - پہلے تو وہ بھی خاموش ہو گئے - پھر فرمایا کہ اگر تمہارے یہ خیال ہیں تو میں بہت ہی خوش ہوں - اگرچہ اس دھرم کی پراپتی مشکل ہے تاہم اگر تم میرا خط لے کر راولپنڈی یا کانگڑہ یا امرتسر جاؤ تو وہاں جو مہاتما پورنا بھی کھیکی موجود ہیں - میری سفارش سے تم کو دھرم کا اُپدیش کر دیویں گے - پنجاب میں صرف پانچ چھ مہاتما ہیں - جن کو باقاعدہ اُپدیش دینے - اور شِشّ بنانے کا اختیار حاصل ہے - میں نے کہا کہ جہاں آپ حکم دیویں میں جانے کو تیار ہوں - پھر انہوں نے پتری دیکھ کر

فرمایا کہ چار پانچ ماہ تک تو کوئی اپدیش کرانے کا مہورت نہیں بنتا - اگر تمہارے پتاجی مجھ کو
پہلے لکھہ دیتے تو چھاونی شاہ پور میں بابو پیاری موہن چٹرجی بنگالی جو محکمہ پرمٹ بیس مجال
تک کے ہیڈ کلارک ہیں - پونا بھی یکیکی موجود تھے - اور مجھ سے وہ تنتر شاستر کے گرنتھ
پڑھا کرتے ہیں - میں اون کو ہمراہ لے آتا - اور شب راتری کے دن وہ تمکو یہاں ہی
اپدیش کر جاتے - مگر ایسے موقع پر اب یہ مشکل ہے - اتنی بات کو میری ساس جو قریب ہی
پوشیدہ طور پر ہماری گفتگو سن رہی تھی آموجود ہوئی - اور پنڈت جی سے کہنے لگی - کہ غیر لوگ
تو ہمارے گھر میں آکر اپدیش لیویں اور اس کو اوروں کے پاس بھیجو - خود ہی کیوں نہیں
کر دیتے اس پر انہوں نے فرمایا - کہ ہمارے دھرم میں یہ لکھا ہے - کہ پتا پتر کو اپدیش
نہ کرے چونکہ اب اس کا اور ہمارا سنبدھ پتا پتر والا ہو گیا ہے - اس واسطے میں مجبور
ہوں - چونکہ وقت تنگ ہو گیا تھا - میری تسلی کر کے وہ تو روانہ شاہ پور ہو گئے - اور
میں بہت مایوسی کی حالت میں صبح تک پڑا رہا - صبح ہوتے ہی ایک جوتشی صاحب سے
جو اوسی خاندان کے بزرگ تھے میں نے یہ تجویز لڑائی - کہ برائے مہربانی میری روانگی کی
کوئی تجویز آج ہی کر دیں اس پر انہوں نے استریوں میں آکر یہ کہا کہ ڈوبی کا آج ہی مہورت
ہے - اگر آج روانہ نہ کروگے تو پانچ ماہ تک اِن کو گھر سے باہر رہنا پڑے گا - اس سے
یہ تجویز بہتر ہے - کہ برات تو ہمارے گھر میں رہے - اور ڈوبی صرف مہورت کرنے کے واسطے
بھیجدی جاوے - بعد مہورت پردیش رات کو واپس آجاوینگے - سب نے اس بات کو منظور
کر لیا - اور میں نے بھی اس موقعہ کو غنیمت سمجھا - کھانا کھانے کے بعد میں تو گھر میں
پردیش کرنے کے واسطے روانہ ہوا - فاصلہ صرف دو کوس ہی کا تھا - دوپہر کے کچھ پیچھے
اپنے گھر پہونچگیا - اور جاتے ہی اپنی ماتا سے کہہ دیا کہ خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو مجھکو کل شاہ پور
ضرور پہنچ جانا ہے - ہر چند انہوں نے اصرار کیا - اور سمجھایا کہ یہ موقع جانے کا نہیں - برات

تمہاری شمسر المسن ہے بزرگی یہاں پہنچے پھر کبھی چلے جانا۔ لیکن میں نے ایک نہ مانی اوسی شادی والی پوشاک جامہ وغیرہ سے ایک خچر پر سوار ہو کر شام کے وقت بطرف چھاونی شاہ پور روانہ ہو گیا۔ رات ہی رات میں میں نے ۲۰ کوس کی منزل کو طے کر لیا۔ آگے دریا تھا۔ اوس پر صبح تک انتظاری کرنی پڑی آخر کو بعد عبور دریا دوپہر کے قریب قریب میں چھاونی میں پہونچ گیا۔ اور اپنی خسر صاحب کا مندر پوچھتا ہوا جا پہنچا۔ آگے کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں میلہ جمع ہے۔ اور پنڈت جی مندر میں براجمان ہیں۔ اونکی شش پھول وغیرہ اون پر چڑھا رہے ہیں۔ جب میں مندر کے آگے سے گذرا تو پنڈت جی نے مجھ کو اندر سے دیکھ کر پہچان لیا۔ کیونکہ اور کوئی آدمی مجھکو نہیں جانتا تھا۔ انہوں نے اپنے دو یارتھیوں کو حکم دیا۔ کہ دیکھو یہ سنت آگیا ہے اسکی خاطرداری کرو۔ چنانچہ اُن دو یارتھیوں نے بڑی عزت سے مجھکو ایک مکان میں اوتارا اور شربت وغیرہ کی تیاری کی اتنے میں ایک اور دیارتھی آیا اور اوس نے کہا کہ پنڈت جی کہتے ہیں۔ کہ اگر اشنان نہ کیا ہو تو کر کے بابو جی کے پاس چلے جاؤ میں نے تمہارا ذکر اوں سے کیا ہوا ہے۔ چنانچہ میں بعد اشنان ایک ودیارتھی کے ہمراہ بابو جی کے مکان پر پہونچا۔ جاتے ہی انہوں نے مجھکو پہچان لیا[1] اور فرمایا کہ پنڈت جی نے تمہارا ذکر کیا تھا۔ مگر یہ امید نہ تھی کہ تم آج ہی آسکو گے۔ خیر بہت اچھا کیا کہ آگئے ہو پھر انہوں نے اپنے نوکر کو آواز دے کر حکم دیا۔ کہ پوجن کی کوٹھری میں ایک اور آسن بچھا دو۔ اور مجھکو ہمراہ لے کر اُس میں جا داخل ہوئے۔ جہاں بہت کچھ سامان اور سامگری پوجن کی رکھی ہوئی تھی۔ مجھکو ایک آسن پر بیٹھنے کی آگیا ہوئی۔ اور خود بھی ایک آسن پر بیٹھ گئے۔ اور کچھ پڑھنا شروع کیا۔ اسکے بعد دو پاتر نکالے۔ اور قریب ہی ایک چاندی کا گھٹ[2] ہوجود

(۱) بابو جی کا خود بخود مجھکو پہچان لینا یہ کوئی کرامات نہ تھی ایک تو میرا ذکر پہلے اون سے ہو چکا تھا۔ دوسرا میرے بار چات جامہ وغیرہ تبلا رہے تھے۔ تیسرا پنڈت جی کا ودیارتھی ہمراہ تھا۔ (۲) کلش یا گھنٹہ

تھا۔ اسمیں سے کچھ وستو نکیں جو شکل شربت کے دکھائی دیتی تھی۔ نکالکر دونوں پاتروں میں ڈال دی اور منتر پڑھ کر ایک پاتر تو خود اٹھا لیا۔ اور دوسرا مجھ کو دے کر کہا۔ کہ پی جاؤ جب مین نے اس وستو کو پیا۔ تو یہ معلوم ہوا کہ میرے حلق کو چیر کر پیٹ میں کھلبلی جا ڈالی ہے۔ میں نے خیال کیا کہ یہ کوئی تیزآب غلطی سے مجھ کو دیا گیا ہے۔ اب جان بچنی مشکل ہے۔ مگر پھر جلدی خود ہی سمجھ گیا کہ یہ شراب خانہ خراب ہوگا۔ پیارے سترو یہ پہلا ہی موقعہ تھا۔ کہ میں نے اس پوجن رچنا کو دیکھا۔ اور یہ موذی جسنے لاکھوں آدمیوں کا ستیاناش کر دیا ہے۔ اور گھرانے کے گھرانے تباہ کر دئے ہیں میرے حلق سے گذرا۔ مچھلی کا کباب وہاں موجود تھا۔ وہ بطور نُکل مجھکو دیا گیا۔ اور آ گیا ہو گئی۔ اب تم جاؤ شام کے قریب پھر آنا۔ اُس وقت تمکو ابدیش کیا جاوے گا، آہ یہ کیسا ہی بُرا وقت تھا۔ کہ جب دھرم کی تلاش کرتے کرتے میں نے اپنے امولک جیون کو دھرم میں پھنسا کر پاپوں کی ناقابل برداشت گٹھری اپنے سر پر لی اور باوجود ایک پشتینی سنت کے مانس بھکھن کرنا پڑا جب میں وہاں سے روانہ ہوا۔ تو اس تیز شراب کے حلق سے گذرنے کی جو تکلیف مجھکو ہوئی اُس کا اندازہ میں خود لگا سکتا ہوں۔ اور اپنے پتاجی کے اوس سخن کو یاد کرتا تھا۔ کہ وہ سچ فرماتے تھے۔ کہ یہ دھرم تلوار کی دھار ہے۔ دراصل اس میں .... شراب کا پینا ہی مشکل ہے۔ ورنہ اور کوئی مشکل بات نہ ہوگی۔ ابھی یہ معلوم نہ تھا۔ کہ اس دھرم میں اور کیسی کیسی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔

صاحبان حسب الحکم ابو صاحب شام کے وقت میں پھر اون کے مکان پر گیا۔ اور وہ مجھ کو اُسی پوجن کے مکان میں لے گئے۔ وہاں آسنوں پر بیٹھ کر انگ نیاس وغیرہ شروع ہوئے۔ میں تو کچھ جانتا ہی نہ تھا۔ وہ منتر پڑھتے جاتے تھے۔ اور مجھ کو جو اشارہ کرتے اوس کی تعمیل کرتا جاتا۔ ایک موقعہ پر اُنہوں نے فرمایا۔ کہ اب تم گایتری منتر کا اوچارن

کرو۔ اِس کے جواب میں مجھکو یہ کہنا پڑا۔ کہ مہاراج میں گایتری[1] منتر نہیں جانتا۔ اس پر اون کو بڑا کرودہ آگیا۔ نیتر اون کے لال ہو گئے۔ شراب تو پیا ہوا تھا۔ شیر کی طرح گرجے اور کہا۔ کہ دیکھو یہ کیسا دیش ہے۔ برہمن کا پتر ہو کر گایتری منتر تک نہیں جانتا جو برہمن سندھیا گایتری نہیں کرتا۔ وہ چنڈال کے سدرش ہے۔ تم نے ہمارا سب سامان بھرشٹ کر دیا۔ جاؤ یہاں سے نکل جاؤ ورنہ ابھی بھسم کر دونگا۔ میں مارے خوف کے بمقول قہر درویش بر جان درویش باہر نکل آیا۔ اودھر اونہوں نے پنڈت جی کے پاس آدمی روانہ کیا میں حیران تھا۔ کہ یہ ہوا کیا۔ اتنے میں پنڈت جی آ گئے۔ اور اُنہوں نے بابو صاحب کے غصہ کو ان لفظوں سے فرو کیا۔ کہ بابو جی کرودہ نہ فرمایئے۔ کیونکہ یہ ابھی بالک ہے۔ اور علاوہ اِس کے جب اتنی کرپا اِس پر آپ کرنے لگے ہو کہ شانبھوی ودیا جو سب ودیاؤں سے اَتی اُتم ہے۔ اِس کو دو گے تو کیا گایتری منتر کا آپ اِس کو اپدیش نہیں کر سکتے۔ اِس پر وہ کسی قدر راضی ہو گئے۔ اور فرمایا۔ کہ آج ہم صرف گایتری منتر کا ہی اپدیش کریں گے۔ باقی پھر کسی موقعہ پر دیکھا جاوے گا۔ میں نے اِس کو غنیمت سمجھا۔ اور شکر کیا کہ اون کا کرودہ تو شانت ہوا ہے۔ اب خوف تھا۔ تو صرف یہ کہ اندر جانے پر اور شراب نہ دے دیویں۔ ورنہ سخت تکلیف ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اونہوں نے گایتری منتر کا اپدیش کر کے مجھکو باہر نکال دیا نہ معلوم خود کیا کرتے رہے۔

میں اپنے خسر صاحب کے مندر میں آیا اور رات کا بھوجن کر کے سو گیا۔ دل میں حیران تھا۔ اور سوچ رہا تھا۔ کہ میری کوشش کا نتیجہ کیا نکلا۔ جیسا تھا ویسے کا ویسا ہی رہا صبح

(۱) میں کیا اس دیس میں بہت لوگ گایتری منتر نہیں جانتے۔

اُٹھتے ہی میں نے اپنے خسر صاحب سے کہا کہ اب میں گھر تو واپس نہیں جا سکتا جب تک اصلی دھرم کا مجھ کو اپدیش نہ ہو جاوے۔ اِس پر اونہوں نے فرمایا۔ کہ یہ بھی تمہارا گھر ہے۔ جب تک دل چاہے یہاں ہی رہو۔ دو تین ماہ کے بعد کوئی چاند گرہن آنے والا تھا۔ اونہوں نے وعدہ کیا۔ کہ اس گرہن میں تم کو ضرور اپدیش دینگے بہتر ہو گا کہ اس عرصہ میں تم پٹل اور پدھتی گوچ سہسر نام استوتر آدک پڑھ لو۔ اور اگر موقعہ ملے تو اور بھی تنتر شاستر کے گرنتھ دیکھتے اور سنتے رہو۔ مجھے بھی ان کے پڑھنے اور دیکھنے کا شوق ہو گیا۔ دس پندرہ روز میں فوارن دیوتا کا پنچانگ میں نے پڑھ لیا۔ جس کا مجھ کو اپدیش ہونے والا تھا۔ اِس کے بعد اور گرنتھوں کو پڑھنا اور سننا شروع کیا۔ چنانچہ جتنا عرصہ وہاں رہا یہ گرنتھ میں نے پڑھے اور سُنے *

(۱) کاماکھیا تنتر .... कामाख्यातन्त्र १
(۲) سمیاچار تنتر .... समयाचारतन्त्र २
(۳) کوَل تنتر .... कौलतन्त्र ३
(۴) نروتر تنتر .... निरुत्तरतन्त्र ४
(۵) کبجکا تنتر .... कुब्जिकातन्त्र ५
(۶) یوگنی تنتر .... योगिनीतन्त्र ६
(۷) کلارچن تنتر .... कुलार्चनतन्त्र ७
(۸) اڈریائل تنتر .... उड्डयलतन्त्र ८
(۹) چارسار تنتر .... चारसारतन्त्र ९
(۱۰) نیل تنتر .... नीलतन्त्र १०
(۱۱) نربان تنتر .... निर्वाणतन्त्र ११

(۱۲) وام کیشر تنتر —	वामकेश्वरतंत्र	१२
(۱۳) وملا تنتر —	विमलातंत्र	१३
(۱۴) بھیرو تنتر —	भैरवतंत्र	१४
(۱۵) گوتمی تنتر —	गौतमीतंत्र	१५
(۱۶) اگست سنگھتا —	अगस्त्यसंहिता	१६
(۱۷) کلارنو سنگھتا —	कुलार्णवसंहिता	१७
(۱۸) گیانیشر سنگھتا —	ज्ञानेश्वरसंहिता	१८
(۱۹) دیوی رہس —	देवीरहस्य	१९
(۲۰) تارا رہس —	तारारहस्य	२०
(۲۱) کالی رہس —	कालीरहस्य	२१
(۲۲) کلپ لتا —	कल्पलता	२२
(۲۳) شکتی یامل —	शक्तियामल	२३
(۲۴) شکتی سنگم —	शक्तिसंगम	२४
(۲۵) کوماری کلپ —	कुमारीकल्प	२५
(۲۶) وجیا کلپ —	विजयाकल्प	२६

ان کے علاوہ اور بھی صدہا گرنتھ اس دھرم کے ہیں۔ جن کے دیکھنے کا مجھ کو موقعہ نہیں ملا۔ یہ کل گرنتھ جن کا میں نے اوپر ذکر کیا۔ میرے خسر صاحب کے پستک آلہ میں موجود تھے جو کچھ میں نے ان گرنتھوں میں ... پڑھا یا سنا یا ان کی بدولت مجھ پر گذرا موقعہ بموقعہ عرض کرتا جاؤں گا۔

انتظاری کے بعد وہ گرہن کا دن آگیا۔ میرے گورو مہاراج نے اسی طرح پوجن کا سامان

سجایا جیسا کہ شو ر تری کھا ۔ کھوڑ شش پاتر بھی استھاپن کیٔے گیٔے ۔ گھٹ بھی موجود تھا یعنی بہیر پاتر
شکتی پاتر ۔ بھوگ پاتر وغیرہ سب اپنی اپنی جگہ رکھے ہوئے تھے ۔ جب خاص گرہن کا
وقت ہوا ۔ تو مجھ کو اوسی پوجن کے مکان میں بلایا گیا ۔ میں اندر جا کر کیا دیکھتا ہوں کہ
بہت عمدہ رچنا رچی ہوئی ہے ۔ علاوہ اس رچنا کے یہ بھی دیکھا کہ بارہ پنڈت صاحبان نے
نے جن کو میں پرم ویشنو جانتا تھا ۔ اور ہر روز دیکھتا تھا ۔ کہ گل وشنو دھرم کے چن
دھارن کیٔے ہوئے ہر وقت وشن وشن کہتے ہوئے ہر ایک کو وشنو دھرم کا اپدیش
کرتے تھے ۔ اپنے آگے مدرا اور مانس کا پاتر دھرے بیٹھے ہیں ۔ یہ دیکھ کر سخت متعجب
ہوا ۔ مگر مارے خوف کے کچھ بول نہ سکا ۔ اور نہ ہی کچھ دریافت کر سکا ۔ گورو مہاراج نے
مجھ کو اپنے سمیپ بٹھا کر انگ نیاس کرائے ۔ اور نوارن دیوتا کا یہ منتر اپدیش کیا ۔ اوم
اینگ ۔ ہرینگ ۔ کلینگ ۔ چاؤنڈا ییٔی وچے ۔۔ ऊँ ऐं ह्रीं क्लीं चामुण्डायै विच्चे
جس کا آجتک میں ارتھ نہیں جانتا ۔

اس کے بعد گنگ گن پتیٔ نمہ ۔ ٹم بیکائے نمہ ग ग गणपतये नमः ...बटुकाय नमः
۔۔۔ وغیرہ دیوتاؤں کے متعلقہ منتر مجھکو اپدیش کیٔے گیٔے ۔ بعد ازاں گورو پادکا منتر
کا اپدیش ہوا ۔ پھر مجھ کو ابھی شیک کیا گیا ۔ جیسے سکھ لوگ پاہل یا عیسائی لوگ بپتسمہ دیتے
ہیں ۔ یعنی ایک پاتر میں جل ڈال کر گورو نے میرے سر پر ہاتھ رکھا ۔ اور منتر پڑھ پڑھ کر
کشا سے میرے سر پہ مارجن کرتے رہے ۔ اس کے بعد ترپن شروع ہوا ۔ سب نے ایک
ہاتھ میں مانس اور ایک ہاتھ میں چاول لے کر منتر پڑھ کر اوس مدرا کے پاتر سے مانس کو
تر کر کے تین دفعہ اپنی مستک پر گورو ترپن کیا ۔ اور تین دفعہ اپنے ہردے پر دیوتا کا ترپن
اسی طرح کیا ۔ اور پھر متعلقہ دیوتاؤں کے ۔ اس کے بعد پاتر بندنا ۔ یعنی شراب کا دور شروع
ہو گیا ۔ جو اکادش پاتر پر ختم ہوا ۔

اور گورو مہاراج نے مجھ کو یہ کہا۔ کہ جو منتر تمکو اُپدیش کیا گیا ہے۔ ۹ لاکھ اس کا جاپ کرنے سے تمہارا منتر سدھ ہو جاوے گا۔ کیونکہ ہمارے شاستروں میں لکھا ہے۔ کہ جتنے اکھر کا منتر ہو اوتنے لاکھ جاپ کرنے سے ایک پورسچرن ہوتا ہے۔ اور پورسچرن کے بنا منتر ایسا رہتا ہے۔ جیسے جیو کے بنا دیہ۔ کیونکہ ہماری شاستروں میں لکھا ہے۔

जीव हीनो यथा देहः पुरश्चरण हीनो तथा मन्त्रः

اور فرمایا کہ پورسچرن کی بدہی ہم پھر بتلا دینگے چند روز تم کو اور یہان رہنا چاہئے۔ تا کہ پوری واقفی ہو جاوے۔ مین نے بخوشی تمام منظور کیا۔ اور وہاں رہنے لگا۔ چونکہ دس بارہ ۱۲ اور بھی معزز آدمی اس دھرم والے چھاونی شاہ پور میں موجود تھے۔ جن میں ایک ڈپٹی ۲ شام لعل صاحب اور دوسرے بابو پیارے موہن چیٹرجی اور بابو شب ناتھ صاحب بنگالی وغیرہ یہ کل آدمی قریباً میرے خسر صاحب کے شِشی تھے۔ اور انہوں نے یہ پربندھ کیا ہوا تھا۔ کہ ہر روز رات کو چکر پوجن ہوا کرے۔ کبھی کسی کے ڈیرہ میں اور کبھی کسی کے ڈیرہ میں۔ اب مجھکو بھی روز چکر پوجن میں جانے کا اتفاق ہونے لگا۔ اور ادھر میرے گورو مہاراج نے مجھ کو اس طرح ہدایت دینی شروع کی کہ دیکھو ہمارا دھرم سب دھرموں سے اُتم ہے۔ جیسا کہ کول تنتر شاستر میں لکھا ہے کہ۔

सर्वेभ्यो उत्तमा वेदा वेदेभ्यो वैष्णवं परं ॥ वैष्णवादुत्तमं शैवं शैवाद् दक्षिणमुत्तमं ॥ दक्षिणा दुत्तमं वामं वामात् सिद्धान्तमुत्तमं ॥ सिद्धान्ता दुत्तमं कौलं कौलात् परतरं नहि

ارتھ سب دھرموں سے اوتم ویدک دھرم ہے۔ ویدک دھرم سے اوتم وشنو دھرم ہے۔ وشنو دھرم سے اُوتم شیو دھرم اور شیو دھرم سے دکھن اور دکھن سے بام اور بام سے سدھانت۔ سدھانت سے کول اور کول دھرم سے پرے کوئی دھرم

نہیں ہے - اب تم بھی کوول ہو گئے ہو - کوول دھرم میں شیو اور شکتی دونو کی پوجا ہوتی ہے - اسی واسطے وہ شاکتک دھرم کہلاتا ہے - اِس میں تارا - کالی - بال سُندری وغیرہ ونبل مہا ودیا ہیں - اور چانمنڈ انکی شروسنی ہے - مہاکال اور نیل کنٹھ آدک انکے شو ہیں - مگر یہ جو کچھ تم کو بتلایا جاتا ہے - بالکل پوشیدہ رکھنا ہوگا - کیونکہ کاای کلپتا آدک شاستروں میں یہ لکھا ہے -

मंत्रमन्त्रं तन्त्रं च योगनीवीरसंगमं॥ भैरवागमनाचार मेतत्सर्वं प्रगोपयेत्॥ प्रकाशात्सिद्धिहानिः स्यात्प्रकाशान्मृत्युरेव च॥ प्रकाशात्कुपिता देवी वलं पुत्रो विनश्यति॥

ارتھ منتر اور مدرا - استری اور پرشوں کا ملاپ - بیروں اور سادھکوں کا چکروں میں آنا - اور اون کی کل کاروای جو وہ چکروں میں کریں بالکل پوشیدہ رکھنی ہوگی اگر ایسا نہ کروگے - تو دیوی کی ناراضگی سے دھن دولت اور پتر اور سدھی ناش ہو کر مرتو کو پراپت ہو جاؤگے ؛

اس بات کو تمکو اچھی طرح خیال کر لینا چاہئے - کہ اور دھرموں میں تکلیفات ہی تکلیفات ہیں - مگر اس ہمارے دھرم میں کوئی تکلیف نہیں - ہر قسم کے بھوگ بھوگنے ہیں - اور کل دنیاوی خوشیاں اسی دھرم میں پراپت ہوتی ہیں - اور انت کو موکھ کی بھی پراپتی ہو جاتی ہے - جیسا کہ کوول تنتر شاستر میں شیوجی مہاراج نے خود فرمایا ہے

न कौलेन सदृशो धर्मः सत्यमेतन्न संशयः॥ योगी चे-
न्न च भोगी स्यात् भोगी चेन्न च योगवान्॥ योगवान् भो-
गवान् कौलः कुलधर्मी परो न हि॥

ارتھ شیوجی مہاراج پاربتی جی سے کہتے ہیں - کہ ہے پریہ کوول دھرم کے برابر اور کوئی دھرم نہیں ہے - اس میں کوئی سنشے کی بات نہیں اور دھرموں میں جو یوگ کی سادھنا کرنیوالے ہیں - اون کو بھوگ کی پراپتی نہیں ہوتی - اور جو بھوگ بھوگتے ہیں - اون کو یوگ کی پراپتی نہیں - یوگ وان اور بھوگ وان صرف کوول دھرم والے ہی پائے جاتے ہیں کوول دھرم سے پرے کوئی دھرم نہیں ہے -

پھر کہا کہ ہے شش پہلے تمکو ان باتوں کا ضرور خیال کر لینا چاہئے کہ لجا - خوف - اور کراہت اور شنکا انکو چھوڑنا ہوگا - کیونکہ ہمارے دھرم میں وہ ہی کامیاب ہو سکتا ہے - جو ان باتوں کو چھوڑ دیوے جیسا کہ ہمارے شاستروں میں لکھا ہے - دیکھو کلارنویکا

लज्जा भयं घृणा शंका सर्वथा परिवर्जयेत् ॥

پھر یہ کہا کہ ہے شش پنچ مکار ہمارے دھرم میں کام اور موکھہ کے دینے والے ہیں ہمیشہ اون کا سیون کرنا - اور وہ پنچ مکار یہ ہیں - جیسا کہ کالی تنتر میں لکھا ہے -

मद्यं मांसं च मीनं च मुद्रा मैथुनमेव च ॥ एते पंचमकाराः स्यु
र्मोक्षदा हि युगे युगे ॥

ارتھ - مدرا - مانس - اور مچھلی - اور مدرا - اور میتھن یہ پانچ مکار ہمارے دھرم میں کلیگ ویگاراتنتروں میں موکھہ کے دینے والے ہیں -

پہلا مکار مدرا ہے - اس کو تم جانتے ہی ہو - گڑ - شہد - اور کھجور اور انکو سوغیرہ دیگر اشیا کو ملا کر بنایا جاتا ہے - جیسا کہ تنتر مہودیائل گرنتھوں میں لکھا ہے کہ

गौडी माध्वी तथा पैष्टी विज्ञेया त्रिविधा सुरा ॥ नानाद्रव्योद्भवा सैव
नानाफलप्रदायिनी सर्वसिद्धिः प्रदा पैष्टी गौडी भोगप्रदायिनी
माध्वी मुक्तिकरी ज्ञेया ... राजत्वदायिनी.

ارتھ - تین قسم کا مدرا نانا پرکار کی نعمتوں سے تیار ہوتا ہے - اور نانا پرکار کے پھل بھی اوس سے پراپت ہوتے ہیں - سدھیوں کے دینے والا ہے -

عـ۲ بھوگ کی پراپتی ہوتی ہے ۔ اور عـ۳ مکتی کے دینے والا ہے ۔ اور عـ۴ راج ا
آدکوں کی پراپتی ہوتی ہے ۔

دوسرا اسکار مانس ہے اس کو شدھی بھی کہتے ہیں اور دوتیا بھی اگرچہ اس کی قسمیں
بہت ہیں ۔ مگر تنتر شاستروں میں مہامانس کی آٹھ اقسام اتی اُتم بیان کی گئی
ہیں دیکھو سمیا چار تنتر میں صاف لکھا ہے ؛

मुद्रि मांसादिकं यथा
जोनरेभाश्व महिषवराहाजमृगो: द्रुवं॥ महामांसा
इकं देवी देवताप्रीतिदायकं॥ मांसं तु त्रिविधं प्रोक्तं जलस्थ
लचरखेचरं॥ सर्वैश्चापप लं मुद्रि: अश्वदानाम संशया॥ केवलं
स्त्री पशोर्मांसं न च ग्राह्यं कदाचन॥=॥=॥=॥=॥=॥=॥

شوجی مہاراج پاربتی سے کہتے ہیں ۔ کہ ہے دیوی گؤ ۔ اور منکھ[2] اور ہاتھی[3] اور گھوڑا
اور بھینسا ۔ اور سوئر[6] ۔ اور بکرہ ۔ اور ہرن یہ آٹھ قسم کے مہامانس دیوتا کو پرسن کرنے
والے ہیں ۔ اس کے علاوہ جس قدر جیو جنتو اور پنکھی جل میں رہنے والے اور پرتھوی
پر چلنے والے اور آکاش میں اُڑنے والے سب کا مانس گرہن کرنے کی یوگ ہے
اس میں کوئی سنشا نہیں ۔ کیول پشوؤں کی استریوں کو چھوڑ دینا چاہیئے ؛

تیسرا اسکار مین یعنی مچھلی ہے اس کو تم خود جانتے ہو ۔ شاستروں میں صرف
اس قدر لکھا ہے ۔ کہ کانٹوں کے بغیر جو مچھلی ہو وہ سب سے اُتم ہے ۔ جیسا کہ
یہ سمیا چار تنتر کا واک ہے ؛

उत्तमाः कंटकैः परिवर्जिता॥=॥

چوتھا اسکار مدرا ہے ۔ جس میں پوری کچوری مٹھائی سب وستو آجاتی ہیں ۔ مگر
گھرت وغیرہ سے عمدہ بنائی ہوئی ہوں دیکھئے شاستر کا واک

अवगोधूममजं वापि छिन्नद ... मनोहरं॥=॥=॥=

اب رہا پانچوان مکار اُس کی تشریح ذرا مشکل ہے۔ مگر سنکھیپ سے تم کو بتلا دیتے ہیں۔ یہ میتھن (मैथुन) ہے۔ پنچم بھی اس کو کہتے ہیں۔ اِستری اور پُرشوں کا پرسپر ملاپ پنچم اِس واسطے کہا جاتا ہے۔ کہ عموماً پانچویں پاتر کے بعد اِس کی آگیا ہوتی ہے۔ کیونکہ اُس وقت پورا آنند ہو جاتا ہے۔ اور یہ تمیز بھی نہیں ہوتی۔ کہ کس استری کا کس پُرش سے ملاپ ہونا چاہئے۔ پُرش سب شمو سروپ اور استریاں سب پاربتی کے سمان جان کر سادھنا کر لیتے ہیں۔ اور اِس میں کوئی دوش نہیں بلکہ ہمارے شاستروں میں بڑا پُن لکھا ہے۔ دیکھو گلاچار دیپکا ॥

गवां कोटि प्रदानेन यत्पुण्यं लभते नरः ॥ तत्पुण्यं लभते देवी पंचतत्त्व प्रदानतः ॥ भगनीं वा सुतां भार्य्यां यो दद्यात् कुलयोगिने ॥ मधुमत्ताय देवेशी तस्य पुण्यं न गण्यते ॥ निज शक्तिं साधकेंद्रो यो दद्यात् कुलयोगिने ॥ सं सर्वं

... श्लो ... कौ० ... सं०:

ارتھ کروڑ گائی کے دان کرنے سے جو پُن ہوتا ہے۔ وہ پنچم کے دان کرنے سے ملتا ہے۔ اِس واسطے سادھکوں کو چاہئے۔ کہ بھگنی اور کنیا۔ اور بھاریہ آدک استریوں کو چکروں میں ایسے سادھکوں کے ارپن کریں۔ جو مد سے متوالے ہوئے ہوئے ہوں اور اپنی شکتی کو جو دوسرے سادھکوں کے ارپن کرتا ہے۔ وہ سمپورن پاپوں سے چھوٹ جاتا ہے۔ اور کروڑ کلیں اوس کے مکت ہو جاتی ہیں ॥

پھر یہ بھی لکھا ہے کہ رجسلا۔ اور چنڈالنی۔ اور چرم کاری اور ویشوا سے بھی چکروں میں وہ ہی پورک ملاپ کرنے میں کوئی دوش نہیں دیکھو رُدریامل تنتر ॥

वेश्या गृहे प्रयागं स्यात् रजस्वला पुष्करं तथा ॥ चर्मकारी भवेत्काशी सर्वतीर्थं रजस्वला ॥ ॥ = ॥ = ॥ = ॥ = ॥ = ॥

ارتھ ویشنواں کے گھر میں سماگم کے واسطے جانا مانو پریاگ کی یاترا کے برابر ہے۔ ایسا ہی رجسولا سے سماگم کرنا پشکر کے اشنان کے برابر۔ چمار کی استری سے سماگم ہو تو کاشی جی کی یاترا۔ اور رجسولا کو سرب تیرتھ بھی مانا ہے۔ پرنتو کوئی کوئی استریاں چھوڑنے کے لائق بھی ہیں۔ اون سے بھوگ کرنا شاستروں میں منع ہے۔ دیکھو کلا چار دیپکا میں آیا ہے +

व्यंगांगी विकृतांगी च न्यूनांगीमधिकांगता
[illegible] रजस्वला च जीर्णा लीना केशदंतविवर्जिता ॥=॥=॥=॥

ارتھ جس کے ہاتھ پیر انگ ڈنگی ہوں یا جسکا کوئی انگ کم یا زیادہ ہو۔ کم بدھ ونتی ہو اور جو رجسولا نہ ہوئی ہو۔ اور جس کے بال اور دانت نہ رہے ہوں +

جب شیخ مکارم نے شو پنڈت کو دلیں حیران تھا۔ کہ یہ اچھا دھرم ہے۔ اور اس بات کو بھی یاد کیا۔ کہ پنڈت جی سچ فرماتے تھے۔ کہ پتا پتر کو اپدیش نہیں کر سکتا۔ بھلا یہ باتیں بھلا کی کوئی پتا پتر کو۔ کہ سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ پھر گورو مہاراج نے فرمایا کہ چکروں میں کوئی بھید بھی نہیں ہوتا۔ برہمن۔ کھتری۔ ویش۔ اور شودر سب اکٹھے بیٹھ جاتی ہیں۔ جیسا کہ کلا چار دیپکا میں لکھا ہے +

स्त्री वा पुरुषो वा अथ चांडालो वा
द्विजोत्तमः ॥ चक्रमध्ये न भेदोऽस्ति सर्वे देवसमाः स्मृताः ॥=॥

ارتھ استری ہو یا پرش ہو۔ بھرشٹ چانڈال ہو یا اُتم برہمن ہو۔ چکر کے بیچ کوئی بھید نہیں جانتا۔ سب دیوتاؤں کے سمان ہوتے ہیں۔ پھر دوسرے گرنتھوں میں بھی لکھا ہے +

प्रवृत्ते भैरवी चक्रे सर्वे वर्णाः द्विजोत्तमाः
निवृत्ते भैरवी चक्रे सर्वे वर्णाः पृथक् पृथक् ॥=॥=॥

ارتھ بھیروی چکر میں سب ورن اوتم برہمن کے تُل ہو جاتے ہیں۔ اور جب بھیروی
چکر ہٹ جاوے۔ یا اُس سے الگ ہو جاویں۔ تو ورن بھی الگ الگ ہو جاتی ہیں +
پھر گورو مہاراج نے کہا کہ چکروں میں ایک وستو اور ہوتی ہے۔ اوس کو کُل آمرت کہتے
ہیں۔ وہ کُل آمرت استری اور پُرش کے سماگم سے حاصل ہوتا ہے۔ یعنی دونو کا بیرج ایک
پاتر میں لیا جاتا ہے۔ اور اسکی قسمیں بھی شاستروں میں لکھی ہیں۔ دیکھو کلا آچار دیپکا
اور شکتی سنگم +

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ارتھ تین قسم کا کُل آمرت کہا گیا ہے۔ ایک پتی جات سے دوسرا کُنڈ سے۔ تیسرا گولج سے
کُنڈ اوسکو کہتے ہیں۔ کہ جس استری کا پتی زندہ ہو۔ اُس سے جو حاصل کیا جاوے۔ وہ
کُنڈ سے کہلاتا ہے۔ اور بیوہ استری سے جو حاصل کیا جاوے۔ وہ گولج سے کہلاتا ہے
کھوڑش سال کی جوان استری کے سماگم سے جو حاصل ہو وہ اوتم ہے۔ اور اپرستو استری
جس کا ابھی بال بچہ کچھ نہ ہوا ہو۔ اوس کی سماگم سے جو حاصل ہو وہ مدہم۔ اور پرستو استری
کا اس سے کم۔ مگر سب ہی سوکھ اور بھوگ کے دینے والی ہیں۔ اور یہ ضروری وستو
ہے۔ کیونکہ شیو جی مہاراج نے کہا ہے۔ کہ۔

[illegible]

ارتھ دیوتا ؤن کی جو پرم پوج مہامایا ایشری ہے۔ وہ کبھی ترپت نہیں ہوتی جب تک اوس کو بھگ اور لِنگ سے حاصل کیا ہوا آمرت نہ دیا جاوے ٭

پھر گورو مہاراج نے کہا۔ کہ ہر روز پدہتھی پوجن کیا کرو۔ جیسا کہ پنچانگ میں تم نے پڑھا ہے اوسامگری کا پہلے انتظام کر رکھنا چاہئے۔ ورنہ پوجن نِشپھل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ شاستروں میں اس طرح پر لکھا ہے۔ کہ

मद्यं मांसं विना देव्या यदि पूजां समाचरेत् ।
जन्मान्तरकृतं चापि सुकृतं तस्य नश्यति ॥=॥=॥=॥

ارتھ مدرا اور مانس کی بنا جو دیوی کی پوجا کرتا ہے۔ جنم جنمانتروں کے پُن جو اُس کے اکٹھے کیئے ہوئے ہوتے ہیں۔ تات کال ناش ہو جاتے ہیں۔ پھر ایسا ہی اور شاستروں میں آیا ہے ٭ کہ

मद्यं मांसं तथा मत्स्यं मुद्रा मैथुनमेव च
पंचमामुपरं मा ल्लीश ज्ञाना भोग मोक्षयो ॥=॥

ارتھ مدرا مانس اور مچھلی مدرا یعنی پوری کچوری وغیرہ اور میتھن ان پانچ کے بنا شاکتک دھرم والوں کو موکھ اور بھوگ کے دینے والی کوئی وستو نہیں۔ اس واسطے اونکا ضرور سیون کرنا چاہئے۔ جیسا کہ سمیا چار تنتر اور کوول تنتر میں لکھا ہے

न मद्येन विना पूजा न मांसेन विना बली =॥=॥=
विना मांसैर्विना मद्यैर्नार्चयेत् परदेवतां ॥=॥=

ارتھ مد کے بنا پوجا نہیں ہو سکتی اور نہ مانس کے بنا بلی۔ اس واسطے مدا و مانس کی بنا دیوتا کا پوجن کبھی نہ کرنی چاہئے۔ ایسا ہی یامل تنتر میں درج ہے ٭

जीवहीनो यथा देहः सर्वकर्मसु न क्षमः ॥

मद्यहीनां तपःपूजां ब्राह्मणानां विशेषतः॥ मद्यं मांसं विना विप्रो यदि पूजां समाचरेत्॥ जन्मान्तर सहस्रस्य सुकृतं तस्य नश्यति

ارتھ جیسے دیہہ جیو کے بنا کوئی کرم نہیں کر سکتی۔ ایسے ہی مد کے بنا پوجا سے کچھ نہیں ہو سکتا خاصکر برہمنوں کو مد مانس سے پوجن کرنا چاہئے۔ اگر وہ ایسا نہ کریں تو ہزار جنم کے شبھہ کرم اون کی ناش ہو جاتے ہیں۔ پھر ایسا ہی کامکھیا تنتر میں بھی لکھا ہے

क्षत्रवैश्यब्राह्मणेभ्यो नित्यं तत्रैव शूद्रकः॥ पंचतत्त्वैर्यजेद्देवीं न कुर्यात्संशयः क्वचित्॥=॥=॥=॥=॥=॥=॥=॥

ارتھ برہمن۔ کھتری اور ویش شودر پنچ تتوں کر کے دیوی کا پوجن کریں اس میں کوئی سنشے کی بات نہیں۔ یہ ہر روز کرنا چاہئے کیونکہ شاستروں میں لکھا ہے،

उत्तमा नित्यपूजा स्यात् मध्यमं पर्वपूजनं॥ अधमा मासमध्ये तु मासादूर्ध्वं पशुर्भवेत्॥=॥=॥=॥=॥=॥=

ارتھ جو ہر روز پوجن کرتا ہے۔ وہ اوتم اور جو پربوں پر پوجن کرتا ہے۔ وہ مدہم اور جو ماہ کے درمیان ایک بار پوجن کرتا ہے وہ ادہم۔ جو مہینہ میں بھی نہیں کرتا وہ پشو ہو جاتا ہے۔ اور دوسرے گرنتھوں میں یہ لکھا ہے۔ کہ غریب بھی کیوں نہ ہو۔ اور لب جان بھی کیوں نہ ہو۔ مگر کل اشٹمی کو اولنگھن نہ کرے۔ ورنہ کول دھرم سے بھرشٹ ہو جاتا ہے۔ اگر اپنی سامرتھ نہ ہو۔ تو اور دھرم والوں کے گھر سے بھیکھ مانگ کر بھی دیوتا کا پوجن ضرور کرے جیسا کہ سمیاچار تنتر میں لکھا ہے۔ کہ

कालसमर्थोऽतिदीनोऽपि कुलाचारमीन लंघयेत्॥ कुलाचारमीलंघनात्तु कौलकापतितो भवेत्॥ कण्ठप्राणगतेवापि कुलाचारमीनलंघयेत्॥ कुलाचारमीलंघनात्तु नाशकौल

स्य निष्कृतिः॥ कौलिकस्य गृहं गत्वा भि
क्षां याधि समाचरेत्॥ तत्र लाभे तु॥
तत्रैवाहृत्य भावे चान्न कल्पेन तर्पये
त् कुल देवताम्॥=॥=॥=॥=॥=

ارتھ پھر گورو مہاراج نے فرمایا کہ چکروں میں ایک دوسرے کی جوٹھ سے بھی پرہیز نہ کرنا چاہئے۔ جیسا کہ لکھا ہے۔ کہ

शक्तिउच्छिष्ट पिबेद्द्रव्यं वीरोच्छिष्टं तु चर्वणम्॥=॥=
शक्तिउच्छिष्टं विना देवि देहशुद्धिः न जायते॥=॥=

ارتھ یعنی استریوں کا جوٹھا مدرا۔ اور پرشوں کا جوٹھا نگل گرہن کرنا چاہئے اس کی بنا ہی دیہہ کی شدھی نہیں ہو سکتی ۰

اس کے بعد گورو مہاراج نے کنیا پوجن۔ بلی دان۔ گل سندھیا۔ وغیرہ بتلا کر چکر پوجن اور گل ہرب۔ اور وجیا کا گرہن کرنا منڈل کا کرنا۔ اور ہون کی بدہی اور ترپن کی بدہی اور پاتروں کا استھاپن۔ اور مدمالنس کے شاپ پوجن۔ اور تت شدہی وغیرہ بتلا کر یہ بھی فرمایا کہ تم کو بڑے بڑے چکروں میں جانا ہوگا۔ اس واسطے ضرور ہے۔ کہ چکروں کے حالات بھی تم کو بتلا دئے جاویں۔ مگر قبل اس کے تمہاری تسلی کی جاتی ہے کہ اب تمہارا ابھی ٹھیک ہو گیا ہے۔ اب تم کو کسی طرح کا خوف نہیں رہا۔ جہاں چاہو جاؤ اور جو چاہو کرو۔ اب کچھ ڈر نہ ہوگا۔ جیسا کہ شاستروں میں لکھا ہے۔ کہ

पर्वते प्रान्तरेरण्ये श्मशाने च चतु
ष्पथे॥ एकाकी निर्भयो वीरो निशा
यां विहरेन्मुदा॥ मातृकीर्ते यथाना

लः यथा क्रीडति निर्भयः ॥ तथा क्रीडति
कौलोपि श्मशाने प्रान्तरे वने ॥ तद
द्बलमन्ते ज्ञानं ॥ =॥ =॥x॥ =x॥+॥=

ار کھتہ نربھئے ہوکر بیر پیتوں اور شمشانوں وغیرہ میں دن رات اس طرح پھرے
جس طرح ماتا کی گود میں بالک کھیلتا ہے۔ اسی سے اوس کو گیان کی پراپتی ہوگی
پھر گورو مہاراج نے فرمایا۔ کہ پانچ پرکار کے چکر شاستروں میں بتلائے گئے ہیں
یعنی۔ مہا چکر۔ راج چکر۔ اور دیو چکر۔ اور بیر چکر۔ اور پشو چکر۔ جیسا کہ رودریامل
شاستر میں درج ہے۔ کہ +

चक्रं पंचविधं प्रोक्तं तंत्रे श्रीरुद्रया
मले ॥ महाचक्रं राजचक्रं दिव्यचक्रं
तथापरं वीरचक्रं चतुर्थं च पशुचक्रं पंचमं

ان پانچ چکروں کے علیحدہ علیحدہ بتلانے سے پہلے سادھارن اور سنکھیپ سے
بتلایا جاتا ہے۔ کہ چکروں میں ہوتا کیا ہے۔ چکر عموماً کل پربوں میں یعنی اشٹمی۔ چتردشی وغیرہ
کو ہوتے ہیں۔ دس پانچ یا جسقدر اس دھرم والے موجود ہوں رات کو ایک مکان
میں جمع ہو جاتے ہیں۔ اور ہر قسم کی سامگری مدمانس آدک بھی جمع کر لی جاتی ہے
اور عموماً استریاں بھی شامل ہو سکتی ہیں۔ اور ایک چکریشور قرار دیا جاتا ہے۔ باقی
سب سادھک اور بیر۔ پہلے چکریشور مدمانس آدک سامگریوں کو شودھن کر کے بعد
سب سادھکوں کے ترپن کرتا ہے۔ اوس کے بعد پاتر بندنا کے منتر پڑھ کر دیوتا کے
دھیان پڑھتے ہوئے ہر ایک سادھک مع چکریشور کے اپنے اپنے پاتر سے بھرے ہوئے اٹھا کر

(جوہومی سواہن) जोहोमि स्वामिन् + ॥x॥x॥=

اِس منتر کو اُچارن کرتے ہیں - اور چکریشور کہتا ہے کہ ॥ जुषस्वपमीसृतम् ॥
پھر سب سادہک اس منتر اُچارن کرتے ہوئے گندلنی روپ دیوتا کو مولا دھار چکر
سے جو گد ا ہیں ہے - جہاں تک خیال کر کے اوس کے منہ میں وہ مدرا ارپن کر دیتے ہیں
وہ منتر یہ ہے

इदं पवित्रममृतं पिबामि भवभेषजे ॥ पशुपाशसमुच्छेदं
कारणं भैरवोदितं ॥ ॥ = ॥ =×॥×॥+॥+॥×॥=॥ =

اُس کے اوپر مانس آدکوں کا نکل کیا جاتا ہے - کیونکہ شاستروں میں نکل کے بنا اس کا
پینا وِکھ کے برابر ہے - جیسا کہ لکھا ہے

चर्वणेन विना पानं केवलं विषमुत्तमम् ॥

اور شاستروں میں یہ بھی لکھا ہے - کہ کس کس پاتر کے ہمراہ کیا کیا نکل کھایا جاوے جیسا کہ

मध्यान्तु प्रथमं पात्रं मीनं चैव द्वितीयकं ॥ = ॥ = ॥ = ॥
وغیرہ اور اور باتیں تکو چکروں کے دیکھنے سے معلوم ہو جاوین گی - لیکن یہ خیال ضرور
رکھنا - کہ جو جو باتیں چکروں میں ہوں اون کو کسی جگہ پر کاش نہ کرنا - اور نہ کسی سادہک
سے بغیر چکر کے کسی اور موقعہ پر جتلانا - اور نہ کسی سادہک کی چکر میں کوئی حالت دیکھ کر
ہانسے کرنا جیسا کہ لکھا ہے -

एतत्कथं गतानां तु वर्त्तिनै न प्रकाशयेत् ॥ न निंदेन्न हंसेज्जापि
चक्रे मध्ये मदाकुलान् ॥ = ॥

پھر گورو مہاراج نے فرمایا - کہ ایک اور بات ضروری ہے - وہ یہ ہے کہ شاکتک دھرم میں
نیچ مہان سادہن ہیں - جو مشکل کے وقت کام آتے ہیں ؛

شوسادہن - مونڈ سادہن - لتاسادہن شمشانسادہن - پانچواں مجھ کو اس وقت یاد نہیں
شوسادہن یہ ہوتا ہے - کہ شونام ہے مردہ کا اُس کے اوپر بیٹھ کر سادہن کرنا - منڈ کہتے ہیں
آدمی کی سری کو اوس کے اوپر بیٹھ کر سادہن کرنا - ایسا ہی شمشان کو جگانا - اور لتاسادہن
کا اصلی ارتھ تو معلوم نہیں کیا ہوتا ہے - مگر گوروجی نے یہ تبلا دیا کہ استری کے گپت استھل
میں بھی اُس کی یونی میں جبھا دیکر منتر کا جاپ کرنا - ان سادھنوں سے تات کال سدھی ہو
جاتی ہے - پھر کہا ہے ششش یہ گپت باتیں تم کو تبلائی گئی ہیں - اس پر عمل کرنے سے تم
اتینت لابھ ہوگا - اور کسی روز تک تم ساکھیات شیو سروپ ہو جاؤ گے - پھر کہا کہ اب وقت
تنگ ہو گیا ہے - باقی حالات روز روز تبلائے جاویں گے - مگر یہ ایک ضرور خیال رکھنا - کہ
اپنے - آپ کو کسی غیر کے روبرو ہرگز ظاہر نہ ہونے دینا - جیسا کہ ہمارے شاستروں
میں لکھا ہے - کہ

अन्तः शाक्ता बहिः शैवाः सभामध्ये च वैष्णवाः
नानारूपधराः कौला विचरन्ति महीतले ॥=॥

ارتھ اندر سے تو شاکتک رہنا - اور ظاہر میں شیو دھرم والوں کی شکل رکھنا - اور
جہاں کہیں سبھا ہو یا بہت آدمی جمع ہوں وہاں اپنے آپ کو وشنو مشہور کرنا -
صاحبان جب یہ اپدیش مجھ کو ہو گئے - اور گورو مہاراج نے حوالجات شاستروں کی مجھ کو پوری ہدایت
بھی کر دی تو حیراں تھا - کہ یہ دھرم کیا چیز ہے -
پہلے تو اس میں یہ ہدایت ہے - کہ اس دھرم کو پوشیدہ رکھو - اگر یہ دھرم سچا ہوتا - تو پوشیدہ
رکھنے کی ضرورت نہ تھی - کیونکہ اچھے کام کو کوئی نہیں چھپاتا - بُرے کاموں کو ہر ایک
آدمی چھپاتا ہے - پھر یہ تھی کہ ہر ایک قسم کے بھوگ بھوگنے کی اس دھرم میں اجازت دی

گئی ہے۔ اگر اُسکو سچ مان لیا جاوے۔ تو وہ چار آشرموں کی ویدکت ودّستھا غلط ہو جاتی ہے۔ اور کسی قدر قابل الزام بھی معلوم دیتا ہے۔ کہاں وہ ایشور پرتاماں کی ویدکت آگیا جس میں برہم چریہ اور بان پرست اور سنیاس کے پوتر آشرموں کا برنن اور تپ اور یوگ ابھیاس وغیرہ سکھ دائی ویدکت کرم اور کہاں یہ وِشنوں کے بھوگ کی اجازت۔

پھر یہ کہ لجا کو چھوڑ کر نرلج ہو جاؤ۔ ڈر خوف کسی کا نہ رکھو۔ جہانتک ہو بدمعاشی کرتے جاؤ اور کرہ اہیت اور شنکا بھی نہ رکھو۔ یعنی بھکھ اور ابھکھ کا خیال بھی دل میں نہ لاؤ۔ پھر پنج مکاروں کو مکتی کا سادھن مانا ہے۔ مدرا کیسا بدھی ناشک ہے جس نے دیشوں کے دیش تباہ کر دئے۔ عموماً پاپ اسی سے واقع ہوتے ہیں۔ مانس مچھلی کا کھانا۔ اور جیوں کا مارنا یہ بھی وید وردھ ہے۔ مدرا پشٹی کارک وردھ جو اندریوں کو بُرے کاموں کی طرف بلوان کرکے چلانے والے ہیں۔ اور مہاتماں لوگ ہمیشہ ایسی چیزوں سے پرہیز کرتے آئے ہیں اور میتھن یعنی وبھچاریہ تو مہاپاپ کرم ہے۔ اور جیسے کہ اس دھرم میں آگیا دی گئی ہے۔ ماتا بھگنی پُتری تک کسی کو نہیں چھوڑا۔ یہ کتنا بڑا مہاپاپ سے بھی مہاپاپ ہے جس کو تنتر شاستر والے پنّ مانتے ہیں۔ پھر ویشیا کے گھر کو پریاگ مانا ہے۔ اور جس استری کو جس کے ساتھ دھرم شاستر میں سپرش کرنے کی ممانعت کی گئی ہے اوس کو پُشکر اور سرب تیرتھ مان کر غوطہ لگانے سے اپنے آپ کو پوتر کرتی ہے۔ اور چرم کاری کو کاشی کے سامان پوتر گنا ہے۔ صرف ایسی ہی کو چھوڑا ہے۔ جو ٹنڈی مونڈی کانی۔ اور بدصورت ہوں۔ یا اس قدر ضعیف ہو گئی ہو کہ جس کے بال اور دانت نہ رہے ہوں۔ پھر چنڈالوں تک کے ساتھ شہوت سے بھی کوئی دوش نہیں ملتے۔ پھر کل آمرت کی لیلا بھی آپ نے سُن لی اب اُس کو دوہرانے سے شرم آتی ہے۔ پھر مدمانس اُنکو کا گرہن کرنا یہاں تک لازمی کر دیا ہے۔ کہ اگر لب

جان بھی ہو یا غریب سے غریب بھی ہو۔ تو بھی بھیکھ مانگ کر استعمال کرے۔ پھر ایک دوسرے
کی جوٹھ سے بھی پرہیز نہیں ہے۔ شمشان آدکوں میں کھلے طور پر جانے کی اجازت ہے۔
چکروں کی لیلا سُن کر اور بھی حیرانگی ہوتی ہے۔ نام کو دھرم منڈل رچتے ہیں۔ مگر مدرا
مانس اور استریوں کا بھوگ اور دیگر کوکرم بھی وہاں ہوتے ہیں۔ پھر جھوٹھ بولنا بھی
اِس دھرم میں اچھا گنا جاتا ہے۔ بلکہ جھوٹھ بولنے کی ہدائت دی گئی ہے۔ کہ اندر
سے شاکتک رہو باہر سے شیو [illegible] اور سبھا کے مدہ میں ویشنو اپنے آپ کو بتلاؤ
ایسی ایسی اور بھی کئی باتیں خیال میں آئیں کہ یہ تو سب کوکرم اور پاپ ہی پاپ ہیں۔
مگر میں نے دل میں بچار کیا۔ کہ اس وقت میری عمر کیول للہ یا ہلہ سال کی ہے۔
میں ان معاملات کو ٹھیک سوچ نہیں سکتا۔ اور دیکھتا ہوں کہ بڑے بڑے ودوان
پنڈت اس دھرم میں موجود ہیں۔ اور میں بمقابلہ اون کے ایک بالک ہوں۔ جہانتک
ہو اس دھرم میں ترقی کرنی چاہئے۔ تب ہی کچھ لابھ ہوگا۔ پھر تو کیا تھا۔ ایک تو
مجھ کو ایسی لگن۔ دوسرے کتابوں کا ذخیرہ۔ تیسرے گورو مہاراج اپدیش کرنے والے چوتھا
ہر روز بلاناغہ چکروں میں جانا۔ اور نئے نئے سادھوں کے درشن کرنا وغیرہ وغیرہ سے
میں نے معلومات کا ذخیرہ بہت کچھ جمع کر لیا۔ جس کو کسی دوسرے موقعہ پر عرض کرونگا
چونکہ اب میں چکر پوجن میں ہر روز جاتا۔ اور عموماً میرے خسر صاحب بھی وہاں....
چکر ایشور ہوتے۔ اوروں کی نسبت مجھ کو وہ میرے پاتر میں سدا بھی کم ڈالتے۔ مگر میرے واسطے
وہ بھی بہت ہو جاتا۔ کئی دن تک تو مجھ کو یہ بھی معلوم نہ ہو سکا۔ کہ چکر پوجن کس وقت
ختم ہوا۔ اور کس طرح ختم ہوا۔ اور مجھے اوس چکر پوجن سے کون اُٹھا کر لایا۔ صبح
اُٹھتے ہی میرے واسطے چہار مغز اور الائچی وغیرہ کی سردائی تیار ہو جاتی۔ اور کبھی کبھی
مصری ڈالکر دودھ پلایا جاتا۔ تاکہ رات کی گرمی کم ہو۔ مگر میرے سر میں درد ہی رہتا۔ اس پر

میرے خسر صاحب ودیارتھیوں کو حکم کرتے - کہ مکھن لاکر اس کے ہاتھ پاؤں اور سر وغیرہ میں مالش کرو - کبھی زیادہ تکلیف ہو جاتی - تو ڈپٹی شام لعل کا حکیم آجاتا - جو اسی دھرم میں تھا - ان کی اوشدہی سے کچھ آرام ہو جاتا - کبھی تکلیف کی حالت میں صبح گورو مہانراج کے پاس جاتا - تو وہ تھوڑے مدرا میں بہت سا پانی ملا کر مجھے اور پلا دیتے - اور کہتے کہ اس سے رات کی ترونک دور ہو جاوے گی - اور درحقیقت کچھ آرام بھی ہو جاتا -

اس عرصہ میں مجھ کو کچھ کچھ ابھیاس بھی ہوتا گیا - اب کیا تھا میں بھی اور سادہکوں کے برابر پہونچ گیا - دس مہا ودیان کے دھیان اور پاتر بندنا کے منتر میں نے کنٹھ کر لئے - تشاپ پوجن وغیرہ گورو مہانراج نے بتلائے ہی تھے - اور چکر پوجن کو ہر روز دیکھتا ہی رہا - اور خسر صاحب کو یقین ہو گیا - کہ اب یہ کام چلانے کے لائق ہو گیا ہے - اب اس کو کسی اگر دیوتا کا اپدیش کرانا چاہیئے - چنانچہ انہوں نے میرے گورو مہانراج کو کہا - اور ایک دن کوئی اچھا موقعہ اور مہورت دیکھ کر بالا سندری اور تارا دیوی کا معہ پری وار مجھ کو اپدیش دیا گیا - سوتر - شاکھا - آمنا - سپنروا - آدک بھی بتلائے گئے - پھر میں نے آگیا مانگی - گورو مہانراج نے کہا - کہ چند دن اور ٹھیر جاؤ - پھر مجھ کو پوجن کا سب سامان بنوا دیا گیا - اور میں نے ہر روز پوجن شروع کر دیا - اور کبھی کبھی میرے خسر صاحب اپنے ششیوں کے گھر پوجن کے واسطے مجھ کو ہی بھیجدیتے - جہاں میں اون کا قائم مقام ہو کر چکریشور کا کام دیتا - اور کئی دن تک گورو مہانراج کے ہمراہ رات کو شمشانوں میں بھی جاتا - اسی طرح پانچ چھ ماہ مجھ کو وہاں گذر گئے - اب میں وہاں سے بالکل رخصت ہونے کو تیار ہو گیا - اور گورو مہانراج سے پوچھا کہ پرشچرن کہاں کروں تو اونہوں نے فرمایا کہ ہمارے شاستروں میں یہ لکھا ہے - کہ

जपस्थानानि देवेशि सिद्धतीर्थानि यानि च।
सिद्धपीठे सिद्धतन्त्रे गिरौ देवालयेऽपि वा॥
वेश्यागारे श्मशाने वा गत्वा मैथुनमाचरेत्॥
ततो जपादिकं देवि कृत्वाप्सम लभेत फलं

ارتھ - شیوجی مہاراج دیوی جی سے کہتے ہین - کہ جپ کے استھان جو ہین - سدھ تیرتھہ - سدھ پیٹھ - سدھ کھیتر - یا پربت - یا مندر دیوالہ یا ویشوا کا گھر یا شمشان یا میتھن کرتے ہوے جو جاپ کیا جاوے وہ بشبہہ پھل کے دینے والا ہوتا ہے - اس سے یہ تجویز ٹھہری کہ ہری دوار یا بندھیاچل میں جاکر پرسچرن کرون ۔

روانگی کے وقت تین چیزین گورو مہاراج نے مجھ کو اور دین ایک تو کپال پاتر - دوسری نردنت کی مالا - تیسرا ویاگھر چرم کا آسن - مجھ کو معلوم نہیں - کہ یہ چیزین اون کو کہان سے پراپت ہوئیں - فرمایا کہ یہ پہلی چیز کپال پاتر ہے - شاید اوسکو تم نہیں جانتے ہو یہ آدمی کی کھوپری کی ہڈی کا پاتر ہے - اور سب پاترون سے اوتم ہے ہمیشہ اسی مین مدراپان کرنا - اور پاتر بھی ہمارے دھرم میں استعمال ہو سکتے ہیں - جیسا کہ سمیاچار تنتر مین لکھا ہے ۔

स्वर्णरौप्यशिलादर्भकपालं चैव मृण्मयं॥
नारिकेलं च शंखं च मनुष्यास्थिसमुद्भवम्॥
पुण्यं ब्रह्मसमुद्भूतं पात्रं कुर्याद्विचक्षणः॥
कांस्यताम्रादिभिश्चैव पात्रैर्नैव चकारयेत्॥

ارتھ - یعنی سونا چاندی - پتھر - کپال - مٹی - نریل - لکڑی وغیرہ کے پاترون کو

استعمال کیا جاوے۔ کانسی اور تانبا وغیرہ کے پاتر میں مدرا کبھی نہ پینا چاہئے۔
دوسری وستو یہ نرونت کی مالا ہے۔ اور بہت مشکل سے پراپت ہوتی ہے۔ قریباً تین
چار آدمیوں کے پورے دانت مل جانے سے ایک مالا بنتی ہے۔ یہ سمپورن سدھیوں
کے دینے والی ہے۔ جیسا کہ ہمارے شاستروں میں لکھا ہے کہ

मणीकांचनपद्माक्षनरदंतानां यथाक्रमं ॥
सर्वसिद्धिकरीमालासर्वराज्यवशंकरी ॥

ارتھ — کانچن اور پدم اور نرونت کی مالا سمپورن سدھیوں کے دینے والی
اور راجاؤں کو وشن کرنے والی ہیں۔
تیسرا۔ دیاگھر چرم کا آسن پر بیٹھ کر جاپ کرنا تاکہ جلدی سدھی ہو۔ کیونکہ پرسچرن چندرکا
میں لکھا ہے۔ کہ

भैरवोवाच ॥ आसनानिप्रवक्ष्यामि शृणुदेवि मनो
रमे ॥ मेषासनंतु वश्यार्थं आकर्षे व्याघ्रचर्मणः ॥
शान्तौ मृगाजिनं स्तंभे गोचर्मासनं भवे ॥ ८ ॥

ارتھ بھیرو جی کہتے ہیں۔ کہ ہے دیوی پیاری تم آسن شروَن کر۔ ہاتھی کے چرم کا آسن
وشی کرنے کے واسطے۔ دیاگھر چرم کا آسن اکرکھن یعنی کسی کو کشش کرنے کے واسطے
اور شانتی کے واسطے۔ ہرن کے چرم کا آسن۔ اور کسی کو استمبھن کرنے کے واسطے
گئو چرم یعنی دھوڑی کا آسن ہونا چاہئے۔
میں یہ سن کر حیران ہو گیا۔ اور عرض کیا۔ کہ مہاراج ہمارے دیش میں تو ان چیزوں
کو کوئی ہاتھ بھی نہیں لگاتا۔ اگر میرے پاس یہ چیزیں کسی نے دیکھ لیں تو میرا کیا حال

ہوگا۔ اس پر میرے گورو مہاراج نے یہ بندوبست کر دیا۔ کہ کپال پاتر پر تو تمام چاندی لگوا دی تاکہ ہڈی بالکل نظر نہ آوے۔ اور نرونت کی مالا کو اسطرح پر کیا۔ کہ دانتوں کے دونوں سرے ریتی سے ایسے رگڑوا دئے۔ کہ اون کی شکل کچھ گول سی ہوگئی۔ اور فرمایا۔ کہ اب کوئی پوچھے تو یہ کہہ دینا کہ شنکھ کی مالا ہے ❖

بھائی صاحبان یہ تین او تم وستو لے کر میں وہاں سے رخصت ہوا۔ اور مجھ کو ہدائت ہوئی۔ کہ جتنا عرصہ تم پُرسچرن کرو پرتھوی پر سونا ہوگا۔ اور بھیکھ مانگ کر کھانا ہوگا بستر وغیرہ دھارن نہ کرنا۔ کوئی پاتر بھی اپنے پاس نہ رکھنا۔ اور نہ حجامت وغیرہ بنوانا۔ وغیرہ وغیرہ

یہ ہدائت پاکر میں اپنے گھر پہنچا۔ اور دو چار ماہ تک گھر میں رہا اس کے بعد گنگا جی کا بہانہ کر کے۔ اور گھر سے نکلا ہری دوار پہنچکر میں نے وہ کپڑے جو پہرے ہوئے تھی تیاگ دئے اور خود ہی اپنے بدن پر بھسم چڑھا لی پاتر وغیرہ تو میں کوئی ہمراہ لے گیا ہی نہ تھا۔ صرف ایک ہی کوپین کو دھارن کر لیا جب اشنان کرتا تو دوسری کوئی کوپین بدلنے والی بھی نہ تھی۔ اُسی گیلی کو بندھے رکھتا۔ اور بدن پر اشنان کے بعد ہر روز بھسم چڑھا لیتا۔ اور بھیکھ مانگ کر کھاتا۔ مگر مجھ کو ایسا مانگنے کا اتفاق بہت کم ہوا۔ جیسا کہ اور سادھو لوگ مانگتے ہیں۔ عموماً تو مجھ کو دھونی پر ہی کوئی نہ کوئی کھانا دے جاتا۔ اگر کسی اتفاق سے دو ایک دن نہ ملتا تو دو ایک روٹی مانگ کر لاتا اور جل میں دھو کر ہاتھوں پر رکھ کر کھا لیتا۔ اسی طرح قریباً ڈیڑھ برس تک میں نے گذارہ کیا۔ اور بندھیاچل میں رہ کر ایک پُرسچرن چھ ماہ میں ختم کیا۔ پھر دوسرا اور تیسرا بھی اُسی جگہ ختم کیا۔ یعنی ۲۷ لاکھ جاپ میں نے اُس جگہ کیا۔ اور مگن ہی رہا یہ جو کہا جاتا ہے کہ بھسم سے بدن میں سردی نہیں لگتی بالکل غلط ہے۔ بھسم سے کوئی بچاؤ نہیں ہوتا۔ سوائے اِس کے

کہ ذرہ سروپ بدل جاتا ہے - البتہ دھونی کی آگ سے فائدہ ضرور پہونچتا ہے - میں نے
بھی جاڑہ کے دلون میں آگ سے ہی امداد لی اور اکثر مبری یہ حالت دیکھ کر لوگ
لکڑی دھونی پر خود بخود پہونچا جاتے تھے - ڈیڑھ برس کے بعد جب مین اپنا کام پورا کر
چکا - تو ارادہ کیا کہ ہری دوآر پر جاکر یہ بال وغیرہ جو بڑھ گئے ہیں منڈوا دونگا اور کوئی
نہ کوئی واقف بھی وہاں مل جاوے گا - اس سے بستر اور راستہ کا خرچ لے کر گھر جاؤنگا -
جب میں وہاں سے چلنے کو تیار ہوا - تو ایک جماعت بیراگی سادھوں کی آگئی - وہ بھی
ہری دوآر کو جا رہی تھی میں بھی اون کے ہمراہ ہوگیا - دو ایک روز اون کے ہمراہ
رہنے سے معلوم ہوا - اور دیکھا کہ ہر ایک کے بازو پر ایک ایک دو دو نشان لگے
ہوئے ہیں - پوچھنے پر معلوم ہوا - کہ یہ جماعت دوآرکا پرس کر آئی ہے - اور یہ اسی جگہ
کا نشان ہے - اور اس کا مہاتم یہ ہے - کہ جب اس نشان والا مرتا ہے - تو اس
چہن کو دیکھ کر یمراج کے دوت بھاگ جاتے ہیں - اور وشنو کے دوت بیکنٹھ کو لیجاتے
ہیں - میں ابھی ناتجربہ کار تو تھا ہی اسکو سچ مان لیا - اور ارادہ کیا کہ میں بھی فقیر تو بنا
ہوا ہوں - اسی حالت میں دوارکا کی یاترا کر کے یہ مکتی کا نشان لگواؤں چنانچہ اس ارادہ
پہ مصمم ہو کر - ہر ایک سے اوس طرف کے حالات پوچھنے لگا - اور اپنی دلی خواہش سے اون کو
آگاہ کیا - مگر میری بدقسمتی سے ایک برہم چاری بھی جو اسی جماعت کے ہمراہ تھا اوس کو
مجھ سے پریم ہوگیا - اور اوس نے کہا - کہ ناحق تم دوارکا کی تکلیف نہ اٹھاؤ - میں دوارکا
سے ایک ٹھپا مکتی دلانے والا لے آیا ہوں - اور میرے پاس موجود ہے - کسی تیرتھ
پر چلکر میں خود تم کو لگا دونگا - میں نے بھی اس آسان مکتی کے طریقہ کو منظور کر لیا
آخر جب ہم ہری دوآر پہ پہونچے - تو ایک روز اس برہم چاری نے تھوڑا دودھ لا کر پاس
رکھ لیا - اور اس ٹھپا کو آگ میں تپایا - یہاں تک کہ جب وہ اگن روپ ہوگیا - تو

اٹھا کر میرے بازو پر لگا دیا۔ لگتے ہی وہ جگہ تو دگدہ ہوگئی۔ اور میں بے ہوش ہو گیا
نا معلوم اوس دودہ کو اوس نے کیا کیا۔ لیکن پیچھے سنا گیا کہ اس دودہ میں خون آلودہ
ٹھپا کو شیتل کر کے اوسکا چرن آمرت لیتے ہیں۔ صاحبان رات بھر تو میں اسی دکھہ
سے تڑپتا رہا صبح اٹھتے ہی میں نے حسب دستور روزمرہ گنگا جی میں اشنان
کر لیا۔ دو ایک روز میں وہ جگہ پھول گئی۔ اور بڑا بھاری ورم ہو گیا۔ رات اور دن تڑپ
تڑپ کر کاٹنے لگا یہانتک کہ اپنی جان سے بھی بیزار ہو گیا۔ کوئی خبر لینے والا بھی نہ تھا۔ اور برہم
چاری جس نے مجھ کو اس درجہ تک پہنچایا میری یہ حالت دیکھ کر بالکل بھاگ ہی گیا۔
اس خیال پر کہ اب یہ مرنے والا ہے۔ مجھ کو کوئی گرفت نہ ہو۔ میرا یہ حال کہ دو دو
تین تین دن کا فاقہ آجاتا۔ اور پانی تک بھی پوچھنے والا کوئی نہ تھا۔ مجھ کو اپنی زندگی کی
کوئی امید نہ رہی۔ اور درد اسقدر تکلیف کہ مچھلی کی طرح تڑپ رہا تھا۔ اون بیراگیون
سے کسی نے بھی مجھ کو نہ پوچھا۔ ہر چند میں دوہائی دیتا اور فریاد کرتا اور چلاتا۔ اور
پرمیشر کا واسطہ پاکر اونسے امداد کی درخواست کرتا۔ کہ میری جان نکل رہی ہے۔ ذرہ
آخری وقت میری خبر تو لو۔ اور تھوڑا پانی دیدو۔ مگر ہائے کوئی بھی نہ سنتا۔ تنے میں
ایک سنیاسی سوامی کا اوس طرف گذر ہوا۔ اوس نے میری حال پکار سن کر اون سے
پوچھا۔ کہ کون شخص بلبلا رہا ہے۔ تو انہون نے جسقدر حال معلوم تھا۔ اوس کو کہہ
دیا۔ وہ میرے پاس آیا۔ اور ہمدردی سے کہا۔ کہ بابا اب تم مرتے ہو۔ یہ تمہارا مرنے کا
سماہے۔ تم خبردار ہو جاؤ۔ اور ایشر پرماتما کے چرنون میں دھیان لگاؤ۔ یہ چند
لمحہ کی تکلیف ہے۔ وہ پرماتمان تمکو اپنے چرنون میں بلاتے ہین ابھی تمہاری تکلیف
رفع ہو جاوے گی۔ اور میں تمہاری تسلی کرتا ہون۔ اور یقین دلاتا ہون۔
کہ جب تک تمہاری جان نہ نکل جاوے۔ میں یہاں ہی رہون گا۔ اور مرتو کے

پسچات تمہارے شریر کو جل پرواہ کر دونگا - لیکن میری حالت دم بدم خراب ہوتی جاتی تھی - اور ایسی تکلیف کے وقت کوئی بھی نصیحت اوس سنیاسی مہاتما کی نہ سُن سکتا تھا تمام رات میں اسی تکلیف میں رہا - مگر وہ سنیاسی مہاتما بھی میرے پاس ہی رہا - جب میں جل مانگتا اپنی کرمنڈل سے تھوڑا دے دیتا - کیونکہ میرے پاس تو کوئی پاتر تھا ہی نہیں - جب صبح ہوئی تو اوس سنیاسی نے مجھکو کہا - کہ بابا اگر تمہاری مرضی ہو تو میں تم کو اپنے آسن پر لے چلوں جو کچھ ہوگا وہاں دیکھا جاوے گا - میں نے کہا کہ میرے تو طاقت چلنے کی نہیں ورنہ میرا یہاں کیا رکھا ہے - اب کوئی دم کا مہمان ہوں جو کچھ تمہاری مرضی ہو کرو - اور میں تمہارا بڑا مشکور ہوں - وہ سنیاسی اُٹھا - اور تھوڑی دیر کو ایک اور سادھو کو ہمراہ لایا - اور مجھ کو نوبت بہ نوبت وہاں سے اُٹھا کر لے گئے اون کا آسن بھی گنگا کے پار ایک میدان میں تھا - جہاں اور بھی بہت سادھو موجود تھے - جب میں وہاں گیا - تو کئی سادھو میرے دیکھنے کے واسطے آئے - اور قریباً سب نے ترس کھایا - اون میں ایک اور سنیاسی موجود تھا - اوس نے کہا کہ بھائی اس کا کچھ یتن کرو ممکن ہے کہ بچ جاوے - کیونکہ یہ کوئی مہلک بیماری نہیں - سب نے کہا اچھا - پھر اوسی سادھو نے کوئی پلٹس وغیرہ بنا کر باندھی اور ٹکور بھی کی ٹکور کرنے سے مجھ کو قدرے آرام پہونچا - دودھ وغیرہ بھی انہوں نے مجھ کو پلایا اور ایک دو گولی بھی کھلائی - جس سے وہ تکلیف برداشت کرنے کی مجھ کو ذرا طاقت ہو گئی - اور کسی قدر تکلیف بھی کم ہوئی - غرضیکہ ایک دو روز میں مجھ کو بہت آرام معلوم ہوا - اور کسی قدر زندگی کی امید بھی ہو گئی - وہ گندہ مادہ جو جبڑوں کے اندر موجود تھا - گرم ادویہ کے باندھنے سے خود بخود خارج ہو گیا - اور تکلیف قریباً رفع ہو گئی - وہ سادھو دو دفعہ دن میں میرے اوس زخم کو صاف کرتا - اور کوئی مرہم بھی اوس نے تیار کر لی - جس سے مجھ کو

پندرہ 15 دن میں بالکل آرام ہوگیا۔ اور میں نے اون سادھون کا شکریہ ادا کیا۔ وہ تو رکھی کیش کو چلے گئے۔ اور میں نے ایک دو آدمیون کو تلاش کر لیا۔ جو دور دراز سے کچھ میرے رشتہ دار بھی تھے۔ اونہون نے مجھ کو کپڑے بھی بنوا دیئے۔ اور ۵ روپیہ خرچ کے واسطے بھی دیئے۔ اور بال ڈال میں نے وہان سب منڈوا دیئے۔ اور پنجاب کا راستہ لیا اور اپنے گھر مین پہونچ گیا۔ یہاں میری بڑی تلاش ہو رہی تھی۔ اور میرا پتا آجتک کسی کو معلوم نہ تھا۔ سب مجھکو دیکھ کر خوش ہوئے۔ اور ایسا ہی میں بھی خوش ہوا مین چونکہ اِس وقتتک سوائے معمولی شاستری کے اور کچھ پڑھا بھی نہ تھا۔ اِس واسطے میں نے اپنے ججمانون کے گھر دن میں ورت کا کام شروع کیا۔ چھوٹی موٹی کھتا تو میں کر ہی سکتا تھا۔ اور جوتش کے ایک دو گرنتھ بھی دیکھے ہوئے تھے۔ دو تین سال اِس کام کو اچھی طرح چلایا۔ مگر اسمیں دل نہ لگا۔ ارادہ کیا کہ کوئی نوکری کرون۔ اِسی خیال سے میں لاہور میں پہنچا۔ جہان میرے ماموں مصر سیگراج جی موجود تھے۔ اون سے میں نے اپنا مطلب ظاہر کیا۔ اُنہوں نے مجھ کو ایک چیٹھی صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع سیالکوٹ کے نام لکھ دی جہاں حاضر ہونے پر مجھ کو حکم ہوا۔ کہ دفتر میں کام سیکھو جلدی کوئی صورت نکل آوے گی۔ اس کے جواب میں مجھ کو کہنا پڑا۔ کہ میں تو فارسی انگریزی کچھ جانتا ہی نہیں۔ کام کیا کرون۔ اونہوں نے کہا کہ پھر ہم تمہارے واسطے کیا کر سکتے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ کہ فوجی صیغہ میں سفارش۔ چنانچہ انہوں نے ایک چیٹھی صاحب کمانیر رسالہ مقیمی چھاونی سیالکوٹ کے نام لکھ دی۔ جہاں جاتے ہی میں سواروں میں نوکر ہوگیا۔ اور امید دی گئی۔ کہ کام سیکھ جانے کے بعد جب کوئی جگہ خالی ہوگی۔ تم کو جمعدار کر دیا جاوے گا۔ مگر دو ایک ماہ کے بعد جب میری ماتا کو یہ خبر ہوئی تو اُسنے مجھ کو رسالہ کی نوکری سے علیحدہ کرا دیا۔ بدیں وجہ کہ رسالہ لڑائیون

ہیں جاتے ہیں۔ اور ہمیشہ پردیس میں رہنا پڑتا ہے۔ اس کے بعد... میں پھر لاہور
میں آیا۔ جہاں یہ تجویز ہوئی۔ کہ اگر دو چار روز میں تم ہندی کے حروف سیکھ لو تو
تم کو کسی جگہ خزانچی مقرر کر دیا جاوے چنانچہ میں نے ویسا ہی کیا۔ ایک ہفتہ میں ہندی
کے حروف سیکھ لئے۔ اور تحصیل کھاریاں ضلع گوجرات کا خزانچی مقرر ہو گیا۔ جہاں
قریباً ایک سال تک رہا۔ قبل اس کے کہ میں کھاریاں کا ذکر شروع کروں۔ لاہور کے
ایک چکر پوجن کا حال جسمیں شامل ہونے کا مجھ کو اتفاق ہوا۔ ناظرین سے عرض
کرتا ہوں ۔

وہ یہ کہ ایک راجہ یا رئیس پنجاب کے کسی جلسہ کی تقریب پر لاہور میں آئے
اور انکے کیمپ کا قیام ہریٹ میں ہوا۔ چونکہ مصر شوداس صاحب افسر خزانجات کی/
جنہوں نے لاہور میں گول سبھا بھی بنا رکھی تھی راجہ صاحب سے اونکی کوئی ملاقات تھی
اتفاق سے اشٹمی کا دن بھی تھا۔ مصر شوداس صاحب راجہ صاحب کو شاکتک خیال
کر کے اون کے کیمپ میں گئے۔ اور رات کے چکر پوجن میں شامل ہونے کے واسطے
اون سے کہا۔ انہوں نے کہا کہ میں پوشیدہ طور پر رات کے دس بجے آ سکتا ہوں اور
آؤں گا۔ مصر صاحب یہ منظور کرا کر گھر میں آئے اور کل تیاری عمدہ طور پر کرائی۔ وقت
مقررہ پر راجہ صاحب بھی مع اپنے ایک وزیر یا دیوان کے پہونچ گئے۔ چونکہ وہ پورا
بھی بھیگی تھا اسواسطے اونکو ہی چکر ایشور کیا گیا۔ انگ نیاس کرنے کے بعد پدارتھوں کی
ہی میں مشغول ہو گئے۔ جب مدرا کی نوبت پہونچی تو ایک آدمی کو جو افیونی بھی تھا۔ مصر
صاحب نے حکم دیا۔ کہ الماری سے پدماں (بوتل) اٹھا لاؤ۔ چونکہ مصر صاحب کو کیمیاگری
کا بھی شوق تھا۔ ہر قسم کے تیزاب وغیرہ اونکی الماری میں موجود رہتی تھی۔ نوکر
گیا۔ اور چکر پوجن کی خوشی میں بجائے مدرا کے تیزاب کی بوتل اٹھا لایا۔ چکر ایشور نے

اوسی پر پھول وغیرہ چڑھاکر شودھن کیا - اور دیوتا کے بھی ارپن کر دیا - جب تپن
کی نوبت پہونچی تو چکریشور صاحب نے اوس کو ایک پاتر میں اولٹ کر منترادچارن
کیا - اور یہ شبد کہا کہ (گنڈلنی حکھے جو ہیات) اسی وقت یہ معلوم ہو گیا - کہ یہ مدرا
نہیں تیزآب ہے - مصر صاحب نے کہا کہ ذرہ ٹھہر جائے - راجہ صاحب نے کہا
کہ ہرگز نہیں - میں جان گیا - کہ یہ مدرا نہیں ہے - اور اس کی پان کرنی سے میری
مرتو بھی ہو جاوے گی - مگر چونکہ میں دیوتا کے ارپن کر چکا ہون - اور راجپوت کا
بیٹا ہو کر اسکو تیاگ نہیں سکتا - اور دیوتا سے اپنی جان کو عزیز نہیں سمجھتا - پس
جھٹ اوس گلاس کو اپنے حلق میں پھینک لیا - جس کے پیتے ہی گر پڑے - اور
وہ خوشی کا اُتسو ماتمی جلسہ ہو گیا لیمپ وغیرہ گل کئے گئے - اور وہ کل سامان پھینک
دیا گیا - کیونکہ یہ مرنے والا کوئی معمولی آدمی نہ تھا - اب یہ امید ہو گئی - کہ سب کو
پھانسی ہو گی ؛

مشورہ کر کے ایک ڈاکٹر بلایا گیا - اوس نے دیکھ کر کہا کہ امید ہے - کہ بیمار
بچ جاوے - مسہل وغیرہ دئے گئے - مگر وہ بے ہوش تھا - اون کے دیوان نے کیمپ
میں جاکر اون کے خیمہ پر ڈبل پہرا لگا دیا تاکہ کوئی اندر جانے نہ پاوے - کیونکہ راجہ
صاحب بیمار ہیں - دوسرے روز چار بجے دن کے قریب راجہ صاحب کو کچھ ہوش
آئی - اور وہ اُٹھ بیٹھے - اگرچہ زبان سے بول نہ سکتے تھے - مگر لکھ کر سب کی تسلی
کرائی - کہ کسی کا کوئی قصور نہیں - دیوتا کی یہ اچھیا تھی - مت گھبراؤ - ہرگز کوئی
پریشانی نہ ہو گی - اپنے دیوان کو حکم دیا - کہ لاٹ صاحب کو لکھ دو - کہ میں بیمار ہو گیا
ہوں - جلسہ میں شامل نہیں ہو سکتا - اور کیمپ کو کوچ کا حکم دیدو - چنانچہ دوسرے
روز راجہ صاحب روانہ ہو گئے - بعد میں سنا گیا - کہ وہ تندرست تو ہو گئے مگر زبان

دگرمہ ہو گئی تھی - بولا نہیں جاتا تھا - کُل حکم احکام بذریعہ تحریر صادر کرنے لگے
صاحبان تحصیل کھاریاں میں غلام محی الدین ایک مسلمان تحصیلدار تھا - کسی اتفاق
سے اوسکا ہندو اہل محلہ سے کوئی مقدمہ برپا ہو گیا - بعد تحقیقات اِس مقدمہ کے
کئی تو برخاست ہو گئے - اور کئی تبدیل ہوئے - چونکہ میں بھی ہندو ہی تھا اِسی
چکر میں مع اپنے ایک ہندو دوست کے جو اسوقت وہاں داخلباقی نویس تھا -
اور آجکل کسی سرحدی ضلع میں اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ہے - تحصیل پھالیہ میں تبدیل
کیا گیا - اور قریباً دو برس میں پھالیہ میں رہا - وہاں بندوبست جاری تھا - اور رائے
بہادر لعل صاحب بندوبست کے سپرنٹنڈنٹ تھے - اور وہ شاکتک دھرم میں
میرے خسر صاحب کے شش تھے - ایسے ہی دو چار صاحب اور بھی اِس دھرم والے
مجھ کو وہاں مل گئے - اب کیا تھا - علاوہ چکر پوجن راتری کے دن کو بھی شراب کا
استعمال شروع ہو گیا - اور میری عادت ایسی بگڑی - کہ منصبی کام میں بھی غفلت
کرنے لگا - میری یہ حالت دیکھ کر لالہ ٹھاکر داس صاحب تحصیلدار پھالیہ نے رپورٹ کرکے مجھ کو
موقوف کرا دیا -

اسکے بعد دو چار ماہ تک بحالت بے کاری میں پھر پھرا کر چونگی سیالکوٹ کا خزانچی
ہو گیا - لیکن وہاں بھی شراب ہی کیوجہ سے داروغہ چونگی سے بگاڑ ہوا - مگر چونکہ میرا
ذریعہ وہاں اچھا تھا - اِس واسطے میں پھر تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ میں خزانچی
ہو گیا - یہاں مجھ کو علاوہ ۲۰ روپیہ ماہوار تنخواہ کے قریباً ۵۰ روپیہ ماہوار تک
کمیشن اشٹامپ وغیرہ کی بھی آجاتی - لیکن یہاں اچھے اچھے شرابیوں اور عیاشوں
سے میرا گہرا تعلق ہو گیا - مشتے از خروارے نمونہ کے طور پر ایک قصہ اپنے دوست
کا ہدیہ ناظرین کرتا ہوں - جو خالی از دلچسپی نہ ہوگا - یہ کہانی کی کہانی اور بالکل سچا

واقعہ جس کے سننے سے عام لوگ لابھ ہی اٹھاوینگے۔

ہتر ویہاں ایک سجادہ رائے صاحب لاکھاپتی ہوگذرے ہیں۔ وہ بڑے بہادر تھے۔ اور مہاراجہ گلاب سنگھ صاحب والئے جموں وکشمیر کے ہمراہ لڑائیوں میں ہمیشہ رہے قریباً کل بدن اونکا لڑائیوں میں گولیوں کے لگنے سے چھلنی کی طرح ہوا ہوا تھا۔۔ لاکھوں روپیہ کی جائداد رکھتے تھے۔ میرے وہاں پہونچنے سے پہلے یہ تو سدھار گئے تھے۔ پرنتو ان کا ایک صاحب زادہ بنام نتھے رائے صاحب اسوقت موجود تھا علاوہ اسکے ایک لایق پوتا اپنے باپ اوادکا نام ڈبونے والا بھی تھا۔ کیا کسی نے سچ کہا۔،

زنان باردار اے مرد ہشیار　　　اگر وقت ولادت مار زایند

ازاں بہتر ضرو یک خردمند　　　کہ فرزنداں ناہموار زایند

اس چھوٹے صاحب زادے سے میری ملاقات ہوگئی اور رابطہ اتحاد یہاں تک بڑھا کہ کھانا پینا بھی ایک ہی جگہ ہوتا۔ اور بڑے سے بڑا بھید بھی مجھ سے نہ چھپاتا۔ دولتمند تو تھا ہی۔ دن رات شراب خانہ خراب میں مشغول ہو گیا۔ اور اس میں اسقدر محو ہو گیا۔ کہ بغیر اسکے اور کچھ نہ سوجھتا۔ اوس کی پتا نے یہ حالت دیکھ کر اوس کو گھر سے نکال دیا امیر زادگی تھوڑے سے ہی دنوں میں اڑ گئی۔ اور تنگی میں اس قدر گھر گیا۔ کہ ایک روز دوپہر کے وقت میرے پاس آکر کہنے لگا۔ کہ میں رات سے بھوکا ہوں باپ نے گھر سے نکال دیا ہے۔ اب یہاں میرا گذارہ چلنا مشکل ہے۔ بہاولپور میں میرا عمدہ ذریعہ ہے۔ اگر تم اتنا سلوک کرو۔ کہ بہاولپور تک خرچ دیدو۔ تو میں وہاں جاکر کوئی نوکری کرلونگا۔ چونکہ کچھ عرصہ میرا اون سے دوستانہ تعلق رہا تھا۔ اور ہم پیالہ وہم نوالہ بھی تھا۔ کچھ شرم آگئی۔ اور کچھ لحاظ سے مجبور ہو گیا۔ عــہ روپیہ میں نے اونکی نذر کئے اور روٹی بھی کھلائی۔ اور تھوڑا شراب بھی جو اندر موجود تھا۔ دیا اب رائے صاحب

مجھ سے رخصت ہوئے - کوئی پندرہ [15] بیس [20] روز کے بعد ہی ایک دن دوپہر کو وہی
رائے صاحب پھر میرے مکان پر آموجود ہوئے - جن کو میں نے بڑی نفرت کی
نگاہ سے دیکھا - اور دل میں خیال کیا - کہ کیسا بے شرم آدمی ہے - ابھی اوس روز
بہاولپور کا بہانہ کر کے مجھ سے عـــہ روپیہ لے گیا تھا - آج پھر آگیا - شاید وہ روپے خرچ
ہو گئے ہوں گے - اب میں ایک کوڑی نہ دونگا - رائے صاحب نے ایک دوبار مجھ کو
بلایا - اور رام رام کی لیکن میں نے اون کو سختی سے جواب دیا - کہ یہ کیا شرافت ہے
اوس روز تم بہاولپور کا بہانہ کر گئے تھے - آج پھر آگئے - اس سے بہتر ہے کہ تم اپنے
پتا سے صُلاح کر لو اور معافی مانگو نوکری وغیرہ تم سے نہیں ہو سکتی اس پر رائے
صاحب نے فرمایا - کہ اب مجھ کو نوکری کرنے کی ضرورت نہیں - اور نہ بہاولپور جانے
کی - اور نہ اپنے پتا سے صُلاح کرنے کی - اب میں خود بادشاہ ہوں - اور ایسی پدیا
مجھ کو مل گئی ہے - کہ چاہوں تو ایک دن میں سونے چاندی کے مکان بنوا لوں -
تمہارے پاس صرف اس واسطے آیا - کہ تم میرے دوست ہو - اور مصیبت کے وقت
مجھ کو عـــہ روپیہ کی تم نے امداد دی تھی - اب اوس کے عوض دس ہزار چاہو - تو
دے دونگا - میں نے اوس کی ان باتوں کو واہیات خیال کر کے کہا کہ رائے صاحب
ہم بھی آپ کے لنگوٹیے یار ہیں - یہ باتیں کسی اور ناواقف سے جا کر کرنا یہاں اِن
سے آپ کی دال نہیں گلتی - ہاں اگر روٹی کھانا چاہو تو تیار ہے - اس نے کہا کہ
میں ہرگز تم سے جھوٹھ نہیں کہتا - اور نہ تم سے کوئی ڈھوکھا کرنے کی ضرورت ہے ایک
فقیر سے کیمیا گری کی بدیا سیکھ آیا ہوں - اعتبار نہ ہو تو ابھی کچھ کلی منگوائیے دیکھتے دیکھتے
چاندی بنا دونگا - اوس کا یہ لفظ سُن کر مجھ کو ہنسی آگئی - اور کہا کہ یاروں سے ایسی
باتیں بھلا میں تو آپ کو اچھی طرح جانتا ہوں - اگر یہ بھی جانتا ہوتا - تو ان باتوں میں

ہرگز میرا یقین نہیں - اس پر رائے صاحب نے کہا - کہ یہ کچھ مشکل بات نہیں - ابھی
امتحان ہو سکتا ہے - تھوڑی کلی کے سوائے میں اور کوئی چیز تم سے نہیں مانگتا -
اور نہ وقت چاہتا ہوں - اسی وقت تمہارے دیکھتے دیکھتے بنا دوں گا - مجھ کو یقین تو
نہ آیا - مگر ایک کھیلونہ کلی کا گھر میں موجود تھا - رائے صاحب کو دیا - اور کہا کہ یہ تو کلی ہے
اُنہوں نے جھٹ کوٹ کر ایک آہنی برتن میں ڈالکر کوئلہ سُلگا دئے - جب اوس کو چکر آیا
تو تھوڑا سفید سفوف اوس میں ڈال کر زمین میں ایک چھوٹا سوراخ کر کے اُس پر
اُلٹ دیا - اور مجھے کہا - کہ یہ چاندی ہو گئی ہے - میں نے بھی اِسکو ٹھنڈا کر کے دیکھا - مگر
چاندی کو ٹھیک شناخت نہیں کر سکتا تھا - اپنے نوکر کے ہاتھ بازار میں بھیجدی - نوکر نے
آ کر کہا - کہ ۱۴ ماشہ فی روپیہ مانگتے ہیں - اور چاندی خالص بتلاتے ہیں - پھر تو مجھ کو
ذرا خیال ہو گیا - اور نوکر کو کہا - کہ کسی دوسرے صراف کی دکان پر جا کر اِسکو بیچو - اور جو کچھ
ملے لے آؤ - شاید اس پہلے دوکاندار نے دھوکھا کھایا ہو - پھر وہ لعل شاہ بھابڑہ کے
دوکان پر گیا - اور ۱۲ ماشہ فی روپیہ کے حساب بیچکر للعہ روپیہ کئی آنہ مجھ کو لادئے
اب تو میری تسلی ہو گئی - اور رائے صاحب کو بڑی محبت سے گلے لگا لیا - اور خاطرداری
شروع کر دی - شراب کی بوتل بھی منگوائی گئی - لیکن دت رائے نے مجھکو یہ کہا - کہ
اب ضرورت تو کچھ نہیں - مگر کیا بہتر ہو - کہ شراب پینے سے پہلے میں اپنے باپ کو مِل لوں
لیکن اپنے گھر میں - میں نہیں جا سکتا - کیونکہ باپ نے بڑی بے عزتی کے ساتھ نکالا
تھا - اگر تم تکلیف کرو تو اون کو یہاں بُلا لاؤ - کیونکہ کل میں جموں کی طرف چلا جاؤنگا
میں فوراً اون کے حکم سے اُٹھ کھڑا - گھر اون کا قریب ہی تھا - بڑے رائے صاحب کو آواز
دیا - اُنہوں نے اندر بُلایا - میں نے دت رائے کا کل حال اون کو سنایا - اُنہوں
نے کہا وہ بڑا ٹھگ ہے - اوس کے پیچھے میں نہ آجانا - اور جلدی اسکو گھر سے

نکال دو وہ کوئی بدمعاشی ضرور کرے گا - میں نے جو کچھ دیکھا تھا - مفصل اون سے
کہا بھلا اون کو کیونکر یقین آتا - مجھ سے کہنے لگے - اچھا میں خود دیکھتا ہوں - کوئی اوس
کی بدمعاشی اور دھوکھا ہی ہوگا - میرے ہمراہ آئے اور نیچے سے آواز دیا - کہ بیٹا
ایسے فریب اور دھوکھے اپنے شہر میں نہیں چل سکتے - تم نے ہمکو سخت بدنام کیا
ہے - وہ نیچے اوتر آیا - اور باپ کے پاؤں پکڑ لئے پتاجی کہا یہ کیا فریب تم نے سنت کو دکھایا
ہے - اوسنے کہا ابھی آپکو بھی دکھا دیتا ہوں - یہ کوئی دھوکھہ کی بات نہیں - رائے صاحب
خود بازار گئے - اور ایک سیر کلی لے آئے - اسکو بھی وت رائے نے فوراً چاندی بنا دیا
پھر تو کیا تھا - باپ نے اوس بدمعاش بیٹے کو گلے لگا لیا - اور کہا چلو گھر - مجھ کو بھی
کہا سنت جی تم بھی چلو - جاتے ہی گھر کی چابیاں اوس بیٹے کے حوالہ کردیں - اور
باوجود خود پرہیزگار ہونے کے دو بوتل شراب بھی منگوایا - اور کباب وغیرہ کی بھی تیاری
کروا دی - اور آیندہ کے واسطے مجھ کو کہا کہ کوئی دو چار گیلن شراب عمدہ مصالحہ دار
وت رائے کے واسطے بنواؤ اور اب تم بھی کھانا یہاں ہی کھایا کرو - اِدھر تو عیش
عشرت شروع ہو گئی - اودھر کل شہر میں مشہور ہوا کہ وت رائے کیمیاگری سیکھ آیا
ہے - اکثر لوگ امتحان کے واسطے آتے - سب کو وہ کچھ نہ کچھ دکھا ہی دیتا - اب کیا
تھا - سواری کے واسطے عمدہ عمدہ گھوڑے خریدے گئے - اور دن رات شراب
اوڑنے لگا - باپ کی اجازت سے ایک فقیرنی طوایف بھی منگوائی گئی - جسکا ذکر
میں آگے کرونگا - کوئی دو ایک ماہ کے بعد بصلاح ومشورہ رائے صاحب کلان یہ
تجویز ہوئی - کہ مہاراجہ صاحب جموں کو بھی یہ بدیا دکھائی جاوے - اون کو دیکھنے کا
شوق ہے - اسپر ہماری جاگیرات جو ضبط ہوگئیں واگذار ہو جاویں گی - یہاں یہ بھی بتلانا
ضرور ہوگا - کہ اون کی جاگیرات کیوں ضبط ہوئی تھیں - یہ اسی لائق صاحب زادہ

کی بدولت کیونکہ یہ لحاظ اپنے دادا کے ریاست میں پانچ روپیہ ؎ اور چار رسد ین اوسکی
یومیہ مقرر ہو چکی تھین - مگر کسی منظور نظر طوایف کو لے کر یہ وہاں سے بھاگ آیا تھا
اسی واسطے جاگیر ضبط ہو گئی تھی - اور حکم ہوا ہوا تھا - کہ یہ ریاست کی حدود کے اندر
نہ آنے پاوے - یہ عمدہ ذریعہ تھا - کہ اوسکی بدولت صفائی بھی ہو جاوے گی - اور جاگیرات
بھی واگذار - سامان سفر تیار ہو کر رائے صاحب معہ اپنے دونوں صاحب زادون
کے جموں میں پہونچے - اور اپنی اِس بدیا کی اطلاع اہلکاران ریاست کو دی یہانتک
کہ دیوان صاحب وزیر اعظم کو کچھ معجزہ بھی دکھایا - اُنہوں نے اون کی سرکار میں
اطلاع کر کے معافی کی عرض کی حکم ہوا کہ کل اون کو حاضر کرو - دوسرے روز یہ دونو
باپ بیٹا سرکار میں حاضر ہوئے - اور سرکار کی تسلی کرائی کہ یہ بدیا ٹھیک ہے جس
وقت حکم ہوا ہم دکھا دیوین گے - اگلے دن صبح کا وقت مقرر ہو گیا - رائے صاحب تو ڈیرہ
میں آئے - اور آتے ہی شراب شروع ہو گیا - وہ طوائف بھی ہمراہ تھی - شراب کی حالت
میں اوس سے لڑائی ہو گئی - ایک پتھر یا لکڑی اوس طوائف کو ایسی لگی - کہ سر میں ایک
معمولی ساز خم ہو گیا - اور خون چل نکلا - رائے صاحب تو شراب میں بے ہوش ہو گئے
اوس طوائف نے موقعہ پا کر اونکی وہ پوٹلی جس سے چاندی بناتے تھے - لیکر سیالکوٹ
کا راستہ لیا - یہ تو تمام دن بلکہ نصف رات تک بیہوش رہے - وہ اتنے عرصہ میں
اپنی منزل مقصود تک پہونچ گئی - صبح ہوتے ہی سرکاری بندوقچے آئے - اور کہنے
لگے کہ چھوٹے رائے صاحب کو سرکار نے یاد کیا ہے - اب تو رائے صاحب کے ہاتھوں کے
طوطے اڑ گئے - اور بہانہ وغیرہ کرنے لگے - ادھر سرکار کو انتظاری تھی - زیادہ دیر ہو
جانے کی وجہ سے دوسرے آدمی کو روانہ کیا - پھر بھی رائے صاحب نہ آئے - سرکار
کو شک ہو گیا کہ یہ جھوٹی بات ہے - حکم دیا کہ پکڑ کے لاؤ - اب تو باپ بیٹا پکڑے

گئے۔ سرکار نے کہا۔ کہ اپنا ہنر دکھاؤ۔ ورنہ قید کردئیے جاؤ گے۔ اون کے پاس اب تو کچھ تھا ہی نہیں۔ بہانہ کیا کہ ہمکو مہلت ملے تاکہ بوٹی وغیرہ تلاش کرکے لادیں گے اسپر سرکار کی سخت ناراضگی ہوئی اور حکم ہوا۔ کہ دو کو قید کردو۔ ایک کو تلاش بوٹی کے واسطے چھوڑا جاوے۔ چنانچہ بڑے رائے صاحب اور وہ کیمیاگر صاحب دونو جیل خانہ میں بھیجدیے گئے اور پانجولان سکئے گئے۔ چھوٹے رائے صاحب دوڑ کر پسرور میں آئے اور مجھہ کو کل معاملہ سنایا۔ اور کہا کہ اگر وہ فقیرنی طوائف مل جاوے۔ اور بھائی صاحب کی وہ چیز جس سے وہ چاندی بناتے تھے۔ حاصل ہو تب ہماری خلاصی ہوتی ہے۔ ورنہ نہائت مشکل ہوگی میں نے کہا کہ کوشش کرونگا۔ دوسرے روز آپ وارثا میں اوس کی تلاش میں گیا۔ موضع ہنڈل تحصیل سیالکوٹ میں اوس کا گھر تھا۔ وہان جاکر اسکو ملا۔ بہت کچھ سمجھایا۔ اور کہا۔ کہ دوستی کے یہ معنے نہیں ہوتے۔ دیکھو دت رائے تمہارا دوست قید ہوگیا۔ اور تم بھاگ کر یہاں آگئی ہو۔ اگر کوئی چیز اُسکی تمہارے پاس ہو تو دے دو ورنہ وہ بچارہ قید میں مرجاویگا۔ اوس نے رائے صاحب کی بدسلوکیاں بتلاکر کہا۔ کہ خواہ وہ مرہی کیون نہ جاوے۔ مین تو اسکو ہرگز نہ دونگی۔ البتہ تم اگر میری ایک بات مان جاؤ اور شرائط بھی پورے کردو تو کل چیز تمہارے حوالہ کرنے کو تیار ہوں۔ لاکھوں روپیہ کی چاندی اوس سے بن سکتی ہے۔ ترکیب بھی بتلادونگی۔ تم نوکری وغیرہ چھوڑدو اور میرے ساتھ چلو جہان میں کہوں۔ اوسوقت مجھہ کو بھی طمع اور لالچ نے اندھا کردیا میں نے کہا بہت اچھا۔ میں اوس اپنے دوست کے کام کو بھول کر خود بے ایمان ہوگیا۔ لیکن چونکہ دت رائے کا چھوٹا بھائی میرے ساتھ تھا۔ اوس کو میں نے بصلاح اوس فقیرنی کے یہ کہہ دیا کہ وہ تو کل تمہارے بھائی کی بوٹی دریا توی میں پھینک کر چلی آئی

ہے - اب زیادہ کوشش کرنا فضول ہے - اور اسوقت میں اوس کے ہمراہ
پسرور گیا - اور بڑا خوشی تھا - کہ بہت عمدہ اتفاق ہو گیا ہے - خواہ سارا جہان
جہنم میں پڑے میں تو اسی فقیرنی کی خدمت کرونگا - کیونکہ ایک تو وہ خوب صورت
عورت ہے - دوسرے اُس کے پاس ایسی چیز تھی جس سے لاکھوں روپیہ کی چاندی
یک لخت بن سکتی ہے - اب تو میں کئی طرح کے خیال دل میں دوڑانے لگا -
اور نوکری چھوڑ دینے کے واسطے اپنے بھائیوں کو اطلاع بھی دیدی - اودھر
وہ رائے صاحب کا چھوٹا بھائی مایوس ہو کر جموں پہونچا - کیونکہ اوس کا باپ
اور بھائی قید میں تھے مہاراجہ صاحب سے عرض کیا کوئی ٹھ نہیں ملتی - وہ سخت
ناراض ہوئے - اور کہا - کہ یہ بڑا بدمعاش آدمی ہے - پہلے بھی اسنے یہاں خرابی
کی تھی - اور اب سرکار کو دھوکھا دینا چاہا - اس واسطے یہ قید میں رہیں - اگر
پانچہزار روپیہ جرمانہ دیویں - تو رہا ہو سکتے ہیں - اس پر اُون مصیبت زدوں نے
پانچہزار روپیہ جرمانہ داخل کر کے رہائی پائی - اور پسرور میں پہونچے - میں نے
رائے اپنے دوست کا دو چار کوس تک استقبال کیا - اور قید وغیرہ کی مصیبت
میں ہمدردی ظاہر کر کے - اوس کو اپنے گھر میں لایا - رات کو شراب وغیرہ بھی پلایا
مگر اب اوس میں وہ جوش اور تیزی نہ تھی - اور نہ وہ دلیری جیسا کہ پہلے کہا تھا
کہ چاندی سونے کے ... مکان بنوا دونگا - میں نے ہرچند اوس سے کہا کہ
رائے صاحب اب تو مصیبت جاتی رہی - اب بفضل پروردگار قید سے رہا ہو گئے
ہیں - خوش ہو جاؤ - مگر اوسکو خوشی کہاں - وہ تو اوس چاندی کے غم میں ہی
پڑا ہوا تھا - میں نے کہا کہیاں کیا بات ہے - تم تو کہتے تھے - کہ میں یہ بدیا سیکھ
آیا ہوں - اور بنا لو - اوس نے ٹھنڈا سانس بھر کے کہا - یہ نہیں ہو سکتا - اور

رو دیا - اور پیٹنے لگا - کہ ہائے - افسوس اگر میری قسمت میں ہوتا - تو ایک بار میں دس بیس پچاس لاکھ یا اس سے زیادہ قیمت کی چاندی بنا لیتا - مگر قسمت پھوٹ گئی - میں نے کہا کہ رائے صاحب اب تو وقت گذر گیا - اور آپ میرے دوست بھی ہیں - سچ بتاؤ کہ اصل معاملہ کیا تھا - اوس نے روتے ہوئے اِس طرح ذکر کو شروع کیا - کہ جب میں تم سے ۷۵ روپیہ لے کر بطرف بہاولپور روانہ ہوا - تو لاہور میں ہی میرا وہ خرچ ختم ہو گیا - اب میں وہاں سے پیدل روانہ ہوا - جب چونیاں والی بار میں پہونچا - تو دھوپ اور گرمی نے بیتاب کر دیا - دو روز سے بھوکا بھی تھا - وہاں دیکھا - تو ایک درخت کے نیچے ایک مسلمان فقیر موجود ہے اوس کے پاس بیٹھ گیا - اوس نے میرا حال پوچھا - میں نے اپنی مصیبت سفر کی اوس کو سنائی - اور رو پڑا - اوس فقیر کو میری حالت پر رحم آگیا - اور فرمایا کہ بہاولپور تک خرچ تم کو ہم دے دیویں گے - جاؤ تھوڑی کلی لاؤ - میرے پاس تو پیسہ بھی نہ تھا - لاتا کہاں سے - اوسی فقیر نے کچھ پیسہ دیا - اور میں قریب کے گاؤں سے کلی لایا - فقیر نے اوس کو کٹھیائی میں گلا کر اپنی جھولی سے سفید رنگ کا تھوڑا اسفوف نکال کر اوس میں ڈال دیا - اور وہ چاندی ہو گئی - مجھ کو دے کر کہا کہ جاؤ یہ چاندی بازار میں بیچکر اپنے راستہ کا خرچ بنا لو - میں اسکو گاؤں میں لے گیا - دو ایک سناروں کو دکھایا - اونہوں نے مجھ کو ۱۵ روپیہ دئے - دیکھ کر میری آنکھیں کھل گئیں - اور دل میں خیال کیا - کہ ایسے اولیا فقیر کو چھوڑ کر بہاولپور وغیرہ جانا فضول ہے - چلو اسی کے چیلے بن جاؤ - اب تو میں گاؤں سے روٹی وغیرہ کھا کر اوس فقیر کے پاس آیا - اور عرض کیا - کہ سائیں جی مجھ کو چیلا بنا لو میں آپ کی ہر خدمت کرونگا - اوس نے انکار بھی کیا - مگر میں اوس کے پاس ہی پڑا

رہتا - اور منت خوشامد کرتا - مگر وہ نہ مانتا - جب کئی دن کے بعد مجھ کو یہ یقین ہو گیا
کہ یہ مجھ کو چیلا نہیں بناتا - بلکہ اولٹا ناراض ہوتا ہے - اور ڈانٹتا ہے - ایک روز وہ
غسل کے واسطے گیا - میں موقعہ پاکر اوس کی گل جھولی جس مین وہ سفوف اور دیگر
ادویات تھین - اوٹھا کر لے آیا - اور دس پندرہ کوس پر آکر دم لیا - اور ادویات
کی تو مجھ کو واقفی نہ تھی - سب پھینک دی اور سفوف کو امتحان کیا - جیسا کہ فقیر نے
میرے سامنے کیا تھا - جسقدر کلی ڈالی سب چاندی ہو گئی - پھر میں یہاں پر ورمین
پہونچا - تمکو اور دیگر صاحبوں کو دکھاتا رہا - اگر قسمت ہوتی تو یک لخت بنا لیتا -
اب وہ چیز جاتی رہی کیا کرون - تم مدد دو تو اوس فقیرنی کو ملکر ٹھیک پتہ لیوین
میں نے اقرار کر لیا - لیکن دل میں یہ تھا - کہ اب وہ چیز میرے واسطے ہے - یہ پڑے
کہوہ میں - ایک دو ہفتہ کے بعد میں اوس فقیرنی کے گاؤں میں گیا - تو معلوم
ہوا - کہ اوس کو بابا کھڑک سنگھ صاحب بیدی کوٹلی فقیر چند میں لے گئے ہیں میں
بھی کوٹلی میں پہونچا - اور دریافت کرنے سے معلوم ہوا - کہ اب تو وہ فقیرنی ماتا جی کی
پہو ہو کر بابا صاحب کے زنانہ مکان میں داخل ہو گئی ہے - اب اوس کا ملنا مشکل
مجھ کو بڑی ناامیدی اور مایوسی ہوئی - حیران تھا کہ اب کیا کرون - یہ شکار ہاتھ سے
گیا - لاچار واپس آیا - پر ور میں آکر ایک تھانہ دار صاحب سے ذکر کیا - اور
مدد مانگی - وہ میرا دوست تھا - اوس نے ایک سارجنٹ گشت والے کی رپورٹ درج
روزنامچہ کر کے - کہ کوٹلی فقیر چند میں ایک عورت فاحشہ بابا کھڑک سنگھ کے گھر میں
آئی ہے - اوس سے فساد ہونے والا ہے - بابا صاحب کو معہ اوس عورت کے طلب
کیا - دو ایک روز میں جب حاضر تھانہ ہوئے - تو اونکو دھمکی وغیرہ دی گئی - اور خوف
دیا گیا - کہ تمہاری کافی ضمانت ہو جاوے گی - ورنہ قید کئے جاؤ گے - اوس پر فقیرنی نے

بابا صاحب سے علحدگی منظور کر کے بہنت کے گھر میں آنا منظور کر لیا جب وہ میرے گھر میں آ گئی تو میں بھی سخت بدنام ہوا - یہاں تک کہ منشی ہرگلال تحصیلدار نے رپورٹ کر کے مجھ کو موقوف کرا دیا - اب میں اوس فقیرنی کے ہمراہ گوجرانوالہ میں پہونچا - وہاں سے پنڈدادن خاں - اوس سفید ادویہ اور سفوف کو ہر روز اوس سے پوچھتا - اور مانگتا - مگر وہ کچھ نہ کچھ ٹال مٹال کر دیتی - دو تین مہینہ میں اوس کی یہاں بھی مشہوری ہوگئی اور دو معزز صاحبان اس علاقہ کے بذریعہ دیوی دتا ٹھیکیدار اوس کے پاس پہونچے - جن کو کیمیاگری کا شوق تھا - نتیجہ یہ ہوا - کہ ایک صاحب موقعہ پاکر مجھ سے علیحدہ کر کے اوسکو بھگا لے گیا - اور میں خالی ہی رہ گیا - اور کیمیاگری کی تلاش کرتا کرتا للعہ صہ روپیہ ماہوار کی نوکری بھی کھو بیٹھا - اور بدنام بھی ہوا - اب تھوڑا یہاں اوس فقیرنی کا ابتدائی ذکر بھی کر دیتا ہوں - جیسا کہ میں نے سُنا - کہ وہ کیسی ہوئی تھی - اور اوس نے کس کس کو تباہ کیا تھا ٭

ایک ہندو میرا ملازم جو اوسی فقیرنی کے گاؤں کا رہنے والا - اور اوسی کی سفارش سے میں نے نوکر رکھا تھا - ذکر کرتا ہے - کہ ۱۸۶۲ء کے قریب جب کہ اوس کی عمر تخمیناً دس گیارہ برس کی ہوگی - اس کی والدہ نے اوس کی شادی سیالکوٹ میں ایک مجاور خانقاہ امام صاحب کے ہمراہ کر دی جب یہ اون کے گھر میں پہونچی نہ معلوم اس کے خاوند نے اسکی خودسائی میں کوئی دست اندازی کرنی چاہی یا کچھ اور بات ہوئی - یہ وہاں سے بھاگ کر اپنی والدہ کے پاس آ گئی - پھر ہر چند اسکے خاوند نے چاہا - مگر اوس کی والدہ نے روانہ کرنے سے انکار کیا - اور کہا - کہ جب تک یہ بالغ نہ ہو جاوے ہرگز روانہ نہ کرونگی - اس پر اوس کے خاوند نے بازو عورت کا دعوےٰ عدالت میں کر دیا - اور کسی مسلمان ڈپٹی صاحب کے سپرد ہوا - جب وہ طلب ہو کر کچہری میں آئی تو

تو اگرچہ وہ ابھی نابالغ تھی مگر نہائت خوب صورت وہ ڈپٹی صاحب دیکھتے ہی خود موہت
ہو گئے۔ اِدھر تو تاریخ پہ تاریخ پڑنے لگی۔ اور اوس کی روز حاضری کا حکم۔ اودھر
ڈپٹی صاحب کا ایک حکیم تھا۔ اوس کو حکم دیا گیا۔ کہ تم اوس کی والدہ کو خوش کرو
اگر وہ اوس کا نکاح ہمارے ساتھ کر دیوے۔ تو ہم مقدمہ کو ابھی خارج کر دیوین
گے۔ چنانچہ حکیم ہر روز اوس کی والدہ کے پاس جاتا۔ اور ہر قسم کی ترغیب دیتا۔ اخیر
کو اوس کی والدہ راضی ہو گئی۔ اعد خیال کیا کہ ڈپٹی صاحب بھی ہیں۔ اور سید بھی۔
اور جوان خوب صورت اس سے زیادہ کیا چاہئے۔ اوس نے اقرار کر لیا۔ کہ اگر اوس
مجاور سے چھوڑا دیوین تو میں اوس کا نکاح ڈپٹی صاحب سے ضرور کر دون گی۔ اب
ڈپٹی صاحب نے فریقین کو ہر روز کی حاضری وغیرہ کی تکلیفات دیکر اور شہادت وغیرہ
لے کر یہ فیصلہ کیا۔ کہ ابھی عورت نابالغہ ہی حوالہ خاوند نہیں ہو سکتی۔ جب تک پوری
بالغ نہ ہو جاوے اپنی والدہ کے گھر میں رہے گی۔ اور اس عرصہ کے درمیان اگر
اوس کا خاوند کوئی دوسری شادی کر لیوے تو اسکو بھی اختیار ہو گا۔ کہ کسی اور جگہ
شادی کر لے۔ اور چونکہ نکاح بھی ٹھیک ثابت نہیں ہوا۔ صرف معاہدہ معلوم ہوتا
ہے۔ ایسی ہی چند وجوہات لکھ کر مقدمہ داخل دفتر کر دیا۔ اس کے بعد مجاور کو
بلا کر کہا۔ کہ دیکھو تم بڑے دولت مند ہو۔ اور ایک گدی کے مالک ہو۔ بمقابلہ تمہارے
یہ ایک فقیر گداگری کرنے والے کی بیٹی اور نابالغ۔ اوس کے ساتھ شادی ہونے سے تمہاری
عزت میں فرق آگیا۔ تم کو کوئی پرواہ نہیں۔ اس کو چھوڑ دو۔ اگر تم چاہو تو میرے
گھر میں ایک جوان لونڈی خوب صورت اور لائق ہر طرح خدمت کرنے والی موجود ہے
اس سے تمہارا نکاح کر دیتا ہوں۔ اس پہ وہ راضی ہو گیا۔ فقیرنی کو طلاق اور اوس
لونڈی سے شادی ہو گئی۔ اب ڈپٹی صاحب اپنی شادی کا موقعہ دیکھتے۔ اور ہر روز

حکیم کو بھیجتے۔ اور کئی اشیاء بطور سوغات روانہ کرتے اخیر کو شادی کا دن مقرر ہو گیا
پارچات اور زیور تیار ہونے لگے۔ سامان رسد رسانی۔ موضع ہندل میں بھیجا گیا
لیکن ایسا اتفاق ہوا۔ کہ شادی میں ابھی دس روز باقی تھے۔ کہ ڈپٹی صاحب پر
کوئی مقدمہ فوجداری بن گیا۔ اور وہ معطل کیے گئے۔ اور شادی بھی ملتوی ہو گئی
پھر نہ معلوم وہ موقوف ہو گئے۔ یا تبدیل ہوئے۔ یا کہاں چلے گئے۔ اب اوس حکیم
نے پھندا لگایا۔ جو ڈپٹی صاحب کی طرف سے وکیل بن کر جاتا تھا۔ اوس نے
کہا۔ کہ ڈپٹی صاحب تو چلے گئے۔ اب کبھی واپس نہ آویں گے۔ مجھ سے نکاح کر لو
چنانچہ اسکا نکاح ہو گیا۔ کوئی ایک دو برس کے بعد ایک انسپکٹر صاحب پولیس نے
اوس فقیرنی کو کسی چاہ پر نہاتے ہوئے دیکھا۔ اور عاشق ہو گئے۔ اور کئی عورات
دلالہ کو بیچ میں ڈالکر اوس کو جبرًا اپنے اندر ڈال لیا۔ اوس حکیم نے مقدمہ کیا انسپکٹر
کا تنزل ہو گیا۔ اور تبدیلی بھی ہوئی۔ لیکن فقیرنی اب شکارن ہو گئی تھی۔ اوس کا
حکیم کے پاس رہنا مشکل تھا۔ اوس نے بھی طلاق دیا۔ پھر وہ کسی جیلخانہ کے افسر
کے نکاح میں آئی۔ اوس کو بھی موقوف کرایا۔ ایسا ہی اور بھی لوگوں کو خراب کرتی
کراتی اخیر کو رائے صاحب کے پاس پہونچی اوس حال آپ نے دیکھ ہی لیا ہے۔ سب
سے تم ہی خوش نصیب تھے۔ کہ صرف نوکری سے ہی موقوف ہوئے۔ ورنہ یہ ہونی
نہ معلوم اور کیا کیا کرے گی ؛

بھائیصاحبان اب میں وہاں سے روانہ ہوا۔ اور لاہور میں پہونچا۔ اس وقت
سیالکوٹ کا نائب خزانچی خوشابی مل کسی مقدمہ میں قید ہو گیا تھا۔ اوس کی جگہ ۲۲
روپیہ ماہوار پر مجھ کو مقرر کر کے بھیجا گیا۔ وہاں میں نے فارسی پڑھنا بھی شروع کر دیا
یہ نہیں کہ کسی مکتب مدرسہ میں یا کسی کتاب کو شروع کیا۔ صرف سرکاری کاغذات کو

دیکھتا - اور اہل کاروں سے پوچھتا رہتا - تھوڑے ہی عرصہ میں مجھ کو یہان تک واقفی ہو گئی - کہ پروانہ اور رپورٹین پڑھ لیتا - اور خزانہ کے رجسٹروں کی خانہ پرُی اپنے ہاتھ سے کرتا -

اِس عرصہ مین کشمیر کے انند کول صاحب جو پرتاب کول اور صاحب کول کے مشہور شاکتک خاندان کے رکن تھے - سیالکوٹ میں آگئے جہاں اون کے بہت سے اور دیگر اشخاص شش تھے - میں بذریعہ چٹھی اپنے خسر صاحب کے اون کی خدمت مین حاضر ہوا - انہوں نے بڑے آدر اور ست کار سے فرمایا - کہ شاکتک سنتان ہو - ہر روز راتری کو ہمارے چکر پوجن میں آیا کرو - چنانچہ پہلے ہی روز جب میں اونکے چکر پوجن مین گیا تو چونکہ مجھ کو بہت کچھ واقفی تھی - سب کام ٹھیک مریادا سے کئے - اور مدرا بھی سب سے زیادہ پان کیا - اس پر وہ بہت خوش ہو گئے - اور تمام اپنے ششوں سے کہا - کہ دیکھو یہ کیسا پکا شاکتک اور برہمے سادھکوں کے پُتر ایسے ہی ہونے چاہئے - دش مہا ودیا کے دھیان بھی میں نے سنائے - اور پاتر بندنا کے کل منتر - اور انند کوچ اور شانتی استوتر کو پڑھا - اور اختتام پوجن پر اپنے گھر چلا گیا - ہر روز ایسا ہی ہوتا - صبح سے ۱۲ بجے دن تک کچہری کا کام کرتا - اس کے بعد سوامی جی کے پاس حاضر ہو جاتا اور رات پوجن کے بعد گھر آتا - ایک روز سوامی جی نے فرمایا - کہ رات گھر جانے کی کوئی ضرورت نہیں یہاں ہی آرام کیا کرو - چنانچہ گنیش شاستری جو اون کا شاستری تھا - اوس کو آگیا ہوئی - کہ ایک کوٹھری میں سنت جی کا علیحدہ پلنگ بچھا دو - اور رات کو جو شکتیاں آتی ہیں - ایک اون کی سیوا کے واسطے بھیجدیا کرو اب کیا تھا - مجھ کو چین ہو گیا - لیکن شراب کا اسقدر کثرت سے استعمال ہو گیا - کہ اپنے سرکاری کام میں بھی غفلت کرنے لگا - اور دن کو بھی کچہری میں

پی کر جاتا - ایک روز صاحب سر دفتر سے شراب کی حالت میں ہی لڑائی ہو گئی لیکن حکام تک نوبت نہ پہونچی - اور شراب کی وجہ سے ہی خزانچی صدر سے بھی جس کا میں نائب تھا - میرا بگاڑ ہو گیا - لاہور تک ہماری دونوں کی رپوٹیں پہونچیں - کیونکہ ہمارا ہیڈ افس لاہور میں تھا - مگر چونکہ خزانوں کے افسر سے میرا قریبی رشتہ تھا اوس نے ہم دونوں کا کام علیحدہ علیحدہ کر کے اس طرح تقسیم کر دیا - کہ ایک دوسرے کا کام میں کسی سے تعلق نہ رہے - نقدی کا کل کام خزانچی صدر کے تعلق اور اشٹامپ کا کل کام تمام ضلع مین میرے تعلق - چونکہ میں شراب زیادہ استعمال کرنے کی وجہ سے غافل تو ہو ہی گیا تھا - اور کسی قدر دشمنی بھی بڑھ گئی تھی - اسلئے ایک مصیبت اور مجھ پر آن پڑی جسکو ذیل میں عرض کرونگا -

بھائی صاحبان شراب کی وجہ سے میں نے وقت پر اشٹامپ کا انڈنٹ کلکتہ میں نہ بھیجا - اور ۶ پائی والہ ٹکٹ بالکل خزانہ میں نہ رہا - چھاونی کی جگہ تھی رولا پڑ گیا - ڈاک خانہ کے پوسٹ ماسٹر نے صاحب مہتمم خزانہ کو چیٹھی لکھی کہ آپ کے خزانہ سے ۶ پائی والا ٹکٹ نہیں ملتا - مسٹر ڈی کورسی صاحب بہادر مہتمم خزانہ نے مجھ کو طلب کیا - اور باعث پوچھا - میں سوائے اپنی غفلت کے اور کچھ جواب نہیں دے سکتا تھا - اس پر جو کچھ میری خاطر ہوئی - اوس کو عرض کرنا کیا ضرور ہے میں ہی جانتا ہون - مجھ کو کہا گیا تم موقوف کئے جاؤگے - جرمانہ ہوگا - اور اس ہرجہ کے تم ذمہ وار ہوگے - اور جو کچھ خزانہ کی بدنامی ہے - یہ تمہارے ذمہ لگائی جاوے گی - اور بھی سخت شست الفاظ ہتک آمیز کہے - خیر قصوروار تھا - سب کچھ برداشت کیا - اور منت کر کے معافی چاہی - اس پر صاحب بہادر نے حسب ضابطہ انڈنٹ تیار کرنے کا مجھ کو حکم دیا - اور ادھر صاحب سپرنٹنڈنٹ اسٹامپ کو تار دیا

دیا۔ کہ ٹکٹ جلد مرحمت ہوں۔ صاحب سپرنڈنٹ اسٹامپ نے بذریعہ تار خبر صاحب مہتمم خزانہ لاہور کو حکم دیا۔ کہ تین ۳۰۰ سو روپیہ کا ۲ پائی والہ ٹکٹ فوراً روانہ کیا جاوے۔ اس پر لاہور سے پارسل روانہ ہوا۔ اور سنیچر کے روز کسی وقت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی کوٹھی مین پہونچگیا۔ دوسرے روز آیت وار تھا۔ تیسرے روز سوموار سر دفتر نے بلاکر مجھ کو کچہری میں پارسل دیا۔ میں نے اوسی جگہ اوس کو شمار کیا۔ تو مبلغ دو ۲۰۰ صد روپیہ کے ٹکٹ نکلے میں نے چالان مانگا۔ صاحب موصوف نے کہا ہمارے پاس کوئی چالان نہیں آیا۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے اسی طرح مجھ کو پارسل دیا ہے۔ اور مین نے بھی شمار کرلیا دو ۲۰۰ سو روپیہ کا ٹھیک ہے۔ تم جمع کردو۔ کل تک شاید چالان آجاوے گا۔ مین نے خزانہ کی کتابوں میں جمع کیا۔ اور انگریزی دفتر سے دو ۲۰۰ صد کی رسید بنوا کر صاحب خزانہ کے روبرو معہ رجسٹر پیش کی۔ صاحب مہتمم خزانہ نے کہا کہ بدون چالان میں دستخط نہیں کرون گا کیا ثبوت ہے۔ کہ یہ دو سو روپیہ کا اسٹامپ آیا یا کم وبیش کا۔ اس پر میں صاحب سر دفتر کو بلا لایا۔ اوس نے صاحب مہتمم خزانہ کی تسلی کرائی۔ اور صاحب مہتمم خزانہ نے رسید پر دستخط کرکے رجسٹروں میں یاداشت لکھدی۔ کہ باعتبار صاحب سر دفتر تصدیق کیا۔ دو تین روز کے بعد لاہور سے تار آیا۔ کہ تین ۳۰۰ سو روپیہ کا اسٹامپ بھیجا گیا تھا۔ رسید کیون دو سو کی آئی۔ اس پر حکم ہوا کہ تحقیقات کی جاوے۔ اب صاحب لوگون کی کیٹی ہوئی۔ اور یہ تجویز قرار پائی۔ کہ مجھ پر خیانت مجرمانہ کا مقدمہ قائم کیا جاوے۔ چونکہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کا اس مقدمہ میں تعلق تھا۔ کہ پہلے پارسل انہون نے کھولا تھا۔ یہ مقدمہ مسٹر کلارک صاحب بہادر جوڈیشل اسسٹنٹ کمشنر بہادر کے سپرد ہوا۔ صبح آتے ہی انہون نے

مجھ کو بلایا - اور حکم دیا - کہ تمہارے اوپر خیانت مجرمانہ کا مقدمہ قائم کیا گیا ہے -
تم کچھ مہلت مانگتے ہو - مجھ کو اپنی سچائی پر بھروسا تھا - میں نے کہا - ہرگز مجھ کو
کوئی مہلت نہیں چاہئے - اِس پر حکم لکھا گیا - کہ یہ نوکری سے معطل کیا جاوے
اور ایک ہزار روپیہ کی ضمانت داخل کرے ورنہ حوالات میں رہے - اب مجھ کو خوف
پیدا ہوا شیخ کرم الٰہی صاحب مختار کو پچاس روپیہ محنتانہ پر اپنی امداد کے واسطے
مقرر کیا - ایک ہزار روپیہ کی ضمانت داخل کی - اور خزانہ کا چارج دے دیا - تمام شہر
میں رولا مچ گیا - رات کو سب دوست میرے پاس آئے - اور کہا کہ ایک طرف کل
ضلع کے انگریز ہو گئے ہیں - ایک طرف تم ہو - اگر یہ جرم تم پر نہ قائم ہو - تو کوئی دوسرا
صاحب اِس کا ذمہ وار ہوگا - اور شیخ کرم الٰہی صاحب اون کے برخلاف تمہاری کوئی
امداد نہ کر سکے گا - تاوقتیکہ چیف کورٹ سے کوئی لائق وکیل نہ منگواؤ - اور مقدمہ یہاں
سے انتقال نہ ہو تم نہیں بچ سکتے - میں نے بھی سوچا یہ ٹھیک ہے - اس پر مین نے
بابو پرتول چندر صاحب چیٹرجی وکیل چیف کورٹ کو جو میرے واقف تھے - بدین مضمون
تار دیا - کہ ۴ تاریخ میرا مقدمہ یہاں پیش ہوگا - آپ آکر میری امداد کریں - چونکہ اون کا
تعلق پہلے سے ہمارے ساتھ یہ تھا - کہ جو مقدمہ مصر صاحبان کا ہوتا - جن کے مین ماتحت
تھا مبلغ ۵۰ روپیہ فی پیشی - گوجرانوالہ - سیالکوٹ - امرتسر وغیرہ میں اون کو دئے
جاتے تھے - اون کا بواپسی تار آیا کہ تم تسلی رکھو میں ۴ تاریخ کو پہونچ جاؤنگا - ۴ تاریخ
صبح ہی میں سیالکوٹ کی سڑک پر جا بیٹھا - ریل اسوقت وزیر آباد تک تھی - اور قریباً ۱۲
بجے رات وزیر آباد پہونچتی تھی - دیکھا تو تمام سواریاں ریل کی آگئیں - یہاں تک کہ پیدل
آدمی بھی پہونچ گئے - اور بابو صاحب نہ آئے - اُس وقت میرے دل کو ایسا رنج اور قلق
ہوا - اور ایسا صدمہ پہونچا - جسکا میں کسی لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا - شامت اعمال

سے جیلخانہ بھی راستہ میں تھا۔ جب میرا گذر وہان سے ہوا۔ اور قیدیون کی شکلون کو دیکھا۔ تو قریباً مجھ کو غش آگئی۔ اور یہ یقین ہو گیا۔ کہ آج میں بھی یہان بھیجدیا جاؤنگا اور یہی حالت میری ہو گئی۔ جیسی کہ ان قیدیون کی دیکھ رہا ہون۔ اگرچہ میں بے قصور ہون۔ لیکن صاحبان انگریز کے مقابلہ مین مجھ کو کون سچا کرے گا۔ اِس وقت دل مین کئی خیال آئے۔ مگر کچھ سوچ نہ سکتا تھا۔ وہان پاگلون کی طرح بیہوش ہو کر پڑا رہا۔ اتنے میں جیلخانہ سے گھڑیالکی آواز آئی۔ جس کو میں آپنے ذہن میں شمار نہ کر سکا لیکن کسی قدر سنبھل گیا۔ اور اپنے آپ کو ہوش میں لانے کی کوشش کی۔ قریب ہی ایک برقنداز جا رہا تھا۔ اُس سے میں نے پوچھا۔ اوس نے کہا۔ کہ ۹ بج گئے ہیں ۱۰ بجے کچہری کا وقت تھا۔ مجھ کو خوف ہوا۔ اور دوڑتا ہوا کچہری میں آیا۔ کہ کہین ضمانت نہ ضبط ہو جاوے۔ آگے کیا دیکھتا ہون کہ ہزارہائے آدمی وہان جمع ہیں۔ کچھ تو میرے دوست ہمدردی کی وجہ سے اور کچھ دشمن اور باقی عام لوگ تماشہ دیکھنے والے اور کہہ رہے تھے کہ دیکھو آج کیسا انصاف ہوتا ہے۔ ایک طرف پولیس والے ہاتھکڑیان لے کر کھڑے ہوئے تھے۔ صاحب بہادر کا کمرہ بھی آج فرش وغیرہ سے معمولی طور سے عمدہ سجایا ہوا تھا۔ کیونکہ اور صاحب لوگون کی آمد تھی۔ میں اپنے پرمیشیر کا دھیان کر کے دل میں کہہ رہا تھا۔ کہ آج دیکھتا ہون کہ پرمیشر کیسا نیا کاری ہے اگر میں بے قصور سزا پا گیا تو سمجھ لون گا۔ کہ پرمیشر کوئی چیز نہیں۔ یہ صرف دھوکہ ہے۔ میں ایسے ایسے خیال کر رہا تھا۔ کہ اندر سے نکل چپڑاسی نے آواز دیا کہ تمہارا مقدمہ پیش ہوگا حاضر ہو جاؤ۔ جب میں کمرہ کے اندر گیا تو صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر بھی کرسی پر موجود تھے۔ کیونکہ میرے برخلاف پہلے اون کی شہادت تھی۔ مجھ کو ایک جنگلے کے بیچ مین کھڑا کیا گیا۔ ابھی کوئی بات ہونے نہ پائی تھی۔ کہ باہر سے نکل

کا آواز آیا۔ یہ غیر معمولی آواز سنکر تمام کچہری کے صاحب لوگ کمرون سے باہر نکل آئے
مین بھی باہر آگیا۔ دیکھا کہ جیلخانہ کی طرف سے ایک شکرم دو اسپہ چلی آتی ہے۔ جب
وہ شکرم اوس کمرہ کے پاس پہونچی جس میں میرا مقدمہ پیش ہونے والا تھا۔ تو
کوچوان نے گھوڑون کو تھام لیا۔ اور اوس کے اندر سے جھٹ بابو پرتول چندر چیٹرجی
وکیل شیرون کی طرح برآمد ہوئے۔ جن کو دیکھکر میں ایسا خوش ہوا کہ گویا مردہ مین
جان پڑگئی۔ اور یہان تک دلیر ہوگیا۔ کہ اب خواہ مجھ کو کوئی پھانسی ہی کیون نہ دے
دیوے کچھ افسوس نہ کرون گا۔ آگے بڑھکر بابو صاحب کو بندگی کی۔ انہوں نے میری
تسلی کرائی اور مختارنامہ میری طرف سے پیش کرکے ایک گھنٹہ کی مہلت مانگی۔ تاکہ
میرے حالات کو سمجھ لیوین۔ وہ مجھ کو ایک علیحدہ کمرے میں لے گئے۔ اور میں نے
تمام کہانی اون کو سنادی۔ جس کو انہون نے نوٹ کرلیا۔ لوگ بھی حیران ہوگئے کیونکہ
بابو صاحب کی آمدگی مین نے کسی کو اطلاع نہین دی ہوئی تھی۔ پھر میں نے بابو جی
سے وجہ دیر کی پوچھی اونہون نے فرمایا کہ میں تو ٹھیک ۱۲ بجے وزیرآباد پہونچ گیا تھا۔
مگر خیال کیا کہ ۱۰ بجے کچہری ہوگی۔ اسوقت جانے کی تکلیف کیون اٹھاؤن پوراکرایہ شکرم
کا داخل کرکے وقت مقرر کرلیا تھا۔ اور ڈاک بنگلہ مین سوگیا۔ اب ۶ بجے وہان سے
روانہ ہوکر ٹھیک وقت پر پہونچ گیا ہون۔ پھر وہ کچہری کے کمرہ میں آئے۔ اور مقدمہ
شروع ہوگیا۔ پہلے کرنل جنکینس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر کی شہادت میرے برخلاف
شروع ہوی۔ انہوں نے لکھایا کہ ننانوے کا اسٹامپ ۶ پائی والہ بذریعہ پارسل لاہور سے
میرے پاس آیا۔ اور میں نے بذریعہ مسٹر گرین وڈ صاحب سررشتہ دار ملزم کے پاس پہونچا
دیا۔ اوسنے بجائے ننانوے کے ۲۳ جمع کیا۔ اس واسطے وہ خیانت مجرمانہ کا ملزم ہے۔ اس
کے بعد بابو پرتول چندر چیٹرجی اٹھے۔ اور سوالات جرح یون شروع کئے۔ پہلا سوال

تھا۔ کہ آپ کتنے عرصہ سے پنجاب میں ملازم ہیں۔ اور کس کس عہدہ پر رہے اور
کوئی امتحان بھی پاس کیا۔ کبھی مہتمم خزانہ بھی رہے ہو۔ اس پر بہت بحث ہوئی۔ کہ
ایسے سوالات اس مقدمہ کے متعلق نہیں۔ لیکن بابو صاحب نے کہا۔ کہ نتیجہ ان
کا متعلق مقدمہ ہوگا۔ میں ابھی نہیں بتلاتا۔ کہ ایسے سوالون سے کیا نتیجہ نکلیگا۔
لیکن عدالت کو یقین دلاتاہون کہ اخیر کو یہ سوالات ضرور متعلق مقدمہ تصور ہونگے
اور غریب ملزم کو ان سوالات سے بہت کچھ فائدہ پہونچنے کی امید ہے۔ عدالت کو
چاہیئے کہ ملزم کو ہر طرح کا موقعہ دیوے تاکہ وہ بے قصور سزا نہ پا جاوے۔ آخر کو
عدالت نے اوسکا یہ فیصلہ کیا کہ بابو صاحب کے سوالات ضرور لکھے جاویں۔ گواہ کو اختیار
ہے۔ کہ کسی ایسے سوال کا جواب دیوے یا نہ دیوے۔ جسکا جواب گواہ نہ دیوے اوس کی
یادداشت لکھی جاوے گی۔ اب صاحب بہادر جواب دینے پر مجبور ہوئے۔ کیونکہ جواب
نہ دینے سے اونکی قابلیت میں فرق اتا تھا۔ اونہون نے کہا کہ سولہ سال سے پنجاب
میں نوکر ہوں۔ اور عرصہ تک اسسٹنٹ کمشنر رہا۔ اور مہتمم خزانہ بھی رہا۔ سول کے
امتحانات بھی دئے ہوئے ہیں۔ اور میں قانون اور قواعد سے بخوبی واقف ہون (اگر
ایسا جواب نہ دیتے تو نالایق بنتے) جب یہ جواب قلمبند ہوگئے۔ تو بابو صاحب نے
پوچھا کہ اسٹامپ کتنے کا تھا۔ صاحب نے کہا ۳۰ روپیہ کا بابو صاحب نے کہا تم کو
الہام ہوا یا کوئی چالان دیکھا۔ اگر چالان دیکھا تو اب وہ کہان ہے۔ صاحب بہادر
نے کہا میں نے کوئی چالان نہیں دیکھا۔ اسٹامپ کو میں نے شمار کرلیا تھا۔ پھر بابو
صاحب نے اسٹامپ مینوال نکالا اور صاحب بہادر کو پڑھایا جسمیں یہ لکھا تھا۔ کہ جب
اسٹامپ کا پارسل آوے تو صاحب مہتمم خزانہ اور دیگر افسر کو چاہیئے کہ موجودگی خزانچی کے
اوسکو کھول کر بعد شمار دو قفلی میں داخل کرے۔ جس حالت میں آپ مہتمم خزانہ بھی

رہ چکے تھے - اور امتحان وغیرہ بھی دیا ہوا تھا - ایسے واقف ہوکر بغیر موجودگی خزانچی کے کیون پارسل کھولا گیا - اس پر صاحب بہادر ذرہ سوچ میں پڑ گئے - کیونکہ اوپر کے سوال میں ابھی واقف کار ہونے کا قرار کر چکے ہیں - اب کیونکر ناواقفی کا عذر کرتے اوسوقت اُنہون نے کہا - کہ جب میں ڈاک کھول رہا تھا - غلطی سے اسکو بھی کھول دیا - اور معلوم نہ تھا کہ اسکے اندر کیا ہے - جب معلوم ہوگیا - اس میں اسٹامپ ہے تو اوسی طرح میں نے چھوڑ دیا - کہ خزانچی کی موجودگی میں شمار ہو کر وہ قفلی میں رکھا جاوے گا - اور اِسی تعمیل کے واسطے بذریعہ صاحب سردفتر خزانہ مین بھیجدیا - بابو صاحب نے کہا کہ بدون موجودگی خزانچی کے لفافہ سے نکالنے کا ہی اختیار نہ تھا - صاحب نے کہا کہ میں نے نہیں نکالا - پھر بابو جی نے کہا - کہ جب لفافہ سے نہیں نکالا گیا - تو تعداد کا کسطرح شمار ہوگیا - اب صاحب بہادر کو کہنا پڑا میں نے نہیں شمار کیا - گویا اس جواب سے اوپر کا پہلا بیان غلط ہوگیا - اِس کے بعد اور گواہون کی شہادت شروع ہوئی - جنمیں صاحب سردفتر اور پوسٹماسٹر اور صاحب مہتمم خزانہ بھی شامل تھے - وکیل موقعہ بموقعہ سب پر جرح کے سوالات مناسب کرتے رہے - اِسکے بعد میرا بیان ہوا - پھر وکیل صاحب نے کھڑا ہوکر اس شائستگی اور عمدگی سے تقریر کی کہ لوگ حیران تھے اسکا کیسا دماغ ہے -

پہلے تو بطور مختصر مقدمہ کی صورت تمہیداً بیان کرکے دلیلون سے ثابت کیا کہ ممکن ہے لاہور سے ہی اسٹامپ کم روانہ ہوا ہو - کیونکہ وہاں اس کے روانہ کرنے والے اور پارسل بند کرنے والے معمولی تنخواہ کے آدمی ہوتے ہیں - اگر وہان سے پورا روانہ ہونا ثابت ہو جاوے تو ممکن ہے - کہ محکمہ ڈاک میں کسی کلارک یا چھٹی رساں کی چالاکی ہوگئی ہو - جیسا کہ کئی نظیریں موجود ہیں - اور کئی ملازمان ڈاک خانہ سزایاب بھی

ہو چکے ہیں - بہت جگہ سُنا گیا کہ نوٹ نکالے گئے - اور چاندی سونے کے پارسل گم ہو گئے اگر ڈاک والے بھی ثابت کر دیویں کہ ہم نے ٹھیک پارسل پہنچا دیا - تو صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر یا اون کے پرائیویٹ ملازمان پر یہ جرم عاید ہو سکتا ہے - ادھر تو صاحب بہادر نے باوجود واقف ہونے کے ایسی غلطی کی جس کے ذمہ وار ہیں - پھر تین روز تک ایسی قیمتی سرکاری چیز کو ایسی عام جگہ پر بلا حفاظت رکھا جہاں پر ایک چپراسی بہرہ خانساماں بلکہ مہتر تک جا سکتے ہیں - ممکن ہے - کہ وہاں سے چوری ہو گیا ہو - عدالت کو غور فرمانا چاہیئے - کہ ایسی قیمتی چیزوں کا گورنمنٹ کو کسی مہتمم خزانہ پر بھی اعتبار نہیں - اور نہ کسی کو اختیار دیا گیا ہے - کہ کوئی نوٹ یا اسٹامپ سرکاری اپنے پرائیویٹ مکان میں رکھے - اوس کو فوراً دو قفلی میں رکھنے کا حکم ہے - اور ایسے دو قفل کہ جن پر بندوق کسی ہوئی ڈبل پہرا موجود رہتا ہے - اگر یہ بھی بری ہو جاویں تو صاحب سر دفتر یا اون کے سائیس کا ذمہ ہو سکتا ہے جو صاحب کی کوٹھی سے لائے - اور ایک معمولی اپنے سائیس کے ہاتھ دفتر میں بھیج دیا - اگر یہ سارے ہی بری ہو جاویں تو بھی میری موکل پر یہ الزام کسی طرح عاید نہیں ہو سکتا - کیونکہ اوس نے کوئی غفلت نہیں کی جس وقت اسٹامپ ملا اوسی وقت سر دفتر کے روبرو شمار کیا - اور کتابوں پر درج کر کے مہتمم خزانہ کے دستخطوں کے واسطے رسید بنوا کر پیش کی اور اوس کے انکار پر صاحب سر دفتر کو پیش کر دیا - جس نے ۲۵۰ روپیہ کی رقم کو روبرو صاحب مہتمم خزانہ تصدیق کرایا - جیسا کہ کتاب میں صاحب موصوف کی یادداشت درج ہے - ایسا ہی اور بھی بہت بہت دلیلیں دے کر اپنی تقریر کو ختم کیا - وکیل صاحب کی تقریر کا لب لباب افسر عدالت نے نوٹ کر کے فیصلہ لکھنا شروع کیا - اور چھ ۶ بجے شام کے کچھ اوپر اپنا فیصلہ لکھ کر حکم سُنایا - کہ ملزم پر کوئی جرم ثابت نہیں ہوتا - اِس واسطے رہا کیا جاوے - جس

کی غفلت سے نقصان ہوا ہے وہ یک صد روپیہ کمی داخل سرکار کرے اور مقدمہ داخل
دفتر ہو۔ میں بابو صاحب کے ہمراہ باہر آیا دوستون کو بلا شیرینی وغیرہ میرے دوستون
نے تقسیم کی اور خوشیاں منائیں۔ میں نے اپنے پریبشر کا دھنباد کیا اور بابو صاحب کو
نذرانہ دے کر رخصت کیا۔ اور اُسیوقت اپنے گھر میں پہونچکر ہر ایک جگہ اپنے دوستون
اور رشتہ دارون کو بذریعہ تار اور ڈاک مقدمہ سے بخیریت رہا ہونے کی اطلاع دی
اور دو چار دن کے بعد بحصول رخصت دو ماہ لاہور پہونچا۔ جہان ہمارے دوسرے سوامی
انندکول جی کشمیر والے ایک بڑے رئیس راجہ کے یہان ٹھہرے ہوئے تھے۔ پہلے میں
اُسی حویلی میں پہونچا۔ چونکہ اشٹمی کا دن تھا۔ اور سوامی جی پوجن میں مشغول تھے
اون کو کسی نے کہہ دیا۔ کہ سیالکوٹ والا سنت آگیا ہے۔ انھون نے کہا کہ جلد اندر بلاؤ
جب میں اندر گیا۔ تو سوامی جی اٹھہ کھڑے ہوئے۔ اور مجھ کو کنٹھ سے لگا لیا۔ اور کہا
کہ جس روز تمہارا مقدمہ سیالکوٹ میں پیش ہوا اوس روز صبح سے ہی ہم تمام سادھوکون
اور ششون کو لے کر تمہارے واسطے پریوگ پر بیٹھہ گئے تھے۔ جب راتری کو تمہارا
تار پہونچا تب پریوگ کو ہم نے سماپت کیا۔ میں نے عرض کیا کہ یہ سب آپ کی کرپا ہوئی
ہے۔ چونکہ اس روز سوامی جی بلی دان دینے کو تیار تھے۔ اسی واسطے دن کو پوجن
کی رچنا رچی ہوئی تھی۔ اور ایک پشو بھی کھڑا ہوا تھا۔ سوامی جی نے آگیا دی۔
کہ دیکھو آج ہمارے سنت جی پشو سنہار کریں گے۔ اگرچہ میں نہیں چاہتا تھا۔ اور
ایسا کام پہلے کبھی کیا بھی نہ تھا۔ مگر انکار نہ کر سکا اوسی وقت مین نے اشنان
کرلیا۔ اور وہ شودہا ہوا مدرا جو سوامی جی کے آگے دھرا ہوا تھا۔ قریباً نصف
بوتل کے اوسمین برف ڈالکر مجھہ کو دیا گیا۔ جسکو میں نے ودھی پوربک
گرہن کرلیا۔ اور پشو میرے سمیپ لایا گیا۔ میں نے پوجن وغیرہ کے بعد پشو

گائتری اوس کے کان میں پڑھی اور دونو ہاتھون سے تلوار کو چلایا۔ مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ کیونکہ یہ پہلا ہی دن تھا۔ اِس سے پہلے میں نے کبھی پشو پر ہاتھ نہیں کیا تھا۔ چھوٹے چھوٹے جیوؤن اور پکھیون کو مارنا جانتا تھا۔ لیکن وہ بھی مقراض سے کترتا۔ صاحبان! (یہ ایک خاص قسم کی مقراض شائستک لوگون کے گھرون میں ہوتی ہے۔ جس کی نوکیں نہیں ہوتیں) جب پشو مجھ سے نہ کاٹا گیا۔ تو ایک دوسرے مہاتمان اوٹھے۔ انہون نے اوس پشو کو کھڑا کر کے ایسی تلوار چلائی۔ کہ ایک ہی وار سے اوس کی گردن اور چارون پاؤں کٹ گئے۔ اِسپر ذرہ آپ کو تعجب ہوگا۔ کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ میں اوس کی پدہتی آپ کو بتلا دیتا ہون جیسا کہ میں نے وہان دیکھا جب وہ مہاتمان اوٹھے تو اونہون نے پشو کو کھڑا کر کے کسی چاقو سے اوس کے پچھلے پاؤں میں ایک زخم کر دیا۔ جب وہ جھک کر اوس پچھلے پاؤن کو چاٹنے لگا۔ تو آگے کے دونوں پاؤں گردن کے نیچے آ گئے۔ اور پچھلے دونوں پاؤں گردن کے سامنے۔ اور قریباً چارون پاؤں اور گردن ایک جگہ ہو گئے۔ ایسے وقت اِس صفائی سے اوس سورمان ہیر نے تلوار چلائی کہ ذرہ بھی خطا نہ ہوئی۔ سر اور چارون پاؤں کٹ گئے۔ اوس پشو کا رُدھر بھی ایک پاتر میں لیا گیا۔ اور وہی رُدھر تھوڑا تھوڑا میں نے اور تلک سب سادہکون کے مستک پر لگایا۔ اور باقی رُدھر اور ماس سب بھنڈاری کے حوالہ کیا گیا۔ چونکہ مجھ کو رات بھر ریلوے سفر کے باعث تکلیف بھی اور جاگتا بھی رہا۔ اور آتے ہی نصف بوتل کے قریب مدرا بھی پان کر لیا۔ تو میں تو سو رہا۔ دن بھر مجھ کو کسی نے نہ جگایا۔ جب رات چکر پوجن کا سما آیا۔ تو سوامی جی کی آگیا سے مجھ کو جگایا گیا۔ مین بھی پوجن میں شامل ہو گیا اور من مانا مدرا پان کیا یہان تک کہ نوم پاتر پر تو سوامی جی نے پورن پاتر کر دیا۔ لیکن

میں نے اوس کے بعد دو تین دفعہ اور اچھالا تو بھی لیا - اب میرے پاؤں زمین
پر نہ ٹھہرتے تھے - اور زبان بھی طوطلی ہو گئی تھی - مگر مدرا کی مانگ برابر جاری تھی - ادھر
ہمارے سوامی جی مہاراج کہہ رہے تھے کہ بھائی آج سنت جی کی پرسنتا ضرور لینی -
کیونکہ آج بڑا آنند کا سمان ہے - کہ ایسے سنگین مقدمہ سے بچ کر سنت جی ہمارے
پوجن میں شامل ہوئے ہیں - اودھر کوئی کوئی مہاتماں لاہوری پنڈت انمت ہوئے
ہوئے شانتی استوتر اور آنند کوچ کو پڑھ رہے تھے - اور کوئی کوئی دیوتا کے
دھیان اونچی سُر سے پڑھ رہے تھے - اور کوئی گیت گا رہا تھا - اور کسی کسی کے
باہم گالی گلوچ اور تکرار ہو رہا تھا - اور ایک بڑے بوڑھے پنڈت مہاتماں جو میرے
بالکل قریب بیٹھے ہوئے تھے - مجھ کو پکڑ پکڑ کر سر ہلاتے - اور مجھ کو اپنی طرف مخاطب
کرکے یہ پاٹھ اوچارن کرتے - جس کو پہلے تو میں نے نہ سُنا - مگر جب اونکی طرف
متوجہ ہوا - تو معلوم کر گیا - کہ یہ مہاتماں آنند استوتر کو کسی کسی جگہ سے اوچارن
کر رہے ہیں - کیونکہ وہ کوئی پاٹھ سلسلہ وار اوچارن نہ کرتے تھے - یہ شبد اون
کی زبان سے نکلتے ہوئے میں نے سُنے -

दिने दिने तीर्थघटोस्तु दर्शने दिने दिने सम्मिलनं द्वितीयं ॥=
सुंदरी तर्पणं मे दिने दिने पंचमरागमोस्तु ॥ श्री सुंदरी सा॥
धियानिद्रांनां मायु: त्वयं ग [illegible] तिलकारोन ॥ [illegible]
[illegible] रेणु [illegible] शांग [illegible] हे तु ॥ वामे चंद्रमुखी मुखे च।
मधुरं पात्रकंमो दहे ॥ एकेन [illegible] केन घटं पिबामि वा
पी पिबामि सहसा [illegible] केन [illegible] स्यात् वामि यदि को हि न
[illegible] मेकेगं गांपि वामि यम नो [illegible] हसागरे [illegible] ॥=॥=॥

جس کا قریباً یہ مطلب ہے کہ - ہر روز مدرا کے گھڑے بھرے ہوئے ملتے رہیں
اور مانس آدک بھی - اور شکتیون کا سنگ بھی روز روز مجھ کو پراپت ہو - اور جو پرش
سادہک اور شکتیون کی نندا کریں تات کال اون کی آیو ناش ہو کر مرتو کو پراپت
ہوں - اور میں روز روز مدرا اپنانے والوں کے گھر میں جاکر مدرا پان کرتا ہون
اور رات کو ویشوا کے گھر میں جاکر شین کرون - اور وام انگ میں میری کوئی سندر
استری جس کا چندرمان کے تُلّ مُکھ ہو براج مان رہے - اور سندر بچن اوچارتی
ہوئی اپنے ہاتھوں سے مدرا کا پاتر مجھ کو پلائے - اور خود پی کر میرے ساتھ انند
کرے - اور اگرچہ میں یون ہی مدرا اہت پان کر جاتا ہون - مگر مدرا کے ساتھ ایک
چاخشک بھی بطور نُقل بھی مجھ کو مل جاوے - تو گھڑا بھرا اکیلا ہی پی جاؤں - اگر
ادہرک کے ہمراہ نمک لگا ہوا نُقل ہو تو کوا بھرا ہوا مدرا کا پان کر جاؤن - اگر کسی
روز مجھ کو سواد آجاوے - اور ایک سری بھونی ہوئی بھی مل جاوے تو گنگا جمنا
سدب سمند مدرا کے بھرے ہوئے بہتے ہون تو میں اکیلا ہی پینے کو سامرتھ ہون
ایسی ایسی اور بھی کئی باتیں وہ مہاتما فرما رہے تھے - میرا صرف یہی جواب تھا - دہن
ہو مہاراج دہن ہو مہاراج اتنے میں اوہنوں نے اور مانگا - اور گنیش جی نے
سوامی جی کی آگیا سے ایک پاتر لبالب بھر کے اون کو دیا - جس کو وہ پی گئے اور
پیتے ہی وہ سٹپر بوبی بولنے لگے - اور بے ہوش ہو کر دھڑم گر پڑے - نے تو اون کو
ہو ہی گئی تھی - گرنے سے مستک پر ایسی چوٹ لگی کہ رُدھر کی دھار چل پڑی -
اور ایک گہرا زخم ہو گیا - خیر اون کو تو سادہکوں نے اُٹھا کہ کسی چارپائی پر ڈال
دیا - اِدھر سوامی جی نے آواز دیا - کہ کوئی مہا بیر ہے - جو اِس نے کو اُٹھا وے

اوسی کو شویوگ میں اوتم پدوی ملے گی۔ اتنے میں ایک پہاڑی برہمن اٹھا۔ اوس نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ کہ مہاراج مین حاضر ہوں۔ سوامی جی نے آگیا دی اور وہ سب کے دیکھتے دیکھتے زبان سے چاٹ گیا۔ سوامی جی نے اوس کو کنٹھ سے لگا لیا۔ اور اشیرباد بھی دی۔ اور ایک پاترمدرا کا پورن کرکے اپنے ہاتھ سے اوس کو پلایا۔ اور کوئی پدوی بھی دی جو اس وقت مجھ کو یاد نہیں۔ اور سوامی جی نے کہا کہ ایسے بیر دہن ہیں۔ اون کی درشن کرنے سے بھی بڑاپن ہوتا ہے۔ ایسے ہی بیروں کے واسطے ہمارے شاستروں میں یہ لکھا ہے۔

पीत्वा पीत्वा पुनः पीत्वा यावत्पतति भूतले ॥ उत्थाय च पुनः पीत्वा पुनर्जन्म न विद्यते ॥ आनन्दात्तृप्यते देवी मूर्छया भैरवं स्वयम् ॥ वमनात्सर्वदेवाश्च नस्यातविविधमाचरेत् ॥=॥=॥=॥=॥=॥=॥=॥=॥=॥

ارتھ۔ پی پی کر پھر پیو جبتک تم پرتھوی پر نہ گر پڑو۔ جب اوٹھو تب پیو۔ ایسا کرنے سے دوبارہ جنم نہ ہوگا۔ یعنی اسی سے مکت ہو جاؤ گے۔ شراب کے پینے سے جب آنند ہوتا ہے یعنی اچھا سرور آجاتا ہے۔ تب دیوی پرسن ہوتی ہے۔ جب مورچھا تک نوبت پہونچی یعنی بحالت بے ہوشی سے بھیرو تب پرسن ہوتے ہیں۔ وَمن یعنی قے کے ہونے سے سمپورن دیوتا پرسن ہو جاتے ہیں۔ اس واسطے اوس کو اچھی ودھی کے ساتھ اسی طرح استعمال کرنا چاہئے۔ جیسا کہ ان دو سادھوون اور مہابیرن کا حال تم نے دیکھ لیا ہے۔ اس کے بعد چکر پوجن کی سماپتی ہوئی۔ اور سب اپنی اپنی جگہ پر بہو رہے۔ گنیش جی نے ہر ایک کے واسطے انتظام کیا ہوا تھا۔ اسی طرح ایک ماہ تک میں لاہور میں رہا۔ اور روز چکر پوجن ہوتے رہے۔ اور

بڑے بڑے مہاتما سادھوؤں کے درشن بھی ہوئے۔ مگر لاہوری شکتیوں کی سنگت سے قریباً کل ڈیرا سوامی جی کا لاہوری بیماری سے بیمار ہو گیا۔ میں تو گوجرانوالہ میں پہونچا۔ جہاں میرے بھائی ماسٹر چندو لعل نے جلد ہی میرا علاج کرا کر مجھ کو آرام کرا دیا۔ اودھر سوامی جی بیمار ہو کر کشمیر کو بھاگے۔ جو جاتے ہی شب لوگ یا دیوی لوگ کو سدھار گئے۔ اون کے ہمراہیوں کا حال مجھ کو معلوم نہ ہو سکا۔

اب یہاں سے صحت ہونے کے بعد میں ضلع امرتسر کا صدر خزانچی مقرر ہوا۔ اسی روپیہ ماہوار تنخواہ ہو گئی۔ لیکن شراب پینے کی عادت بھی زیادہ ہو گئی چونکہ اکیلا بیٹھ کر شراب پینے کا لطف نہیں آتا اس واسطے اکثر شہر یا ریلوے سٹیشن پر جا کر کوئی نہ کوئی مہمان بھی تلاش کر لاتا۔ یہاں میرا ایک تایازاد بھائی ضلع میں ملازم تھا۔ ایک روز اوس نے مجھ کو اطلاع دیا۔ کہ آج اشٹمی کا دن ہے۔ چلو سوامی رام چندر جی کے مکان میں راتری کو چکر پوجن ہو گا۔ میں نے کہا بہت اچھا۔ قریباً آٹھ بجے رات ہم دونوں بھائی اون کے مکان پر گئے۔ اور راستہ سے دو بوتل شراب بھی ہمراہ لے گئے۔ وہاں دیکھا تو سوامی جی پوجن کی رچنا کو رچ کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک گھٹ اون کے آگے موجود ہے۔ پاتر وغیرہ اپنی اپنی جگہ پر استھاپن کئے ہوئے تھے۔ ہم دونو بھائیوں نے اونکو پرنام کیا۔ کیونکہ یہ میرے پتا کے گورو کے پتر تھے۔ وہ دونوں پداں یعنی شراب کی بوتلیں اون کے آگے دھر دیں۔ اُنہوں نے کھول کر گھٹ میں اُلٹا دیں ایسے ہی اور صاحب بھی امرتسر کے آنے شروع ہو گئے۔ جن میں اکثر برہمن پنڈت اور ٹھیکر پوریہ وغیرہ بیوپار کار تھے۔ اور اونکی استریاں بھی آئیں۔ مگر خالی ہاتھ آتے۔ کسی کو بھی نہ دیکھا عموماً شکار پوریہ تو شراب ہی لائے۔ باقی دیگر اشخاص کوئی میوہ کوئی مٹھائی کوئی اچار کوئی چٹنی وغیرہ۔ آسن وہاں بچھے ہوئے تھے۔ سب لوگ آسنوں پر بیٹھتے جاتے۔

مگر یہ وہاں عمدہ انتظام تھا۔ کہ استریاں سب اوپر کے مکان میں۔ اور مرد سب نیچے
کے مکان میں جمع ہوئے۔ قریبًا ۱۱ بجے رات بھوجن کا پرارنبھ ہوا۔ ترپن وغیرہ کے بعد
مدرا کا دور شروع ہوگیا۔ دھیان وغیرہ پڑھتے ہوئے یہانتک دیر ہوئی کہ ۲ بجے رات کو
چترتھ پاتر تک پہونچے۔ اور چکروں میں یہ قاعدہ ہوتا ہے۔ کہ بھوجن چترتھ پاتر کے بعد آجاتا ہے
جب اونکا بھنڈاری اندازہ کرنے کے واسطے آیا۔ کہ کتنے آدمی جمع ہیں۔ اوتنا بھوجن
لایا جاوے۔ تو کیا دیکھا۔۔۔۔ کہ ڈیڑھ ۱۵۰ سو سے زیادہ استریاں پرش جمع ہوگئے ہیں
اور بھوجن صرف پچاس ساٹھ ۶۰-۵۰ آدمی کا موجود تھا۔ اوس نے سوامی جی کو کشمیری
زبان میں یہ کہا۔ مہاراج (مانس سٹھاہ بت چھوکم) اس پر سوامی جی نے کہا۔ (بازر
گسبہ آن چٹ) چونکہ میں تھوڑی کشمیری زبان بھی سمجھتا تھا۔ اس کا مطلب سمجھ
گیا کہ نوکر نے تو یہ کہا کہ مہاراج آدمی بہت جمع ہوگئے ہیں اور کھانا وغیرہ کم ہے سوامی
جی نے کہا بازار جاکر لے آؤ چنانچہ نوکر بازار کی طرف گیا۔ اور تھوڑی دیر میں واپس
آکر کہا۔ کہ مہاراج (بازر بند چھواگ مسلمان کاندر ابھو ٹھبہ اگر حکم چھین انن) یعنی بازار
بند ہے صرف ایک مسلمان نان بائی بیٹھا ہوا ہے۔ اگر حکم ہو۔ تو اوس کی دوکان سے کھانا
لے آوں۔ اس پر سوامی جی نے ہاں کہہ دیا۔ دو چار منٹ کے بعد وہ نوکر نان
کلچہ اور گوشت بھونا ہوا قسم قسم کی سیری اور بھرڈے اور کلیجی وغیرہ لے آیا۔ تھالوں اور
پراتوں وغیرہ میں لاکر سوامی جی کے آگے دھر دیا۔ میں یہ دیکھ کر حیران ہوگیا
اور پوچھا سوامی جی۔ یہ کیا اونہوں نے کہا۔ دیکھو جب ہمارے منتروں میں یہ شکتی
ہے۔ کہ ہم گوماںس تک منتروں سے شدھ کر لیتے ہیں۔ تو یہ شدھ نہیں ہو سکتا
اور علاوہ اس کے تم کو یاد نہیں ہے۔ کہ کلاچار دیپکا میں یہ لکھا ہے۔

[illegible] ॥

پھر تم کو کیوں شنکا ہوا - میں خاموش ہوگیا - اسکھا نے کو چھوڑ دیا - اور
دل سے اس دھرم سے نفرت ہوگئی - اور بچار کیا - کہ آجتک میں نے کوئی لابھ
اس دھرم سے نہیں اٹھایا - جہاں تک دیکھا پاپ ہی پاپ اور کوکرم ہی کو کرم
ہیں - جن کو اونہوں نے دھرم مانا ہوا ہے - لیکن کئی طرح کے میرے دل
میں ان دھورتوں نے خوف ڈالے ہوئے تھے کہ اگر ذرہ بھی تم کچھ شک وغیرہ
کروگے - تو فوراً دیوتا کے شاپ سے تمہارا ستیاناش ہو جاوے گا - یقین تو
میرا اٹھ گیا - مگر کچھ تو بخوف شاپ دیوتا کے - اور کچھ مدا پان کرنے کے واسطے
چکروں میں شامل ہوتا ہی رہا -
ایک دن کوئی تعطیل کا روز تھا میں کسی کام کے واسطے لاہور آیا - کیا دیکھتا
ہوں - کہ متصل میڈیکل کالج ایک بنگلہ میں بڑا ہجوم تھا - اور فرش وغیرہ بھی بچھے
ہوئے تھے - پوچھنے پر معلوم ہوا - کہ یہاں ایک سنیاسی کا دیا کھیان ہونے والا
ہے - میں بھی وہاں ٹھہر گیا - اتنے میں وہ سنیاسی صاحب بھی آگئے - ہندو عیسائی
اور مسلمان لوگ جمع تھے - بڑے بڑے عالم فاضل پنڈت اور مولوی اور پادری
صاحبان - پہلے اونہوں نے ایشر کی پرارتھنا کی بعد اس کے بقول محمدی صاحبان
خدا اور شیطان کا مقابلہ کر کے ثابت کیا کہ شیطان کوئی نہیں - سب سے بڑا
ایک پرماتما ہی ہے - اگر بقول مسلمانوں کے مان بھی لیا جاوے تو وہ خدا
سے زبردست نہیں ہوسکتا - جیسا کہ مسلمان کہتے ہیں - کہ وہ خدائی حکم میں دست
اندازی کر کے اوس کی نافرمانی کراتا ہے - اوس کے بعد یہ ثابت کیا - کہ حضرت عیسےٰ
خدا کا بیٹا نہیں ہے - اور نہ قرآن انجیل خدا کا کلام ہو سکتے ہیں - پھر یہ بھی کہا کہ
پرمیشر کبھی اوتار نہیں لیتا - اور نہ گربھ میں دیہ دھارن کر کے آتا ہے - وہ انس

اور ناڑیوں اور چھدروں سے رہت ہے - کیول ایک وید ہی - پرماتماں کا کلام ہے - کلام ہی نہیں بلکہ اوس کا سچا گیان ہے - جو کلپ کلپا نتروں میں بھی مثل انجیل اور توریت زبور اور قرآن کے کبھی منسوخ اور تبدیل نہیں ہو سکتا - پھر یوگا بھیاس کا بیاں کرتے ہوئے کھٹ چکروں کا اس خوبی سے بیاں فرمایا - کہ ایک ایک نس ناڑی شریر کی برنن کردی جس کوشن کر ڈاکٹر لوگ بھی حیران تھے - اس کے بعد بطور مختصر اپنا جیون چرتر بیان کیا (لیکن ماں باپ کا نام نہیں لیا) اوس کے بعد مورتی پوجن کو اسطرح پر کھنڈن کیا - کہ کوئی بھی سامھنے نہ بول سکا - اور اچھی طرح یہ ثابت کر کے دکھا دیا کہ ایشر نراکار ہے - اور کیول اوسی کی اپاسنا کرنی یوگ ہے - اوُن کی نہیں البتہ اپنے بزرگون اور بدیا دانوں کا ست کار کرنا - اور برہمنون کو ماننا مگر جن کی ورن ویوستھا ٹھیک ہو - سندھیا گایتری اور ہون آدِک ویدک کرموں کا کرنا - اور اون کا پھل بھی بڑی خوبی سے بیاں فرمایا - اور اپنے دھرم کو ترقی دینا - اور قومی امداد کرنا - اور بدیا کو بڑھانا - اور ویدوکت دھرم کا پرچار کرنا - اور ہر ایک پرانی ماتر کو وید ودیا کا اُپدیش کرنا - ایشر کی آگیا سے ثابت کر کے دکھا دیا - اور اس شخص کو غلط قرار دیا کہ شودر اور استریون کو وید ودیا کا ادھکار نہیں - دان کی مہان کو بڑھایا - اور دان کرنا ہر ایک منش ماتر کا پرم دھرم ٹھہرا کے رکھیون کے گرنتھوں سے دکھا دیا - کہ دان کرنا ضروری ہے مگر ادھکاری کو دینا اور پاتر کو پاتر دیکھ کر دینا وغیرہ وغیرہ اوس کی تقریر ایسی پرتاثیر تھی - کہ ہر ایک کے ہردے میں اوس کا اثر ہو گیا - عموماً عالم فاضل تو اسی روز اوس کے قائل ہو گئے - جو لوگ مخالف بھی تھے - وہ اوس کے پورن ودواں ہونے کا دم بھرنے لگے - اور اوس کی منادی کا جگہ بجگہ ڈنگا بج گیا - اور ویدک دھرم کا نشان پنجاب میں گھڑا

ہو گیا۔ اور یک لخت پنجاب میں سچے دھرم کی منادی ہونے لگی۔ اس سے پہلے صرف ویدوں کا نام سنتے تھے۔ مگر اس سنیاسی نے چاروں بیدوں کے درشن کرا دئے کیول درشن ہی نہیں اون کے بھاشی بنا کر ہر ایک منش ماتر کی سمجھ کے مطابق سہل کر دئے۔ اور جو جو غلط ارتھ ناستک لوگوں نے کئے ہوئے تھے۔ اونکو بیاکرن سے غلط ثابت کر کے سچے ارتھ دکھا کر ثابت کر دیا۔ کہ ویدوں میں گوؤں اور گھوڑوں کو مار کر یگ کرنا کہیں نہیں لکھا۔ بلکہ ہر ایک جیو کی رکھشا کی ہدایت ہے۔ ایسا ہی اور بھی بہت کچھ کہا۔ آپ پوچھو گے کہ ایسا اپدیش کرنے والا یہ سنیاسی کون تھا۔ تو میں یہ کہنے کو تیار ہوں۔ کہ یہ مہاں رشی سوامی دیانند سرستی تھا۔

چونکہ اب ریل کا وقت قریب ہو گیا تھا۔ مجھ کو صبح نوکری پہ حاضر ہونا ضرور تھا۔ روانہ امرتسر ہوا۔ مگر اس مہاتما کی تقریر نے مجھ کو بھی بہت اثر کیا۔ کیونکہ کہاں وہ بھرشٹ شاکتک دھرم اور کہاں یہ ست ویدوکت دھرم کا اپدیش۔ مگر چونکہ میرے پاس کوئی پُستک اِس دھرم کا نہ تھا۔ اور نہ ہی میں کچھ ویدودیا کو پڑھا تھا۔ اور نہ کچھ ایسی لیاقت تھی۔ لیکن میں دس پندرہ روز تک اون کا ویاکھیان سننے کے واسطے چار بجے کچہری کے بعد روز لاہور میں آجاتا۔ اور رات کے ۹ بجے ڈاک گاڑی میں واپس جاتا۔ پھر وہ سوامی جی کسی اور طرف چلے گئے۔

اسی عرصہ میں مجھ پر ایک اور مقدمہ ہو گیا۔ وہ کیا۔ کہ جب میں سیالکوٹ کے خزانہ میں ملازم تھا۔ تو کسی اتفاق سے ایک کاغذ اشٹام ۲/ والا ۴/ کو فروخت ہو گیا۔ رجسٹر میں بھی ۴/ لکھے۔ کاغذ کی پشت پر بھی ۴/ اور چاہئے بھی ۴/ کا مگر کاغذ دیا گیا ۲/ کا تمسک لکھنے والے نے بھی اوس کو نہ دیکھا۔ ـــ روپیہ کا اوستی پہ تمسک لکھا گیا۔ جب اوس تمسک کا دعوےٰ ہوا۔ تو عدالت میں یہ غلطی نکلی چونکہ صاحب سر دفتر سے میری

عداوت تو تھی ہی - اونہوں نے جھٹ مقدمہ قائم کر کے میرے نام وارنٹ بلا ضمانت نکلوا دیا - اوس وقت میرے چند دوستوں کو جو شاکتک دھرم والے اوسی ضلع میں ملازم اور غیر ملازم تھے - خبر ہوئی اونہوں نے کمیٹی کر کے یہ صلاح پاس کی کہ کم سے کم وارنٹ پہونچنے سے پہلے اوس کو اطلاع کر دو - چنانچہ پنڈت نندگوپال صاحب نے اقرار کر لیا - کہ میں اطلاع دینے کے واسطے امرتسر جانے کو تیار ہوں - چنانچہ اوسی وقت وہ روانہ ہوا - اور دوسرے روز ۱۰ بجے امرتسر کے خزانہ میں مجھ کو آکر ملا - اور کہا کہ اگر کوئی تم سے بندوبست ہو تو کر لو ورنہ بے ضمانت وارنٹ آتا ہے - میں حیران ہو گیا - اتنے عرصہ میں صاحب مہتمم خزانہ شائد ٹکر صاحب بھی خزانہ میں آئے اور کہا - کہ جلد کچھ خزانہ میں رکھنا نکالنا ہو تو رکھ لو میں کوٹھی جاتا ہوں - چونکہ اندر کا کچھ کام نہیں تھا - میں نے عرض کیا - کہ میں نے کچھ خاص کہنا ہے - اول تو وہ اوس وقت اردو تھوڑا سمجھتے تھے - کیونکہ ولائت سے نو وارد تھے - دوسرا میں نے ایسے وقت عرض کیا - جھٹ گاڑی پہ سوار ہو گئے - مجھ کو بھی اشارہ کیا - کہ تم گاڑی پر بیٹھ جاؤ - اور میں بیٹھ گیا - ہر چند راستہ میں میں سمجھاتا گیا - مگر میرے مطلب کو اونہوں نے ٹھیک نہ سمجھا - کیونکہ میں انگریزی نہیں جانتا تھا - کوٹھی پہ پہونچکر اونہوں نے اپنے خانساماں کو بلایا - جو انگریزی اچھی طرح بول چال سکتا تھا - اوس کے ذریعہ میری گفتگو ہوئی میں نے اصلی سچ سچ کہہ دیا - کہ کوئی دشمنی کا معاملہ ہی میرے نام ضلع سیالکوٹ سے وارنٹ جاری ہو گیا - اگر میرا قصور ہے - تو مجھ کو سزا مل جاوے گی - لیکن چونکہ میں بے قصور ہوں - اس طرح کی گرفتاری سے میری ہتک ہو گی میں اسوقت آپ کے ماتحت ہوں - آپ میری کچھ امداد فرماویں - اونہوں نے کہا کہ دوسرے ضلع میں میں کیا کر سکتا ہوں - میں نے کہا میں یہ نہیں چاہتا - کہ عدالت

سے مجھ کو کوئی رعایت ملے میرا صرف یہ مطلب ہے۔ کہ یہاں میری بے عزتی نہ ہو۔ آپ
مجھ کو دو ہفتہ کی رخصت دیویں۔ تاکہ میں خود وہاں حاضر ہو جاؤں۔ اونہوں نے
کہا درخواست لکھو میں نے وہاں ہی درخواست لکھی۔ جس کو بعد تصدیق اور
سفارش میرے ہی ہاتھ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے پاس بھیجدی۔ میں اوسی وقت
صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی کوٹھی پہ پہونچا۔ اور سچ سچ بیان کر دیا۔ اوس نے کہا۔ کہ تم
ڈاکٹری سارٹیفکیٹ لاؤ۔ آنکھیں تو میری کسی قدر سرخ تھیں میں ڈاکٹر صاحب کے
پاس پہونچا۔ اونہوں نے کہا کل آنا۔ میں نے اون سے بھی سچ سچ کہا۔ کہ مجھ کو یہ
ضرورت ہے۔ ورنہ میری آج ہی بے عزتی ہو جاوے گی۔ اونہوں نے مہربانی فرما کر
لکھ دیا۔ کہ در اصل اس کی آنکھیں بیمار ہیں۔ اگر دو ہفتہ یہ اسی طرح علاج نہ کرے
گا۔ تو اندھا ہو جاوے گا۔ میں اون کا شکریہ ادا کر کے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی
کوٹھی پہ پہونچا۔ جنہوں نے میری رخصت کو منظور فرما لیا۔ چونکہ کام کرنے والے پہلے
ہی گماشتہ ہر ایک مد کے ذمہ وار تھے۔ اور چابیاں بھی اون کے پاس رہتی تھیں
میں اوسی وقت براہ ریعہ روانہ ہو کر پسرور سے ہوتا ہوا سیالکوٹ پہونچا جہاں
مبلغ صہ روپیہ لالہ بھیم سین وکیل کو محنتانہ دے کر ضمانت کرائی اُدھر میری روانگی
کے بعد وارنٹ بھی امرتسر پہونچگیا۔ جو عدم تعمیل واپس کیا گیا۔ مقدمہ کی کارروائی
شروع ہوئی۔ صرف وہ کاغذ ہی ثبوت تھا۔ مگر اوسکے مقابلہ میں رجسٹر اور پشت کاغذ کی تحریر
میرے حق میں تھی۔ میں نے غلطی اور سہو کا عذر کیا۔ اس پر صاحب مجسٹریٹ ضلع نے
لالہ متھرا داس صاحب کورٹ انسپکٹر پولیس کو وہ میرا رجسٹر دے کر کہا۔ کہ کل علاقہ میں
اس رجسٹر کا اون کاغذات سے مقابلہ کیا جاوے۔ جو لوگ خرید کر لے گئے ہیں۔
اور اون کے نام رجسٹر میں درج ہیں۔ اور جہاں کوئی کمی بیشی پائی جاوے وہ کاغذ

ہمارے روبرو حاضر کرو ۱۳ روز تک لالہ متھرا داس نے علاقہ میں پڑتال کرکے
دو ایسے کاغذ پیش کئے۔ دراصل جن کی قیمت چار چار روپیہ تھی۔ اور وہ چار چار آنہ
لے کر فروخت ہو گئے۔ لئے بھی ۸؍ کتاب میں بھی ۸؍ کاغذ کی پشت پر بھی ۸؍ مگر دراصل
کاغذ چار روپیہ کے تھے۔ گویا اس میں ۳؍۸ روپیہ کا میرا نقصان ہوا۔ جب یہ کاغذ پیش
کئے گئے۔ تو وکیل نے بھی صاحب بہادر کو جتلایا یہ ایسی غلطی ہے۔ جس میں ملزم کو ۳؍۸
روپیہ کا نقصان ہوا۔ ممکن ہے۔ کہ ایسا ہی وہ ہو گیا ہو۔ اِسپر مقدمہ داخل دفتر ہوا۔
اور میں اپنی جگہ امرتسر پہونچ گیا۔

جب گیارہ مہینے مجھ کو امرتسر میں رہتے ہو گئے۔ تو وہ پورانا خزانچی ضلع سیالکوٹ کا جس
کے ماتحت میں کئی روز تک رہا تھا پنشن لے کر علیٰحدہ ہوا۔ اوس کی جگہ ایک نرسنگھ داس
خزانچی مقرر ہوا۔ چونکہ اون ایام میں مسٹر گولڈنی صاحب بہادر مہتمم خزانہ سیالکوٹ
بڑا سخت تھا۔ اوس کے ماتحت وہ کام نہ کر سکا اور شکایت ہونے پر بحکم صاحب کمشنر
بہادر مسٹر ٹھاکر داس صاحب افسر خزانہ نے مجھ کو مساوی تنخواہ پر یعنی اسی روپیہ
ماہوار پر سیالکوٹ میں تبدیل فرمایا۔ چونکہ میری واقفیت وہاں تھی ہی میں بڑی خوشی سے
گیا۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کو تو کوٹھی پر مل آیا مہتمم خزانہ کی نسبت سنا کہ وہ کوٹھی
پر کسی کو نہیں ملتا۔ میں نے کہا اچھا صبح خزانہ میں ہی میل ہو جاوے گا۔ رات
کو میں اوسی خزانچی کے گھر میں رہا۔ جس کی جگہ آیا تھا۔ کیونکہ اوس سے کوئی رشتہ
بھی تھا اوس نے مجھ کو کہا۔ کہ تین چار سو روپیہ کی مجھ کو ضرورت ہو گی۔ اگر میرا قرضہ
وصول کرنا اپنے ذمہ لے لو تو خزانہ اور امانت کی کل رقومات پوری ہو جاوین
گی۔ میں نے کہا کچھ مضائقہ نہیں۔ اگر وہ لوگ مان جاوین۔ یا رقعہ دیوین۔
جنسے آپنے لینا ہے۔ تو میں ادن کی تنخواہ سے کاٹ لونگا۔ صبح ہوتے ہی ہم دونو

کچہری گئے۔ اور پہلے صاحب خزانہ کے کمرہ میں سلام کے واسطے حاضر ہوا۔
بعد سلام اوس نے کچھ بہت ہی آہستگی سے اُردو زبان میں بولا۔ جسکو میں
نہ سمجھ سکا۔ وہ کچھ ناراض تو نہ ہوا۔ مگر انگریزی بولنے لگا۔ جب اوسکو بھی میں
نہ سمجھا اور سمجھ سکتا بھی نہ تھا۔ تو پشتو زبان میں کچھ کہا۔ میں نے عرض کیا
کہ یہ زبان میں نہیں جانتا۔ اس پر وہ میرے گلے پڑ گیا۔ کہ جاؤ ابھی نکل جاؤ
تم سے ہمارا کام نہیں ہو سکے گا۔ کیونکہ تم اُردو انگریزی پشتو یا جو کچھ میں جانتا
ہون۔ ہرگز نہیں سمجھ سکتے۔ میں نے دل میں سوچا کہ واہ اچھے افسر سے
واسطہ پڑا۔ اور پہلے ہی روز اچھا شگون بھی ہوا۔ خیر اوس کے رشتہ دار نے سمجھایا
کہ یہ آدمی واقف کار ہے۔ اور پہلے بھی کئی سال تک اس خزانہ میں رہا ہے۔ کام
اچھا کرے گا۔ پھر کہا کہ اب تم کیا چاہتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ مجھ کو خزانہ کا
چارج دلایا جاوے۔ صاحب بہادر نے کہا۔ کہ جو کچھ خزانچی کی تحویل میں ہے۔
تم پورا کر لو۔ دو قفلی کا ابھی میں آنکر دکھا دونگا۔ جب میں خزانہ میں آیا۔ تو ابھی
کام کو شروع بھی نہیں کیا تھا۔ کہ صاحب بہادر تشریف لائے۔ اور کہا کہ پہلے دو
قفلی کا خزانہ دیکھ لو۔ بعد میں خزانچی سے شمار کر لینا۔ کل دستخط کرا دینگے پھر دروازے
کھولے گئے صاحب بہادر مجھ کو اندر لے گئے۔ اور دکھا دیا۔ کہ اس چاہ بچہ میں
دو لاکھ اس میں چار لاکھ اسمیں اتنا اسمیں اتنا نقد ہے۔ اسمیں تین لاکھ کی
ریزگی اس میں پچاس ہزار کے پیسے پائیان اس الماری میں دو لاکھ کے نوٹ
اس خانہ میں اشٹامپ وغیرہ یہ کل ۱۶ لاکھ میزان ہے۔ لیکن قفل کسی کا
بھی صاحب بہادر نے نہ کھولا۔ اور کہا چلو باہر تالا لگا دو۔ بس نے کہا۔ کہ یہ اچھا
چارج ہوا۔ صاحب بہادر سے عرض کیا۔ کہ اسطرح تو میری تسلی نہیں ہوتی

اور ایسا کسی اور ضلع میں دستور نہیں ہے۔ یہ نقدی کا معاملہ ہے۔ جب تک
پوری تسلی نہ ہووے میں کس طرح ذمہ وار ہو سکتا ہوں۔ اونہوں نے پوچھا
کہ تمہاری تسلی کس طرح ہو سکتی ہے۔ اور خزانوں کے چارج کا کسطرح دستور
ہے۔ میں نے عرض کی کہ یہ کل چیز باہر نکال کر شمار کرنے سے فرمایا کتنے عرصہ
میں یہ کام ہوگا۔ میں نے کہا اگر امداد ملے تو کم سے کم ایک ہفتہ میں۔ اس پر
آپ ناراض ہو گئے۔ کہ میں تمہارا گماشتہ نہیں۔ کہ ایک ہفتہ تمہارے پاس بیٹھا
رہوں۔ خفہ ہو کر چلے گئے۔ میں نے ۵ بجے شام کے جا کر کل حال صاحب ڈپٹی
کمشنر بہادر کو سنایا اونہوں نے چٹھی لکھی کہ یہ نقدی کا معاملہ ہے۔ خزانچی کی ضرور
تسلی کرا کر حسب ضابطہ چارج دلانا چاہیئے۔ میں تو چٹھی لے کر اونکی کوٹھی پر نہ گیا
ڈپٹی کمشنر کے اردلی کے ہاتھ بھیجدی۔ صبح آتے ہی کچہری میں بلایا۔ اور بڑی
ناراضگی سے کہا۔ کہ تمنے ہماری شکائت بڑے صاحب کے پاس کی ہے۔ وہ ہمارا
کیا کر سکتا ہے۔ اچھا تم چلو کیا چاہتے ہو۔ میں نے پھر اسی طرح کہا۔ اول تو کل
موجودات نکالکر شمار کرو ورنہ تھیلیاں وغیرہ تو ضرور شمار ہونی چاہیئے۔ یا ایک
ہزار روپیہ کے وزن سے ترازو کلاں پر وزن کیا جاوے۔ اوس نے کہا نہیں
میں ذمہ وار ہوں۔ اور میں نے دل میں خیال کیا کہ کوئی خزانچی ایسی دلیری نہیں
کر سکتا۔ اور پھر ایسے سخت مہتمم خزانہ کے پاس۔ صرف ایک چاہ بچہ جسمیں دو لاکھ
روپیہ تھا۔ اوسکی تھیلیاں گن لیں۔ اور وہ پوری نکلیں۔ اب تسلی ہو گئی۔ اور
دروازہ بند کر کے صاحب بہادر تو چلا گیا۔ میں نے خزانچی کی تحویل کا اسٹامپ
روپیہ وغیرہ شمار کرنا شروع کیا۔ جب اوس نے نقدی مجھ کو شمار کر کے دی۔
تو دو تھیلیوں میں کچھ فالتو روپیہ بچ رہا۔ جسکو اوس نے اپنے ایک کاغذات

کے صندوق مین رکھہ لیا جب اثاثہ سب وغیرہ بھی شمار ہوگیا۔ تو اوسنے مجھہ
سے رسید مانگی مین سنے کہا۔ کہ دفتر مین آنکر دیتا ہون۔ اوس نے وہ صندوق
کا غذات والا جسمین روپیہ رکھا تھا اپنی بیٹی کو دیا۔ کہ شہر مین لے چلو۔ اور خود
میں دفتر تک اوس کے ہمراہ گیا۔ چونکہ مجھہ کو رات کی یہ بات یاد تھی۔ کہ تین چار
سو روپیہ کی یہ کمی بتلاتا تھا۔ اب سب کچھ پورا بھی ہوگیا۔ اور فالتو روپیہ بھی بچا
کر یہ اپنے گھر بھیج آیا ہے۔ یہ کیا معاملہ ہے۔ شائد مجھہ کو چارج لینے میں دھوکھا نہ
ہوگیا ہو۔ اور دل مین ٹھان لی کہ خواہ ناراضگی ہی کیون نہ ہو یہ لحاظ کا وقت
نہیں۔ اگر روپیہ شہر مین پہنچ گیا۔ تو کوئی ثبوت نہیں۔ اور کبھی بعد مین کوئی
کمی نکلی تو میں ہی ذمہ وار قرار دیا جاؤنگا۔ میں بھی تالا لگا کر چلا گا۔ دیکھا تو
صاحب مہتمم خزانہ بھی چلا گیا۔ اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر بھی موجود نہیں۔
اور نہ کوئی اور صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر۔ اور نہ پولیس والا صاحب چونکہ
۱۲ بج گئے تھے۔ سب کچہری برخاست کر کے چلے گئے تھے۔ میں صاحب سر دفتر
کے کمرے مین گیا وہ کام کر رہا تھا۔ اوس نے مجھہ سے پوچھا۔ کہ چارج ہو گیا۔
مین سنے کہا ہان۔ لیکن یہ ایک ضروری اطلاع ہے۔ کہ نرسنگھہ داس خزانچی نے
رات مجھہ کو کہا تھا۔ کہ دو چار سو روپیہ کی خزانہ میں کمی ہے۔ اب چارج دیکر بیٹا
روپیہ زاید گھر کو لے جاتا ہے۔ اگر بعد مین کوئی کمی خزانہ مین نکل آوے تو اوسکا ثبوت
مشکل ہوگا۔ کم سے کم آپ روپیہ کا ملاحظہ فرمالیوین کہ کتنا روپیہ ہے اور کیسا۔
صاحب بہادر نے مجھسے پوچھا کہان ہے مینے کہا روپیہ تو اوسکا بیٹا شہر کو لے جاتا ہے۔ اور
وہ خود لوکل فنڈ کے دفتر مین موجود ہے۔ ہماری یہی گفتگو ہو رہی تھی۔ کہ ایک
سوار صاحب ڈپٹی کمشنر کی چھٹی لے کر آیا۔ صاحب سر دفتر نے چھٹی اوس سے

دے کر کہا۔ کہ جلد گھوڑا دوڑا کر شہر کی طرف جاؤ۔ خزانچی کے بیٹے کو معہ بکس پکڑ
لاؤ۔ اِدھر نرسنگھ داس کو بُلایا۔ اور پوچھا۔ کہ تمنے شہر مین کیسا روپیہ بھیجا
ہے۔ وہ تو مجھ پر بڑا ناراض ہوا۔ اور زور سے بولنے لگا۔ کہ یہ ناحق میری
شکایت کرتا ہے۔ میں نے سب خزانہ شمار کر کے پورا کر دیا۔ کیا اب میرا گھر
کا روپیہ بھی تم چھیننا چاہتے ہو۔ ایسا ہی اور بھی زور زور سے بکواس کرنے
لگا۔ میں تو خاموش تھا۔ صاحب نے پوچھا یہ تو بتلاؤ۔ کہ تمہارا کتنا روپیہ تھا۔ جو
گھر بھیجدیا۔ اسپر اوسنے کہا کہ قریباً چارسو یا کچھ کم ہوگا۔ یہی گفتگو ہو رہی تھی
کہ سوار معہ بکس اوس کے بیٹے کو واپس لایا۔ اب تو اوسکے دیکھتے ہی خزانچی کا رنگ
زرد ہو گیا۔ اور وہ تیزی جاتی رہی۔ صاحب نے کہا کھولو اس بکس میں کیا
ہے۔ کھولا تو شمار کرنے سے معلوم ہوا۔ کہ [illegible] روپیہ ہے۔ صاحب نے
کہا۔ کہ تم تو دوسو بتلاتے تھے۔ اِسکا کوئی کافی جواب وہ نہ دے سکا۔ کہا کہ
ہان میرا صرف یہ [illegible] روپیہ ہے۔ باقی ایک ہزار کا حال مجھ کو معلوم
نہیں۔ یہ دو تین ماہ سے بشی میں چلا آتا ہے۔ جہاں مرضی ہو۔ اسکو رکھوا
دیا جاوے۔ صاحب نے وہ روپیہ تو پہرہ میں رکھوا دیا۔ صاحب ڈپٹی کمشنر
کو بذریعہ چٹھی اسکی اطلاع دی دوسری صبح کو صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر خود معہ
صاحب مہتمم خزانہ کے خزانہ میں آئے۔ اور کل شمار کرنے کا حکم دیا۔ دو روز
میں نقد روپیہ شمار ہوا۔ ایک دن مین ریزگی۔ ایک دن مین پیسہ وغیرہ ایک
دن میں اسٹامپ غرضیکہ جو چیز شمار ہوتی پوری نکلتی۔ جب نوٹ شمار ہوئے
تو پندرہ سو روپیہ کے دو قطعہ کم ہو گئے۔ [illegible] روپیہ تو معہ جو تھا ہی باقی
مبلغ [illegible] روپیہ کی کمی نکلی یہ وہی کمی تھی جو بروز اول خزانچی صاحب نے

مجھ کو تبلائی تھی - اب کمیٹی ہوئی افسرونکی یہ صلاح ہوئی کہ مقدمہ بنانے سے ضلع کی بدنامی ہوگی اور صاحب مہتمم خزانہ کی غفلت پائی جاوے گی - اس سے یہ بہتر ہے - کہ روپیہ پورا کراکر چھوڑ دیا جاوے - اب توکل شمار ہوگیا - اور کوئی نقص خزانہ میں نہیں - چنانچہ روپیہ پورا کرا لیا گیا - اور نرشنگھ داس روانہ ہوگیا -

اب میں یہاں عرصہ تک خزانچی صدر رہا - اور اپنا کام متعلقہ عمدگی سے نباہیا جیساکہ میری سندات سے ثابت ہے - جو کتاب کے اخیر پر بطور ضمیمہ لگائے گئے ہیں - مگر یہاں بھی صرف چند ذکر دکھانے کے لائق ہیں - جو خالی از فائدہ نہ ہونگے - اور قصے بھی دلچسپ ہیں -

شراب تو میں پیا کرتا ہی تھا - شرابیون سے بھی زیادہ دوستی تھی - ایک ساونمل صاحب مثلخوان جنکو ساٹھ روپیہ ماہوار تنخواہ ملتی تھی - ایک روز بوتل لے کر رات کو میرے مکان پر آ گئے - اور بیٹھک میں میرے پلنگ کے پاس بیٹھ گئے - بوتل پلنگ کے نیچے اپنی پیٹھ کے پیچھے رکھ لی اور تھوڑا تھوڑا اوس سے نکالکر پینے لگے - دو ایک آدمی اور بھی اونکے ہمراہ تھے میں تو کسی اپنے کام میں لگا رہا - اور میرے پلنگ کے نیچے ایک تیل کی بوتل بھی پڑی تھی - جو کئی ادویہ ملاکر مالش کے واسطے تیار کیا گیا تھا - جب ذرہ شراب کا سرور آنکھون میں آگیا - تو دفعتاً غلطی سے بجائے شراب کے وہ تیل والی بوتل اٹھاکر اوسی سے گلاس لبالب کر لیا - شراب سے مست تو تھے ہی اوسکو پی گئے - تھوڑی دیر کے بعد اونکو قے ہوئی - اور حالت بگڑ گئی - نوکر اٹھا کر گھر لے گئے - نہ معلوم پھر کتنا عرصہ تک زندہ رہے - لیکن مرنے کی شہادت پختہ ہے -

اسی طرح ایک دن ایک ہمارے شاکتک بھائی جنکا نام گنیش دت تھا وہاں آگئے کتنے روز تک میرے مکان مین رہے۔ میں شراب وغیرہ سے ہر روز اونکی خاطر تواضع کرتا رہا۔ ایک روز نوراترونکی اشٹمی تھی۔ ہمارے پنڈت جی کسی گورستان سے قبر کھودکر مُردہ کا سر کاٹ لائے۔ اور مجھے اطلاع دیا کہ آج ہم مُنڈ سادہن کرینگے تم بھی شمشان مین آجانا۔ لیکن مین نے انکار کر دیا۔ کہ اب میں ایسے کامون مین نہیں آتا۔ اونہون نے معہ دو اپنے ششیونکے ایک ندی کے کنارہ پر رات کو شمشان بھومکا مین سادہن کیا۔ اور شکتی کی جگہ دو روپیہ دے کر کسی مہتر کی عورت کو وہاں لے گئے۔ پوجن شروع تھا۔ شکتی کو تلک وغیرہ چڑھا چکے تھے۔ مہتر کو خبر ہو گئی۔ وہ دو تین برادری کے آدمی لے کر وہاں پہونچا۔ اور پنڈت جی کو معہ اوس عورت۔ اور دو ششیون کے پکڑ لیا۔ اب وہ اونکو تہانہ کی طرف لے جانا چاہتا تھا۔ وہ اوسکی منت وسماجت کرتے تھے۔ اخیر کو عـــہ روپیہ پہ فیصلہ ہوا۔ کہ اگر تم عـــہ روپیہ دیدو۔ تو تمہارا چھٹکارا کر دیتے ہیں۔ ورنہ ضرور پولیس میں لے جاوینگے۔ براداری والے تم کو خارج کر دیوینگے۔ عدالت سے بھی سزا پاؤگے۔ لیکن پنڈت جی کے پاس روپیہ کہان تھا۔ ایک شش اون کا میرے پاس پہونچا۔ اور کل حال سُنایا۔ میں اوس کے ہمراہ گیا۔ تو اُسی طرح دیکھا جیسا کہ اون کے ششش نے کہا تھا۔ اب مین نے کچھ زور اور کچھ منت کر کے عـــہ روپیہ اپنی گرہ سے دے کر پنڈت جی کی خلاصی کرائی۔ مین تو گھر میں چلا آیا۔ اور وہ نہ معلوم کہان گئے۔ آجتک مجھ کو نہیں ملے۔
ایسے ایسے اور کئی واقعات اِس دھرم مین دیکھ کر شردھا تو میری کم ہو گئی مگر بالکل اِس دھرم کو میں نے نہ چھوڑا۔ ایک دفعہ بحصول رخصت کسی خاص کام کے واسطے راولپنڈی گیا۔ تو جب روز میں واپس ہونے کو تھا۔ اور بستر منگوئے

سٹیشن کو جا رہا تھا - تو راستہ میں پنڈت برج لعل جی جو اس دھرم مین پورنا
ابھی ٹھیکی تھے مل گئے - اور کہنے لگے سنت جی آج کا دن یہیں ٹھیر جائے - کیونکہ
آج ہم شمشان سادہنا پر جاوینگے - آپ بھی ساتھ چلنا - میں نے کہا بہت
اچھا - صاحبان رات کو میں اون کے ہمراہ گیا - کُل ہم نو آدمی تھے - آگے ایک
شمشان اوسی روز کا جل رہا تھا - اوس کے گرد ہم سب بیٹھ گئے ہم بوتل شراب
بھی ہمراہ تھی - اور دو تین سیر بکرہ کا مانس اور مرچ مصالحہ بھی ہمراہ لے گئے تھے
پوجن کا سامان اور برتن وغیرہ ہمراہ تھا - باقی تو سب پوجن میں مشغول ہو گئے
ایک پنڈت دیوی دت تھے - اونہوں نے اوس مانس کو مصالحہ وغیرہ لگا کر گھٹ
ڈالکر ایک دیگچہ میں ڈالدیا - اور اوسے شمشان کی اگنی پر چڑھا کر بھوننے لگے
رات بھی ایک پہر سے زیادہ چلی گئی - اماوس کی رات تھی سب سادہکوں نے بستر
وغیرہ اوتار کر مستک پر شمشان کی بھسم چڑھائی اور جاپ کرنے لگے - اور تین تین
پاتر مدرا کے بھی لے لئے - چونکہ رات اندھیری تھی - ہمکو دور سے ہر گز کچھ نظر
نہیں آتا تھا - لیکن دور سے جانے والے ہمکو نجوبی دیکھ سکتے تھے - کیونکہ ہم شمشان
کی روشنی میں بیٹھے تھے - کسی راستہ میں جانے والے نے ہمکو دور سے دیکھ لیا - اور
مارے خوف کے بھاگ گیا - اور جس خاندان کی استری جل رہی تھی اون کے
گھر میں جاکر اطلاع دی کہ جو چتا تم جلا آئے ہو اوسپر یا تو بھوت پریت آ مکر جمع ہو گئے
ہیں - یا کوئی جوگی وغیرہ جادو گر کچھ کرنے کے واسطے جمع ہو گئے ہیں - میں تو دور
سے دیکھ کر بھاگ آیا - اب اس بات کا شہر میں رولا ہو گیا - وہاں چالیس آدمی
لاٹھیاں لے کر نکلے - اور ہلا ہلا کرتے آتے - جب قریب سے اونکا آواز ہم تک
پہونچا تو معلوم ہوا - کہ بہت سے آدمی ہماری طرف آ رہے ہیں - پھر کیا تھا ایسے

بدحواس ہوکر بھاگے کہ برتن وغیرہ تو یکطرف جوتی پگڑی بھی سنبھالنی بمشکل ہوگئی
جدھر جسکا منہ آیا دوڑ پڑا - اگر چاندنی رات ہوتی تو کل کے کل مہاتما پکڑے جاتے
مگر خوش قسمتی سے تھی اندھیری رات صرف ایک سجن پکڑا گیا - وہ بھی ایک اچھا معزز
اور رتبہ والا - میں تو بھاگتا بھاگتا جب تھک گیا تو ایک چھوٹی پلی کے نیچے چھپ گیا
اور تمام رات اوسی کے نیچے بسر کی اگرچہ وہ شور وغوغا مٹ بھی گیا تھا - مگر پولیس
کے خوف نے ساری رات مجھکو وہاں سے نکلنے نہ دیا - صبح ہوتے ہی معلوم ہوا
کہ اوس آدمی کو بھی بلحاظ اوسکے اعلے عہدہ کے اونہوں نے چھوڑ دیا ہے - اوسی
روز صبح کی گاڑی میں میں واپس سیالکوٹ چلا گیا - ناظرین اب میں کچھ عرصہ یہاں
ہی رہونگا - مگر سُنانے کے قابل یہاں کا صرف ایک ذکر باقی ہے - جسکو سُنکر پرمیشر
کی قدرت کے آپ ضرور قائل ہو جاوینگے - اور یہ بھی یقین ہو جاوے گا - کہ
پرمیشر نیاے کاری ہن اور پاپ کے کرموں کا پھل دینے والا ہے - اور گذشتہ کرموں
کے انوسار اِس جنم میں بھی سُکھ کی پراپتی ہو سکتی ہے -

ایک دفعہ مین سیالکوٹ سے لاہور جاتا ہوا گوجرانوالہ مین اپنے ایک دوست کے گھر
میں ٹھہرا - رات کو اونکا ایک ملازم بعمر تخمیناً ۱۲ سالہ اول درجہ کا بے وقوف
دیکھا - کہ کپڑہ بھی اوسکے بدن پر نہیں ہے - روز مالک بھی اوس کے ساتھ بڑی
بدسلوکی سے پیش آتا ہے - اور اوسکے زار زار رونے پر بھی وہ پیٹتا ہی جاتا - مجھ کو
اوسکی یہ حالت دیکھکر بڑا رحم آگیا - اور اوسکا حال پوچھا - وہ میرا دوست یون
کہنے لگا - کہ میں ملک اودہ میں ڈپٹی انسپکٹر پولیس تھا - ایکدفعہ ایسی قحط سالی
پڑی کہ لوگ بھوکھے مرنے لگے - اور سرکار نے حکم دیا کہ جو خوردسال بچے یتیم رہ جاوین
جنکا کوئی سنبھالنے والا نہ ہو وہ معرفت پولیس پادری صاحبون کو دئے جاوین -

چنانچہ یہ لڑکا اور ایک اسکا دوسرا بھائی جب کہ ان کی عمر قریباً پانچ پانچ چھ چھ سال کی تھی پولیس میں لائے گئے۔ چونکہ برہمن کے لڑکے تھے۔ میں نے پادریوں کو دینا مناسب نہ خیال کیا۔ اور اپنے گھر میں بھیجدئے دو چار ماہ کے بعد ایک تو مرگیا۔ دوسرا یہ ہے۔ جب میں نوکری سے علیحدہ ہو کر پنجاب میں آیا۔ تو اُن کو بھی ہمراہ لایا۔ یہ قصہ سنکر مجھ کو اور بھی رحم آیا۔ کسی وقت علیحدہ اوس یتیم لڑکے کو میں نے کہا۔ کہ اگر تو میرے ساتھ سیالکوٹ میں چلے تو ۸ر ماہوار اور کپڑا روٹی دونگا۔ اور اس روزمرہ کی تکلیف سے بھی بچا رہے گا۔ اوسنے منظور کیا۔ میں نے اوسکو یہ تجویز بتلائی۔ کہ تم اِنکے گھر سے علیحدہ ہو جاؤ واپسی کے وقت ہمراہ لے جاؤں گا۔ ۸ر نقد واسطے خرچ بھی اُسکو دئے۔ وہ اُسی رات کو کسی کام کے واسطے گیا۔ اور واپس نہ آیا۔ میں تو صبح اوٹھتے ہی لاہور چلا گیا۔ اور دو چار روز میں واپس آیا۔ ٹھرا تو اوسی اپنے دوست کے گھر میں۔ لیکن اوس یتیم کی تلاش کرتا رہا۔ اون سے پوچھا تو اونہوں نے کہا وہ سُسرا ہمارے گھر سے نکل گیا ہے۔ اور شہر دل کی دھرم سالہ میں رہتا ہے۔ میں نے کہا کہ اگر آپ کی ناراضگی نہ ہو۔ اور کچھ اعتراض نہ کرو۔ تو میں اوس کو ہمراہ لے جاؤں۔ کیونکہ مجھکو اسکی حالت پر رحم آتا ہے۔ اوس نے کہا کہ مجھ کو کوئی اعتراض نہیں چنانچہ ادمی بھیجکر اوسکو بلوایا۔ اور صبح اپنے ساتھ یکہ میں بٹھا کر سیالکوٹ لے گیا۔ جاتے ہی اوسکے بال دال منڈوادئے۔ اور دو روپیہ کے معمولی کپڑے بھی بنوادئے۔ کام کچھ ایسا تھا ہی نہیں۔ تمباکو وغیرہ بھر دیتا یا کچھ اور معمولی کام کرتا تین چار ماہ کے بعد ایک روز صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کا سوار میرے گھر میں آیا۔ اور کہا کہ صاحب بہادر نے تمکو بلایا ہے میں فوراً اوس کے ہمراہ ہو لیا۔

جب وہاں پہونچا - اطلاع ہونے پر میں اندر بلایا گیا - صاحب بہادر نے پوچھا کہ
کوئی بروآ نامی لڑکا تمہارے پاس ملازم ہے - میں نے کہا حضور ہے - مگر خوف
سے یہ کہا - کہ صاحب اصلیت اوس کی مجھ کو کچھ معلوم نہیں - صرف چند ماہ سے
میں اوس کو گوجرانوالہ سے لایا ہوں - اور میں یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ کیسا آدمی
ہے - میں نے اوس پر رحم کھایا - اور پارچات وغیرہ بھی بنوا دئے - اگر حکم ہو تو
ابھی میں اوس کو نکالدوں - صاحب بہادر نے مسکرا کر حکم دیا کہ کل صبح تم اوس
کو حاضر کرو - میں نے کہا بہت اچھا - رخصت ہو کر راستہ میں سوچتا آتا تھا - اور
زمانہ کی شکائت کرتا کہ دیکھو بھلے کا عوض بڑا ہے - میں نے تو اوس کی حالت پر رحم
کیا - اب نہ معلوم اوس کی بدولت مجھے کیا مصیبت آتی ہے - یہ سبز قدم آدمی ہے
پیدا ہوتے ہی اپنے گھر والونکی صفائی کی اوس کے بعد میرے دوست نے اس
پر رحم کیا تو ڈپٹی انسپکٹری سے موقوف ہوئے - دیکھئے اب میرا کیا حال ہوتا ہے -
گھر میں جا کر رات کی روٹی بھی نہ کھائی - اور تمام رات سوچ میں پڑا رہا - صبح اوس
کو ساتھ لے کر اپنی گاڑی میں بٹھایا - اور صاحب بہادر کی کوٹھی پہ پہونچا - اطلاع
کرائی کہ سنت معہ اوس ملازم کے حاضر ہے - جسکی حاضری کے واسطے حکم دیا گیا تھا صاحب
بہادر اطلاع ہونے پر خود باہر آ گئے - اور اوس میرے نوکر سے ہاتھ ملایا - اور اوسکا ہاتھ
پکڑ کر کمرہ میں لے گئے - اور اپنے ہاتھوں سے کرسی لا کر اوسکو بٹھا دیا میں پاس کھڑا
تھا - اوس کے بڑے خراب میلے کچیلے کپڑے اور اول درجہ کا بیوقوف بات بھی
ٹھیک نہیں کر سکتا تھا - اوسکی یہ عزت ہوتی دیکھ کر ششدر رہ گیا - صاحب بہادر نے
مجھ سے پوچھا کہ یہی بروآ تمہارا نوکر ہے - میں نے عرض کیا کہ ہاں صاحب یہی ہے صاحب
بہادر فرماتے ہیں - کہ اب تم اسکے نوکر ہو جاؤ گے - بلکہ تمہارے جیسے کئی - میں اور

تو کچھ نہ سمجھا صاحب بہادر نے ایک بنڈل چٹھیوں کا میز سے اٹھایا - اور پڑھتے ہوئے مجھ کو فرمایا - کہ مُلک اودھ وزیر گنج میں ایک مہنت مر گیا ہے - اوس کی جائداد قریباً عہ ۱۲ لاکھ کے اِس وقت موجود ہے - اور عہ ۱۲ ہزار روپیہ کی جاگیر دوام کے واسطے اور سیوکی کی آمدنی بھی بہت ہے - جب اوسکے مرنے کا وقت قریب ہوا - تو اوسکے چیلے بہت تھے - صاحب کلکٹر اور دیگر افسراں سٹیشن اوس کے پاس گئے - اور پوچھا مہنت جی تمہارے بعد کیا انتظام ہوگا - کوئی وصیت کرو تاکہ تمہارے چیلوں میں گدی نشینی کا جھگڑا نہ ہو - اوسنے کہا کہ میں چیلوں میں کسی کو لائق نہیں سمجھتا - ہاں اگر فلانی بستی کا برہمن جو ہمارا سیوک ہے وہ خود ہو یا اوسکی اولاد تو یہ موجودہ جائداد اوسی کو دی جاوے - اور وہ مہنت بنایا جاوے - اگر ان میں سے کوئی نہ ملے - تو موجودہ جائداد سرکار میں داخل ہو - اور جو لائق مہنتی کے ہو - اوس کو مہنت بنایا جاوے - یہ وصیت اوس کی قلمبند ہو گئی - اور وہ مر گیا - اب کل جائداد پر سرکار کا قبضہ ہو کر تلاش شروع ہوئی - اودھ میں تلاش ہوتی ہوئی یہ پتہ ملا ہے - کہ وہ برہمن قحط میں مر گیا اور اوس کے دو لڑکے گنگا رام ڈپٹی انسپکٹر گوجرانوالہ میں لے گیا ہے - وہاں سے گوجرانوالہ میں روبکار گئی - اوس نے لکھا یا کہ ایک مر گیا تھا - دوسرا بڑا نام سندر بدیال خزانچی سیالکوٹ کے پاس موجود ہے - اس واسطے اودھ سے ہو کر یہ کاغذات یہاں آئے ہیں - تم بھی اپنے خدا کا شکریہ ادا کرو - جس نے اتنا خزانہ غیب بلا کسی اُمید اور تردد کے اسکو دیا ہے - اور جہاں تک جلد ہو سکے اسکو روانہ کر دو - اب تو میں اس قدر خوش ہو گیا - کہ اوسی خوشی میں ہوش بھی نہ رہا - ایک تو وہ فکر اور رنج جو غلطی سے کر رہا تھا - جاتا رہا - دوسرا پرمیشر کی قدرت کا تماشا دیکھ کر اوس پرماتما کا دھن باد کیا - اور اب درجہ نشچہ ہو گیا - کہ پرمیشر بھی کوئی ہے - اور جو

وہ چاہے کر سکتا ہے - اور کرموں کا پھل بھی ضرور ملتا ہے - دیکھو اس نے کوئی
تردد نہیں کیا - باپ دادا اس کے کوئی دولت مند نہ تھے - بلکہ بھوک سے مر گئے کوئی
پورب جنم کے پُن اس کے سپھل ہوئے اب صاحب نے پوچھا یہ کب روانہ ہو گا میں نے
جلدی میں کہہ دیا کل روانہ کر دونگا - صاحب بہادر سے سلام کر کے رخصت ہوا - لیکن
صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر اوسکا ہاتھ پکڑے ہوئے جہاں ہماری گاڑی کھڑی تھی ہمراہ آئے
اور اوس کو پکڑ کر اپنے ہاتھ سے بگھی پر سوار کیا - اب مجھ کو بھی اپنے برابر بٹھانا اور
اوس کا ادب کرنا پڑا - میں نے پوچھا کیوں جی یہ مہنت تمہارے کون تھے - اوس نے کہا
ہم نہیں جانت کوئی ہمارے کُل کے گرو ہونگے - میں پر میشر کا دہن باد کرتا ہوا پہلے
اوس کو ہمراہ لا کر چھاپے خانہ میں آیا - اور ایسی عجیب خبر کو درج اخبار ہونے کے
واسطے دیا - پھر اڈیٹر سے پوچھا اس کو کس طرح روانہ کریں راستہ کا خرچ چاہیئے
پہلے تو دل میں آیا کہ عسہ عسہ روپیہ اپنے پاس سے دیدوں - پھر خیال کیا کہ
اس کا ایسا کوئی حق نہیں - منشی جی نے کہا چندہ کر یو میں نے یہ مناسب نہ سمجھا - کہ
ایشر نے اب اسکو بادشاہ بنا دیا ہے - اب اس کو بھیکھ منگوانا بڑی ہتک کی بات
ہے - خیر رات بھر سوچتا رہا - صبح ہوتے ہی صاحب بہادر کا سوار پھر آیا - اور پوچھا
کہ اوس کو روانہ کر دیا ہے - میں خود صاحب کی کوٹھی پر گیا - اور کہا کہ ابھی نہیں -
سوچ رہا ہوں کہ اس کے خرچ کا کیا بندوبست ہو صاحب بہادر نے کہا اوس کی
تنخواہ دیدو میں نے کہا کہ چار ماہ کی تنخواہ صرف عہ آتی ہے - سو دو روپیہ کے کپڑے
دے چکا ہوں - صاحب بہادر نے کہا کچھ بات نہیں - یہ سرکاری تعمیل ہے - ہم
تار خبر دیتے ہیں - کہ وہ لڑکا موجود ہے - اوسکے خرچ کا انتظام ہو تا کہ روانہ کیا جاوے
چنانچہ تار دی گئی - دوسرے روز بذریعہ تار جواب آیا کہ مبلغ ... سو روپیہ کا بل بھیجا گیا

خرچ راستہ اور دو سادھو اوس کی خدمت کے واسطے بھیجے گئے ہیں۔ پہونچنے پر اوس کو باعزت روانہ کر دو۔ چار پانچ روز کے بعد وہ سار روپیہ کابل بھی آ گیا۔ اور سادھو بھی آ پہونچے۔ اب تو عمدہ عمدہ پوشاکیں اوس کے لیئے تیار ہونے لگیں اور وزیر آباد تک بذریعہ شکرم خاص اور وزیر آباد سے بذریعہ ریل گاڑی درجہ اول روانہ کیا گیا۔ شرف عدالت وزیر آباد تک اوس کے ہمراہ گیا۔ اور وہ اودھ میں پہونچکر گدی نشین کیا گیا۔ اور جایداد اوسکو مل گئی۔ گورنر جنرل کے دربار کا کرسی نشین بھی ہو گیا۔ ؏ ہزار روپیہ کی سالانہ جاگیر اوس کے نام واگذار ہو گئی۔ ہاتھی گھوڑا رتھ پنیس پالکی اوس کے واسطے موجود سونے چاندی کے عصابردار اردل میں۔ ایک دو سال تک تو دو چار خط مجھ کو بھی آئے۔ کہ مجھ کو یہ پدوی مل گئی ہے۔ کبھی آنکر درشن دینا۔ لیکن میں نہ جا سکا۔ اب جو ۱۸۹۶ء میں میں گیا تو بھی اون کو اس خیال پر نہ ملا۔ کہ شاید اب مجھ کو نہ پہچانیں۔ اور دریافت سے معلوم ہوا کہ وہ کسی اور رجواڑہ میں گئے ہوئے ہیں۔

اگرچہ سیالکوٹ کے واقعات اور بھی بہت ہیں۔ مگر میں ناظرین کا زیادہ وقت ضایع کرنا نہیں چاہتا۔ اب یہاں سے رخصت ہونے والا ہوں۔ ذرا میری علیحدگی کا حال بھی سُن لیجیے۔ وہ بھی قابل شنید ہے۔

صاحبان تین چار سال اسی طرح میں نے سیالکوٹ میں گذارے۔ مگر باوجود استقلال تنخواہ اور آمدنی کمیشن وغیرہ کے صرف گذارہ ہی کیا۔ کچھ زیادہ جمع نہ کر سکا۔ جمع ہوتا کہاں سے کچھ تو شراب میں۔ اور کچھ سادھوں اور شکتیوں کی سیوا میں خرچ ہوتا رہا۔ اسی عرصہ میں مصر ٹھاکر داس صاحب افسر خزانجات کا لاہور میں انتقال ہو گیا اور کل خزانجات رائے بہادر سیٹھ رام رتن کے سپرد ہو گئے۔ جنھوں نے ہر ایک

جگہ اپنی ایجنٹ مقرر گئے۔ اِس انتظام جدید میں جو میرے ساتھ کے پورانے خزانچی ضلع لاہور و امرتسر۔ گوجرانوالہ۔ گورداسپور وغیرہ میں تھے۔ اون کو تو باندازہ تنخواہ پچیس ۲۵ پچیس ۲۰ چالیس چالیس روپیہ ماہوار پنشن مل گئی۔ لیکن چونکہ میری ملازمت قریباً ۱۳ سال کی تھی۔ اور سلسلہ بھی ٹھیک نہ تھا۔ پنشن سے محروم رہا۔ چاہتا تو ۴۸۰ روپیہ ایک سال کی تنخواہ انعام ملسکتی تھی۔ میں نے انعامکو منظور نہ کیا۔ اور نہ سیٹھہ صاحب کی ماتحتی کو کیونکہ وہ چالیس ۴۰ روپیہ ماہوار پر مجھہ کو نائب مقرر فرماتے تھے۔

چونکہ کرنیل برج صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ نے میری ملازمت کا سلسلہ قائم رکھنے کے واسطے خزانہ کا چارج دیتے ہی مجھہ کو ۲۵ روپیہ ماہوار کا محرر جرمانہ کردیا اور منصفی کا امیدوار بھی کروادیا۔ جس کے امتحان میں کامیاب نہ ہو سکا۔ اور بحالت ہونے محرر جرمانہ کے کرنیل دہراج صاحب بہادر کی پیشی میں سَلخوانی کا کام بھی کرتا چونکہ کرنیل صاحب موصوف ایک اعلےٰ خاندان کے مشہور عہدہ دار تھے۔ اور ہمارے بزرگوں سے گورنمنٹ سکھوں کے وقت کا کچھہ تعلق بھی تھا۔ اسواسطے مجھہ کو اچھی نظر سے دیکھتے۔ اور میری عزت بھی کرتے۔ ایک روز میں صبح ہی تھوڑا شراب پیکر کچہری میں چلا گیا۔ پہلے تو اونہوں نے کچھہ خیال نہ کیا۔ آخیر وقت پر جب میں کھڑا ہو کر دستخط کرانے لگا۔ تو اونکو شراب کی بو آگئی۔ میری طرف دیکھہ کر کہنے لگے کہ لالہ میں تو تم کو بھلا مانس جانتا تھا۔ اب بہتر ہے کہ تم میرے محکمہ سے تبدیلی کرالو۔ میں خاموش ہو گیا کچھہ جواب نہ دے سکا۔ یہ کرنیل صاحب موصوف دیوان کرپارام صاحب کنجاہ والے کے ڈنک بیٹے یعنی متبنیٰ تھے۔ تمام عمر اونہوں نے شادی نہیں کی اور سنسکرت کے بھی عالم فاضل تھے۔ اور بڑے سخی مہاتما راج رشی کے نام سے مشہور

جب یہ ناراض ہوگئے۔ تو مجھکو اون کے محکمہ سے تبدیلی کرانی پڑی پھر میں رائے
جگل کشور صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کے محکمہ میں تبدیل ہوا۔ مگر میرے آنے سے
پہلے ہی انکو کسی نے کہہ دیا کہ یہ شراب کی وجہ سے تبدیل ہوا ہے۔ ڈپٹی صاحب نے مجھکو
کہا۔ کہ تم صرف جرمانہ کا ہی کام کیا کرو۔ اور اپنے متعلقہ کاغذ میرے ڈیرہ پر لاکر طے
کرلیا کرنا۔ باقی میری پیشی کا کام دوسرا اہلمد کرلیا کریگا۔ میں نے اس فرصت کو غنیمت
سمجھا۔ اب تو میں دن کو بھی شراب پی لیتا۔ ایک روز کسی قیدی کا ۲۰ روپیہ جرمانہ
داخل ہوا۔ خزانہ میں جمع خرچ کراکر رجسٹروں میں عمل درامد کیا گیا۔ مگر صاحب سپرنٹنڈنٹ
جیل کو اطلاع نامہ بھیجنا بھول گیا۔ جب اوس قیدی کی اصلی قید ختم ہوئی تو جیلوالوں نے بعوض جرمانہ اسکو
دو مہینہ کی رہائی میں ڈالدیا۔ اسی طرح بیس۲۰ دن گذرنے پر اوس کے وارثوں نے عرضی
دی۔ کہ ہمارا قیدی باوجود داخل کرنے جرمانہ کے اب تک رہا نہیں ہوا۔ اوس کی
اصل قید بھی ختم ہوگئی ہے۔ اس پر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے جیل والوں کی کیفیت
لے کر اوسی وقت تحقیقات فرمائی۔ جس میں میرا قصور ثابت ہوا قیدی تو فوراً رہا کیا گیا
اور بذریعہ روبکار مجھ سے جواب طلب ہوا۔ میں نے خزانہ کی رسید دکھائی۔ اور رجسٹروں
میں اوسی روز کا عمل درامد بھی۔ چونکہ ڈپٹی کمشنر نیا آگیا تھا۔ میں نے کل حال اوس سے
عرض کردیا۔ کہ یہ غلطی تو ضرور مجھ سے ہوگئی ہے۔ مگر میں نے کچھ کھایا نہیں۔ ضرور روپیہ
وصول ہوا۔ اوسی روز داخل خزانہ کردیا گیا۔ اور میری حالت قابل رحم ہے۔ قریباً ۱۲
سال کے میری ملازمت اور بجائے ترقی کے ۵۰ روپیہ ماہوار سے بلا قصور ۲۵
روپیہ تک پہونچگیا ہوں۔ اور اب مجھکو منصفی کا امتحان دینا ہے۔ اگر یہ صدمہ قیدی
والا مجھکو پہونچگیا تو کسی کام کا نہ رہونگا۔ صاحب بہادر نے مجھ پر رحم کھایا۔ اور کہا
کہ ہم سے تمکو کوئی نقصان نہ پہونچے گا۔ میرے کاغذات کو صاحب کمشنر بہادر امرتسر

کے پاس بھیجدیا - جہاں میں خود بھی حاضر ہوا - اور صاحب کمشنر بہادر سے بھی بہت
عرض معروض کی - اونہوں نے فرمایا - کہ تمہاری سزا تو یہ تھی - کہ اوس قیدی کی جگہ
تم جیل خانہ میں بھیجدیئے جاتے - مگر چونکہ پہلے تمہارا بہت نقصان ہو چکا ہے - اسواسطے
صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کو لکھا جاتا ہے - کہ دس روپیہ ماہوار تمہارا تنزل کر کے تم کو
نائب شرف کیا جاوے - اب میں پندرہ روپیہ ماہوار کا نائب شرف کیا گیا - اور کرنیل برج
صاحب بہادر جو میرے مہرباں ڈپٹی کمشنر تھے - وہ بھی کمشنری پر تبدیل ہو کر دہلی چلے گئے
اسواسطے میں نے سیالکوٹ کو چھوڑا - اور امرتسر میں پہونچا - اور ایک رئیس زادہ
کے پاس پچاس روپیہ ماہوار کا ملازم ہو گیا - اوس کے باپ نے اوسی سال میں
انتقال کیا تھا - اور بہت سا روپیہ اوس کے ہاتھ میں آیا - مگر یہ صاحب اس قدر فضول
خرچ نکلے - کہ دو دو تین تین سو روپیہ ہر روز خرچ کر دیتے - اور وہ بھی برے کاموں
میں - جب میں نے اون کے پاس ایسی فضول خرچی کے باعث رہنا پسند نہ کیا - کہ اخیر میں
میری بھی بدنامی ہو گی - اس واسطے میں اون کی نوکری چھوڑ کر نیل برج صاحب بہادر
کمشنر کے پاس دہلی پہونچا - اور اپنی تکلیفات کے کل حال سنائے - اونہوں نے بھی
افسوس کیا - مگر کہا - کہ اب میں دو چار روز تک ملتان میں جانے والا ہوں - یہاں
تمہارا کوئی بندوبست نہیں ہو سکتا - تم ملتان میں آؤ - ایک دو ماہ کے بعد جب میں
ملتان میں پہونچا - تو اوسی روز صاحب بہادر ملتان کی کمشنری کا چارج دیکر سیالکوٹ
کی ڈپٹی کمشنری پر جانے کو تیار تھے - میں بڑا ناامید ہوا - اب کروں تو کیا - سیالکوٹ
تو اس واسطے نہیں جانا چاہتا تھا - کہ وہاں میری بہت دشمن ہو گئے تھے - ایسی ناامیدی
میں مجھ کو یاد آگیا - کہ میری چھوٹی عمر کے دوست لالہ گوپال داس صاحب انبالہ میں اسسٹنٹ
انجینیر ہیں - اونکے پاس چلوں - اگرچہ بیس برس سے میں اونکو نہیں ملا تھا - لیکن

دوستانہ خط وکتابت جاری تھی - پس ملتان سے میں نے انبالہ کا ٹکٹ لیا - اور بسواری ریل دن رات میں انبالہ پہونچا - اور اون کا مکان پوچھتا ہوا گیا - دیکھا تو دروازہ بند تھا پوچھنے سے معلوم ہوا - کہ وہ یہاں سے کل ہی موقوف ہوکر لودھیانہ چلے گئے ہیں - وہاں اون کا والد سپرنڈنٹ بند وبست ہے - اب میں نے اوسی قلی کو چلیپسے اور دیئے کئے جو میرا بسترا وغیرہ سامان ریل سے لایا تھا - کہ مجھکو واپس سٹیشن پر پہونچا دیوے وہاں پہونچکر دو ایک گھنٹہ میں دوسری گاڑی آئی - اُسمیں میں سوار ہوگیا - اور لودھیانہ پہونچا - جہاں اپنے دوست کا پتا پوچھتا ہوا اون کے مکان پر گیا - صورت شکل سے تو اونہوں نے مجھکو نہ پہچانا - لیکن نام لینے سے اوٹھ کھڑے ہوئے اور مجھکو گلے لگایا - اور نہائت خوش ہوئے - مگر میرا حال سنکر کسی قدر افسوس بھی کیا - اور کہا کہ زیادہ افسوس اس بات کا ہے - کہ تم ایسے وقت میرے پاس پہونچے ہو جب کہ میں خود علیحدہ ہوکر آگیا ہوں - اور اس وقت کوئی عمدہ سلوک تمہارے ساتھ نہیں کر سکتا - مجھکو اپنی علیحدگی کا چنداں فکر نہیں - کیونکہ میرے کاغذات گورنمنٹ پنجاب کی خدمت میں گئے ہوئے ہیں - جہاں سے مجھکو ضرور نوکری ملیگی علیحدگی صرف اس واسطے ہوئی کہ یہ انبالہ ریلوے کا کام گورنمنٹ انڈیا کے تعلق تھا - لیکن اب سوچ رہا ہوں کہ تمہارے واسطے کیا کروں پھر اونہنے کہا کہ میرا ایک دوست لالہ فتح چند صاحب ڈاکٹر ریاست مالیر کوٹلہ میں ہے اوس کے پاس چلکر تمہارا کچھ انتظام کرتا ہوں - اوسی وقت اُسکو تار دیا گیا - کہ کل میں آپ کو ملنے کے واسطے آتا ہوں - صبح ہم دونوں بگھی پر سوار ہوکر بطرف مالیر کوٹلہ روانہ ہوئے - راستہ میں ہمکو ایک ہاتھی ملا جو ڈاکٹر صاحب نے ہمارے واسطے ہی روانہ کیا تھا - اب ہم بگھی سے اُوتر کر ہاتھی پر سوار ہوگئے - اور اوسی

دن مالیر کوٹلہ پہونچ گئے - اور طرہ باز خاں کی حویلی میں جہاں ڈاکٹر صاحب کا ڈیرہ تھا گئے اور ڈاکٹر صاحب بڑی خاطر داری سے پیش آئے - جب رات کھانے پر بیٹھے تو اونہوں نے آنے کی وجہ پوچھی - اور فرمایا کہ اگر کوئی خاص کام ہو تو بتلا دو - کیونکہ پھر شراب کا دور شروع ہو جاوے گا - اسپر میرے انجنیر دوست نے میرا ذکر کیا - اور کہا کہ کہیں ریاست میں اس کو ملازم کرا دو - اسپر ڈاکٹر صاحب نے فرمایا - کہ نواب صاحب کو جو کچھ میں کہوں مانتے ہیں - لیکن یہ ریاست بہت چھوٹی سی ہے - کل ریاست میں صرف چار ملازم ہیں جنکو ۵۰ اور ۶۰ روپیہ ماہوار تک تنخواہ ملتی ہے - اور دو آسامیاں پچیس پچیس روپیہ ماہوار کی ہیں - باقی ملازم دس روپیہ ماہوار سے زیادہ تنخواہ والا اسوقت کوئی نہیں - پورانے آدمیوں کو بلا قصور نکالنا بھی ٹھیک نہیں - غرضیکہ جواب ہوا - اب ایک دو روز وہاں رہکر ہم واپس لودھیانہ آئے میرے دوست نے اپنے والد سے ذکر کیا انکو ۲۵ روپیہ ماہوار تک بغیر منظوری کی ملازمت میں دے سکتا ہوں - اس سے زیادہ کے واسطے صاحب مہتمم بندوبست کی منظوری درکار ہوتی ہے مگر ایسی آسامی کسی موقع پر ہی خالی ہوتی ہے - یہ ہی صلاح مشورہ ہو رہا تھا - کہ میرے دوست کو صاحب سکیرٹری گورنمنٹ کی چٹھی آگئی کہ تم ۲۰ جنوری کو بمقام دہلی حاضر ہو جاؤ - اوسی جگہ تمہارے کاغذات پیش ہوں گے - اور صاحب چیف انجنیر نے اوس ڈویژن میں کوئی ضرورت بھی ظاہر کی ہے - اب تو میرے دوست نے مجھ کو مجبور کیا - کہ تا فیصلہ میرے کاغذات کے تمکو ضرور یہاں رہنا ہوگا - بعد میں دیکھا جاوے گا - اب میں پندرہ ۱۵ روپیہ کا محرر داخل خارج ہو گیا - اور میرے دوست دہلی کو روانہ ہوئے کوئی دو ہفتہ کے بعد اونکا تار آیا کہ میں دہلی میں ہی اسسٹنٹ انجنیر ہو گیا ہوں - اوسی میں یہ بھی لکھا تھا - کہ سنت

لودھیانہ میں رہنا پسند نہ کرے تو اوس کو یہاں میرے پاس بھیجدو - جب مجھ سے پوچھا گیا - تو میں نے دہلی ہی جانا منظور کیا - اور دو ایک روز میں تیار ہی گڈ گے دہلی پہونچا جاتے ہی میرے دوست نے مجھ کو کرنال کی سڑک پر جہان ایک پولیس سٹیشن بن رہا تھا لگا دیا - مگر کوئی تنخواہ ماہوار مقرر نہ ہوئی - تین ماہ کچھ دن اوپر میں نے وہاں کام کیا - جسپر انجینیر صاحب نے ایک روپیہ یومیہ کے حساب سے ایک سو روپیہ مجھ کو دلا دیا - ایسا ہی خاص دہلی میں بھی کسی کسی کام پر ۳۰ روپیہ ماہوار کے حساب سے مجھ کو دلاتے رہے - اخیر کو صاحب اگزکٹو انجنیر بہادر کی خدمت میں مجھ کو پیش کر کے میرا کل حال اونسے عرض کیا - چونکہ یہ صاحب رائے بہادر لالہ بال مکند بھی دیسی ہی تھے - اور مجھ کو سیالکوٹ میں دیکھا ہوا تھا - فرمانے لگے کہ ہمارے محکمہ میں یہ پابندی ہے - کہ سب اورسیروں تک روڑکی کے پاس شدہ پچیس ؎۲۵ روپیہ ماہوار تنخواہ اور پندرہ ؎۱۵ روپیہ ہارس الونس تک مل جاتے ہیں - رہا ڈاک منشی اونکی تنخواہ اونسے کم ہوتی ہے - مگر چونکہ تم آگے ہو اسواسطے میں تجویز کرتا ہوں - کہ اگر تم دہلی میں رہو تو پندرہ روپیہ ماہوار تنخواہ ملے گی - رہتک - کرنال - گڑگانواں - حصار وغیرہ میں جاؤ تو بیس روپیہ ماہوار اگر سرسہ جاؤ تو پچیس ؎۲۵ روپیہ ماہوار اور ہر جگہ پر سات ؎۷ روپیہ ماہوار ہارس الونس بھی دیا جاوے گا - میں نے کہا کہ مجھ کو سرسہ منظور ہے - چونکہ وہاں پچاس ہزار روپیہ کا کام جیل خانہ میں بننے والا تھا اور ایک ڈیڑھ ؎۱۵۰ سو روپیہ ماہوار کا سوپر وایزر لگایا گیا - اور اوس کے ماتحت مجھ کو مقرر کر دیا گیا - اور میں روانہ ہو گیا - یہ سرسہ جیل کا ورک سب ڈویژن حصار کے متعلق تھا - جہاں رائے کنھیا لعل صاحب اسسٹنٹ انجنیر تھے - دو چار دن کے بعد صاحب اگزکٹو انجنیر معہ میرے اوس دوست کے - اور صاحب سب ڈویژن آفسر کے کام شروع کرانے کے واسطے سرسہ میں پہونچے - جب راستہ میں میرا

ذکر آیا - تو صاحب اگزکٹو انجنیر اور میرے اوس دوست نے سب ڈویژن افسر سے میری سفارش کی اونہوں نے میرا حال سُنکر فرمایا - کہ ملازمت کی حالت میں تنخواہ کے بغیر میں کیا سلوک کر سکتا ہوں - اگر آپ اسکو کوئی فائدہ پہونچانا چاہتے ہیں تو یہ کل کام ٹھیکہ پر اُسکے نام کر دیا جاوے - ایک تو ہمکو حساب وغیرہ اانی طور پر نہ رکھنا پڑے گا - دوسرا اس کو خاطر خواہ فائدہ ہو جاوے گا - جب وہ سرسہ پہونچے - تو مجھکو بُلایا گیا - اور تجویز سُنائی - کہ یہ ٹھیکہ تمہارے نام کر دیتے ہیں - اسمیں خاطر خواہ فائدہ ہوگا - میں نے دو عذر کئے - ایک تو کام چلانے کے واسطے اسوقت میرے پاس روپیہ موجود نہیں - دوسرا میں ایسے کاموں سے ناواقف ہوں - اونہوں نے فرمایا کہ ہم یہ دونوں بندوبست کر دیویں گے - اوسی وقت پورے نرخ پر جو کچھ ایسٹیمیٹ میں تھا ٹھیکہ میرے نام منظور فرماکر احکام جاری کر دئے - اور ایک واقف کار مستری کو میرے ہمراہ لگا دیا - سوپروایزر کو حکم دیا کہ کوئی اچھا موقعہ دیکھکر خام اینٹیں نکلوانا شروع کر دو - اور اوسی جگہ بھٹھا بنا دو - چنانچہ دوسرے روز ایک تالاب کے پاس معمولی کام شروع ہو گیا - اور بعد ملاحظہ صاحب اگزکٹو انجنیر بہادر نے خام مصالحہ کی بابت ایک ہزار روپیہ کا چک بطور پیشگی مجھکو دے دیا - اُدھر میں نے اپنا روپیہ بھی منگوا لیا - اور کام شروع ہو گیا - صدہا مزدور متفرق کاموں پر لگائے گئے - بیل اور گاڑیاں وغیرہ خرید لیں - ہر قسم کے اوزار اور سامان جمع کئے گئے سینکڑوں معمار اور نجار اور لوہار اور نمبر دار ملازم کر لئے - کنکروں کی کھُدائی مٹی کی ڈھولائی - چونہ اور اینٹوں کے بھٹے جاری ہو گئے - اور عمارت کا کام بھی شروع کر دیا - مگر کوئی پنجابی آدمی ہمراہ نہ تھا - منشی مینٹ - مستری سب اوسی مُلک کے - چنیر مجھکو اعتبار نہ تھا - دن رات بڑی محنت سے نگرانی کرتا - مگر ایک آدمی

کیا کر سکتا تھا۔ ایک طرف جاؤں تو دوسری طرف کا خیال گذرتا۔ کہ اگر مزدور لوگ ایک گھنٹہ بھی غفلت کرینگے۔ تو صدہا روپیہ کا نقصان ہو جاوے گا۔ ایسے ایسے خیالات دوڑاتے ہوئے۔ میرا وہم بڑھتا گیا۔ اور میں پاگل سا بن گیا۔ مگر حساب دان تو تھا۔ چار مہینے کا ایک خام چٹھہ تیار کیا۔ جس میں اسطرح حساب لگایا۔ کہ اتنا روپیہ میں نے گھر سے منگوایا۔ اور اتنا سرکار سے ملا۔ اتنے روپیہ کا سامان خریدا گیا۔ اور اتنا کام تیار ہو گیا ہے۔ اور اسقدر روپیہ کا سامان اینٹ لکڑی چونہ وغیرہ موجود ہے۔ تو بقدر چار سو روپیہ کی مجھ کو کمی نظر آئی۔ اور میں گھبرا گیا۔ اور شیخ چلی والا حساب بہ قاعدہ اربعہ اسطرح پر لگایا۔ کہ چار ماہ میں چار سو روپیہ کی کمی ہوئی ہے۔ تو یہ کام دو سال میں ختم ہونے والا ہے چوبیس ماہ میں چوبیس سو روپیہ کی کمی ہو گی۔ اب میں نے ارادہ کر لیا۔ کہ میں یہ کام ہرگز نہ کرونگا۔ صبح ہوتے بسواری بیل کاٹ کاموں کو اوسی حالت میں چھوڑ کر روانہ دہلی ہوا۔ اور اپنے دوست کے گھر پہونچ گیا۔ اور اپنے گھاٹے وغیرہ کا حال سُنا کہا۔ کہ ہزار توبہ میں یہ کام نہیں کرونگا۔ جب میرے دوست نے وہ چٹھہ خام دیکھا۔ تو ہنسا اور کہا کوئی گھاٹا نہیں۔ یہ تمہاری ناتجربہ کاری سے یہ گھاٹا نظر آرہا ہے۔ دیکھو آٹھ سو روپیہ کے اوزار وغیرہ سامان جو تمنے خرید کیا ہے۔ اوس کو خرچ میں کیوں ڈالتے ہو۔ وہ تو موجود ہے۔ اور ہمیشہ کام آویں گے۔ اب بھی اگر اون کو بیچ دو تو روپیہ ہے۔ لیکن میری تسلی نہ ہوئی۔ اور میں ٹھیکہ سے انکاری ہی رہا۔ جب میرا دوست دفتر میں گیا۔ تو صاحب اگزکٹو انجنیر بہادر سے بھی ذکر کیا۔ اونہوں نے مجھ کو اپنے مکان پر بلوایا۔ اور کل حال پوچھا۔ میں نے جو کچھ کہ تھا۔ مع اُس چٹھہ خام کے عرض کر دیا۔ دیکھ کر وہ بھی ہنس پڑے۔ اور

میری تسلی کرائی - کہ تم نہ گھبراؤ - بہت کچھ فائدہ ہوگا - شروع میں ایسا ہی ہوتا
ہے - لیکن میں نے کچھ نہ مانا - اور گھبراتا ہی گیا - جب میں رو پڑا تو اونھوں نے
چپڑاسی بھیجکر میرے دوست کو بلوایا - اور کہا کہ دیکھو تمہارا سنت ناحق گھبراتا ہے -
اسکو سمجھاؤ - اوس نے کہا کہ میں بہت کچھ سمجھا چکا یہ نہیں سمجھتا - پھر اونھون
نے پوچھا - کہ اسکا کیا علاج ہو - میرے دوست نے عرض کیا کہ جو مناسب ہو -
اسپر صاحب اگزکٹو انجینیر بہادر نے انگریزی میں ایک حکم لکھ دیا - کہ یہ تجویز مناسب
لالہ گوپال داس اسسٹنٹ انجینیر دہلی ڈویژن سے سرسہ میں تبدیل کیا جاوے -
اور سرسہ والا سوپروائیزر دہلی میں پہلے لالہ گوپالداس سرسہ پہونچکر اوسکا چارج
لیوے - یہ حکم لالہ گوپالداس کو دکھایا - اوسنے بہت کچھ عذر کئے - کہ میرے بال
بچہ یہاں ہیں - مجھ کو سخت تکلیف ہوگی - لیکن صاحب موصوف نے کچھ نہ مانا -
اور اوس حکم کو چپڑاسی کے ہاتھ عملدرآمد کے واسطے دفتر میں بھیجدیا - کہ اس
کے مطابق احکام جاری ہوں اور لالہ گوپالداس کو کہا - کہ یہ تمہارا دوست ہے -
اور تمہارے کہنے سے اسکو ٹھیکہ دیا گیا - اگر اسکو کوئی نقصان پہنچے تو تمہاری
ہی بدنامی ہوگی - تم آج ہی روانہ ہو جاؤ - جب اسکا کام اچھا چل گیا - تو پھر
تم کو یہاں بلا لیا جاوے گا - مگر یہ یاد رہے - کہ اگر اسکو کوئی گھاٹا ہوا - تو تمہاری
تنخواہ سے پورا کیا جاوے گا - اب میرا دوست مجبور ہو گیا - لیکن باوجود ایسی
تکلیف ہونے کے بھی جو خاص میری وجہ سے اوسکو ہوئی اوس شریف دوست
نے اپنی زبان سے مجھ کو کچھ بھی نہ کہا - لیکن جب اون کے گھر پہونچے - میں تو
بیٹھک میں بیٹھ گیا - وہ اندر زنانہ مکان میں گئے - اون کا ذکر کرنا ہی تھا - کہ
ہزار ہزار گالی کی آواز آئی - جسکو میں اپنے کانوں سے سن رہا تھا - (مگر یہاں

اونکا پورا ذکر نہیں کر سکتا) الفاظ اس قسم کے تھے۔ کہ جیسے تم چندرے ہو ویسے
تمہارے دوست۔ بھڑوے تکلیف دینے کے واسطے آجاتے ہیں۔ کوئی دادا
پڑدادا بھی نہ چھوڑا۔ اور ہمارے انجنیر صاحب کی خوب گت بنائی۔ مگر وہ شریف
آدمی چپکے ہی بیٹھک میں آگئے۔ اور خدمت گار سے کہا کہ ہمارے کپڑوں کا چھوٹا بکس
اور بستر اتیار کرو اور دلی سے کہا۔ اسی وقت گاڑی تیار کراؤ ہم سرسہ جاتے ہیں۔
جب گاڑی آگئی۔ تو ہم دونوں اسمیں اسوار ہو کر سرسہ گئے۔ اور کھانا بھی دو چار کوس
پر جاکر کھایا۔ جب سرسہ میں پہونچے تو چارج لیتے ہی میرے دوست نے کل سرکاری مکانات
کی سالیانہ مرمت کا ٹھیکہ بھی میرے نام کر دیا۔ چھ سات سو روپیہ کا بڑا کام چھتونکی
لپائی کا تھا۔ جسکو میں نے اسطرح پورا کیا۔ کہ دو تین چھپاریون کو بلا کر ہر ایک
چھت پر ڈبل گوبری کرادی جسپر چار روپیہ سے کچھ زیادہ میرا خرچ ہو گیا جسقدر
پورانہ مصالحہ لکڑی وغیرہ جیل سے اترا تھا وہ بھی معمولی قیمت پر مجھکو دے دیا۔
جسمیں دو تین سو روپیہ مجھکو فائدہ پہونچا۔ گورنمنٹ میں رپوٹ کرکے یہ بھی انتظام
کرادیا۔ کہ مزدوروں کی جگہ قیدی کام کریں۔ جنکو قریباً ۱۰ر فی نفری مجھکو دینا پڑتا
ایسا ہی اور بھی ہر قسم کی واجبی رعایات میرے ساتھ کیں۔ اب تو مجھکو خاطر خواہ
فائدہ کی اُمید ہو گئی۔ چار پانچ ماہ تک میرا دوست وہاں رہا۔ اب جو میں نے حساب
لگایا۔ تو دو ہزار سے زیادہ فائدہ معلوم ہوا۔ جسکی اطلاع بطور شکریہ کے میں
نے صاحب اگزکٹو انجینیر بہادر کو بھیجدی جسپر میرے دوست کی تبدیلی ہو گئی۔ مگر
اب کے وہ بجائے دہلی کے کرنال تبدیل ہوئے۔ اور بحکم گورنمنٹ سوپروائیزر
کئے گئے نہ معلوم کیون۔

اب یہاں ایک درمیانی سرقہ ذکر کرنے کے لائق ہے۔ وہ یہ کہ ہانسی قیدی میر

ہر روز کام کرنے کے واسطے جیل سے لیتا۔ جیسا کہ میں اون کی زیادہ خاطر کرتا۔
ایسا ہی وہ میرا کام اچھا کرتے۔ دوپہر کو بجائے ایک گھنٹہ کے دو گھنٹہ کی ان کو
چھٹی دیتا۔ اور ہر ایک کا حال پوچھتا رہتا۔ کہ تم کیونکر قید ہوئے۔ ایک روز ایک
راج پوت جوان قیدی میرے کام میں آیا۔ اوس سے میں نے حال پوچھا اوس نے کہا کہ ایک شتر
کی چوری میں دو سال قید اور پچاس روپیہ جرمانہ کا سزایاب ہوا ہوں۔ اصلی قید
اور کچھ بعوض جرمانہ کے بھی میں نے ختم کر لی ہے۔ اب چار ماہ باقی بعوض جرمانہ
کے بھگت رہا ہوں میرے گھر والوں کو خبر ہوتی تو وہ جرمانہ داخل کر کے مجھکو چھڑا
لے جاتے۔ مگر میں نے شرمندگی سے ٹھیک گھر کا پتہ نہیں بتلایا۔ مجھ کو اوسکی
حالت پر رحم آگیا۔ دفتر میں آکر اوسکے جرمانہ کا حال پوچھا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ بتیس
روپیہ کچھ آنہ داخل ہونے پر یہ قیدی اب فوراً رہا ہو سکتا ہے۔ میں نے اوسی وقت
اوسکا جرمانہ داخل کر دیا۔ اور قیدی رہا ہو گیا۔ میں تو اپنے کاموں کی نگرانی کرتا پھرا
جب شام کو مکان پر گیا۔ تو وہ قیدی موجود تھا۔ میں نے کہا تم یہاں کیونکر آگئے
جاؤ اپنے گھر اوسنے کہا۔ کہ اگرچہ میں چور ہوں۔ مگر راج پوت کا بیٹا۔ اور سچا چور
ہوں۔ آپنے میرے ساتھ بھلا کیا ہے۔ جب تک تمہارا حق ادا نہ کروں گھر نہیں جا
سکتا۔ میں نے کہا کہ کس طرح حق ادا کرو گے۔ اوس نے کہا مجھ سے نوکری کرا
لو۔ بھلا میں چور کو کسطرح گھر میں رکھ سکتا تھا۔ انکار کیا۔ اور پولیس کی دھمکی دی
اور کہا چلے جاؤ ورنہ ابھی پھر گرفتار کرا دونگا۔ اوسوقت تو وہ چور چلا گیا۔ مگر پندرہ
دن کے بعد ایک روز آواز آئی کہ کوئی ہمارے بیرونی دروازہ کو کھٹ کھٹاتا ہے۔ پوچھا
کون ہے۔ آواز آیا دروازہ کھولدو۔ نوکر نے دروازہ کھولا تو ایک آدمی لنگوٹ کسا ہوا
پٹھا جوان ہاتھ میں ایک موٹا لٹھ لئے ہوئے اندر آیا۔ اور رام رام کرتا ہوا بیٹھنا چاہتا

تھا۔ میں نے پوچھا تم کون ہو۔ کہا میں وہی قیدی جس کو تم نے رہا کرایا تھا۔ اب
میں اوسکا نام سُنکر اور یہ شکل دیکھ کر ڈر گیا۔ کیونکہ آدھی رات کا سماں تھا۔ وہ کہتا
ہے مت ڈرو میں جاتا ہوں۔ دروازہ بند کر لو جب میرا نوکر دروازہ بند کرنے گیا۔ تو
دروازہ کے باہر ایک کُپہ روغن زرد کا رکھا تھا۔ چور اوسکو دکھا کر بھاگ گیا جب
وہ کُپہ اندر لایا گیا۔ تو ایک من سے زیادہ وزنی تھا۔ پہلے تو خیال آیا کہ یہ چوری کا
ہوگا۔ لیکن میری اور ملازموں نے تسلی کرائی کہ نہیں یہ گھر سے لایا ہوگا۔ چنانچہ
کئی دن تک ہم پولیس وغیرہ سے خبر لیتے رہے۔ مگر روغن زرد کی چوری کی کوئی رپوٹ
نہ آئی۔ اب یقین ہوگیا۔ کہ یہ اپنے گھر سے ہی ضرور لایا ہوگا اور اپنی جرمانہ کی عوض میں ادا کیا ہے
اب پھر وہ پہلا سلسلہ عرض کرتا ہوں۔ کہ جب میرا دوست انجنیر تبدیل ہوگیا۔ تو اوسکی
جگہ ایک بابو رجنی کنت سوپروائزر اور ایک سب اورسیر آئے بابو صاحب تو بڑا سخت
اور سب اورسیر صاحب بڑے بھاری طمعی اسی عرصہ میں ہمارے رائے بہادر لالہ
بالمکند صاحب اگزکٹو انجنیر ولائت روانہ ہوگئے۔ اون کی جگہ کوئی انگریز آگیا۔ کام تو
اچھا چلا ہوا تھا۔ مگر یہاں بھی میری قسمت نے دھکا ہی دیا۔ سب اورسیر نے مجھ کو
کہا کہ پانصد روپیہ ماہوار مجھ کو دوگے۔ تب تمہارا کام پیمائش کر کے بل بناؤنگا۔ میں نے
یہ منظور نہ کیا۔ اوسنے کئی طرح کی شکایات کر کے سوپروائزر صاحب کو بھی مجھ پر ناراض
کر دیا۔ اور نئے اگزکٹو انجنیر کے دل میں ڈالدیا کہ لالہ بالمکند کے عہد میں یہ بہت کچھ
ناجائز کارروائی کرتے رہے ہیں۔ کام خراب بنتا رہا ہے۔ اس پر صاحب بہادر
بھی ناراض ہوگئے۔ اور سوپروائزر صاحب نے بہت کام بنے ہوئے میرے گروا
دئے ہزارہا روپیہ کا مصالحہ میرا ردی کر دیا۔ روپیہ بھی دینا بند کر دیا اور حکم دیا کہ چونہ کڑاہوں
میں گرم کر کے لگایا جاوے۔ پیل پائے۔ اور ڈاٹوں کی امیز پتھر پر گھسا کر لگائی جاویں

اب کام چلے تو کس طرح - سو پچاس روپیہ روزانہ مزدوروں وغیرہ کا خرچ تھا - وہ کہاں سے دیا جاوے - جتنا روپیہ موجود تھا سب خرچ ہو گیا - اب ایک ہفتہ مزدوروں کا چڑھ گیا اونہوں نے تنگ کرنا شروع کیا - اِدھر مزدوروں کی تنگی اودھر افسروں کی تنگی - اودھر روپیہ کی تنگی میں تو بڑا تنگ آگیا - صرف ایک پنجابی آدمی میرے ہمراہ تھا - اُس سے صلاح کی کہ اب فائدہ کی تو کوئی امید رہی نہیں مگر عزت بھی جاتی ہے - چلو یہاں سے بھاگ چلیں - ایک اور ہمارا وطنی بھی وہاں موجود تھا جسکو مزدوری تقسیم کرنے کا کام میں نے ہی سپرد کیا ہوا تھا - اوس سے بھی مشورہ کرکے یہی صلاح ٹھیری کہ بھاگ چلنا ہی بہتر ہے - ایک رات چار پانچ گھڑی رات گئی میرے نوکر نے ضروری سامان مسافری تین گٹھڑیوں میں باندھا اور مجھ کو اطلاع کی کہ اسی وقت چلنا چاہئے - اگرچہ مجھ کو اپنا سجا سجایا مکان چھوڑنا مشکل معلوم ہوتا تھا - مگر مجبوراً اوسی طرح لمپ جلتے اور پلنگ بچھے بچھائے اور لنگر کا کل سامان پڑا ہوا پارچا کے بکس بند اور بیل گاڑیاں اور صدہا روپیہ کے اوزار متعلقہ ٹھیکہ - اور دیگر ضروری چیزیں جنکو میں نے نہایت شوق سے بنوایا تھا - اوسی طرح لاوارثی کی حالت میں چھوڑ بڑے افسوس کے ساتھ چلنے کو تیار ہو گیا - میرے پنجابی ملازم نے روانگی سے پہلے یہ انتظام کر لیا تھا - کہ جسقدر اوس جنگل کے ملازم تھے - اونکو کسی نہ کسی بہانہ سے دوسری جگہ بھیجدیا تھا - اب پہلے میرا وہ وطنی دوست اور خیر خواہ ملازم ایک ایک گٹھڑی لے کر شہر کے دروازہ سے باہر نکلے جنکو کسی نے نہ دیکھا - ایک تالاب پر اسباب ہو گیا کہ میرا نوکر واپس آیا اور تیسری گٹھڑی بھی اُٹھائی - اور مجھ کو کہا کہ اب دیر نہ کرو - میں نے صرف ایک حقّہ اپنا اور گڈوی گلاس اٹھایا - اور مکان کو کھلے دروازوں چھوڑتا ہوا -

رخصت ہوا۔ جب ہم تینوں تالاب پر اکٹھے ہوئے۔ تو یہ صلاح کی۔ کہ اب سڑک کا راستہ چھوڑ دینا چاہئے۔ تاکہ مزدور لوگ خالی مکان دیکھ رولا کرتے ہوئے تعاقب نہ کریں۔ چنانچہ ہم تینوں نے وہ تین گٹھڑیاں سر پر اُٹھا لیں اور ایک جنگل کا راستہ لیا۔ یہ جنگل سرکاری رکھ تھی۔ رات اندھیری تھی۔ اور جنگل گاڑھا۔ مگر تین آدمی اکٹھے جا رہے تھے۔ اسواسطے چنداں خوف نہ معلوم ہوا۔ ایک میل کے فاصلے مین تین چار جگہ بوجھ کو اوتارا۔ پھر بھی سر میں درد معلوم ہوتا۔ اور گردن میں بل پڑ گیا تھا۔ مین نے کہا کہ بھائی یہ اسباب مجھ سے نہیں جا سکتا۔ یہاں ہی پھینک دو۔ اونہوں نے کہا۔ کہ ہم بھی تھک گئے ہیں۔ ذرہ دم بھی لے لو اور اسباب کو چھانٹو۔ چونکہ یہ کُل قیمتی چیزیں دیکھ کر گھر سے لائے تھے۔ لیکن بمجبوراً بہت کچھ وہاں جنگل میں پھینک کر آگے چل دئے۔ دو تین میل پر جا کر پھر بھی تکلیف معلوم ہوئی۔ وہاں گڈوا گلاس اور قیمتی حُقّہ بھی ایک درخت کے نیچے چھوڑ دیا۔ اور دل کو تسلی دی کہ پانی ہاتھوں سے اور حُقّہ چلم سے پی لیا کرین گے۔ جب آگے گئے تو پھر بھی بوجھ معلوم ہوا۔ وجہ یہ کہ موسم سردی کا تھا۔ لحاف وغیرہ کے بغیر گذارہ مشکل تھا۔ سب سے ضروری اون کو خیال کر کے پوشش کے قیمتی پارچات جو عمدہ عمدہ دیکھ کر دو چار جوڑہ ہمراہ لائے تھے۔ وہ بھی پھینک دئے۔ اب اندازہ کیا تو کوئی آٹھ نو میل تک ہم آ گئے۔ آگے کسی گاؤں میں چوکیدار کی آواز آ رہی تھی۔ اوسطرف روانہ ہوئے اور گاؤں میں جا کر دو شتر کرایہ کئے۔ اور صبح ہوتے ہی ایک دوسرے گاؤں میں جا ٹھیرے۔ دن بھر آرام کیا۔ شام ہوتے ہی روانہ ہو کر دوسری صبح کو بٹھنڈا ریاست پٹیالہ میں پہونچ گئے۔ یہ مقام سرسہ سے چالیس کوس کے فاصلہ

پر تھا - اب شتر والے کرایہ مانگتے ہیں - میرے پاس تو ایک پیسہ نہیں - اون
دونو ہمراہیون سے پوچھا - وہ میرا وطنی دوست تو انکاری ہو گیا - میرے نوکر
نے کہا - کہ چھہ روپیہ اور ایک طلای انگشتری آٹھہ دس روپیہ کی میرے پاس ہے
خیر کرایہ تو اونکو دے دیا - پیچھے کا خوف تھا - ارادہ کیا کہ شہر سے باہر ہی کسی جگہہ
ٹھرنا چاہئے - چنانچہ شہر کے باہر ایک کچے تالاب پر ٹھرے - وہان ایک طرف
چوہڑے خام اینٹیں بنا رہے تھے - میں نے ہمراہیوں سے کہا - کہ مجھ کو بھوکھ
لگی ہے - دو چار پیسے دو تو شہر سے کچھ کھا آؤں - پیچھے اون دونو نکی لڑائی ہو گئی
وجہ لڑائی کی یہ ہوئی - کہ میرے نوکر نے اوس وطنی دوست کے کمر مین نقد
سو روپیہ بندھا ہوا دیکھہ لیا - اور اوسکو کہا کہ یہ بالکل نامناسب ہے - کہ اسقدر
روپیہ تمہارے پاس موجود ہو - اور ایسی حالت میں تم سنت کی امداد نہیں
کرتے - اور یہ روپیہ ہمارے کاموں سے ہی چرایا ہوا ہے - اوسی پر سخت
لڑائی ہو گئی - اور اُس وطنی دوست نے کہا - میں تمہارے ہمراہ جاتا ہی
نہیں - یہاں سے سیدھا لودھیانہ کو جاؤنگا - اور جو کچھہ اسباب موجود تھا -
کھول کر اپنا علیحدہ کر لیا - جب میں آیا تو مجھکو یہ حال معلوم ہوا - میں نے
کہا دیکھو یہ پردیس کا معاملہ ہے - ابھی کوئی پیچھے سے تمکو گرفتار کرنے والا آجاوے
تو کیا کروگے - مگر اونکی لڑائی برابر ہوتی رہی - یہ سارا حال وہ چوہڑے اینٹاں بنانے
والے دور سے دیکھتے رہے - اور میری یہ بات بھی اونہوں نے سُنی کہ پیچھے سے
تمکو کوئی گرفتار کرنے والا آجاوے گا - تو کیا کروگے - اسباب کی گٹھڑیاں بھی
اونہوں نے دیکھہ لیں - اور کچھہ اسباب بھی تقسیم کرتے دیکھا - اور تکرار کو بھی
سُنا - جسمیں بار بار روپیہ کی چوری کا ذکر آتا تھا - جب شام ہوئی تو چوہڑوں

نے اپنا کام بند کیا - اور چلے شہر کی طرف ہم نے بھی بوریا بستر ا باندھ لیا - اور
سر پر اُٹھا کر شہر میں داخل ہوئے - لیکن چوہڑے چونکہ ہم سے پہلے شہر میں پہونچ
گئے تھے - اونھوں نے جاتے ہی تھانہ دار سے ذکر کر دیا کہ تین چور تالاب پر چوری کر کے
آئے ہوئے معلوم ہوتے ہیں - گٹھڑیوں میں اسباب بندھا ہوا ہے - اور کچھ
وہ تقسیم بھی کر رہے ہیں - کمی بیشی پر اونکی لڑائی بھی ہوئی ہے - اور پیچھے سے
اون کو گرفتاری کا خوف بھی ہے - دن بھر ہم اونکی باتیں سُنتے رہے اور دیکھتے
رہے ہیں - اب تھانہ دار صاحب نے دو سپاہی ہماری گرفتاری کے واسطے
بھیجدئے جہان سمتھ یعنی مسافر خانہ میں ہم نے اسباب اوتارا ہی تھا - کہ جھٹ
سپاہی پہونچ گئے - اور ہم تینوں کو کہا - کہ اوٹھاؤ اسباب اور قلعہ میں چلو تمہاری
تحقیقات ہوگی - پس وہ اسباب ہمارے سروں پر لدوا کر قلعہ کی طرف لے چلے
جب قلعہ کے دروازہ پر پہونچے تو بوجھ کو اتار دیا کیونکہ تھک گئے تھے جوں ہی ایک طرف
دیکھا - تو دو چار معزز آدمی لال ٹین کی روشنی میں قلعہ کیطرف آرہے ہیں - جب
وہ قریب آ گئے - تو کیا دیکھا کہ یہ تو ہمارے ڈاکٹر دولت رام صاحب ہیں - اونہوں
نے بھی مجھ کو پہچان لیا - اور بغل گیر ہو کر ملے - اور میرا بازو پکڑ کر قلعہ کے اندر
داخل ہوئے - کیونکہ اونکا ڈیرا قلعہ میں ہی تھا - جاتے ہی مجھ کو کرسی پر بٹھا لیا
اور حال پوچھنے لگے - میں نے کہا کہ سرسہ میں ٹھیکہ داری کرتا ہوں - اور کسی خاص
کام کو لاہور جا رہا ہوں - اونہوں نے خیال کیا کہ ہمارا ڈیرا معلوم کر کے یہاں
آ گئے ہیں - اُدھر راجہ شاہی راج تو تھا ہی تھانہ دار اور سپاہی گھبرائے - کہ ہمنے
ناحق ان شریف آدمیوں کو جو ڈاکٹر صاحب کے دوست یا رشتہ دار ہیں - چور سمجھ
کر پکڑا ہے - اب ہماری ریاست کی کونسل میں شکایت ہونے پر نہ معلوم کیا

ہو گا - اونھوں نے میرے نوکر کی منت خوشامد کی اور معافی چاہی - اور کہا کہ ڈاکٹر صاحب سے ذکر نہ کرنا - ورنہ ہم موقوف ہو جاویں گے - ہم تو خود چاہتے تھے کہ ہماری ایسی گرفتاری ڈاکٹر صاحب کو معلوم نہ ہو - پھر وہ ہمارا اسباب سپاہی اپنے سروں پر اوٹھا کر ڈاکٹر صاحب کے ڈیرہ پر لائے - اور رات کو کھانا کھا کر سو رہے - صبح ہی ڈاکٹر صاحب سے کہا - کہ ایک شتر لودھیانہ کے واسطے - اور بیل گاڑی فرید کوٹ کے واسطے ہمکو کرایہ پر منگوا دو - اونھوں نے بہت زور کیا کہ دو چار روز یہاں رہو لیکن ہمکو پیچھے کا خوف تھا - جلدی سے چل دئے - فرید کوٹ میں پہونچکر وہ انگشتری طلای میرے نوکر نے فروخت کی - اور ہم لاہور تک پہونچے - اب میرا نوکر گھر میں جاتا ہے - اور میں سندھ کے سیر کرونگا - لاہور میں پہونچکر میں نے نوکر سے کہا - کہ بھائی میں تو ایسی حالت میں گھر جاتا نہیں - تم چلے جاؤ - میں بہاولپور کو جاتا ہوں - وہاں منشی مہدی خاں وزیر اعظم ہیں - اور میری اونکی اکثر کی ملاقات ہے - وہاں کسی روزگار کے واسطے کوشش کروں گا - میرے کانوں میں دو طلائی مرکیاں تھیں - اونکو مع روپیہ پر فروخت کیا - اور بہاولپور کو چل پڑا - چونکہ ریلوی سفر تھا - دوسرے روز بہاولپور پہونچگیا - ایک سراء میں ڈیرہ کر کے منشی صاحب کے مکان پر گیا - مگر اردلیوں نے اندر نہ جانے دیا - پہرہ سخت لگا ہوا تھا - اب میں نے ملنی کی یہ تجویز لگائی کہ جہاں اونکی کچہری کا کمرہ تھا - وہاں پہونچا - اور ایک رقعہ لکھ کر اوس بکس میں ڈال دیا - جسمیں لوگ عرضیاں ڈالتے تھے - جب وہ بکس اندر گیا - تو سررشتہ دار نے عرضیوں میں رقعہ دیکھ کر جس پر وزیر صاحب کا نام تھا - میز پر رکھ دیا - وزیر صاحب نے پڑھ کر مجھ کو اندر بلایا - اور پیشاب کے بہانہ مجھ کو دوسرے ایک کمرہ میں لے گئے - اور میری حالت سنکر بہت افسوس کیا - اور کہا - کہ ایسے وقت

تم آئے ہو جگہیں کوئی سلوک کرنے کے لائق نہیں رہا - بلکہ تم نے سُنا ہوگا -
کہ ریاستی اہلکاروں نے ایک جھوٹھا الزام کئی لاکھ کا تیاری تاج کی بابت مُجھ پر
لگایا ہوا ہے - میں دیکھ رہا ہوں - کہ کسی وقت باعزت یہاں سے نکل جاؤں، تم
دو چار روز میرے مکان پر ٹھہر جاؤ - مگر ایسے موقعہ پر روزگار کی کوئی امید نہیں ہو
سکتی - میں نے کہا پھر ٹھہرنا ہی فضول ہے - اوسی وقت میں سرائے میں آیا - اور
اسباب لے کر بذریعہ ریل روانہ سکھر ہوا - سکھر میں بھی دو چار روز روزگار کی تلاش کی مگر
کامیاب نہ ہوا - یہاں ایک پنڈت وزیر چند صاحب ترکھ جو ریلوے دفتر میں ہیڈ
کلارک تھا - اونکو ملا اونہوں نے کہا - کہ اگر تم انگریزی جانتے ہوتے تو میں تمکو اپنے
دفتر میں نوکر کر لیتا - فارسی وغیرہ کا یہاں کوئی کام نہیں - اب میں نے وہاں
سے بلوچستان کو ٹہ کا ارادہ کیا - مگر ٹکٹ صرف شکارپور تک کا لیا - کہ یہ مشہور شہر بھی
دیکھتا جاؤں - جب میں ریل میں سوار ہوا - تو اندازہ کرنے سے معلوم ہوا - کہ
صرف تین روپیہ میرے پاس خرچ رہ گیا - اب میں کہاں پہونچ سکتا ہوں
دس روز میں یہ خرچ بھی ختم ہو جاوے گا - تو کیا کروں گا - اسی سوچ میں جا رہا
تھا - کہ آواز آئی شکارپور کے اُترنے والے اوتر جاؤ - قریباً ۱۲ بجے دن کا وقت
تھا - میں بھی اُتر پڑا - کیا دیکھتا ہوں کہ تمام سندھی لوگ ہی نظر آتے ہیں - اب
کمی خرچ کی وجہ سے بستر اوغیرہ میں نے خود اٹھایا - دور سے نظر پڑی تو میرے
آگے آگے ایک پنجابی سکھ جا رہا تھا - میں دوڑ کر اوسکو ملا - اور واہ گرو جیکی فتح
کر کے پوچھا - کہ صاحب آپ کون ہیں - اور کہاں سے آئے ہو - اور کس جگہ جائے
گا - اوسنے کہا کہ باوا سول سنگھ میرا نام ہے - اور ڈیرہ نانک کا رہنے والا ہوں -
یہاں ہماری دھرم سالہ ہے - میرا دوسرا بھائی یہاں موجود ہے - اب میرے آنے

سے وہ وطن میں چلاجاوے گا۔ اور میں یہاں رہوں گا۔ میں نے اوس سے یہ
کہا۔ کہ ذرہ میرا بستر ادھر م سالہ میں رکھو تو میں شہر دیکھ آؤں۔ اوس نے اجازت
دی۔ میں بستر ارکھ کر بازار کی طرف نکلا۔ مگر شہر دیکھنے کی کوئی خوشی نہ تھی۔ یہ ہی فکر لگا
ہوا تھا۔ کہ اب خرچ کے ختم ہو جانے پر کیا کرونگا۔ اسی سوچ میں ایک سڑک پر
جارہا تھا۔ دور سے دو سندھی سوار نظر آئے جو میری طرف آرہے تھے۔ اونکی شکل
سے معلوم ہوا۔ کہ دونو کوئی معزز آدمی ہیں۔ میں نے ارادہ کر لیا۔ کہ جب اونکے
قریب پہونچونگا۔ تو اپنے روزگار کی بابت اون سے کچھ ذکر کرونگا۔ یہ ہی خیال کر رہا
تھا۔ کہ وہ دونوں سوار میرے پاس پہونچنے سے پہلے ہی دو سڑکوں پر علیحدہ علیحدہ ہو گئے
ایک تو سیدھا میری طرف آرہا تھا۔ دوسرا دوسری طرف چلا گیا۔ جب وہ ایک
سوار میرے پاس پہونچگیا۔ تو میں نے بندگی وغیرہ کر کے دو چار باتیں اپنے مطلب
کی اوس سے کیں۔ لیکن بالکل بے فائدہ کیونکہ میری زبان کو وہ بالکل نہ سمجھتا تھا۔ اور
نہ میں اوسکی زبان کو۔ لیکن تھا کوئی شریف آدمی نے ہاتھ سے مجھ کو ٹھہرنے کا اشارہ
کیا۔ اور خود گھوڑا دوڑا کر اپنے دوسرے دوست کو بلالایا۔ جو ابھی اوس سے علیحدہ
ہوا تھا۔ وہ ہماری پنجابی زبان کو خوب جانتا تھا۔ میں نے اپنا مختصر حال اُس کو
سُنایا۔ وہ اپنے دوسرے سندھی دوست کو اپنی زبان میں سمجھاتا جاتا تھا۔ اخیر کو
اوس پچھلے سوار نے مجھ کو یہ کہا۔ کہ میں تو یہاں کے سنٹرل جیل کا نائب جیلر ہوں
اور یہ میرا دوست ایک ساہوکار ہے۔ جہانتک ہم دونوں نے تمہارے واسطے
سوچا ہے۔ کوئی عمدہ تجویز خیال میں نہیں آتی۔ کیونکہ تم فارسی اردو جانتے ہو۔
یہاں کے دفتر سندھی اور انگریزی ہیں۔ اگر تم آٹھ روپیہ ماہوار کی نوکری منظور
کرو تو میرے ہمراہ چلے آؤ۔ میں کوئی تجویز کر سکتا ہوں۔ میں نے ایسے موقعہ

پرا سی کو غنیمت سمجھا - اور اوس کے ہمراہ ہو لیا - وہ مجھ کو سنٹرل جیل میں لے گیا
وہ تو گھوڑی سے اتر کر دفتر میں چلا گیا - اور میں چار بجے تک باہر بیٹھا رہا - جب بابو جی
یا دیوان جی اندر سے نکلے - تو مجھ کو دیکھ کر بہت افسوس کیا - اور کہا کہ میں تم کو بھول
گیا تھا - معاف کرنا - پھر وہ دفتر میں گیا - اور ایک انگریزی چٹھی لکھ کر لایا - اور مجھے
کہا - کہ تم کوٹلی یا سیدن میں چلے جاؤ - وہاں ہمارے بارہ سو قیدیوں کا کمپ ہے -
اور ایک نائب جیلر بھی وہاں رہتا ہے وہ کام تمہارے سپرد کرے گا میں نے پوچھا
وہ کوٹلی کہاں ہے - اور یہاں سے کتنی دور ہے میں تو اوسکا راستہ بھی نہیں جانتا - اور
یہاں کے عام لوگ میری زبان بھی نہیں سمجھتے - اسپر اوسنے کہا - کہ یہاں سے صرف
پانچ کوس کا فاصلہ ہے - اگر تم اب جانا چاہو - تو ہمارے دس قیدی اور سپاہی جا
رہے ہیں - ان کے ہمراہ چلے جاؤ - میں اون کے ہمراہ ہو لیا - اور قریباً ساڑھے
آٹھ بجے رات کے وہاں کمپ میں پہونچگیا - اوس افسر کمپ کو چٹھی دی وہ میری
شکل اور کپڑے وغیرہ عمدہ جو میں نے پہرے ہوئے تھے - دیکھ کر کہنے لگا - کہ تم کو
کیا مصیبت پڑی ہے - جو ایسے مشکل اور ناکارہ کام میں پھنستے ہو - میں نے
کہا کہ میرے نصیب - اوس افسر نے جمعدار کو بلا کر پوچھا - کہ کمپ میں کوئی
ہندو ہے - اوسنے کہا کہ دو ہندوستانی ہیں - حکم ہوا - کہ اس پنجابی کو بھی اون کے
پاس ڈیرا دو - چنانچہ وہ مجھ کو ایک چھولداری میں لے گیا - آگے کیا دیکھتا ہوں -
کہ چھولداری میں پرانی گھاس بچھا ہوا ہے - اوسکے اوپر دو جوان اپنے گھٹنوں کو
چھاتی سے لگائے ہوئے پڑے ہوئے ہیں - جمعدار نے اون کو حکم دیا کہ یہ ایک اور
ہندو ہے اسکو بھی اپنے ڈیرہ میں رہنے دو - دریافت کرنے سے معلوم ہوا - کہ
ایک تو بریلی کا گڈریہ ہے - اور دوسرا بھی کسی نیچ قوم کا پوربیہ ہے - اونہوں نے

مجھ سے پوچھا - کہ تم نے اسوقت کھانا کھایا ہے - میں نے کہا کہ صبح سے نہیں کھایا
اونہوں نے کہا - اور تو اسوقت کوئی بندوبست نہیں ہو سکتا - تم ایک پیسہ کی
کھجور لاکر کھالو - میں نے کہا دوکان بھی میں نہیں جانتا - اور پیسہ بھی میرے پاس
نہیں - میرا خرچ اور کپڑہ وغیرہ شکار پور ایک دھرم سالہ میں رہ گئے ہیں -
یہ سُنکر ایک پوربیہ اُٹھا - اوسنے مجھ کو ایک پیسہ کی کھجور بھی لادی جو قریبًا دو تین
پاؤ کے ہوگی - اور ایک سیاہ رنگ کا پھٹا ہوا پورانا کمل بھی دیا - میں تھوڑی سی کھجور
کو کھا کر اونکی طرح ہی چھاتی سے گھٹنے لگا کر اوسی گھاس پر پڑ رہا - صبح اوٹھتے ہی اوس
افسر نے مجھ کو بلایا - بارہ بارہ قیدی جیسے کہ اور محافظوں کے سپرد کیئے مجھ کو بھی
دے کر کہا - کہ یہاں سے تھوڑا فاصلہ پر سڑک کا کام جاری ہے - جنگل سے کانٹے
کاٹ کر قیدی لوگ سڑک پر ڈالتے ہیں - ان بارہ قیدیوں سے جو تمہارے سپرد کیئے
گئے ہیں - دن بھر کام لینا اور شام کو کیمپ میں داخل کرنے ہونگے - اب میں بھی
سب کے ہمراہ قیدی لے کر چل پڑا - کوئی چار کوس کے فاصلہ پر کام شروع تھا -
وہاں جاکر قیدی تو کانٹے کاٹنے کے واسطے جنگل میں کوئی کسی طرف کوئی کسی طرف
گھُس گیا - اب میں کس کے ہمراہ جاؤں گھبرایا - اور قیدیوں کو روکتا - اور پکارتا
مگر وہ میری زبان ... کہاں سمجھتے تھے - کچھ بھی پرواہ نہ کی - اوس پوربیہ نے مجھکو کہا
کہ تم گھبراؤ نہیں - تھوڑی دیر میں کانٹے کاٹ کر سب اِسی جگہ آجاوینگے میں
وہاں قیدیوں کی انتظار میں کھڑا ہو گیا - اور قیدی بھی کانٹے لے کر آگئے - جب
بارہ ہی جمع ہو گئے - تو وہاں سے چلکر جہاں کانٹے ڈالنے تھے - ڈال کر پھر واپس
ہوئے - اور قریبًا بارہ بجے تک اسی طرح کام کرتے رہے - بارہ بجے قیدیوں کی روٹی اور
دال کے چھکڑے آگئے - اور ایک گھنٹہ کی اون کو چھٹی ہوگی - وہ تو روٹی کھانے

میں مشغول ہوئے۔ میں بھوکھا ہی دھوپ میں بیٹھا رہا۔ ایک گھنٹہ کے بعد پھر کام شروع
ہو گیا۔ اور شام تک جاری رہا۔ شام کو بعد ختم کام ہم روانہ ہو کر ۸ بجے رات
کمپ میں پہونچے۔ میں نے اندازہ کیا۔ تو کوئی بتیس میل دن بھر بھوکھا ہی چلا ہونگا
چونکہ اب بھی روٹی کا کوئی انتظام نہیں ہو سکتا تھا۔ اوسی طرح تھوڑی کھجور کھا کر
لیٹ گیا۔ جب رات کے دو بجے تو ایک سندھی آدمی نے مجھکو جگایا۔ اور ٹوٹی پھوٹی
پنجابی لفظوں میں مجھکو کہا کہ چلو پہرہ پر دیکھا تو کالی اندھیری رات ہے۔ اور خفیف سی
بارش بھی ہو رہی ہے۔ پوہ ماگھہ کا مہینا ہوا بھی چل رہی تھی۔ جب میں اوس کی
ہمراہ جانے کو اوٹھا۔ تو وہ پوربیہ کہتا ہے کہ ہمارا کمل چھوڑ جاؤ بھیگ جاتا ہے
اب میں وہ اپنے کشمیرہ کے کپڑے پہنے ہوئے نکل کھڑا اور میدان میں ایک چھولداری
کے کونہ پر مجھکو کھڑا کیا گیا۔ جہاں کامل دو گھنٹہ تک مجھ کو ٹھہرنا پڑا۔ وہ میرے
کپڑے بھی بھیگ گئے۔ اور پہرہ بدلا کر میں چھولداری میں آگیا۔ اور تمام رات اپنی قسمت
پر روتا رہا۔ اتنے میں صبح ہو گئی۔ اور اوس افسر نے مجھ کو بلایا اور پوچھا کہ رات تم نے
کھانا کھایا ہے یا نہیں۔ میں نے کہا رات کیا دو دن سے نہیں کھایا۔ صرف کھجور
پر ہی گذارہ کرتا ہوں۔ اسپر اوس نے بہت افسوس کیا۔ اور کہا کہ تم ہمارا کھانا
کھا نہیں سکتے۔ ورنہ یہ تکلیف تمہاری دور ہو جاتی۔ میں نے اوس کی مہربانی کا بہت
شکریہ ادا کیا۔ اور یہ درخواست کی کہ آپ مہربانی کر کے پنجابی اور ہندوستانی قیدی
میرے سپرد کریں۔ جو میری زبان سمجھ سکتے ہوں۔ اوسنے میری زبانی درخواست
کو منظور کر کے بارہ قیدی پنجابی اور ہندوستانی چن کر میرے حوالہ کر دئے۔ اب
یہاں سوائے میری تکلیفات کے صرف ایک ہی ذکر کرنے کے قابل ہے۔ وہ یہ
کہ جب یہ قیدی مجھ کو دئے گئے۔ تو ایک قیدی کی شکل سے یہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ

اسکو میں نے کسی جگہ دیکھا ہوا ہے۔ وہ بھی بار بار میری طرف دیکھ رہا تھا لیکن
میں اوسکو ایسی حالت میں ہرگز نہ پہچان سکا۔ جب وہ کام پر پہونچا۔ اور قیدی کام کاٹنے
کو گئے۔ تو اوس نے دوڑکر میرے پاؤں پکڑ لئے۔ جب میں نے بغور دیکھا تو معلوم
ہوا۔ آہا یہ تو لالہ جسنت داس جی دہلی کے جنرل ٹھیکہ دار ہیں۔ اونکو اس حالت
میں دیکھکر میرے تو آنسو نکل پڑے۔ اور میں اپنی تکلیف کو بالکل بھول گیا کیونکہ
میں نے دہلی میں انکو دیکھا ہوا تھا۔ لاکھاپتی آدمی بڑے امیر نادہی تھے۔ میں نے پوچھا کہ
صاحب یہ کیا۔ اور کیسی مصیبت آپ تو اس لایق نہ تھے۔ اوسنے روتے ہوئے کہا۔ کہ
میں تو اب قیدی ہوں۔ اور اپنا کل قصہ سناؤنگا۔ پہلے تم بتلاؤ۔ کہ تم پر یہ کیا مصیبت
آئی۔ جو ایسی حالت میں تم یہاں پہونچے۔ میں نے بطور مختصر اپنا گذشتہ حال اوس کو
سُنایا۔ تو اب وہ قیدی روتا ہوا اپنا رونا یوں رویا۔ اور کہتا ہے۔ کہ تمام عمر میں
ایک ہی پاپ مجھ سے ہوا تھا۔ جسکا پھل یہ بھگت رہا ہوں۔ اوسنے کہا۔ کہ ایک صاحب
بہادر سے میری ملاقات تھی۔ اوسنے بذریعہ تار مجھ کو یہاں بلایا۔ اور نصف حصہ منافع
لینا کرکے مجھ کو سرکاری کاموں کا ٹھیکہ دیا۔ ایک ہی کام میں قریبًا چالیس ہزار روپیہ
منافع ہو گیا۔ چونکہ میرے پاس کوئی جگہ روپیہ رکھنے کی نہ تھی۔ اسواسطے میں نے
ایک ساہوکار سے یہاں حساب کھولدیا۔ جو چیک ملتا اونکی دوکان پر جمع کراتا۔ اور
حسب ضرورت تھوڑا تھوڑا روپیہ اونکی دوکان سے لیتا رہتا۔ ادھر دیکھا۔ تو بلوچستان
کے بہت سے ٹھیکہ دار اور ملازم ذرا ذرا قصور پر قید ہوئے ہیں۔ اور اوس وقت قندھار
کی لڑائی بھی قریبًا اختتام پر تھی۔ دل میں آیا۔ کہ اب یہاں رہنے سے کچھ فائدہ
نہیں۔ چلو یہ چالیس ہزار روپیہ ہی سہی صاحب بہادر کو حصہ نہیں دیتے۔ اب وہ
ہمارا کیا کرسکیگا۔ یہ سوچکر ساہوکار کی دوکان کی طرف چلا راستہ میں خیال آیا کہ

سیدھے بھاگ جانے پر بدنامی تو ہو ہی جاوے گی۔ چلو کچھ روپیہ شاہوکار کا بھی لی چلیں۔ پھر میں نے یہاں آگر کوئی کام کرنا ہی نہیں۔ یہ ہی سوچتا ہوا۔ اون کی دوکان پر پہونچا۔ اور اون سے کہا۔ کہ کئی لاکھ روپیہ کا کام ہمکو اور مل گیا ہے۔ اوس کام شروع کرانے کے واسطے میں ملتان جاتا ہوں۔ چالیس ہزار روپیہ تو میرا آپ کی پاس جمع ہے۔ پچاس ہزار روپیہ کے نوٹ مجھ کو منگوا دو۔ دو ایک روز میں بتیس ہزار کا میرا اور چک آنے والا ہے۔ وہ آپ کو دے دونگا۔ اعتبار تو میرا ہو ہی چکا تھا۔ اور یہہ بھی اونکو معلوم تھا۔ کہ بڑا بھاری ٹھیکہ دار ہے۔ اور صاحب بہادر کی اس پر بڑی مہربانی ہے۔ فوراً نوٹ مطلوبہ منگوا دئے۔ جب میں نوٹ لیکر چلا تو نہ معلوم اون کے دل میں کیا خیال گذرا۔ ایک ملازم اپنا خفیہ طور پر میرے پیچھے بھیجدیا۔ میں تو دہلی کا ٹکٹ لے چکا تھا۔ اون کا ملازم آیا۔ اور مجھ کو ملا۔ اور کہا۔ کہ مجھ کو بھی ایک آڑھتی کا لیکھا کاٹنے کے واسطے ملتان جانا ہے۔ مجھ کو بھی پسینے پڑ گئے۔ مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔ عقل پر پاپ کا پردہ پڑ گیا تھا۔ جب ملتان پہونچے تو اوتر کر میں تو پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگا۔ اور وہ ملازم کھڑا رہا۔ جب ریل کا لائن کلیر ہو گیا۔ اور گاڑی نے چلنے کی آواز دیدی میں جھٹ کود کر گاڑی میں سوار ہو گیا۔ گاڑی کا روانہ ہونا ہی تھا۔ اوس شاہوکار کے ملازم نے ریلوے پولیس کو اطلاع دے دی کہ ہمارے پچاس ہزار روپیہ کے نوٹ اس حلیہ کا آدمی چرائے گیا ہے۔ اوسی وقت تار خبر دی گئی اور دوسرے سٹیشن پر مجھ کو گرفتار کر لیا گیا۔ اور تلاشی سے پچاس ہزار کے نوٹ بھی برآمد ہو گئے۔ اب مجھ کو ملتان میں واپس کیا گیا۔ جہاں دو چار روز معمولی سرسری تحقیقات ہو کر مجھ کو شکار پور بھیجدیا گیا۔ یہاں بیرسٹر بھی کئے اور وکیل بھی بنائے تو بھی ایک ہزار روپیہ جرمانہ اور پانچ سال کی قید مجھ کو ہو گئی۔ اور وہ پچاس ہزار روپیہ کی

نوٹ مال مسروقہ تصور ہو کر اوس شاہو کار کو مل گئے۔ اونہوں نے پیچھا دکھا دیا جہاں سے خریدے گئے تھے۔ میں نے ہر چند دوہائی دی کہ میرا لیکھا دیکھا جاوے یہ میرا روپیہ تھا۔ لیکن کوئی حساب شاہو کار نے پیش نہ کیا۔ اور اپیل میرا بھی خارج ہو گیا۔ اب امید نہیں۔ کہ اس قید سے زندہ نکلوں۔ مگر تم آ گئے ہو تمہاری موجودگی میں کچھ دن تو کسی قدر آرام سے گذر جاوینگے۔ اوسکی میں ایک تجویز بتلاتا ہوں جسمیں آپ کو اور تھوڑا مجھکو بھی آرام مل جاوے گا۔ وہ یہ کہ جب میں قید ہو گیا تو باقی ماندہ میرا کام جو پیمائش ہوئے قریباً ۹ ہزار روپیہ کے تھے۔ ایک ہزار تو جرمانہ میں وصول کر لیا گیا۔ باقی آٹھ ہزار روپیہ بدامانت ماتحت جیل میرا جمع ہے۔ اور برتن وغیرہ بھی میرے اوسی جگہ جمع ہیں۔ تم کوئی ہندوستانی آدمی تلاش کرو۔ جو میرا رشتہ دار بنکر ملاقات کی درخواست کرے۔ اوس وقت میں درخواست کرونگا۔ کہ میری امانت سے مبلغ دو صد روپیہ اور کچھ برتن اسکو دئے جاویں وہ روپیہ لے کر تم اپنے خرچ میں بھی لاؤ۔ اور حسب ضرورت میری بھی امداد کرنا۔ یہ تجویز میرے پسند آ گئی۔ اور آدمی کی تلاش کرنے لگا۔ ایک روز ایک کہار سڑک پر جاتے ہوئے مجھ کو ملا۔ جو شاید میرٹھ کے علاقہ کا تھا۔ اُسکو میں نے کہا۔ کہ اگر کل کا دن تم ٹھہر جاؤ تو تمکو دو روپیہ میں دے دونگا اوسنے مان لیا۔ اب دو چار معمولی باتیں میں نے اوسکو سمجھا دیں۔ جیسا کہ اُس قیدی نے کہا تھا صبح عرضی لکھوا کر دی گئی۔ کہ جمنا داس قیدی میرا بھائی ہے۔ دو چار ضروری معاملات حساب کے متعلق اوس سے سمجھنی ہیں۔ حسب ضابطہ ملاقات کرائی جاوے۔ اسپر حکم ہو گیا۔ کہ داروغہ کی موجودگی میں حسب ضابطہ ملاقات کرائے۔ جب وہ اکٹھے ہوئے تو فرضی طور پر رو پڑے۔ اور ایک دو باتیں دہلی کے حساب کے متعلق اون سے پوچھی

جنکو قیدی پہلے ہی سمجھ چکا تھا - اوسکا جواب دیا گیا - اخیر کو قبل از رخصت ہونے
کے قیدی نے درخواست کی کہ میرا بھائی اسقدر دور دراز فاصلہ سے آیا ہے - میری
امانت سے دو سو روپیہ اور ایک تھالی دو گلاس اور ایک دیگچہ کرچھی اسکو دی جاوے
جو رو برو صاحب سپرنٹنڈنٹ منظور ہو گئی - اور بعد رسید وہ اوس کہار کو دئے گئے
میرا تو وہ نوکری کا وقت تھا - میں نے اوس کہار سے کہا - کہ تم اوس پیپل کے درخت
والے مندر میں بیٹھو میں ابھی آتا ہوں - ایک گھنٹہ کے بعد جب میں گیا - تو اوس کہار
کو نہ پایا - ہر چند تلاش کیا - مگر کچھ پتا نہ ملا وہ تو چلا ہی گیا - بڑی نا امیدی سے میں
واپس آیا - اور اوس قیدی کو اطلاع دی وہ بیچارہ مصیبت کا مارا ہوا اپنے ایام
گردش پر افسوس کھاتا ہوا خاموش ہو گیا - جہانتک مجھ سے بنا اپنی موجودگی میں
اوسکی خبر گیری کرتا رہا -

اودھر میرا نوکر جب لاہور سے علیحدہ ہو کر آیا - اور میں بہاولپور کی طرف روانہ ہوا -
تو گھر والوں نے میری بڑی تلاش کی بلکہ میرے والد بہاولپور تک بھی گئے - مگر میں
کہاں تھا - چار پانچ ماہ کے بعد میں نے اپنے بھائی کو اطلاع دی وہ خود شکارپور
پہونچگیا - اور تلاش کر کے مجھ کو کوٹلی یا ملین میں ہی جا ملا اوس روز آیت وار کی
سبب کام بند تھا - میں نے نائب جیلر سے کہا کہ میں اب رخصت ہوتا ہوں - ایک
ماہ چھ دن کی تنخواہ باقی تھی - نائب جیلر نے کہا کہ دو ایک روز ٹھہر جاؤ - تنخواہ برآمد
ہو گی لیتے جانا - میں نے کہا اب مجھ کو ضرورت نہیں ہے - اگر آپ مہربانی
فرما دیں - تو میں رسید دے جاتا ہوں - تنخواہ برآمد ہونے پر غریب قیدیوں کو جن
کے پاس جوتہ نہ ہو - میری طرف سے جوتہ لے دینا - میں تو رسید دے کر اپنے
بھائی کے ہمراہ روانہ پنجاب ہوا - چونکہ میرے بھائی نے اوسی سال مختاری کا

امتحان پاس کیا تھا - اور اُس نے میاکنیبر میں اپنی رہائش اختیار کی تھی - لہذا
چندروز مجھ کو بھی وہاں رہنا پڑا - ایک روز میں لاہور کی انجمن میں اخبار پڑھ رہا تھا
ایک فریدکوٹ کی ریاست کا اشتہار دیکھا - کہ چار ممبروں کی ضرورت ہے - میں
نے بھی معقول اپنے سارٹیفکیٹوں کے درخواست بھیجدی - مگر میری درخواست
پہونچنے سے پہلے وہاں کا انتظام ہوگیا تھا اور وہ میری درخواست بعد ملاحظہ صاحب
مشیرمال داخل دفتر ہوگئی - تھوڑے ہی عرصہ کے بعد مشیرمال صاحب کا میرمنشی
کسی غبن کے مقدمہ میں قید کیا گیا - اور مشیرمال نے حکم دیا - کہ اب کوئی ریاستی
آدمی اس عہدہ پر مقرر نہ کیا جاوے - اور وہ درخواست جو پہلے موقعہ پر داخل دفتر
ہوئیں تھیں دفتر سے منگوائی گئیں - چونکہ میری درخواست کے ہمراہ بہت کاپیاں
سرٹیفکیٹوں کی تھیں - مشیرمال صاحب نے مجھ کو ہی میرمنشی کے عہدہ کے لئے منتخب
کیا - اور میرے گھر پر بذریعہ ڈاک منظوری کی اطلاع بھیجی گئی - چونکہ یہ بڑا عہدہ تھا
میں جھٹ پٹ سامان تیار کرکے فریدکوٹ پہونچگیا - جاتے ہی مشیرمال صاحب
کو ملا - اور اوسی روز چارج بھی لے لیا - رہائش کے واسطے عمدہ سرکاری مکان مجھ کو
دیا گیا - اور تحصیلدار فریدکوٹ نے حسب الحکم تحریری مشیرمال صاحب کُل سامان
فرش اور چارپائی وغیرہ میرے ڈیرہ پر موجود کرا دیا - رسد بھی سرکار سے آگئی
جب میں ڈیرہ پر پہونچا - تو اکثر دفتروں کے اہلکار جو مشیرمال صاحب کے ماتحت
تھے - اور جنگلی نگرانی اور پڑتال میرے ہاتھوں سے ہونے والی تھی - حسب دستور
ریاست نذرانہ لے کر مجھ کو ملے - نقد روپیہ تو میں نے کسی سے نہ لیا - لیکن پھر بھی
دس پندرہ سیر مصری بتاسہ اور کوئی ایک من سے زیادہ خوراکی سامان آٹا روغن
دال وغیرہ - اور دو تین زندہ بکرے بھی آگئے - جنکو میں نے خوشی سے منظور کیا -

اب میرا کام بہت عمدہ بن گیا - لیکن ایام مصیبت ابھی باقی تھے - اور فلک نا ہنجار کو ابھی میرا آرام اور چین منظور نہ تھا - جب سب اہلکاروں کو میں رخصت کر چکا - تو ایک صاحب گوجرانوالہ کے میرے پاس آئے جنکو میں تو نہیں جانتا تھا لیکن اونہوں نے میرے بھائی کا ذکر کیا - کہ اونکا ہم جماعتی ہوں اور کچھ عرصہ سے یہاں ملازم ہوگیا ہوں - آج رات کا کھانا ہمارے گھر کھاؤ چونکہ کھانا میرا قریباً تیار ہوگیا تھا - میں نے انکار کیا - پھر اوس نے کہا چلو ذرہ سیر کر آویں - یہ میں نے مان لیا شام کا وقت تھا - ایک کنوئیں پر گئے - جہاں چرسہ چل رہا تھا - وہاں میرے اوس نئے دوست نے ایک شراب کی بوتل نہ معلوم اوسکی بغل میں تھی نکالی - اور مجھہ کو کہا کہ اس کو نوش کرو پہلے تو میں نے بدیں خیال انکار کیا - کہ میں ابھی نیا آیا ہوں - لوگ ملنے والے آتے جاتے ہیں - مناسب نہیں - پھر اوس نے کہا تولہ دو تولہ سہی خیر گلاس بھی اوس کے پاس موجود تھا - ہم دونوں شروع ہو گئے - جب تھوڑا سا پینے پی لیا تو اوس نے پوچھا اب کیا صلاح ہے - میں نے کہا بھائی صاحب - حلق سے اوترنا ہی مشکل تھا - اب تو خواہ کچھ ہی ہو - میں ضرور پیونگا - اور پینا بھی اسی کا نام ہے - کہ جب تک پاگل نہ ہوجاوے پیتا جاوے - غرضیکہ وہ بوتل ہم دونوں نے خالی کر دی - اتنے میں اندھیری بھی آگئی ریگستان تو تھا ہی - اس قدر اندھیرا ہوگیا - کہ کچھ بھی نظر نہ آتا تھا ایک تو رات دوسرا اندھیرا تیسرا آنکھوں پر شراب کی عینک - جب ہم اُٹھے تو میں کنوئیں کے چاہ بچہ میں گر پڑا اور علاوہ اور صدموں کے ایک لکڑی باریک میری آنکھ میں لگ گئی - اور خون جاری ہوگیا - دو تین آدمی مجھکو اٹھا کر ڈیرے پر لائے - رات بے ہوشی میں کٹی - صبح ہوتے ہی درد کی تکلیف اور آنکھ کے گرد تمام ورم ہوگیا - اور خون سے آنکھ ایسی چیپٹ

گئی کہ کچھ بھی معلوم نہیں ہو سکتا تھا۔ کہ آیا میری آنکھ کی پُتلی پھٹ گئی۔ یا ہے۔
ہمشیرمال صاحب کو بھی اطلاع ہوئی کہ آپ کا بیٹا میر منشی گر گیا ہے۔ اور اُسکو سخت
چوٹ لگی ہے۔ وہ بوڑھا شریف ایک اپنے ریاستی بنٹو ڈاکٹر کو ہمراہ لے کر خود
میرے مکان پر آیا۔ اور مجھ کو دیکھا۔ میری آنکھ کو دیکھ کر اوس ڈاکٹر نے کہا۔ کہ
نہ معلوم آنکھ کے اندر کا کیا حال ہے۔ یہاں اس کا علاج نہ ہو سکے گا انکو لاہور
جانا چاہئے۔ چنانچہ میں اوسی وقت روانہ لاہور ہوا۔ اور تین چار ماہ تک وہاں علاج
کرنے سے مجھ کو آرام ہو گیا۔ مگر اپنی اوس شرمندگی سے تو خود فرید کوٹ گیا۔ اور
نہ کچھ لکھا۔

اس عرصہ میں میرے چھوٹے بھائی نے پنڈدادنخان میں وکالت کا کام شروع کر دیا
تھا۔ میں بھی اوسکے پاس پنڈدادنخان میں چلا آیا۔ اور یہاں رہنے لگا۔ ایک روز میرا
گذر تحصیل کیطرف ہوا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ شراب کے ٹھیکے نیلام ہو رہے ہیں۔ چونکہ
میں شراب کا شوقین پہلے سے تھا۔ بولی دینے پر ٹھیکہ شراب دیسی پنڈدادنخان
میرے نام ختم ہو گیا۔ اور دوکان کو اس عمدگی سے چلایا کہ آجتک وہاں مشہور ہے
چونکہ صدر بھٹی وہاں موجود تھی۔ ایک اچھا واقف کار ہندو ملازم شراب کشید کرنے والا
رکھ لیا۔ ایسا ہی دوکان میں بھی ملازم تعینات ہو گئے۔ کل سامان دوکان اور بھٹی
کا نیا بنایا گیا۔ اور ملازموں کو حکم دیا گیا۔ کہ ہر سہ ماہی کو دیگ وغیرہ کل برتن قلعی کرائے
جایا کریں۔ جسکی تعمیل برابر ہوتی رہی۔ اور ایک تجربہ کار اسسٹنٹ سرجن نے کارخانہ
کی امداد کا ذمہ لے لیا۔ جنکا یہ کام تھا۔ کہ عمدہ عمدہ نسخہ ہر موسم کے مطابق تجویز کر کے اپنی زیر نگرانی
شراب میں ڈلوانا تاکہ کوئی چیز خراب یا پورانی یا موسم کے برخلاف یا وزن میں کم و بیش نہ پڑ جاوے اور
دوکان پر پورے سو درجہ کا شراب فروخت ہوتا۔ اگر اتفاق سے کسی روز دو چار درجہ کم کا شراب کشید

ہوتا تو اوسکو ہرگز دوکان پر لا کر فروخت نہ کرتا۔ دوسرے نئی تیز شراب نکالکر دونوں کے ملانے سے پورا درجہ لیتا اور عام خریداروں کی تسلی کیواسطے میری دوکان کی میز پر ہروقت تھرما میٹر اور ہیڈرا میٹر مع ملکہ موجود رہتا اور ہر ایک خریدار کو یہ اختیار تھا کہ جس بوتل کو چاہے ملکہ میں ڈالکر ۹۰ درجہ پر تھرما میٹر کی حرارت کو لا کر ہیڈرا میٹر سے پورا اسی درجہ دیکھ لیوے۔ اور میں نے اشتہار دیا ہوا تھا کہ جو شخص میری بند بوتل میں جس پر میری مہر ہو۔ ایک درجہ بھی کم دکھلا دیوے تو وہ بوتل بلا قیمت اوسی کو دی جاویگی دیسی شراب کی بوتلوں پر پہلے پہل میں نے ہی چھاپہ کے لیبل لگائے۔ اور اشتہارات وغیرہ جاری کئے۔ بہ نقص جو شراب میں پائے جاتے ہیں۔ ایک اوسکی بو دوسرا تیزی بہ صلاح حکما یہ دونوں نقص میں نے دور کر دئے تھے۔ یعنی ایک قسم کا ریحانی شراب کارخانہ میں تیار ہوتا تھا۔ جسمیں شراب کی بو بالکل نہ تھی پینے والوں اور نہ پینے والوں دونوں کے دماغ معطر ہو جاتے تھے۔ میٹھی شراب بھی میں نے بنوائی۔ اون کے رنگ بھی تبدیل کئے۔ سونف کے بغیر بھی شراب کو دودھ بنا کر دکھایا۔ غرضیکہ چودہ قسم کا دیسی شراب میری دوکان پر فروخت ہوتا تھا۔ اکثر یورپین لوگ بھی استعمال کرنے لگ پڑے۔ اور شریف عورتوں تک بھی میرا شراب جانے لگا۔ قیمت بھی ایک روپیہ سے لیکر تین روپیہ فی بوتل تک دیسی شراب کی میری دوکان پر ہوئی۔ لیکن نشہ سب میں برابر تھا۔ ایک قسم کا ہیروپان شراب میری دوکان پر فروخت ہوتا تھا۔ جسکی بابت اشتہار میں یہ لکھا ہوا تھا۔ کہ ایک بوتل میں ڈیڑھ بوتل کا نشہ قیمت بھی اوسکی زیادہ تھی۔ افسر مال ضلع جہلم کے پاس کسی نے مخبری کی۔ کہ یہ ٹھیکہ دار ملازمان آبکاری سے ملکر برخلاف قانون ۵۰ درجہ کا شراب لا کر بیچتا ہے۔ ورنہ ایک بوتل میں ڈیڑھ بوتل کا نشہ ہو ہی نہیں سکتا۔ اسپر صاحب موصوف مع ڈاکٹر اور داروغہ آبکاری کے میری دوکان پر آئے۔ اور ترتیب دوکان کو

۔ یکھ کر بہت خوش ہوئے ۔ اور فرمایا کہ وہ بھیرو پان شراب ہمکو بھی دکھاؤ ہم نے اوسکی
بڑی تعریف سنی ہے ۔ میں نے جھٹ صندوق سے بوتل نکالی اور پیش کر دی چھاپہ کا
لیبل تو اوسپر لگا ہی تھا ۔ صاحب موصوف یہ پڑھ کر کہ یہ بھیرو پان شراب کی بوتل اُن
لوگوں کے واسطے ہے جو نشہ زیادہ چاہتے ہوں ۔ یعنی ایک بوتل میں ڈیڑھ بوتل کا
نشہ ہے ۔ یہ دیکھ کر اور بھی خوش ہوئے ۔ اور فرمایا کہ تمہارا اچھا انتظام ہے ۔ اب ہم
جہلم میں بھی ایسا شراب کشید کراوینگے ۔ وہاں کے ٹھیکدار تو سو درجہ سے زیادہ
کشید کرتے ہی نہیں ۔ اِن کے ان لفظوں سے میں بھی سمجھ گیا ۔ کہ کسی نے مخبری
کی ہے ۔ اور یہ غلطی پر ہیں ۔ اس واسطے میری شراب کا ملاحظہ ہو رہا ہے ۔ کہ اس بوتل
میں ڈیڑھ سو درجہ کا شراب ہوگا ۔ یہاں تو اور ہی بات تھی ۔ میں نے عرض کیا کہ حضور
سو درجہ سے زیادہ شراب کسی جگہ کشید نہیں ہو سکتا ۔ اس کی سخت ممانعت ہے
اسپر اونہوں نے فرمایا کہ اوس ممانعت کی یہاں تو اچھی تعمیل ہو رہی ہے ۔ دیکھو اس
بوتل میں ڈیڑھ سو درجہ کا شراب کہاں سے بھرا گیا ۔ میں نے کہا کہ ڈیڑھ سو درجہ
کا ہرگز نہیں ۔ سو درجہ کا پورا شراب ہے ۔ آلات تو اون کے پاس موجود ہی تھے اور
داروغہ صاحب دیکھنے والے پیمانہ لگایا گیا ۔ تو پورا سو درجہ کا نکلا ۔ جب اونکی تسلی ہوگئی
تو میں نے عرض کیا ۔ کہ حضور جو کچھ میں نے لکھا ہوا ہے وہ بھی غلط نہیں ۔ ایک بوتل
میں ڈیڑھ بوتل کا نشہ ہے ۔ اب اس شراب کو ناپ کیجئے ۔ بوتل ہی ڈیڑھ بوتل کی ہے
اوسی وقت ناپا گیا ڈیڑھ بوتل نکلا ۔ یہ بوتلیں خاص ایک قسم کی میں نے منگوا کر ان
میں شراب بھر کر بھیرو پان کے نام کا ٹکٹ لگا دیا تھا ۔ اسمیں نہ دوکاندار کا نقصان نہ
خریدار کا نقصان ۔ یہ دیکھ کر ڈپٹی صاحب خوش ہوکر واپس چلے گئے ۔ ایک یہ بھی
میں نے اشتہار دیا ہوا تھا ۔ کہ اگر کوئی صاحب تیس روپیہ ماہوار پیشگی دوکان پر

معتبر آملا میں اوسکو دیکھ کر کشتی میں کو دپڑا جو لب دریا بندھی ہوئی تھی۔ جب وہ کشتی
میں آئے تو دریا میں کود پڑا۔ وہاں دو دو بانس پانی تھا۔ وہ میرا معتبر دوست تو یہ حال
دیکھ کر ہال دوہائی کرتا ہوا۔ وکیل صاحب کے ڈیوڑھی پہونچا۔ کہ سنت کو دکر دریا میں ڈوب
گیا ہے۔ اودھر میں نے اوسی کشتی کے رسہ کو پکڑ لیا۔ اور اس شور کو سُنکر قریب سے
ایک پہرہ والا بھی کشتی پر آگیا۔ اور میں بھی رسہ کو پکڑتا ہوا کشتی کے اوپر چڑھا۔ تو
اوس سپاہی نے مجھ کو گرفتار کر لیا۔ میں شرابی تو تھا ہی کپڑہ جو تعداد میں صرف دو ہی
تھے۔ ایک پاجامہ اور ایک کرتہ وہ بھی بھیگ گئے تھے۔ اور سردی سے کانپ رہا تھا
آتے ہی سپاہی نے میرے جیب کو ٹٹولا۔ اور پوچھا۔ کہ تمہارے پاس کچھ ہے میں
نے کہا کہ کچھ نہیں۔ نہ معلوم کوئی سخت الفاظ بھی اوس کو کہا ہو گا۔ اوس نے دو تین
ڈنڈے مجھ کو لگائے۔ اور کہا کہ چلو تھانہ میں۔ میں نے خیال کیا۔ کہ زیادہ تکرار کرنے سے
اور مار پڑے گی۔ اوس کے ہمراہ چل پڑا۔ جب تہانہ میں گئے تو جاڑہ کا موسم تھا۔ سب
افسر اور سپاہی اپنی اپنی کوٹھریوں میں سوئے ہوئے تھے۔ اوس سپاہی نے شور مچایا
کہ ایک شرابی کو پکڑ کر لایا ہوں۔ اوس نے دریا میں کود کر خودکشی کرنی چاہی تھی بڑی
مشکل سے میں نے اُسکو بچایا۔ (یہ بالکل جھوٹھ تھا۔) نہ معلوم اندر سے کسی سارجنٹ
یا تہانہ دار نے آواز دیا۔ کہ اِسوقت اُس کو حوالات میں دید و صبح چالان کر دیا جاوے گا۔
اب حوالات کی چابی کو تلاش کرنے لگا۔ اور مجھ کو ایک برانڈہ میں بٹھایا گیا۔ اوسوقت میں نے
خیال کیا کہ اِس شراب کی بدولت عزت گئی۔ اِس سے پہلے یہاںتک کبھی نوبت نہ پہونچی تھی
پھر تو میں نے باآواز بلند دو چار باتیں۔ اِس قسم کی کہیں۔ کہ یہ بالکل بے انصافی ہے۔ کہ
بلا دریافت اصل حال کے کسی شریف آدمی کو حوالات میں دینے کا حکم دے کر اوسکی عزت
بگاڑنا۔ میری یہ گفتگو سُنکر اور کسی قدر میری آواز پہچان کر اندر سے تہانہ دار صاحب نکل

لائے اور کہا کہ پہلے یہان چراغ لاؤ۔ میں دیکھون تو سہی یہ کون شرابی ہے۔ جب چراغ
اگیا۔ تو دیکھ کر اونہوں نے کہا۔ کہ ارے یہ تو ہمارا سنت ہے۔ اسکو کیون پکڑ لائے ہو
پھر مجھ سے ہاتھ ملاکر اپنے کمرہ میں لے گئے۔ اور میرے بھیگے ہوئے پارچات کو اوتار
کر دھوتی وغیرہ دی اور گرم بستر پر لٹا کر ایک انگیٹھی میں کوئلہ بھی سلگائے۔ اور مٹھائی
وغیرہ کھانے کو دی اور حال پوچھا۔ کل حال میں نے جیسا کہ ہوا تھا۔ بتلا دیا۔ رات بھر
اوسی جگہ آرام کیا۔ یہ تھانہ دار صاحب بھی شراب پینے میں میرے دوست تھے۔ مگر مجھ کو
معلوم نہ تھا۔ کہ یہ جہلم میں ہیں۔ یہاں بھی میرا شراب کا دوست کام آیا اور عزت بچی۔
دوسرے روز ٹھیکہ آبکاری نیلام ہوئے میں نے صرف دیہات کے چند دوکان لئے۔
اور پنڈ داد نخان میں صرف ایک رم کا دوکان لیا جو لالہ ہرچند صاحب کے سپرد کیا گیا۔
جتنا رم شراب اونکو فروخت کے واسطے دیتا۔ کچھ تو وہ خود پی جاتے۔ اور کچھ دوستونکو پلا
دیتے۔ جسقدر نقدی آتی اوس سے صرف اونکا نکل ہی چلتا۔ تنخواہ تو اونہوں نے مجھ سے
کچھ مانگی نہیں۔ مگر ایک سال میں پانچ چھ سو روپیہ کا شراب خود پی گئے۔ اور دوستون کو
پلا دیا۔ اب سنئے دیہات کے جس دوکان پر میں جاتا۔ دس پندرہ دن کی میری جھڑی
لگ جاتی۔ میرا یہ حال دیکھ کر نوکر بھی عیادہ تر دلیر ہو گئے۔ دو سو چھبیس روپیہ دلوال۔ اور
قریبًا دو تین سو روپیہ چوہا سیدن شاہ۔ اور اسی قدر کٹاس مین نقصان ہوا۔ البتہ کھیوڑہ
میں میرا کوئی نقصان نہ ہوا۔ کیونکہ وہان یہ کام ساہد دوکاندار کے سپرد تھا۔ وہ بڑا نیک
آدمی ہے۔ پنڈ داد نخان میں بہت سا روپیہ اگراہی کا رہ گیا۔ جسکی واسطے ایک آدمی مقرر
کیا گیا۔ مگر وہ اوتنا ہی وصول کرتا جتنا خود کھا لیتا۔ اندازہ لگانے سے قریبًا اٹھارہ سو روپیہ
میرا ان ٹھیکوں میں نقصان ہوا۔ اور مصیبتیں الگ یہان صرف ایک معمولی مشکل کا ذکر
کرتا ہون جسمیں میرا چندان قصور بھی نہیں تھا۔ ایک روز میں کٹاس میں گیا جہان

میرا شراب کا دوکان بھی تھا۔ تین گیلن شراب بھی بذریعہ چالان میرے ہمراہ تھا۔ جاتے ہی اپنی پرم متر گوسائیں رام بہارتی کے مکان پر ٹھہرا جو ہمکو بھائیون سے بھی عزیز تھا۔ اور اپنی ایجنٹ کو بلایا۔ اور شراب بوتلوں میں بھر کر دیا گیا۔ کمی بیشی بوتلون کی وجہ سے قریباً نصف بوتل شراب کی بچی رہی گوسائیں جی نے کہا آؤ بھائی اس کو پی لیویں۔ مین نے کہا بہت اچھا۔ جب ہم اوس کو پی چکے۔ تو مسمی لکھبداس ساکن بھون جو گوسائیں جی کا سیوک بھی تھا۔ اور فوج میں ملازم بھی تھا آگیا۔ اوسوقت گوسائیں جی نے کہا ایک بوتل اور منگواؤ چنانچہ منگوائی گئی۔ اتنے میں روٹی بھی تیار ہوگئی۔ روٹی کے ہمراہ ہم نے اوسکا استعمال شروع کیا۔ جب بوتل بھی ختم ہوئی۔ تو گوسائیں جی کو چونکہ زیادہ سرور ہوگیا تھا۔ ادہون نے کہا کہ ایک بوتل اور منگواؤ۔ ہم سب نے کہا کہ گوسائیں جی آپ کو نشہ کافی ہوگیا ہے۔ اور بوتل منگوانے کی اسوقت ضرورت نہیں۔ چونکہ وہ ذرا ہم سے اونچی جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ جھٹ ہم بولا بولا کر کٹاس راج کے تالاب میں کود پڑے جو بالکل اون کے مکان کے نیچے تھا۔ مگر بجائے پانی کے سر اونکا کسی پتھر پر لگا۔ جب ہم چراغ لے کر گئے۔ تو اون کو پانی کے اندر پایا۔ ہم دونوں آدمیوں نے بڑی کوشش سے نکالا۔ مگر مردہ تھے۔ سر اور مغز بالکل پھٹ گیا تھا۔ اوٹھا کر اوپر لائے۔ اتنے میں شور پڑ گیا۔ کل باشندگان کٹاس اور قریب قریب گاؤں سے اون کے سیوک جمع ہو گئے۔ سب کی صلاح ہوئی ان کو سمادھی دی جاوے۔ لیکن مین نے کہا بدون اطلاع پولیس کے سمادھی نہیں دینی چاہئے۔ پولیس میں آدمی بھیجا گیا۔ دوسرے روز پولیس نے آنکر تحقیقات شروع کی۔ اور پنچایت نامہ بنا کر برگ اتفاقیہ قرار دے کر مردہ دفن کرنے کی اجازت ہوگئی پھر ہم سب لوگون نے ملکر باباجی کو سمادھی دی۔ چونکہ یہ باباجی مجھ کو بھائیون سے بھی پیارے تھے۔ بہت

دن تک اونکا افسوس کیا - اور چوہا سیدن شاہ میں جاکر ٹھہرا - اسی عرصہ میں ایک اور
بابا - سنیاسی نے جو کسی زمانہ میں پولیس کا سارجنٹ محرر بھی رہ چکا تھا مخبری کی کہ رام بھاری
کو پھانسی دیا گیا ہے - اور اوپر سے گرایا گیا ہے - اسپر پھر حکم خاص تحقیقات شروع ہوئی
ایک ماہ تک تحقیقات ہو کر پھر وہ پہلا نتیجہ ہی قائم رہا - اور کاغذات پولیس بذریعہ رپوٹ
روانہ صدر کئے گئے - اور مین اپنے گھر بھیرہ میں چلا گیا - اب دیکھئے اور مصیبت اسی کے
متعلق ایک دوسرا مقدمہ شروع ہو گیا - وہ یہ کہ اوس مخبر سنیاسی کی اسپر تسلی نہ ہوئی
وہ کٹاس سے بدین غرض روانہ ہوا - کہ جہلم وغیرہ میں جاکر اپیل کرتا ہون - کہ تحقیقات
ٹھیک نہیں ہوئی - پولیس والون نے رشوت کھائی ہے وغیرہ وغیرہ - جب وہ
پنڈدادنخان میں پہونچا - تو میرا چھوٹا بھائی سنت رام سرن بھائی کرم سنگھ ٹھیکہ دار
شراب برانڈی کے دوکان پر موجود تھا - بابا کا بھی گذر اوسی دوکان کے آگے سے
ہوا - میرے بھائی نے اوسکو بلایا - اور کہا کہ باجی اب مقدمہ تو ختم ہو گیا ہے - ذرہ ہمارے
پاس بیٹھ جاؤ - اگر مرضی ہو تو تھوڑا شراب بھی پی لو - بابا نے کہا بہت اچھا میری تھکاوٹ
بھی دور ہو جاویگی - ایک دو گلاس تو باجی نے اوسی وقت چڑھا لئے - مگر چونکہ کچہری
کا وقت تھا - بھائی میرا تو چلا گیا - نہ معلوم باجی نے بعد میں کتنا شراب اور پیا نہ بجے
کے قریب اون کی حالت بگڑ گئی اور دوکان والون نے اندر سے نکال دیا - اور بازار میں آکر
وہ گر گیا - جہان سے پولیس والون نے اٹھواکر تھانہ میں پہونچایا - مگر اوسکی حالت دم بدم بگڑتی
گئی - آخیر کو ہسپتال بھیجا گیا - جہان جاتے ہی وہ ایک دو گھنٹہ میں مر گیا - پھر بہت لوگ
جو اونکی سیوک تھے - جمع ہو گئے - اور شور و غل مچ گیا - کہ اس کو بھی کچھ دے کر مارا گیا
ہے - جب صبح ڈاکٹر جے سنگھ صاحب نے اوس کے نعش کا امتحان کیا - تو اپنی یادداشت
میں یہ لکھا - کہ یہ بکثرت استعمال شراب سے مرا ہے - کوئی زخم یا صدمہ اسکو نہیں پہونچا لیکن

پھر بھی لوگوں نے یہ مشہور کیا - کہ سنت سے اس کی عداوت تھی - پولیس میں رپورٹ ہوئی
اور اُدھر بذریعہ خاص آدمی کے میں بھیرہ سے بلوایا گیا - جب پنڈدادنخاں پہونچا - تو کیا
دیکھتا ہوں - لالہ سوبہارام صاحب ڈسٹرکٹ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع جہلم
تحقیقات کے واسطے آئے ہوئے ہیں - اونہوں نے قریباً ایک ماہ کامل تحقیقات فرمائی
اور پچاس ۵۰ سے زیادہ گواہ بھی لئے مگر آخیر کو باتفاق رائے ڈاکٹر صاحب یہی نتیجہ نکلا کہ یہہ
کثرت شراب کی وجہ سے مرا ہے - اور شراب بھی اوسنے بمرضی خود پیا تھا -

اب میں یہاں سے دل برداشتہ تو ہوگیا - مگر قریباً میرے دوکان سب گھاٹے میں تھے
ایک چکر میں نے کُل علاقہ میں لگایا - مگر کسی گماشتہ کے ہاں سے ایک پیسہ تک نہ وصول
ہوا - حالانکہ بہُت سا روپیہ میرا اون کے نام باقی تھا - جب میں چوہا سیدن شاہ کے
دوکان پر پہونچا - تو وہاں ایک ،ور شراب کی حالت میں کسی عورت کی وجہ سے ایک
پولیسمین سے تکرار ہوگیا - اوس نے مجھ کو مار کر میرے پارچات بھی اوتار لئے - ایسے
ہی اور بھی کئی معاملات یہاں ہوئے - جن میں سے ایک یہ ہے - کہ پنڈدادنخاں میں موسم
گرمی رات کو کپڑہ اوتار کر اپنے ہی مکان پر شراب پی رہا تھا - کہ کسی خاص تکرار کیوجہ سے
شراب کی حالت میں سر اور پاؤں سے برہنہ مکان سے اوتر آیا - اور نشہ کی حالت میں
جنگل کی طرف رُخ کر دیا چار پانچ کوس تک آکہ راستہ بھول گیا - اور پاؤں میں کانٹے بھی
لگ گئے - چلنے کی طاقت نہ رہی تھی جنگل میں ہی پڑ رہا - صبح ہوئی تو دیکھا پنڈدادنخان
دور رہ گیا - احمد آباد ایک موضع یہاں سے قریب دکھائی دیا - اوسطرف چل پڑا - لیکن اب
نشہ کی حالت نہ تھی - اپنے آپ کو برہنہ دیکھکر لوگوں سے شرم آگئی - آبادی کے بالکل
قریب پہونچکر ایک دامن سے کر لب دریا پر بیٹھ گیا - تاکہ لوگ دیکھنے والے یہ خیال کریں
کہ پارچات اوتار کر یہ اشنان کی تیاری میں ہے - لیکن صبح سے ۱۲ بجے تک دریا پر رہا -

اوس آبادی میں میرا ایک دوست رہتا تھا۔ اوس سے کسی نے پوچھا۔ کہ دریا پر
تمہارے دوست سنت کو دیکھا تھا۔ وہ کب آیا۔ اوس نے کہا مجھے خبر تک نہیں۔
اور نہ وہ مجھکو اتنگ ملا ہے۔ اسی گفتگو مین ایک اور شخص نے کہا۔ کہ میں تو اب دریا پر
اوسکو داتن کرتے چھوڑ آیا ہوں۔ پہلا آدمی کہتا ہے کہ وہ تو صبح ہی داتن کرتا میں نے
دیکھا تھا کیا اوس کی داتن اب تک ختم نہیں ہوئی اس پر میرا دوست بھاگا ہوا دریا پر
آیا اور مجھ کو اوسی طرح داتن کرتے ہوئے پایا جیسا کہ سُنا تھا۔ مجھ سے حال پوچھا تو مین
نے جیوں کا تیوں اوسکو بتلا دیا۔ اب اوس نے میرے واسطے گھر سے کپڑے منگوائے
جنکو پہن کر آبادی مین داخل ہوا۔ دو ایک روز وہان رہ کہ بصرہ میں پہونچا جہان میرا
رم شراب کا ٹھیکہ تھا۔ جاتے ہی مین نے وہان بھی شراب پی لیا۔ اور ایک اندھے شرابی
کے ہمراہ جا رہا تھا۔ کہ پولیس والون نے وہان بھی میری خوب گت بنائی اور کل پارچات میرے
اوتار لیے۔ میں بالکل برہنہ رہ گیا۔ اور شہر سے مجھکو باہر کر دیا گیا۔ میں ایک تالاب پر پڑ
رہا۔ دو بجے رات کے ذرہ مجھ کو ہوش آئی۔ اپنی یہ حالت دیکھ کر بہت شرمندہ ہوا۔ اور
دلمیں بچار گیا۔ کہ روشنی ہو جانے پر کیا کروں گا۔ اور کہان جاوں گا۔ اوسی وقت بیابانی
کی طرف دوڑا۔ یہان میرا ایک شرابی دوست تھا اندھیرے میں ہی اوسکے پاس پہونچا وہ
سویا ہوا تھا۔ کوئی چادر لے کر میں نے اوڑھ لی اور اوس کو جگایا۔ اور کل حال بھی سنایا۔
اوسنے کہا کچھ ڈر نہیں۔ اندر سے مجھ کو اور پارچات نکال دئے۔ اور کہا کہ دو چار روز یہان
ہی رہو۔ تاکہ یہ ورم جو تمہارے بدن پر جگہ بجگہہ پولیس کی مار سے ہو گیا ہے اُتر جاوے۔
مین نے کہا بہتر۔ لیکن رات کو اوس دوست کے ہمراہ پھر شراب پینے کا اتفاق ہوا۔ وہ
میرا دوست اور میں دونوں بے ہوش ہو گئے۔ اوسکا تو کوئی پاجامہ اوتار کر لے گیا۔ اور
میرا انت صبح اوٹھتے ہی میں نے دوست سے کہا۔ کہ اب میں پنڈ دادن خان جاتا ہوں

اور چل پڑا - پٹن میں پہونچا تو تحصیل کا چپڑاسی ایک سو روپیہ سے زیادہ ماہواری قسط مانگنے کے واسطے آیا - میرے پاس روپیہ موجود نہ تھا - دو چار دن کا اقرار کیا - اور دلوال وغیرہ کی طرف چل پڑا - جہاں میرے شراب کے دو کانات تھے - چوہاسیدن شاہ میں پہونچا تو ایک شخص جھمٹ نامی جو اس کل علاقہ میں قمار بازوں کا اوستاد تھا - جس کا مفصل ذکر میں کتاب کے دوسرے حصہ میں کروں گا - مجھ کو مل گیا - ایک کافی جماعت قمار بازوں کی اوسکے ہمراہ تھی - اگر یہاں اونکا ذکر کیا جاوے تو طول ہو جاتا ہے - علاوہ اس کے یہ پہلا حصہ کتاب کا شاکتنگ دھرم اور شرابیوں کے حالات کے واسطے تجویز کیا گیا ہے دوسرے حصہ میں قمار بازوں اور چوروں کے حالات اور دیگر عمدہ عمدہ مضامین قابل شنید اور چشم دید نذر ناظرین کروں گا - تاکہ اون کے پھندوں سے لوگ بچے رہیں - ہاں چوہاسیدن شاہ میں جب وہ جھمٹ مجھ کو ملا - تو کہنے لگا - کہ رات یہاں ہی ٹھہرو صبح چلا جانا میں نے مان لیا - روٹی کے ہمراہ مجھکو شراب دیا گیا - اوروں نے بھی پیا لیکن بدستور روز مرہ - مجھ کو نشہ زیادہ ہو گیا - کیونکہ جب تک میں شراب پیتا رہا - یہی خیال رہا کہ شراب کے پینے سے حلق کڑوا ہوتا ہے اور زر کا نقصان - فایدہ اسمین صرف یہ ہوتا ہے کہ پی کر پاگل ہو جاتا - اگر یہاں تک نہ پیا تو زر کا بھی ناحق نقصان کیا - اور حلق کو کڑوا کرنے کی بھی تکلیف اوٹھائی - اس سے بہتر ہے - کہ جتنے پیسوں کا شراب پیا جاوے دریا برد کئی جاویں - خیر جب بھٹان شراب پی کر مست ہو گیا - لیکن حواس قائم تھے - ارادہ کیا کہ اسی وقت دلوال کی طرف چلا جاؤں - چنانچہ ایسا ہی ہوا - ذرا اون کی نظر بچا کر چل پڑا راستہ میں ایک جگہ پانی تھا - جب اوس کو عبور کرنے لگا تو ایک پاؤں کا جوتا بہہ گیا - دوسرے کو میں نے خود پھینک دیا - جب متصل کٹاس پہونچا - تو ارادہ کیا - کہ آج رات یہاں ہی رہ جاؤں - اب دلوال کا راستہ چھوڑ کر بطرف کٹاس روانہ ہوا اس راستہ کو چھوڑنے

سے تھوڑی دور آگے بطرف گٹا من شمشان بھومکا ہے گرد و نواح کے مردہ یہاں ہی آنکر
جلائے جاتے ہیں - جب میں اوس کے قریب پہونچا - تو ایک بڑی روشنی نظر آئی دیکھنے
پر معلوم ہوا - کہ کوئی تازہ شمشان جل رہا ہے - حسب دستور شاکتک مت کے میں نے
شمشان کو نمسکار کیا - اور بغور دیکھنے سے معلوم ہوا - کہ ایک جوان اور اتی سندر استری
جس نے ہشت بھوشن دھارن کئے ہوئے تھے - بالکل نگن ہے اوس روشنی میں کچھ کام
کر رہی ہے - مگر مجھ کو ذرہ بھی خوف نہ آیا - کیونکہ کئی جگہ میں شمشان سادہن میں شامل
ہو چکا تھا - چونکہ رات اندھیری تھی میں اوس استری کی نظر میں نہیں آسکتا تھا - لیکن
اوسکے گرد روشنی تھی میں نے اوسکے رچن چکر اچھی طرح دیکھ لئے اور آگے بڑھا درختوں
کے بیچ میں سے جہاں بالکل اندھیرا تھا - ایک بڑی بھاری ہیبتناک آواز آئی - جیسے
کوئی دیو بولتا ہے یا بادل گرجتا ہے "کون ہے اسطرف آنے والا - کیا تمکو اپنی جان
عزیز نہیں ہے" میں یہ آواز سُنکر تھم گیا - لیکن پھر اپنے اوسان قائم کر کے اس خیال
پر کہ میں شاکتک دھرم کا ممبر ہو کر گھبرانے والا نہیں - ایسے ہی بھوتوں کی کھیل میں نے بہت
کچھ دیکھا یہ بھی کوئی چیل ہوگا - میں آگے بڑھا - اور زور سے جواب دیا - کہ میں شرابی اور شاکتک
دھرم کا ممبر ہوں - کوئی بھوت اور چڑیل میرے سامنے ٹھہر نہیں سکتی ایک بار قریب تھی
اوس سے ایک کانٹوں کا چھاپا اوکھاڑ لیا - اور سیدھا اوسطرف کو چلا - جب میں شمشان
کے قریب پہونچا تو اوس نگن استری نے دوڑ کر ایک چادر اوڑھ لی اور پیڑ کے نیچے بیٹھ گئی
استے میں ایک مرد بھی جو درختوں کے بیچ سے آواز دینے والا تھا حاضر ہو گیا - لیکن اب اوسکی
آواز میں وہ زور نہ تھا - اب میں نے اوسکو دھمکانا شروع کیا - کہ تم کون ہو اور یہاں کیا کر
رہے تھے - تو اوس مرد نے میرے دونوں پاؤں پکڑ لئے اور کہا - کہ ہم تترال کے رہنے والے
...... ہیں - اور ہمارے اولاد نہیں ہوتی کسی نے یہ اُپاؤ بتلایا تھا - کرنے آ گئے ہیں

ہم کو معاف کرو - اور ہمارا پردہ نہ اوتارو - یہ سن کر میں نے اونکو چھوڑ دیا - اور کٹاس کی طرف چلا گیا - وہاں سے دلوال پہونچا - لیکن روپیہ کا بندوبست اُس جگہ نہ ہوا - اپنی چھوٹے بھائی کو خط لکھا کہ میں جاتا ہوں قسط کا روپیہ داخل کر دینا - اور تین چار ماہ ٹھیکہ میں باقی ہیں - اوسکا انتظام کرنا - اب میں نے کھیوڑہ میں پہونچکر گوجرانوالہ کا ٹکٹ میلیا اور وہاں اپنے پرم ہتر ماسٹر چندو لعل سے ملا - اور درخواست کی کہ میرا ارادہ حیدرآباد دکھن میں جانے کا ہے - اگر کوئی واقفی ہو تو خط لکھ دو - اونہوں نے کہا کہ حیدرآباد دور ہے - اگر تم جموں چلے جاؤ تو آجکل دیوان لچھمنداس صاحب کونسل کے پریزیڈنٹ ہیں - اور لالہ حضوری مل نندا اون کا پرائیویٹ سکرٹری ہے اور وہ میرا شاگرد ہے اوسکے نام چٹھی لکھ دونگا - امید کہ تمہارا کام ضرور بن جاوے گا - اب میں اونکی چٹھی لے کر روانہ جموں ہوتا ہوں - مبلغ ۷ روپیہ نقد اور دو کمل میرے پاس تھے - جب میں جموں پہونچا وہاں میرا کوئی واقف نہ تھا - جاؤں تو کہاں - اور ٹھہروں تو کہاں یہی سوچتا ہوا بازار میں گھوم رہا تھا کہ اتفاقاً ایک سردار صاحب سے میری ملاقات ہو گئی - سردار صاحب میرے بڑے بھائی کے دوست تھے - مجھ کو دیکھتے ہی بڑی خوشی سے بغلگیر ہوئے اور اچھی طرح سے مزاج پرسی کرتے رہے - میں نے کہا کہ آپ کا ڈیرہ کہاں ہے - کہ میں وہیں ٹھہروں ڈیرہ بتلانے میں وہ پیش و پیچ کرنے لگے اور کہنے لگے کہ میرا ڈیرہ یہاں سے دو تین کوس کے فاصلہ پر ہے (حالانکہ ایسا نہیں تھا) - آخرش میں نے کہا - کہ کوئی اور جگہ ٹھہرنے کی بتا دیجیے - وہ مجھ کو دیوان جوالا سہائے صاحب کے مندر میں لے گئے - جہاں ایک کوٹھڑی میں دو ملازم پولیس معطل شدہ جو شاہ ذادہ امین آباد کے تھے رہتے تھے - اون سے سردار صاحب نے کہا - کہ یہ برہمن ایک میرا دوست پرمنڈل درشن کرنے کے واسطے جاتا ہے - دو چار روز یہاں رہیگا اسکو اپنے پاس جگہہ دے دو اول تو اونہوں نے انکار کیا - پھر کہا کہ رات کی ہمارے ڈیرے

میں رہ سکتا ہے - اور بار جات بھی اپنے یہاں رکھے - چونکہ شام ہو گئی تھی - میں نے اسی کو
غنیمت سمجھ لیا - وہ میرا دوست مجھ کو وہاں چھوڑ کر چلتا ہوا اون کی دوستی اور رفاقت کا میں
کیا اظہار کروں ناظرین خود سمجھ سکتے ہیں - سعدی نے سچ فرمایا ہے ؎ دوست آن باشد کہ گیرد
دست دوست + در پریشان حالی و درماندگی + برخلاف اس کے سردار صاحب مجھ کو وبال
جان سمجھ بیٹھے تھے - اونہوں نے مجھ سے رہائی پا کر ہزار ہزار شکر کیا ہو گا - ڈیرہ جا کر میں
بازار سے کچھ دودھ مٹھائی روٹی لایا - جو کھا کر میں تو ایک کمل نیچے بچھا کر دوسرا اوپر اوڑھ کر زمین
پر سو گیا - اتفاق سے وہ دونوں جوان جن کے پاس میرا ڈیرا ہوا - افیونی تھے - رات کے
چار بجے کے قریب ان دونوں نے افیون ٹانک کر آپس میں باتیں کرنی شروع کیں سب
سے پہلے ہمارے سردار صاحب کا ہی ذکر شروع ہوا - ایک افیونی کہتا ہے - کہ یہ سردار فتح سنگھ
جو شام کو اس برہمن کے ہمراہ یہاں آیا تھا - بڑا خاندانی آدمی ہے - اسکا دادا سردار ہری سنگھ
نلوا مہاراجہ رنجیت سنگھ کا ایک بڑا بہادر جنرل تھا اور افغانی سرحد پر اوسنے وہ تلواریں ماریں
کہ دشمنوں کے دانت کھٹے کر دئے - سرحدی لوگ اب تک اسکا نام لے کر اپنے بچوں کو ڈراتے
ہیں - علاوہ اسقدر شجاعت اور مردانگی کے فیاض بھی اسدرجہ کا تھا - کہ پانسو روپیہ یومیہ
بلاناغہ دان کرتا تھا - اب انقلاب زمانہ کی طرف دیکھئے یہ اوسی فقیر مرد کا پوتا صرف ایک روپیہ یومیہ بطور
وظیفہ اس ریاست سے لیتا ہے - اور وہ ڈوگری عورت جو مندر کے قریب سفید گھر والی ہے
اوس کی بہت خاطر کرتی ہے - دن رات اوسی کے پاس رہتا ہے - (میں یہ سن رہا تھا سمجھ
گیا کہ اسی واسطے یہ مجھ کو اپنے ڈیرہ پہ نہیں لے گیا) اتنے میں صبح ہو گئی - ان دونوں نے
مجھ کو کہا - کہ اب تم جاؤ ہم بھی اپنے کام کاج کو جاتے ہیں - رات کو پھر آجانا - میں بعد اوسکے
اور شنان غسل کرنے سے فارغ ہو کر بازار سے کھانا کھا آیا - دن بھر گشت کرتا رہا شام کو پھر تیرتھ مندر میں گیا دیکھا
تو کوٹھری کا دروازہ بند ہے اور مندر میں آرتی ہو رہی ہے میں بھی اوس میں شامل ہو گیا جب آرتی ختم ہوئی تو دو

جو لن برہمن اور آدمی اونکی پگڑیاں جھجہ دار تھیں لمبی دھوتیاں کاندھو نپر پہنی مستک پر وشنو تلک دھارن کئی ہوئی آئی تہی ہاتھ جوڑ کر
مندر کے آگے کھڑی ہو گئی - اور دونوں نی ہم آواز ہو کر اونچی سُر سی منتر پڑہتی ہوئی پرارتھنا کر کی ڈنڈوت پرنام کیا اور پر دکھنا لیکر
چرنامرت لیا پوجاری نے اون سے پوچھا - کہ مدیارتھی جی آج دیر کر کے کیوں آئے - اونہوں نی
کہا - کہ آج رگھناتھ جی کے مندر میں شاستر ارتھ تھا وہاں دیر لگ گئی - اوس کے بعد سندھیا
اُپاسنا ہوئی جس سے زیادہ تر دیر ہو گئی ہے - اتنی گفتگو سے میں یہ تو سمجھ گیا کہ یہ بدیارتھی ہیں
پرنتو چاہتا تھا کہ شاستر ارتھ کا کچھ حال ان سے سنوں اتنے میں وہ چل دئے میں اون کے پیچھے
دوڑا دیکھا تو مندر کی ڈہیوڑی میں باتیں کر رہے تھے - چونکہ اندھیرا تھا - میں قریب ہی اون
کے پیچھے کھڑا ہو کر سننے لگا - ایک بدیارتھی دوسرے سے کہتا ہے - کہ بھراتا جی کس مارگ سے
چلنا ہے - اوسنے کہا کہ بھائی اردو بازار سے ہوتے ہوئے شالہ میں پہونچیں گے - کیونکہ وہ
ویشوا جو بازار کے کونہ پر رہتی ہی بہ درد مجھکو نیتروں کی کٹاکھہ سے بلاتی رہتی ہے - اور میرا
بھی دل چاہتا ہے - کہ اوسکو کنٹھ سے لگاؤں ایک روز پوچھا تھا وہ دو روپئے مانگتی تھی -
آج میں نے دیوی بھاگوت کا پٹنگ جو برہم چاری جی لے کر دے گئے تھے - چار روپیہ پہ بیچدیا
ہے - یہ دو روپیہ اوسکو دے کہ آنند کروں گا - جب سے میں جموں میں آیا کسی استری سے
ملاپ نہیں ہوا - یہ کام دیو بڑا دُکھ دیتا ہے - اور لنگ اندری کی شانتی ہوتی ہی نہیں - دوسرا
بدیارتھی کہتا ہے - کہ بھراتری جی میں سچ بتلادوں مجھکو بھی کام دیو نے اتی دیا کل کیا ہوا تھا
پرنتو اوس پکی ڈہکی والی مائی کے گرہ میں جہاں میں کارنگ کی کتھا کہنے جاتا تھا - اوس
نی کی بدہوا پتری سے میرا سماگم دس پندرہ روز تک ہوتا رہا - کھانے کو بھی اچھا مل جاتا تھا وہ تین
بستر بھی اوس سجنی نی بنوا دئے پر ایک دُشٹ پرش کی درشٹی پڑنے سے میرا کام بگڑ گیا
اب جو شرادھوں کی دکھنا ملتی رہی اوسکو جمع کر کے دو مُدرا میں سے بھی بتاسے چلہ اوس
اوس کو دے کر میں بھی آنند کر لونگا - اب وہ چلے اور میں بھی قدم بہ قدم پیچھے ہو لیا ایکہ ٹنگ سے

ہوتے ہوئے تعلاج کے حلے سے گذر کر وہ اوس بازار کے کونہ پر آ گئے۔جہان اون کا منوہ تھا۔ایک کہتا ہے تم آگے چلو دوسرا کہتا تھا تم۔آخیر کو یہ فیصلہ ہوا کہ اکھٹے چلیں جب وہ آگے بڑھے تو نہ معلوم ایک ودیارتھی نے کن لفظوں میں پوچھا کیونکہ میں ذرہ پیچھے رہ گیا تھا۔لیکن میں نے اوس دوشیوا کا آواز سُنا۔وہ کہہ رہی تھی کہ آؤ دس ۱۰ روپیہ رات کے دینا اور دوسرا ودیارتھی کہتا ہے۔کہ نہ مائی جی تہارتھہ یاترتھہ کہولتے میں توپ کی آواز آئی میں اُن دونوں کو چھوڑ کر بخوف اسکے بھاگا کہ کہین مندر کا دروازہ بند نہ ہو جاوے راستہ میں سوچتا آتا تھا۔کہ یہ دیکھو ودیارتھیوں کے حالات جنکی واسطے دھرم شاستر میں برہم چرج بہرت دہارن کرنا لکھا ہے۔اگر یہ ودیارتھی پنڈت ہو گئے تو نہ معلوم کیا کیا کوکرم اور اُپدر کرینگے۔جب میں مندر میں پہونچا۔تو اوسی کوٹھڑی میں حسب معمول زمین پر جاکر سو رہا۔دوسرے دن بھی بدستور رات گذشتہ اون میرے دوستوں نے چار بجے افیون کھائی اور باتوں میں مشغول ہوئے اب میں بھی اونکی باتوں میں ہان ہوں کرتا ہوا شامل ہو گیا۔اور ایک دو پر ہنگ اپنی سرگذشت کے سنائے جس پر اونہوں نے مجھ کو زمین سے اُٹھا کر چارپائی پر بٹھا لیا۔اور کہا کہ رات کی بے ادبی معاف کرنا اور آئندہ جب تک تم یہاں رہو ایک چارپائی تمہارے واسطے رہے گی۔اور ہم دونوں اکٹھے چارپائی پر سویا کریں گے۔میں نے اونکا شکریہ ادا کیا۔

اب میں کرم سنگھ لالہ حضوری لال جی کی تلاش میں تھا۔جن کے نام کی میرے پاس چٹھی تھی۔لیکن وہ رام بن یا کسی اور جگہ گئے ہوئے تھے۔جب وہ آئے تو اون کو چٹھی دی اونہوں نے میری تسلی کرائی اور کہا کہ دیوان جی سے عرض کر کے میں کم سے کم تمہارے واسطے ٹھیکیداری کا بندوبست کرا دونگا۔اب صبح میں بھی دیوان صاحب جی کے دروازہ پر جاتا۔جہان اور بھی ہزارہا آدمی جمع ہوتی جب دیوان صاحب دربار جاتے تو ہر ایک آدمی رام رام۔بندگی۔سلام کرتا۔مگر دیوان صاحب کس کس کو جواب دین۔سب لوگ واپس آتے میرا بھی کئی دن تک یہی حال رہا لیکن لالہ حضوری لال

سے مجھ کو کہدیا - کہ تمہارا ذکر دیوان صاحب سے ہوگیا ہے - تم بالکل تسلی رکھو - اب
مین تمام دن جموں شہر میں پھرتا رہتا - ایک روز میرا گذر گمٹ بازار میں ہوا - وہان لالہ چھجو رام
بہیرا جی سے میری ملاقات ہوگئی - یہ صاحب سیالکوٹ کے میرے واقف تھے -
نرپت رائے ٹیک چند مشہور بنکر کے صاحب زادے تھے - خاص سیالکوٹ میں ٹیک چند
ان کے بڑے بھائی نے اشتہار دیا ہوا تھا - کہ زمین کے کسی ٹکڑہ پر کوئی شخص روپیہ بھیجنا
چاہے تو میرے ذریعہ پہنچ سکتا ہے - لاکھون روپیہ کا کارخانہ انکا وہان موجود تھا کسی
اتفاق سے کام بگڑگیا - اور جموں چلے آئے - مجھ کو اپنی دوکان پر لے گئے - دیکھا تو
انگریزی شراب کی اچھی دوکان بھی ہوئی ہے - اور سوداگری سامان بھی ہر قسم کا موجود
ہے - وہان ہی ہم بڑے لالہ نرپت رائے جی سے میری ملاقات ہوئی - وہ بڑے دھرم آتمان
اور برہم پوجی تھے - مجھ سے پوچھا تم کس طرح آئے ہو - مین نے سارا حال کہہ سنایا - فرمانے
لگے ذرہ فکر نہ کرنا - جو کچھ ایشر چاہتا ہے کرتا ہے - دیکھو میں اپنا مختصر حال تمکو سناتا ہون
شروع عملداری سرکار انگریزی میں جب سیالکوٹ میں چھاونی قائم ہوئی - تو اسوقت
امرتسر سے ہم دو شخص شریک بنکر اس چھاونی میں آئے - لیکن روپیہ ہم دونوں کے
پاس اپنا کچھ بھی نہ تھا - ایک تیسرے شخص شاہوکار سے دو ہزار روپیہ اس شرط پر قرض
لیا کہ نصف منافع اور بارہ ۱۲ آنہ فی صدی سود اسکو دیا کرین گے - کام یہ شروع کیا کہ شہر
سیالکوٹ میں ایک دوکان کرایہ پر لیا - اور اوس دو ہزار روپیہ کا کپڑا انگریزی منگوایا - صبح ہم
دونون روٹی کھاکر بقچہ کپڑون کا خود اُٹھاکر شام تک چھاونی کے تمام بنگلوں میں پھرتے
اور کپڑہ بیچتے - دو سال میں جب حساب کیا - تو چھ ہزار روپیہ ہمکو منافع ہوا - تین ۳ ہزار
روپیہ تو اوس شاہوکار کو بانٹ دیا - اور تین ہزار ہم دونوں کو آیا - اور سود بھی دینا پڑا
اوسوقت ہم نے خیال کیا کہ محنت تو ہماری اور منافع وہ لے گیا - یہ خیال کرکے ہم نے

دو ہزار روپیہ اوس کا ادا کر دیا۔ اور تین ہزار منافع والے روپیہ سے کام چلانے لگے۔ پھر
ہم نے ایک بہنگی والا کہار بھی نوکر رکھ لیا۔ آپ صرف گنہ لے کر ہمراہ جاتے۔ جب اچھی طرح
کام میں ترقی ہوئی۔ تو ہم نے چھاونی سیالکوٹ کے صدر بازار میں ایک دوکان کھولدیا
ایک آدمی پھیری پر جاتا۔ اور ایک دوکان چلاتا۔ اسی طرح سولاں ۱۶ سال تک ہماری
شراکت رہی۔ جب ہم علیحدہ ہوئے۔ تو ایک ایک لاکھ روپیہ سے زیادہ ہمارے حصہ
میں آیا۔ چونکہ ٹیک چند میرا بڑا بیٹا ہوشیار ہو گیا تھا۔ اور انگریزی بھی اوسنے پڑھ لی تھی
وہ دوکان کے کاروبار میں شامل ہو گیا۔ دو چار سال میں ہمارے دوکان نے یہاں تک
ترقی کی کہ ہم نے اپنے ہی روپیہ سے ایک بنک کھولدیا۔ پھر یہ دوسرے لڑکے بھی ہوشیار
ہو گئے۔ اور میں نے کاروبار میں دخل دینا چھوڑ دیا۔ کل کاموں کی باگ ٹیک چند کے
ہاتھ میں تھی۔ ایک گورہ رجمنٹ کا خزانہ بھی ہم کو مل گیا۔ اور ٹیک چند نے کام کو یہانتک
پھیلایا جو اندازہ سے باہر تھا۔ ہر چند میں نے اوسکو روکا۔ لیکن وہ نہ رکا۔ لاکھوں روپیہ ہمارا
لے کر کئی انگریز ولائت چلے گئے جو آجتک وصول نہیں ہوا۔ اور نہ اونکا پتا ملا۔ راولپنڈی
اور اٹک کے پل پر ٹھیکوں میں بہت سا نقصان ہوا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سیالکوٹ
اور شملہ کے دوکان ہمارے بند ہو گئے۔ اور نالش پر نالش ہونے لگی۔ ہمارا لینا تو سب
ڈوب گیا۔ قرض خواہوں کی ڈگریوں سے بھاگ آئے۔ یہ دوکان جو دیکھ رہے ہو ہمارا
اپنا نہیں۔ چیت رام میرا بیٹا جیون مچھو شاہوکاراں کا گماشتہ ہے۔ یہ دوکان اوسنے کھولی
ایک میرا بیٹا شملہ کے جنگل میں ایجنٹ ہو کر لکڑی کٹواتا ہے۔ اور ٹیک چند جو کارخانہ کا
مالک تھا۔ اب جنرل ڈی بوریل صاحب چیف انجینیر سرینگر کشمیر کا ایجنٹ ہے۔ چوتھا میرا
بیٹا ہری رام بالکل بیکاری کی حالت میں ہے۔ اس سے زیادہ اور کیا حال سناؤں
تم البشر کا دہیان کرو۔ اگر میں نے [illegible] کچھ نکلے گا۔ جو تمہارے ہمارے دوکان پہ آجاو

روٹی اور بستره وغیره کا آرام ہو جاوے گا۔ مندر میں تکلیف تو مجھ کو تھی۔ میں انکی
دوکان پر آگیا۔ بڑے لالہ نے مجھ کو یہ کہا۔ کہ تمہارا آنا بھی اتفاق سے ہو گیا ہے۔ کیا بہتر ہو
کہ رات کو مجھے کوئی کتھا سُنایا کرو۔ نیز میں ایک پنڈت سے دیوی بھاگوت کا پُستک مانگ
لایا۔ اور کتھا کا پرارمبھ کردیا۔ رات کو ہر روز دو چار ادھیائے دیوی بھاگوت کے لالہ کو سُناتا
دس پانچ اور شروتی بھی جمع ہو جاتے۔ اب تو مجھ کو بہت آرام ہو گیا۔ عمدہ کھانا ملتا پلنگ
اور بستر بھی کافی مل گیا۔ رات کو دودھ بھی مل جاتا۔ جگہ اچھی تھی ہی۔ کبھی نہ کبھی کتھا پر
کوئی شہر و نا پھل اور میوہ بھی چڑھا جاتا۔ دن کو ایک دو بار میں لالہ حضوری مل صاحب سیکرٹری
دیوان لچھمن داس صاحب کے ڈیرہ پر ضرور جاتا۔ وہ میری تسلی کراتے۔ اب اور لوگوں سے بھی
میری واقفیت ہونے لگ گئی۔ یہ نہیں کہ صرف کتھا سننے والوں سے۔ بلکہ اچھے اچھے
ریاستی اہلکاروں سے جو رات کو اُس دوکان پر شراب پینے آتے تھے۔ سردار روپ سنگھ
صاحب گورنر کشمیر سے بھی میری یہاں ہی ملاقات ہوئی۔ جنہوں نے کشمیر میں
مجھ سے بڑا بھاری سلوک کیا جس کو کشمیر پہونچکر مفصل عرض کروں گا۔ ایک واقعہ
یہاں بھی قابل ذکر ہے۔ اوسکے بعد روانہ کشمیر ہو جاؤں گا۔ وہ یہ ہے کہ۔
ایک روز لوڑھی کا تیوہار تھا۔ لالہ چیت رام نے مجھ کو کہا۔ کہ آؤ آج تو بڑا دن ہے۔
تھوڑا شراب پی لو۔ میں نے ہر چند عذر کیا۔ کہ مجھ کو نہیں چاہئے میں رات کو کتھا سُناتا
ہوں۔ بڑے لالہ پرہیز گار ہیں۔ اور شروتے بھی آتے ہیں۔ میری بدنامی ہو جاوے گی
اونے کہا کچھ ڈر نہیں آؤ تو سہی تم ہمارے پورانے دوست ہو۔ غرض کہ وہ مجھ کو
ایک دوسرے کمرہ میں لے گیا۔ جاتے ہی ایک بوتل ایکشا نمبر ۱ کی کھولدی ایک دو
گلاس تو خود پئے اور ایک دو گلاس معمولی مجھ کو بھی دئے۔ اور کہا کہ تم کو زیادہ نہیں
چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ رات کو لالہ جی معلوم کر جاویں۔ بوتل کو جھٹ بند کر کے الماری میں

دو ہزار روپیہ اوس کا ادا کر دیا۔ اور تین ہزار منافع والے روپیہ سے کام چلانے لگے۔ پھر تو
ہم نے ایک بہنگی والا کہار بھی نوکر رکھ لیا۔ آپ صرف گنہ لے کر ہمراہ جاتے تھے۔ جب اچھی طرح
کام میں ترقی ہوئی۔ تو ہم نے چھاونی سیالکوٹ کے صدر بازار میں ایک دوکان کھول دیا
ایک آدمی پھیری پر جاتا۔ اور ایک دوکان چلاتا۔ اسی طرح سولہ ۱۶ سال تک ہماری
شراکت رہی۔ جب ہم علیحدہ ہوئے۔ تو ایک ایک لاکھ روپیہ سے زیادہ ہمارے حصہ
میں آیا۔ چونکہ ٹیک چند میرا بڑا بیٹا ہوشیار ہو گیا تھا۔ اور انگریزی بھی اوسنے پڑھ لی تھی
وہ دوکان کے کاروبار میں شامل ہو گیا۔ دو چار سال میں ہمارے دوکان نے یہاں تک
ترقی کی کہ ہم نے اپنے ہی روپیہ سے ایک بنک کھول دیا۔ پھر یہ دوسرے لڑکے بھی ہوشیار
ہو گئے۔ اور میں نے کاروبار میں دخل دینا چھوڑ دیا۔ کل کاموں کی باگ ٹیک چند کے
ہاتھ میں تھی۔ ایک گورہ رجمنٹ کا خزانہ بھی ہم کو مل گیا۔ اور ٹیک چند نے کام کو یہاں تک
پھیلایا جو اندازہ سے باہر تھا۔ ہر چند میں نے اوسکو روکا۔ لیکن وہ نہ رکا۔ لاکھوں روپیہ ہمارا
لے کر کئی انگریز ولائت چلے گئے جو آجتک وصول نہیں ہوا۔ اور نہ اونکا پتا ملا۔ راولپنڈی
اور اٹک کے پل پر ٹھیکوں میں بہت سا نقصان ہوا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سیالکوٹ
اور شملہ کے دوکان ہمارے بند ہو گئے۔ اور نالش پر نالش ہونے لگی۔ ہمارا لینا تو سب
ڈوب گیا۔ قرض خواہوں کی ڈگریوں سے بھاگ آئے۔ یہ دوکان جو دیکھ رہے ہو ہمارا
اپنا نہیں۔ چیت رام میرا بیٹا جیون لچھو شاہوکاران کا گماشتہ ہے۔ یہ دوکان اوسنے کھولی
ایک میرا بیٹا شملہ کے جنگل میں ایجنٹ ہو کر لکڑی کٹواتا ہے۔ اور ٹیک چند جو کارخانہ کا
مالک تھا۔ اب جنرل ڈی بورل صاحب چیف انجینیر سرینگر کشمیر کا ایجنٹ ہے۔ چوتھا میرا
بیٹا ہری رام بالکل بے کاری کی حالت میں ہے۔ اس سے زیادہ اور کیا حال سناؤں
تم ایشر کا دھیان کرو۔ اگر ہنر میں کچھ نکلی ہو تو یہاں ہمارے دوکان پر آجاؤ

روٹی اور بستر وغیرہ کا آرام ہو جاوے گا۔ مندر میں تکلیف تو مجھ کو تھی۔ میں اُنکی دوکان پر آگیا۔ بڑے لالہ نے مجھ کو یہ کہا۔ کہ تمہارا آنا بھی اتفاق سے ہو گیا ہے۔ کیا بہتر ہو کہ رات کو ہمیں کوئی کتھا سُنایا کرو۔ نیز ہمیں ایک پنڈت سے دیوی بھاگوت کا پستک مانگ لایا۔ اور کتھا کا پرارنبھ کر دیا۔ رات کو ہر روز دو چار ادھیائے دیوی بھاگوت کے لالہ کو سُناتا دس پانچ اور شروتی بھی جمع ہو جاتے۔ اب تو مجھ کو بہت آرام ہو گیا۔ عمدہ کھانا ملتا پلنگ اور بستر بھی کافی مل گیا۔ رات کو دودھ بھی مل جاتا۔ جگہ اچھی تھی ہی۔ کبھی نہ کبھی کتھا پر کوئی شہر دتا پھل اور میوہ بھی چڑھا جاتا۔ دن کو ایک دو بار میں لالہ حضوری مل صاحب سکریٹری دیوان لچھمنداس صاحب کے ڈیرہ پر ضرور جاتا۔ وہ میری تسلی کراتے۔ اب اور لوگوں سے بھی میری واقفیت ہونے لگ گئی۔ یہ نہیں کہ صرف کتھا سننے والوں سے۔ بلکہ اچھے اچھے ریاستی اہلکاروں سے جو رات کو اُس دوکان پر شراب پینے آتے تھے۔ سردار روپ سنگھ صاحب گورنر کشمیر سے بھی میری یہاں ہی ملاقات ہوئی۔ جنہوں نے کشمیر میں مجھ سے بڑا بھاری سلوک کیا جس کو کشمیر پہونچکر مفصل عرض کروں گا۔ ایک واقعہ یہاں بھی قابل ذکر ہے۔ اوسکے بعد روانہ کشمیر ہو جاؤں گا۔ وہ یہ ہے کہ۔

ایک روز لوڑھی کا تیوہار تھا۔ لالہ چیت رام نے مجھ کو کہا۔ کہ آؤ آج تو بڑا دن ہے۔ تھوڑا شراب پی لو۔ میں نے ہرچند عذر کیا۔ کہ مجھ کو نہیں چاہیئے میں رات کو کتھا سُناتا ہوں۔ بڑے لالہ پرہیزگار ہیں۔ اور شروتے بھی آتے ہیں۔ میری بدنامی ہو جاوے گی اوسنے کہا کچھ ڈر نہیں آؤ تو سہی تم ہمارے پورانے دوست ہو۔ غرض کہ وہ مجھ کو ایک دوسرے کمرہ میں لے گیا۔ جاتے ہی ایک بوتل ایکشا نمبر ۱ کی کھولدی ایک دو گلاس تو خود پیئے اور ایک دو گلاس معمولی مجھ کو بھی دیئے۔ اور کہا کہ تم کو زیادہ نہیں چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ رات کو لالہ جی معلوم کر جاویں۔ بوتل کو جھٹ بند کر کے الماری میں

رکھ دیا۔ میں نے کہا کہ لالہ جی یہ کام تو ٹھیک نہیں ہوا۔ میں نے عرصہ سے چھوڑا ہوا
تھا۔ آپ نے ناحق مجھ کو خراب کیا۔ اب تھوڑا اور دیدو تو غصہ دور ہو جاوے۔ ورنہ
حلق کڑوا کرنے سے کیا فائدہ تھا۔ اوس نے ایک نہ مانی۔ میں حیران ہو کر باہر آگیا۔ کیا
دیکھتا ہوں کہ بازار میں ملک چتر سنگھ صاحب جو ملک خزان سنگھ صاحب رئیس راولپنڈی کے
بھائی تھے جا رہے ہیں۔ چونکہ یہ میرے بھی مہربان۔۔ تھے مجھ کو دیکھ کر پوچھا کہ سنت جی
کیا بن رہا ہے۔ اور حیران کیوں ہو۔ میں نے سارا حال سُنا دیا اور کہا کہ آج میرا ہرگز
شراب پینے کا ارادہ نہیں تھا۔ ناحق چھوٹے لالہ نے منہ لگا دیا۔ اب نہ ادھر کا نہ ادھر کا
اسی اُدھیڑ بن میں ہوں۔ یہ سُنکر ملک صاحب میرے پاس آگئے اور میرے بازو کو پکڑ لیا
اور کہا۔ کہ یہ کوئی حیرانگی کی بات نہیں۔ چلو میں بھی شراب پینے ہی جاتا ہوں۔ پھر میں اون کے
ہمراہ اُدو بازار میں گیا جہاں دیسی شراب کا ٹھیکہ تھا۔ ٹھیکہ کی دوکان پر بیٹھ کر ایک روپیہ
جو ہم دونوں نے بوتل شراب کی خریدی۔ مگر ہمارے ملک صاحب نے فرمایا کہ تم جلدی
پی جاتے ہو۔ اور میں آہستگی سے پیتا ہوں اس میں مجھ کو کسر لگو گی آؤ نصفا نصف
بانٹ لیویں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا۔ آدھی بوتل لے کر وہ ایک بنچ پر بیٹھ گیا۔ اور آدھی
بوتل لے کر میں الگ ہوا۔ نمکل چٹنی وغیرہ تو دوکان کی طرف سے دیا ہی گیا تھا۔ اب
ہم دونوں شروع ہو گئے۔ چونکہ میرا گُنتھا کرنے کا وقت قریب تھا۔ میں نے جلدی ہی
اوس نصف بوتل کو دو تین گلاس سے ختم کر لیا۔ اور کہا کہ ملک صاحب میں جاتا ہوں
میرا گُنتھا کرنے کا وقت قریب ہے۔ (ملک صاحب نے کہا آج گنتھا کر چکے) خیر میں نصف
بوتل کی قیمت دے کر دوکان سے باہر نکلا۔ اور چلنے کا ارادہ کیا۔ کیا دیکھتا ہوں
کہ ایک طرف سے سرکار حضور مہاراجہ صاحب کی سواری چلی آتی ہے۔ آپ ہاتھی پر سوار
ہیں۔ ستر اسّی بندوقچی [illegible] اور [illegible] مشعلچی روشنی والے ہمراہ

اوسی طرف آرہے تھے۔ جہاں میں کھڑا ہوا تھا۔ اب مجھ کو یہ خوف ہوا۔ کہ اگر میری
حضور مہاراجہ صاحب بہادر کی کہیں مجھ پر نگاہ پڑ گئی تو نہ معلوم مجھ کو کیا سزا دی جاوے
بندوقچی یہاں ہی مار مار کر میری جان نکال دیویں گے۔ اگر قسمت اچھی ہوتی تو اوس دوکان کے
اندر واپس چلا جاتا۔ جہاں سے آیا تھا۔ لیکن نشہ کی حالت میں خرابی یہ ہوئی کہ اوس دوکان
کے پاس ہی ایک گلی تھی۔ میں اوسی میں داخل ہو گیا۔ ابر بنا ہوا تھا۔ اندھیری رات تھی۔ میرے
نشہ کی حالت شہر کے گلی کوچوں سے ابھی پورا واقف نہیں۔ راستہ بھول گیا۔ بجلی کی روشنی
ہوئی تو اپنے آپ کو ایک خام تالاب پر پایا۔ (جسکو بڑھا تالاب کہتے ہیں۔ یہ اردو بازار کے
قریب ہی آبادی کے اندر ہے) اب مجھ کو یہ خوف ہوا۔ کہ نشہ زیادہ ہو گیا ہے۔ کہیں
اس تالاب میں نہ گر پڑوں یہ سوچکر بحالت نشہ بکریوں کی طرح دونوں ہاتھوں اور
پاؤں سے چلنے لگا۔ اندھیرا تو تھا ہی۔ ایک ڈھینگلی کی کوئی میں گر پڑا (جو اس تالاب
کے کنارے ساگ وغیرہ کو پانی دینے کے واسطے لگی ہوئی تھی۔ یہاں کمر تک میں کیچڑ میں
چلا گیا۔ اور پانی قریبًا میری گردن تک آ گیا۔ کشمیرہ وغیرہ کے گرم کپڑے جو میں نے پہنے
ہوئے تھے۔ سب بھیگ گئے۔ اور اوپر کی لوئی بھی بھیگ گئی۔ بصد مشکل ہاتھ پاؤں
مار کے نکلا تو سہی۔ مگر ایک پاؤں کا بوٹ کیچڑ میں ہی رہ گیا۔ اور پارچات بھی صرف
بھیگے ہی نہیں تھے۔ بلکہ گل کے گل کیچڑ سے آلودہ ہو گئے۔ جب میں اپنی حالت پر نظر
کرتا۔ تو پاؤں سے لے کر سر تک کیچڑ میں لپیٹا ہوا تھا۔ اور نشہ کا بھی اسقدر زور کہ
اپنے آپ کو سنبھال نہیں سکتا تھا۔ اتنے میں توپ کی آواز آئی۔ اب مجھ کو راستہ نہیں
ملتا۔ یہ خوف ہوا۔ کہ اگر ایسی حالت میں مجھ کو پولیس نے گرفتار کر لیا۔ تو نہ معلوم کیا
سلوک کرے۔ چاروں طرف بغور میں نے دیکھا۔ ایک طرف چراغ کی روشنی نظر آئی میں
نے خیال کیا۔ کہ یہ بازار ہوگا۔ اوس طرف چلا۔ آگے دیکھا تو وہ کسی کا گھر تھا۔ وہاں

دو عورتون نے مجھ کو دیکھ لیا۔ شکل میری تو بھیانک بنی ہوئی تھی۔ ایک پاؤں میں جوتا بھی نہیں تھا۔ اور کیچڑ میں پٹا ہوا۔ گرتا گرتا ہی وہاں پہونچا۔ زبان سے کوئی لفظ بھی صحیح نہیں نکلتا تھا۔ اون کے قریب پہونچکر دھڑام گر پڑا۔ اوہنون نے ہال دوہائی کر کے شور مچایا اندر سے دو تین آدمی نکلے ایک نے آتے ہی مجھ کو بڑے زور سے لاٹھی ماری اگرچہ صدمہ سخت پہونچا۔ لیکن میں برداشت کر گیا۔ اور ہاتھ جوڑ کر بڑی عاجزی سے اونکو کہا کہ میں پردیسی اور شرابی ہوں۔ اور برہمن بھی ہون۔ راستہ بھول کر آگیا۔ دو آنہ نقد مجھ سے لے کر راستہ بتلا دو۔ ایک آدمی اُنمیں ذرہ رحم دل تھا۔ اوسنے کہا۔ کہ بھائی یہ ضرور شرابی معلوم ہوتا ہے اِس کو بازار میں چھوڑ آؤ۔ ورنہ پولیس کے آجانے پر زنانیون کو بھی شہادت کیواسطے عدالت میں جانا پڑے گا۔ چونکہ بازار بالکل قریب تھا۔ ایک آدمی نے میرا بازو پکڑ کر بازار میں پہونچایا۔ اور دو آنہ بھی مجھ سے لئے۔ اب میں نے خیال کیا۔ کہ کتھاوانی جگہ تو ایسی حالت میں جا نہیں سکتا یاد آگیا۔ کہ ایک برہمن دیوتا لہور کا رہنے والا میرا واقف سردار عطر سنگھ صاحب کے مندر میں رہتا ہے۔ اوسکے پاس چلوں۔ غرضیکہ اُفتاں خیزاں اوس مندر میں پہونچا اگرچہ مندر کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ لیکن اوس دیوتا کی کوٹھڑی کے دروازہ کو بند پایا۔ قریب جاکر دروازہ کو کھٹ کھٹایا۔ اندر سے آواز آئی کون ہے۔ میں نے کہا کہ میں سنت ہوں۔ یہ کہنے کی دیر تھی کہ اندر سے پانچ چھ آدمیوں کی آواز آئی۔ کہ آہا ہمارے سنت جی آگئے۔ ایک آدمی نے دروازہ کھول دیا۔ اور مجھ کو کہا کہ اندر آجاؤ۔ میں نے کہا کہ ذرہ لیمپ باہر لاؤ۔ تو آؤں۔ وہ برہمن دیوتا لیمپ لے کر باہر آیا۔ میری حالت دیکھ کر سب کو اطلاع دی وہ سب کے سب میرے دیکھنے کو اوٹھے اور خوب ہنسی اوڑائی مگر اوسی وقت میرے کپڑے اوتروا دیئے۔ اور گرم پانی سے اوسکے مکان میں اشنان

گرایا۔ اور گرم کپڑہ مجھ کو دئے گئے۔ انگیٹھی اندر سُلگ رہی تھی۔ مجھ کو اوس کو قریب بٹھایا گیا۔ اور حال پوچھنے لگے۔ ایک نے کہا۔ کہ بھائی ایک پیگ تو انکو دیدو تب حال سُناوین۔ سردی کے مارے ہوئے کیا حال سُنا سکتے ہیں۔ جھٹ اُسکی فرمائش کی تعمیل ہوئی۔ ایک ڈبل گلاس بھر کے مجھ کو دیا گیا۔ کیونکہ آگے بھی دور شروع ہی تھا۔ جب ذرہ گرم ہوا۔ اور ہوش میں آگیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک تو ریاستی تحصیلدار میرا دوست اور دوسرے پنڈت نند لعل جی یہ بھی میرے واقف دو تین کوئی اور صاحب جنکو میں ہی نہیں جانتا تھا۔ خیر اب یہان بھی ہم سب نے ملکر شراب پیا۔ اور کھانا بھی کھایا۔ اور رات بھر آرام سے کاٹی۔ صبح میں نے سب سے پہلے اوٹھ کر وہ کیچڑ آلودہ کپڑہ سنبھالے۔ اور بغل میں دبا کر دریائے توی کو بھاگا۔ اور خود ہی اونکو صاف کیا۔ دو تین بجے دن کے جب وہ خشک ہو گئے۔ تو میں اپنی پوشاک لگا کر اور بھلا مانس بنکر شہر میں داخل ہوا۔ اور بڑے لالہ جی کے پاس پہونچا۔ اونہوں نے رات نہ آنے کی وجہ پوچھی میں نے کوئی بہانہ بنا دیا۔ مگر وہ کافی تصور نہ ہوا۔

اسی طرح چند روز مجھ کو اور بھی جموں میں رہنے کا اتفاق ہوا۔ مگر آخر کو سری حضور مہاراجہ صاحب بہادر کی روانگی کشمیر کا مہورت مقرر ہو گیا۔ اب تو میں لالہ حضوری مل صاحب کے پاس پہونچا۔ اور میں نے کہا کہ دس پندرہ روز تک سری حضور مہاراجہ صاحب روانہ کشمیر ہوں گے۔ اور دیوان صاحب کو بھی ہمراہ جانا پڑے گا۔ میری تجویز کہاں ہوگی۔ اونہوں نے کہا کہ رات دیوان صاحب سے پھر عرض کر کے بتلاؤں گا۔ دوسرے روز اونہوں نے مجھ کو کہا۔ کہ تم بھی کشمیر چلو۔ اوسی جگہ تمہاری کوئی تجویز کی جاویگی۔

اب میں ڈیرہ پر واپس آگیا۔ اور بڑے لالہ سے ذکر کیا۔ اونہوں نے کہا کہ وہ بلو ساونل ملٹب افسر پریسٹ جورت کو یہاں شراب پینے آتا ہے جموں سے تبدیل ہو کر کشمیر جانے

والا ہے۔ بیٹے بھی اوس کے ہمراہ چلے جانا۔ میں نے کہا۔ کہ میری تو چنداں اوس سے واقفیت نہیں۔ لالہ جی نے کہا کہ میں تمہاری سفارش کروں گا۔ جب وہ رات کو آیا۔ تو لالہ جی نے میرا ذکر کیا۔ اوسنے کہا کہ بہت اچھا میں سنت کو جانتا ہوں۔ جب یہ سیالکوٹ میں تھا تو اگرچہ میں اوسوقت چھوٹا تھا۔ لیکن اون کا مکان ہمارے محلہ میں تھا کل باتیں اونکی سُنی ہوئی ہیں۔ علاوہ اس کے اب آپ کی سفارش ہوئی ہیں اسکو ضرور ہمراہ لے جاوں گا۔ اور جب تک اسکا کوئی روزگار نہ بنے کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے دونگا۔ چنانچہ دوسرے روز میں اوسکے ہمراہ روانہ ہو کر سیالکوٹ میں پہونچا۔ جہاں ہمارے بابو صاحب کا گھر تھا۔ وہ تو ایک دو روز اپنے گھر میں رہے میں اپنے پورانی دوستوں کو ملا۔ دوسرے روز ہم دونوں بسواری ریل روانہ ہو کر راولپنڈی پہونچے ایک سرا میں ڈیرا کیا۔ جب شام کو میں بازار میں گیا۔ تو شراب پینے کو دل للچایا۔ قریب ہی ایک کلالخانہ تھا۔ اوسمیں داخل ہوا۔ اور نصف بوتل شراب کی میں نے لی۔ اور نکل بھی منگوالیا اکیلا بیٹھ کر پینے لگا۔ اتنے میں ایک گروہ ٹھٹھیلوں کا اوسی کلال خانہ میں آیا۔ اور تین چار بوتل شراب کی لے کر میرے بالمقابل بیٹھ گئے۔ جب مجھکو تھوڑا سرور ہوگیا۔ تو میں نے اپنے جیب سے ایک سفری حقہ نکالا۔ اور دوکاندار کو کہا۔ کہ ذرہ تمباکو بھروا دو اوس نے ایک ملازم کو حکم دیا۔ میں نے وہ حقہ معہ چلم اوس ملازم کے حوالہ کیا۔ لیکن جب وہ تمباکو بھر کر لایا۔ تو چاندی کی ٹوٹی ندارد۔ حالانکہ وہ کچھ بہت قیمتی نہ تھی۔ مگر مجھکو بہت افسوس ہوا۔ اور میں نے دوکاندار سے کہا۔ کہ اگرچہ مجھکو پرواہ نہیں۔ لیکن اتنی بڑی دوکان میں یہ کارروائی۔ شرم کی بات ہے۔ اسپر وہ ملازم اونکا میرے گلے پڑ گیا۔ اور دوکاندار نے بھی اولٹا مجھکو دھمکایا۔ اور کہا شرابی ہو کر ہماری دوکان کو بدنام کرتے ہو۔ اسپر میں نے کہا۔ کہ اچھا بھائی تمہارا بھلا ہو۔ مجھکو پردیسی اور اکیلا دیکھ کر یہ سلوک کیا ہے۔ اگر میرا

کوئی دوست یہان ہوتا - تو ایسی میری ہتک کاہے کو ہونے دیتا - یہ سنکر اون ستھیاروں کو
جوش آگیا - اور کہا کہ اگرچہ تم پردیسی ہو - لیکن اسوقت تم شراب پی رہے ہو - سہم بہی
تمہارے دوست ہیں - خواہ کچھ ہی کیون نہ ہو - ہم سب تمہارے مددگار ہیں - یہ کہہ کر اس
کلال خانہ کے ملازم کو پکڑ لیا - جسنے میری چاندی کی ٹوپی چرائی تھی - اور میری نسبت
ہتک آمیز الفاظ کہے تھے - اسقدر مارا کہ وہ توبہ توبہ کرتا تھا - دوکاندار کو بھی دھمکایا
چند آدمی اور بھی جمع ہو گئے - اور اوس کی تلاشی لینے سے میری ٹوپی برآمد ہو گئی - دوکاندار
نے اوسی وقت اوس ملازم کو دوکان سے نکال دیا - اور مجھ سے معافی مانگی - اب وہ
ستھیار میرا پیچھا نہیں چھوڑتے تھے چلو ہمارے مکان پر - لیکن میں نے بامداد ایک
اور دوست کے جو اس غوغا میں مل گیا تھا - اون شرابیون سے خلاصی کرائی - اور سرائے
میں اپنے دوست بابو ساونمل کے پاس آیا - اور اوسکو کل حال سنا دیا -
صبح ہوتے ہی قریبا آٹھ بجے دن کے ہم دونوں بسواری یکہ بطرف کوہ مری روانہ ہوئے
اور قریبا شام کے گھوڑہ گلی میں پہونچے - ملازم کوئی ہمراہ تھا ہی نہیں - روٹی وغیرہ کا
بندوبست خود کرنا پڑا لہذا اب یہان سے برف شروع ہو گئی تھی - اور ہم دونون نے اس
سے پہلے قدرتی برف کو کبھی نہیں دیکھا تھا - اوسی وقت قریب کے پہاڑوں پر برف
دیکھنے گئے - اور دیکھ دیکھ کر تعجب کرتے تھے - تھوڑی تھوڑی ہم دونوں نے کھا بھی
لی - یکہ والے نے ہمکو یہان جواب دیدیا - اور درحقیقت یکہ آگے جا بھی نہیں سکتا تھا
دو قلی ہم نے اسباب کے واسطے کر لئے - اور پیدل ہی بمشکل بارہ بجے دن کے بعد کوہ مری
پہونچے - جہاں اور کمیون کی تلاش میں دو گھنٹہ ہمکو لگ گئے - کیونکہ پہلے کلی مزدوری کیلئے
واپس ہو گئے تھے - یہاں سے بھی ہمکو ڈیول تک پیدل جانا پڑا - مگر شام سے پہلے پہونچ
گئے - راستہ میں برفوں کے پہاڑ تھے - کوئی سبزی وغیرہ کا نشان بھی نہ تھا - درخت

بھی برف سے سفید ہی دکھائی دیتے - مگر یہ برف دیول تک ختم ہوگئی - وہاں ایک متوالہ دوکاندار تھا - دو خچر سواری کے اوس سے ہمکو مل گئے - اور ایک درجن انڈہ اُبلے ہوئے - تھوڑی شراب بھی میرے دوست کے پاس موجود تھی - انڈوں کے نگل سے اُسکو پان کر لیا - اور نو بجے رات گذر کوہالہ میں پہونچ گئے - یہاں بھائی آتما سنگھ میرے دوست کا چچازاد بھائی چبوترہ پرمٹ کا محاصل دار تھا - اوس نے ہماری یہاں تک خاطر تواضع کی کہ دو روز شراب کی زیادتی سے ہوش بھی نہ آیا - تیسرے روز ہم خبردار ہوگئے - دو میل تک تو یکہ مل گیا - آگے خچریں تھیں - چکوٹھی کے پڑاو پر مجھکو بخشی ہیرا لال صاحب سے ملنے کا اتفاق ہوگیا - جو کسی وقت پنجاب میں بندوبست کے سپرنٹنڈنٹ تھے اور ریاستی ملازمت میں کسی خاص ڈیوٹی پر تھے - اونھوں نے ہمارے ساتھ برادرانہ سلوک کیا - صبح ہم روانہ ہونے کو ہی تھے - کہ شیخ مظفرالدین صاحب نائب افسر پولیس قلمرو کشمیر سے ہمارے ملاقات ہوئی - وہ بھی سری نگر کشمیر کو جا رہے تھے - جب ہم اوڑی کی پڑاو پر پہونچے - تو اونکی ڈاک لگی ہوئی تھی - وہ تو روانہ کشمیر ہوئے - مگر اونکے دوسرے بھائی شیخ امام الدین صاحب جو اوسوقت خاص سری نگر کے سٹی جج تھے - اور یہ تشریف آوری جناب کمانڈر ان چیف بہادر پر اہتمون کا انتظام کر رہے تھے - اوسروز اونکا اوڑی میں مقام تھا - شیخ مظفرالدین صاحب نے اون سے ہماری سفارش کی اور رات ہم کو خیموں میں ڈیرا دیا گیا - اور شیخ صاحب میرے سچے واقعات کو سنکر بہت خوش ہوئے اور اقرار کیا کہ سری نگر میں ہو نچکر میں جہانتک ہو سکا تمہاری امداد کرونگا - صبح ہوتے ہی دو گھوڑے سواری کے منگوا دئے - اور چار قلی اسباب کے واسطے بھی - اردلی اونکا کسی سرکاری کام کو سری نگر جاتا تھا - اوسکو تاکید کی گئی - کہ بارہ مولا میں کشتی وغیرہ کا بندوبست اونکو کر دینا - اب ہم بارہ مولا میں پہونچ گئے - وہاں کشتی پر مت

والوں کی آئی ہوئی تھی اوسمیں ہم سوار ہو کر سری نگر پہونچے - اور میرے دوست نے
جاتے ہی پرمٹ کا چارج لے لیا - میرا کل راستہ کا خرچ کرایہ وغیرہ بابو ساونمل صاحب نے
ہی دیا - اور سری نگر میں بھی میں اون کے مکان پر ٹھہرا - یہ شریف ایسا اچھا آدمی تھا
کہ پہلے مجھکو کھانا کھلاتا - بعدمیں آپ کھاتا - میں اس امید میں تھا کہ آج کل دیوان صاحب
آتے ہیں - میں کسی جگہ کا تحصیلدار ہو جاؤں گا - مگر یہ امید پوری نہ ہوئی - ایک
تار خبر کے آنے سے تمام شہر میں مشہور ہوگیا - کہ دیوان لچھمنداس صاحب موقوف ہوگئے
اور کل جائداد اونکی ضبط ہوگئی - یہ خبر سنکر کل رشتہ دار اور متعلقین اون کے بھاگنے
لگے - اس خبر نے صرف مجھکو ہی صدمہ نہیں پہونچایا - بلکہ لاکھوں آدمیوں کے دل
ٹوٹ گئے جنکا دیوان صاحب سے تعلق تھا -
اور عام لوگ یہ کہ رہے تھے کہ اب ریاست کے انتظام میں ضرور خلل آجاوے گا کیونکہ
یہ شخص بڑا منتظم اور خیر خواہ ریاست اور بارعب آدمی تھا - خیر ان باتوں سے چنداں
مجھکو غرض نہ تھی - میں تو اپنے نصیب کو روتا تھا - کہ دیکھو میرے نصیب - قسمت کی
بات دیکھو - کہاں ٹوٹی ہے کمند - دو چار ہاتھ جب کہ لب بام رہ گیا - دیوان لچھمن داس صاحب
پریذیڈنٹ کونسل جو کچھ چاہے کر سکتا تھا - میرے آنے پر خود ہی موقوف ہوگئے - اوس
وقت مجھکو بہاولپور کے وزیر اعظم کا موقعہ بھی یاد آگیا - جہاں میرے جانے سے ایسا
ہی ہوا تھا - اب میں سوچ رہا تھا - کہ کیا کروں ایک روز شیخ امام الدین صاحب نے مجھکو
بلایا - اور پوچھا کہ تمہارا کیا بندوبست ہوا - میں نے کہا کچھ نہیں - مگر اب ہمارے شناسا میں بیا
ڈلہوزی کشمیر کے نائب افسر پولیس ہوگئے تھے - اونہوں نے میری سفارش لاپرمعا - تو یوں لکھا تھا
صاحب افسر پولیس سے بھی کی - اور خود بھی اقرار کیا - کہ کوئی
ڈپٹی انسپکٹری کرادیویں گے - اب میں اون کے مکان

میں لالہ ٹیک چند صاحب سے ملاقات ہوئی - اونہوں نے مجھ کو اپنی کشتی میں بٹھا لیا - اور فرمایا کہ جموں سے تمہارے واسطے بڑے لالہ کی چھٹی آئی ہے - میں تمہاری تلاش میں تھا - رات تو میں اون کے مکان پہ ہی رہا - صبح وہ مجھ کو جنرل ڈی بورلی صاحب بہادر چیف انجینیر کے بنگلہ پر لے گئے - میرے کاغذات اون کو دکھائے - اور سفارش بھی کی - چونکہ سرسہ وغیرہ میں پبلک ورکس کا کام میں کرچکا تھا - میرے سندات کو دیکھ کر جنرل صاحب بہادر نے گاؤکدل کے کارخانہ اینٹوں پر لالہ ٹیک چند کے ماتحت چالیس روپیہ ماہوار کا مجھ کو سپرنڈنٹ کر دیا - جس روز میں کارخانہ کا سپرنڈنٹ ہوا - اوسی روز میرا دوست بابو ساونمل پرمٹ سے موقوف ہوگیا - لیکن مجھ کو اوسکا پہلا سلوک یاد تھا - پھر بھی ہم دونوں اکٹھے ہی رہے - اب یہاں پر بھی مجھ کو اور ایک تکلیف ہوئی وہ یہ ہے -

ایک روز میں کارخانہ گاؤکدل سے شام کی چھٹی کر کے میران کدل کیطرف آیا جو مین شیر گڑھی کے مقابل ہے - جہاں شاہی دربار ہوتا ہے - وہاں سے میں نے پوچھا کہ کوئی شراب کی دوکان یہاں ہے - لوگوں نے بتلایا کہ بابو کالی داس کی دوکان پر ہر قسم کا کشمیری شراب ملسکتا ہے - چونکہ دوکان قریب ہی تھی - میں پوچھتا ہوا گیا - اور جاتے ہی پہلے صرف چار آنہ کی شراب لی تاکہ اسکا اندازہ دیکھ لوں - ابھی میں نے ابھی تھوڑا ہی پیا تھا - کہ اتنے میں دو افسر پولیس وردیاں پہرے ہوئے دوکان میں داخل ہوئے - اور آتے ہی ایک بوتل لے کر میرے بالمقابل دوسری بنچ پر بیٹھ گئے - جب تھوڑی تھوڑی ہی دو گھونٹ اون نے پی لی - تو ایک افسر نے دوسرے سے کہا - کہ اس شخص کو جو سامنے ہے اوسکا کسی سرکاری کام میں اسکو جانتا ہوں - اوسنے پوچھا کون ہے - پہلے نے جواب دیکر وغیرہ کا بندوبست انکو کر دینا - اب میں نے اوسکی طرف دیکھا - اوسنے کہا - کہ مجھ کو پہچانتے ہو میں

کہا ہرگز نہیں - میں پہلی دفعہ کشمیر میں آیا ہون - وہ بولا کہ میرا نام چونی لعل ہے
میں سیالکوٹ میں تھا - اب مجھ کو یاد آگیا - کہ آہا آپ تو لالہ گجرے صاحب کے رشتہ دار
اور سرکاری باغون کے جمعدار تھے - اوسنے کہا ہان - اب میں یہان ڈپٹی انسپکٹر ہون -
اور یہ دوسرے صاحب انسپکٹر پولیس ہیں - اور بخشی دیوی چندان کا نام ہے - میں نے
اونکو بندگی کی - اور عرض کیا - کہ یہ نہایت عمدہ موقعہ تھا - کہ آپ کی درشن ہوگئے - اب شام
ہوکہ چراغ جل گئے تھے - اونھوں نے کہا - کہ تمہارا ڈیرہ کہان ہے - میں نے کہا دن بھر
تو گاؤکدل پر رہتا ہون - رات مہانراج گنج میں - اسپر اونھون نے کہا چلو ہماری کشتی
تیار ہے - ہم بھی مہانراج گنج جاوینگے - اوسی جگہ ہمارا ڈیرا ہے - اب میں اونکی ہمراہ کشتی
پر سوار ہوگیا - مگر راستہ میں بھی شراب کا دور شروع رہا - جب ہماری کشتی مہانراج گنج کے
گھاٹ پر پہونچی تو اوتر کر انسپکٹر صاحب کے ڈیرہ میں گئے - اونکی بیٹھک میں لیمپ جل
رہا تھا - فرش بچھا ہوا - تصویرات لگی ہوئی تھیں - جب ہم بیٹھ گئے تو ہمارے انسپکٹر صاحب
نے نوکر کو آواز دیا - کہ تین تھالوں میں کھانا لاؤ - ادھر کھانا آیا - اُدھر ہمارے انسپکٹر
صاحب نے الماری سے ایک اور بوتل شراب کی نکالی - اور تینوں پاتروں میں تھوڑا تھوڑا
ڈال دیا - مگر شروع کرنے سے پہلے ہی اون کے اردلی نے نیچے سے آواز دیا - کہ راجہ امر سنگھ
صاحب کا سوار کوئی ضروری پروانہ لیکر آیا ہے - ہمارے انسپکٹر صاحب نے کہا - کہ تم
شراب کو شروع کرو میں پروانہ دیکھ آوُن - جب وہ نیچے گئے تو ہم نے کہا - کہ اون کے آنے
پر شروع کریں گے - واپسی پر متغیر پائے گئے - بار بار کاغذ کو دیکھتے مگر زبان سے کچھ
نہ کہتے - میں نے پوچھا خیریت ہے - اونھوں نے کہا یہ پروانہ مجھ سے ٹھیک پڑھا نہیں گیا
ذرہ تم دیکھو - جب میں نے اوس پروانہ کو لیمپ کے قریب ہوکر پڑھا - تو یون لکھا تھا

از پیشگاہ سری حضور سر راجہ امر سنگھ صاحب بہادر پریذیڈنٹ کونسل عالیہ جموں و کشمیر وغیرہ
ارشاد بنام عزیز القدر بخشی دیوی چند انسپکٹر پولیس شہر خاص

خارجًا باستماع آمدہ - کہ بربجہ دیال حالات این جا بطور خفیہ دیوان لچھمن داس را مینویسد
بنابر آن شمار الازم است کہ بمجرد رسیدن ارشاد ہذا نام بردہ را گرفتار کردہ علی الصباح بحضور
اینجانب حاضر کنند - ۱۹ چیت سمت ۱۹۴۵ اس پر راجہ صاحب بہادر کے صحیح خاص بھی
تھے - جب مین نے اپنا نام پروانہ میں دیکھا - تو سر سے چھکے چھوٹ گئے - اور سر سے
پاؤن تک پسینہ چھوٹ پڑا - اور نشہ ہرن ہوگیا - اور دل میں خیال آیا کہ اب کے بُرے
پھنسے - مگر ہمارے انسپکٹر صاحب نے اب تک زبان سے مجھ کو کچھ بھی نہ کہا - اب وہ
چونی لعل صاحب ڈپٹی انسپکٹر جو ہندی خوان تھے - مجھ کو حیران دیکھ کر پوچھتے ہیں - کہ
یہ کیسا پروانہ آیا جسکو دیکھ کر تم دونون حیران ہوگئے - کچھ مجھ کو بھی بتلاؤ - میں نے
کہا - کہ یہ میرے گرفتاریکا ارشاد ہے - لیکن میرا یہاں کوئی دشمن نہیں - اور نہ ہی ابھی
کسی سے زیادہ واقفی ہے - اور نہ میرا دیوان لچھمن داس سے کوئی تعلق اور نہ میں کسی
کو خبر لکھنے والا ہون - اور نہ مجھ کو خبر ہے - کہ دیوان صاحب ہیں کہان - خیر میں حاضر
ہون آپ حکم کی تعمیل کیجئے - اسپر ہمارے شریف انسپکٹر صاحب بولے - کہ یہ کچھ بھی
مشکل نہیں کہ ہم آپ کو گرفتار کر لیوین - کیونکہ ہمارا یہی کام ہے - ہم بڑے بڑے
رئیسون اور اہلکارون کو گرفتار کر کے حوالات میں دیتے رہتے ہیں - تامل ہے تو یہ ہے -
کہ آپ سے ایک گھڑی کی ملاقات ہوگئی - اور آپ کو دوست کہہ چکا ہون - اور اسوقت
آپ میرے مہمان ہیں - مہمانون کے ساتھ ایسا سلوک کیونکر کرون - اگر نہیں کرتا تو خود
نوکری سے علحدہ ہو کر جیلخانہ بھیجدیا جاؤن گا - اس وقت مین بڑی مشکلات میں پڑ گیا
ہون - اس پر ہمارے ناخواندہ ڈپٹی انسپکٹر نے کہا - کہ بھائی ہم سب شرابی ہیں -

چلو لالہ ٹیک چند صاحب ہیری کا ڈیرا قریب ہے - اون سے کچھ صلاح پوچھیں - اب ہمارے انسپکٹر صاحب بھلا مجھ کو اکیلا کہاں چھوڑتے تھے - ذرہ عزت سے کہا کہ آپ بھی ہمراہ چلئے - جب ہم اون کے ڈیرہ پر پہونچے تو سارا حال اون کو سُنایا اونہوں نے کہا - کہ جہاں تک میرا خیال ہے تحریر میں غلطی ہوئی ہے - راجہ صاحب کا حکم بھی ٹھیک ہے - مگر اس کی اصلیت میں بتلاتا ہوں - وہ یہ ہے - کہ ہر دیال لالہ چرن داس تحصیلدار تصفیہ بقایا کا سالہ دیوان صاحب کا آوردہ ہے - اور وہ ہر روز اون کو خبریں لکھتا ہے میں ثبوت بھی کرا دونگا - آپ راجہ صاحب سے خود جا کر عرض کر دیوین - اب ہمارے انسپکٹر صاحب کو ذرہ دھراس آگیا - اور بہانہ بھی ہاتھ لگ گیا - مجھ کو اوس ڈپٹی انسپکٹر کی نگرانی میں اپنے ڈیرہ پر ہی چھوڑ کر خود سری راجہ صاحب کے حضور میں حاضر ہوئے - اور عرض کیا - کہ بمنشاء حکم حضور اس نام کے برہمن کو میں نے زیر نگرانی کر لیا ہے - لیکن وہ پردیسی بالکل نووارد کسی کا واقف تک نہیں - اور نہ دربار میں اسکا کوئی تعلق ہے - اور بڑے معتبر کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہے - کہ خبریں لکھنے والا آدمی ہر دیال ہے - اور لالہ ٹیک چند صاحب ہیری نے ذمہ لیا ہے - کہ ثبوت کرا دونگا - اب جو حکم ہو - اُس کی تعمیل کروں چونکہ راجہ صاحب کی کوئی دشمنی تو مجھ سے تھی ہی نہیں - بلکہ واقفی تک نہ تھی - فرمایا - کہ پردیسی برہمن کو چھوڑ دو - اور ہر دیال کو فوراً گرفتار کر لو - اب ہمارے انسپکٹر صاحب بڑی خوشی سے گھر پہونچے - اور کہا کہ پرمیشر نے عزت رکھی - آپ نے آتے ہی ضابطہ کا حکم بنام ڈپٹی انسپکٹر لکھ دیا - کہ ہر دیال گرفتار کیا جاوے - اور صبح بحضور سری راجہ صاحب بہادر پیش ہو - چونکہ ریاست کی خبریں پوشیدہ نہیں رہتیں اوسی وقت یہ خبر لالہ چرنداس کو پہونچی - ہر دیال بھی وہاں موجود تھا - وہ سُنکر بھاگ گیا پھر مجھے معلوم نہیں کہ وہ گرفتار ہوا یا نہیں -

اب میں گاؤکدل پر ہر روز کام کرتا۔ ایک روز مجھ کو اطلاع ملی کہ ریاست کی عدالتوں میں وکیل بھرتی کرنے کا حکم ہوگیا۔ میں دوڑا اور شیخ امام الدین صاحب سے عرض کیا کہ آپ مجھکو وکیلوں میں بھرتی کرادیوین۔ وہ اوسی وقت مجھ کو اپنی کشتی میں سوار کر کے چیف جج کے پاس لے گئے۔ اور میرا کل حال اون سے عرض کر کے وکالت کی سفارش کی چیف جج صاحب نے فرمایا۔ کہ اب تک کوئی حکم میں نے اس قسم کا نہیں دیکھا۔ یہ خبر نکلی کہاں سے ہے۔ شیخ صاحب نے مجھ سے پوچھا۔ لیکن میں خبر دینے والے کا نام نہ بتا سکا جسپر دونوں صاحب مجھ سے کسی قدر ناراض بھی ہو گئے۔ اور فرمایا کہ یہ خبر بالکل غلط تمنے پھیلا کر ناحق شیخ صاحب کو بھی تکلیف دی ہے۔ میں خاموش تھا۔ اسی موقعہ پر تار کا چپڑاسی آیا۔ اور چیف جج صاحب کو ایک لفافہ دیا۔ جس کے پڑھتے ہی صاحب موصوف نے کہا۔ کہ لو اب یہ حکم آگیا ہے۔ اسپر اونکا وہ شک تو جاتا رہا۔ کہ خبر جھوٹھ تھی۔ مگر یہ ضرور یقین ہوگیا۔ کہ تار گھر سے اوسکو خبر ملی ہے۔ مگر میں نے اسکو نہ مانا۔ چپر حکم ہوا تم بھی کل درخواست دے دو۔ صبح میں نے بھی معہ سندات درخواست بیٹھکی چار اور بھی اُمیدوار تھے معمولی امتحان کے بعد تین آدمیوں کی سفارش ہوگئی کہ بادخال فیس ضابطہ انکو لائسنس وکالت دیا جاوے۔ امتحان کے پورے سوالات تو اسوقت مجھکو یاد نہیں۔ مگر قریباً یہ تھے۔

(۱) کہ سرقہ اور خیانت مجرمانہ میں کیا فرق ہے۔

(۲) رشوت کا دینا اور لینا کس حالت میں جرم کی حد تک پہونچ سکتا ہے۔

(۳) فوجداری مقدمات میں کون کون شخص پیروی کر سکتا ہے۔ علاوہ اسکے ایک صورت بتلا کر فرمایا۔ کہ یہ دیوانی مقدمہ ہے۔ تم اس کا عرضی دعوے لکھو۔ دوسرے کو کہا۔ کہ تم اسکا جواب دعوے لکھو۔ تیسرے کو کہا۔ کہ تم اسکے امورات تنقیح طلب

لگاؤ - چوتھے کو کہا - کہ تم اسکا اسٹامپ وغیرہ دیکھ کر مکمل کرو - پانچویں کو کہا - کہ تم
اسکو درج رجسٹر کرنے کا حکم لکھ کر اسکے احکام وغیرہ جاری کرکے فہرست لگا کر مثل کی صورت
بناؤ - اگرچہ میں ریاستی قانون سے ناواقف تھا - مگر بہت سال تک اہلمدی کی ہوئی تھی -
اور منصفی کی تیاری میں قانون انگریزی دیکھتا رہا تھا - غرض کہ میں بھی ان تین آدمیوں
کے ہمراہ کامیاب ہوگیا - اور دو چار دن میں لائیسنس وکالت بھی مل گیا - اور مبلغ یکصد
روپیہ ضرب چھلکی فیس سالیانہ میں نے داخل کردی اور گاڈکرل کے کارخانہ سے متصل ایک
کام وکالت کو شروع کردیا - اور ڈیڑھ سال تک سری نگر میں ہی رہا - آمدنی بھی بہری
قریبا ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار تک پہونچ گئی تھی - جو میرے اخراجات کو کافی ہوتی - اگرچہ بابو
سادن مل بے کار تھا - لیکن ہم اکٹھے ہی رہتے - کسی کو تکلیف نہ تھی - یہاں بڑے
بڑے شرابیوں سے ملاقات ہوئی - اور شگتیوں کا سماگم بھی ہوتا رہا - اور بہت چکرون
میں بھی میں شامل ہوا - کیونکہ یہاں پرتاب کول - صاحب کول - زندہی کول صاحب
شاکتک کی بڑی بھاری گدی ہے - ایک روز لالہ نتھومل صاحب جولاہ گنیشا مل ٹھیکہ دار
پرمٹ کا برادر زادہ تھا - میرے مکان پر آیا - دو شیشیوں میں خضاب پڑا ہوا تھا میری
عدم موجودگی میں اوس نے اوس کو عطر خیال کرکے تھوڑا اپنے ہاتھ پر ڈال کر منہ پر بھی
لگایا - اور پارچات پر بھی چھڑکا - ہوا لگنے سے اوس کا منہ اور ہاتھ سیاہ ہوگئے - پارچات
پر بھی سیاہی کے نشان پڑگئے - میں کچہری سے آیا - تو اوس کا یہ حال دیکھ کر افسوس
کیا - پھر پانی گرم میں نمک ڈال کر اوس کو دھویا گیا - قدرے رنگ اُتر گیا - تب ہم مع
دو چار اور دوستوں کے ایک ڈونگہ میں بیٹھ کر ڈل کی سیر کو نکلے - کھانے کا سامان ہمراہ
تھا - دو بوتل شراب کی بھی لے گئیں - بعد سیر کے جب رات کو واپس آئے تو قریبا سب
بیہوش تھے - ایک دو تو گھر چلے گئے - باقی ہم سب کشتی میں ہی رہے - رات کو اس قدر

پیاس لگی کہ جان نکل رہی تھی - ہر ایک آدمی دوسرے سے پانی مانگ رہا تھا - مگر یہ کسی کو بھی معلوم نہ ہو سکا کہ کشتی میں سوئے ہوئے ہیں - ذرہ ہاتھ پسارین تو پانی مل سکتا ہے - صبح ہوتے ہی سب کے ملازم آئے اور ڈیرہ پر لے گئے

اب بابو ساون مل صاحب بیکاری سے اوداس تھے - اونہون نے بھائی ہرت سنگھ ساہوکار کو ملکر ایک ٹھیکہ کی تجویز کی - جسمیں مجھ کو بھی شامل کیا گیا - اور بہ عنائت سردار روپ سنگھ صاحب گورنر کشمیر ٹھیکہ سرکانہ سڑک کشمیر کو ہالہ سے لے کر بارہ مولا تک بمقابلہ بارہ ہزار روپیہ سالانہ ضرب چلکی سہ سالہ ہمارے نام ختم ہو گیا - اب مجھ کو اس انتظام کے واسطے سری نگر چھوڑنا پڑا - اور مظفرآباد میں آگیا - یہ مظفرآباد ریاست کا ایک ضلع ہے - یہان وکالت بھی کرتا - اور ٹھیکہ کا انتظام بھی - کوہالہ - دومیل - اوڑی - رامپور ٹھیکہ کی چوکیان مقرر کر کے ملازم رکھہ لئے گئے - اور کام شروع ہوا - انتظام تو ملازمان کے ہاتھہ میں تھا - میری صرف نگرانی تھی - جب سہ ماہی کا حساب بنا کر میں نے روانہ کیا - تو میرے دونون دوستون کو جو ٹھیکہ میں شریک ہوئے تھے - وہم ہو گیا - کہ ٹھیکہ میں نقصان ہوگا - کیونکہ پہلی سہ ماہی میں آمدنی کم ہوئی خرچ ذرہ زیادہ تھا - بدین وجہ کہ ہر ایک جگہ مکانات بنوائے گئے - رجسٹر اور فارم وغیرہ چھپوائے گئے - اور صندوق وغیرہ سامان ہر جگہ کے واسطے بنوایا گیا تھا - اونہون نے مجھ کو ذرہ بطور دھمکی کے لکھا کہ تمہارا انتظام اچھا نہیں - ہم تمہارے کہنے سے پھنس گئے ہیں - یہ دیکھ کر مجھکو بڑا غصہ ہوا - میں نے ایک اور دوست سے ذکر کیا - یہ میرا دوست لالہ کرپارام محکمہ چونگی کا خزانچی تھا - اس نے کہا - کہ اگر وہ ناراض ہیں - تو البتہ ٹھیکہ تم ذمہ وار ہو جاؤ - جس میں یہ ٹھیکہ بطور منافع دے کر لے لیتا ہون - میں نے ذمہ اٹھایا اور نصف نصف ٹھیکہ کا یا ہم اوس سے میرا اقرارنامہ لکھا گیا - اور بارہ سو روپیہ منافع دینا

تجویز کیا۔ میں نے اپنے پورانے دوستون کو لکھا۔ کہ اگر تم گھاٹا سمجھتے ہو۔ تو بارہ سو
روپیہ منافع لے کر یہ ٹھیکہ دوسرے آدمی کو دیا جاوے۔ اونہون نے بذریعہ تار انتقال
ٹھیکہ کی مجھ کو اجازت دی۔ اوسی روز میں نے بذریعہ رجسٹری ٹھیکہ بنام لالہ گرپارام
انتقال کردیا۔ دو ہزار روپیہ پیشگی والہ اور بارہ سو روپیہ منافع کا اوس نے دیدیا جسمین
سے چہار صد روپیہ منافع والا میرے حصہ میں آیا۔ اور آئندہ ٹھیکہ میں میرا نصف
ہو گیا۔ پندرہ بیس روز کے بعد میرا دوست بابو ساون مل آیا۔ اور بڑی مایوسی کی
حالت میں تھا۔ اوس نے مجھ سے ذکر کیا کہ بھائی ہردت سنگھ تنا ہو کا رہے۔ اوسکو
پرواہ نہیں۔ تم بھی کام لگ گئے۔ میں بیکاری کی حالت میں کیا کرون گا۔ یہ سن کر
مجھ کو رحم آگیا۔ اور دل میں خیال کیا۔ کہ یہی شخص مجھ کو کشمیر میں لایا تھا۔ کیا ہوا جو مین
آج ٹھیکہ دار بھی بن گیا۔ اور سند یافتہ وکیل بھی۔ اس کے سلوک کو بھول جانا دوستی
سے بعید ہے۔ کیسی تکلیف کے وقت اوسنے میری امداد کی تھی۔ اوسکو میں نے گلے
لگا لیا۔ اور کہا۔ کہ میں تم کو نہیں جانے دونگا۔ تمہارا سلوک مجھ کو یاد ہے۔ تم جانے ....
کا ارادہ ملتوی کردو۔ میں کوئی تجویز سوچتا ہون۔ اتنے مین بابو برکت رائے صاحب
ٹیلی گراف ماسٹر جو میرے پورانے واقف تھے آگئے۔ اون سے ذکر کر کے ایک
تجویز نکالی کہ ایک غیر آدمی کو جو بالکل بے تعلق تھا۔ گرپارام صاحب کے پاس روانہ کیا
کہ اوس کے کان میں یہ خبر پہونچا دے۔ کہ کل ریاست کے ٹھیکہ یک سالہ ہو گئے ہین
ایسا ہی ایک دوسرا آدمی پرمٹ کے ٹھیکہ پر بھیجدیا۔ جب گرپارام کو یہ خبر پہونچی۔ تو
اوسکو یہ فکر ہوا۔ کہ میں تین سالہ منافع دے چکا ہون۔ اور ٹھیکہ ایک سالہ ہو گیا۔ وہ
میری طرف آیا۔ راستہ میں پرمٹ والون نے بھی اوسکو کہا۔ کہ ٹھیکہ ایک سالہ ہو گیا
وہ زیادہ فکر مند ہوا۔ گھبرایا ہوا میرے پاس آیا۔ اور مجھ سے ذکر کیا۔ میں نے کہا

کہ مجھ کو کوئی خبر نہیں - اور یہ جھوٹھ ہوگا - چلو بابو برکت رائے ٹیلی گراف ماسٹر
سے پوچھتے ہیں جب ہم دونون اوس کے پاس پہونچے تو اوس نے جاتے ہی کہہ
دیا - کہ ٹھیکہ تو ایک سالہ ہو گئے - اب میں نے بھی فکروالی صورت بنا کر لالہ کرپارام
سے کہا - کہ کوئی ایسی تجویز کرو جس سے یہ خبر مشہور نہ ہو جاوے - بابو ساونمل کل سے
یہان آیا ہوا ہے - میں کوئی نہ کوئی بہانہ کر کے یہ ٹھیکہ اوسکے گلے مڑھ دونگا پرمٹ
والے تو تمہارے وطنی ہیں - وہ تمہارے کہنے سے رُک جاوینگے - بابو برکت رائے کو
کچھ دیدو - وہ بھی اِس خبر کو مشہور نہ کرے - غرضیکہ ایک فردپشمینہ کا بابو برکت رائے کو
دلا کر لالہ کو پرمٹ کے چبوترہ پر بھیجا - اون کی منت خوشامد کر کے روکا گیا - اب لالہ کرپارام
میرے پاس آیا - بابو ساونمل کو میں نے پہلے ہی سمجھا دیا تھا - ٹھیکہ کے بارہ میں گفتگو
ہو کر تین سو روپیہ منافع دینا ٹھہر گیا - بارہ سو وہ منافع لالہ کرپارام کو واپس دیا - جو
اوس سے لیا تھا - اور تین سو زیادہ جسمیں ڈیرہ سو روپیہ میرا حصہ تھا - اب
دونون راضی ہو گئے - اور واپسی ٹھیکہ کی رجسٹری از طرف لالہ کرپارام بحق بابو ساونمل
صاحب ہو گئے - جسمین نصف کا شریک میں ہوا - علاوہ اِس کے اور کام پبلک ورکس
کے بھی ہم دونون نے شراکت پر لے لئے - کام نہائت عمدہ چلتا تھا خاطر خواہ فائدہ
بھی ہوا - میں نے تو منافع سے صرف تین ہزار روپیہ ہی لیا - اوس کے بعد میں تیرتھ
یاترا کو چلا گیا - جسکا آگے ذکر کرونگا - واپسی پر میری استری بیمار ہو گئی - جس کو
علاج کے واسطے بھیرہ لے گیا - ہرچند علاج معالجہ کیا - مگر کامیاب نہ ہوا - میری وہ
استری پرلوک کو سدھار گئی - اب مجھ کو برادری کے لوگون نے مجبور کیا - کہ دوسری
شادی کرو - جسکو میں نے قبول کر لیا - میں تو مظفرآباد میں واپس آ گیا - جہان
میرا کام تھا - لیکن دو تین ماہ کے بعد مجھکو وطن سے تار خبر آئی - کہ ۸ ماہ گھر تمہاری

شادی قرار پا گئی ہے - جلد آؤ - یکم گلمرگ میں وہاں پہونچ گیا - لیکن دریافت کرنے سے معلوم ہوا - کہ جس لڑکی سے میری شادی ہونے والی ہے چار دسکی عمر قریبًا آٹھ برس کے ہوگی - میں نے ایسی شادی کرنے سے انکار کر دیا - کہ یہ مہاپاپ ہے - اگرچہ میرے رشتہ دار ناراض بھی ہوئے - لیکن میں بلا اطلاع اونکی مظفرآباد میں واپس آگیا - یہاں میرے ایک دوست نے مجھ کو اطلاع کی - کہ ایک سولہ سال کا ناطہ ہے - اگر تم منظور کرو - تو تجویز ہو سکتی ہے - دریافت کرنے سے معلوم ہوا - کہ یہ پنجاب کے برہمن سودن ہیں - کچھ عرصہ ہوا - بسبب ملازمت کے اس ملک میں آگئے تھے - اب لڑکی کا باپ تو مر گیا ہے - مگر اوسکی خرید شدہ زمین یہاں تھی - اسی واسطے یہ یہاں رہ گئے - مگر لڑکی کا ناطہ بارہ سال سے کسی دوسری جگہ ہوا ہوا ہے - آخیر کو اوس کے بھائی سے سرکار میں عرضی دلوائی - کہ ہم پنجاب کے برہمن ہیں - غلطی سے ناطہ پہاڑی برہمنوں کے گھر ہو گیا ہے - مگر میرے اوس دوست کے ذریعہ ڈیڑھ سو روپیہ پر فیصلہ ہو گیا - اونکو روپیہ دے کر فارغ خطی لکھوائی اور میری شادی ہو گئی - لیکن یہ میری استری پنجابی زبان بالکل نہیں جانتی تھی کیونکہ یہ پنجاب میں پیدا نہ ہوئی تھی - کشمیری زبان یا کچھ کچھ پہاڑی زبان بولتی - اس تکلیف کو رفع کرنے کے واسطے میں نے شادی کرتے ہی اوسکو بھیرہ کے کنیا پاٹھ شالہ میں داخل کر دیا - اور یہ کہا کہ جس روز تم اپنے ہاتھ کی چٹھی مجھ کو لکھو گی - یہاں سے ساتھ لے جاؤنگا - اب میں پھر مظفرآباد واپس آگیا - پھر یہاں آتے ہی میرے چھوٹے بھائی کی بنوں سے تار خبر آئی - کہ مجھ پر زیر دفعہ ۳۰۲ تعزیرات ہند کا مقدمہ ہو گیا ہے - تم جلد آؤ - میں تو روانہ بنوں ہوا - اور قریبًا چار پانچ ماہ تک اپیل در اپیل کی پیروی میں رہنا پڑا - ادھر میرے دوست بابو ساونمل نے ٹھیکہ کے کام کو ختم کر کے دو

تین ہزار روپیہ جو محکمہ پبلک ورکس میں ہماری شراکت کا تھا۔ لے کر پنجاب کا راستہ لیا۔ جب میں یہاں آیا۔ تو یہ حال سُنا۔ مگر بخیال اس کے کہ دوستی کا معاملہ ہے خاموش رہا۔

اب میں نے یہاں صرف وکالت کا کام ہی شروع رکھا جسمیں قریباً بارہ ۱۲ چودہ ۱۴ سو روپیہ سالانہ کی آمدنی مجھ کو ہو جاتی۔ اور اندازاً آٹھ نو سال میں یہاں ہی رہا۔ قبل اسکے کہ میں یہاں کے حالات عرض کروں۔ تیرتھ یاترا کا تھوڑا حال سناتا ہوں۔ وہ یہ کہ۔ سمت ۱۹۴۸ میں میں نے اپنی پہلی استری کے اُپدیش سے تیرتھ یاترا کا ارادہ کیا۔ پہلے ہم لاہور امرت سر سے ہوتے ہوئے ہری دوار پہونچے۔ وہاں سے دہلی۔ پھر متھرا۔ بندرابن۔ پھر آگرہ۔ اور پریاگ راج اور بندھیاچل سے ہوتے ہوئے کانشی جی۔۔۔۔۔ سے واپس ہوکر لکھنؤ فیض آباد اجودھیا وغیرہ دیکھتے ہوئے۔ پھر ہردوار میں آگئے۔ جو کچھ میں نے تیرتھوں پر دیکھا۔ اور کیا۔ اگر وہاں کے پنڈوں کی کرتوتوں کو مفصل بیان کیا جاوے تو ایک علیحدہ کتاب بنانے کی ضرورت ہے۔ اسواسطے ان مفصل حالات کو بھی۔ کتاب کے دوسرے حصہ کے واسطے چھوڑتا ہوں۔ صرف ایک دو واقعات ہی بیان کر کے اس یاترا کو ختم کروں گا۔ جب ہم دہلی سے روانہ ہوئے۔ تو راستہ میں ہم کو متھرا کے چوبے مل گئے۔ ایک نے کہا کہ اگر تمہارے پروہت نہ ملیں تو ہم پنجاب کے پروہت ہیں۔ رام لڈو ساہڑی تین بھائی ہمارا نام پوچھ لینا۔ لاڈو لڈو پیڑا ہمکو دے دو۔ جمنا میا تمہارا کلیان کرے گی۔ وہاں جاتے ہی۔ بوٹی۔ کھوٹی اور سوٹی تین بھائی ہمکو اور مل گئے۔ جنکی بہیوں پر ہمارے بزرگوں کے نام لکھے ہوئے تھے۔ گوکل۔ گوردھن برسانہ اور دیگر مندروں کے اونہوں نے ہمکو درشن کرواکر خوب لٹوایا۔ ماتا جسودہا کی چکی۔ اور دودھ والی چاٹی پر بھی پیسے چڑھوائے۔ جمنا میا کی آرتی اور پوجا کرائی۔ پھر ہمیں

بندرابن میں پہونچکر یہاں ایک سارست برہمن اپنے پروہت کو تلاش کرلیا - یہہ
ذرہ شریف آدمی تھا - ہم کوکل مندرون کے درشن کرائے - کدنب برچھہ کو بھی دکھایا
جسپر ننگن گوپیون کے بستر لے کر سری کرشن مہاراج جی براجمان ہوئے ہتے
یہان کی ہولیاں بھی دیکھی بڑی بارونق ہوتی ہیں - ان ایام میں اکثر استریاں بغل
میں ایک کپڑہ کا کوڑہ رکھتی ہین - جہان کسی بدمعاش نے کہا بھابی جھٹ اوس کوڑہ
سے اوس کی گت بنائی - مندر یہاں کے قابل دید ہیں - سیٹھ لکھمیداس کا مندر سب
سے بڑا ہے - لالہ بابو اور برہمچاری کا مندر ایسا ہے جسکا ثانی دنیا پر کوئی نہوگا -
ڈیڑہ سو روپیہ خرچ کرکے ہم یہان سے نکلے - آگرہ سے ہوتے ہوئے - روضہ ممتاز محل
اور قلعہ دیکھکر پریاگ راج پہونچکر سر منڈوایا - پروہت کا راضیا نہ لیکر بندھیاچل
کو روانہ ہوا - جہان بندباسنی درگا کا استہان ہے - یہ جو مشہور کیا جاتا ہے - کہ تین
تین گھنٹہ اوسکا سروپ بدلتا ہے - بالکل غلط ہے - جب ہم کانشی پہونچے تو شہر
دیکھکر طبعیت خوش ہوگئی - کیونکہ یہ بڑا شہر ہے - یہان بھی مندرون کے درشن
کئے - اور کانشی کلوتر کا موقعہ دیکھا - بیچ کوشی بھی کی گئی - گیا کے جانے سے
یہان کے پنڈتون نے ہمکو روک دیا - کیونکہ یہان کوئی درشن نہیں - اور نہ اشنان
وغیرہ کا مہاتم صرف شرادہ اور پنڈ کا مہاتم ہے - تمہارے پتا زندہ ہیں - تم کو جانا
نہیں چاہئے - یہان کپڑہ کی خرید میں قریبًا سو روپیہ ہمارا بنارسی ٹھگوں نے لوٹ
لیا - پھر اجودھیا جی کو دیکھا - جہاں سوائے معمولی مندرون اور کھنڈرات کی اوس
وقت کوئی زیادہ رونق نہ تھی - واپسی پر جب ہم ہری دوار پہونچے - تو یہاں کنبہ کا میلہ
تھا - ایک طرف تو یہ مشہور کہ بروے جوتش شاستر جیسا کہ پترون میں لکھا ہوا چلا آتا
ہے - گنگا جی کی عمر چھہ سات سال باقی رہ گئی ہے - پھر کوئی کنبہ نہ آوے گا - مگر

دوسری طرف اس مسئلہ کو ترمیم کرکے یہ مشتہر کیا گیا تھا۔ کہ یہ گنگا جی سدیو کال تک نہ رہے گی۔ پتھروں میں جھوٹھ لکھا ہے۔ البتہ لوگوں کی شردھا ہٹ جاوے گی۔ بڑا بھاری میلہ تھا۔ کئی لاکھ آدمی جمع ہو گئے۔ راجہ۔ مہاراجہ۔ سادھ اور فقیر سناتن دھرم سبھا۔ مہامنڈل۔ آریہ سماج۔ دیو سماج۔ گورکھشنی سبھا وغیرہ۔ کئی مہاتما دور دور سے آکر جمع ہوئے تھے۔ ادھر عیسائی مذہب کے پادری صاحبان بھی اپنا کام کر رہے تھے۔ چھبیس ۲۶ روز تک ہم یہاں ہی رہے۔ ایک جماعت ننگن سادھوؤں کی بھی دیکھی۔ اور ایک استری کو بھی بالکل ننگن دیکھا۔ جسکو ابدھوتنی کہتے تھے یہ بڑی رشٹ پُشٹ لاکھوں آدمی اوسکو دیکھنے کے واسطے جاتے۔ بڑی مسخری عورت تھی۔ کئی آدمیوں کو متوجہ کرکے اپنے پستان ہاتھ میں پکڑ کر کہتی کہ آؤ بچو تم کو پلادوں۔ اور اپنی گپت استھل کی طرف اشارہ کرکے کہتی کہ تم بھی اسی سے نکلے ہو۔ اب شرم کرنے سے کیا ہوگا آؤ درشن کرلو۔ یہ کوئی پاگل نہ تھی۔ صرف روپیہ کمانے کے واسطے لوگ لجا کو تیاگ دیا تھا۔ اب کُمبھ کا دن آگیا۔ سب لوگ خیال کر رہے تھے کہ اشنان کس طرح ہوگا۔ بڑی بھیڑ ہے۔ لیکن سرکار کی طرف سے یہ انتظام کیا گیا۔ کہ ایک بڑا بلند نشان خاص ہری دوار کی پوڑیوں پر جہاں اشنان کی جگہ تھی کھڑا کر دیا گیا۔ اور تین تین چار چار کوس تک تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر بڑے مضبوط پھاٹک لگائے گئے۔ ایک راستہ سے اشنان کرنے والے آتے اور دوسرے راستہ سے جاتے۔ جب دو تین ہزار آدمی ہری دوار میں اشنان کرنے والا جمع ہو جاتا۔ تو نشان گرا دیا جاتا۔ کُل پھاٹک بند ہو جاتے۔ جہاں جہاں خلقت ہوتی رُک جاتی۔ جب وہ آدمی اشنان کرکے دوسرے راستہ سے نکل جاتے تو نشان پھر کھڑا کیا جاتا۔ اور کُل پھاٹک کھول دئے جاتے۔ مگر تھوڑی دیر کو پھر بند

ہمارا ڈیرا جوگی واڑہ میں ہری دوار کے بالکل قریب تھا - مگر اندازہ کیا - کہ جس چکر کو گھوم کر ہمکو آنا ہے - کوئی چھ کوس کا فاصلہ ہو جاوے گا - خیر میں اپنے نوکر کو ڈیرہ میں چھوڑ کر اپنی استری کا ہاتھ پکڑ کر اشنان کرنے کو چلا - ۷ بجے صبح کا چلا ہوا قریبًا دو بجے دوپہر کے بعد میں ہری دوار کی پوڑیون پر بڑی مشکل سے پہونچا - دھکے پہ دھکا کئی آدمی تو راستہ میں گر گئے - اور پھر نہ اوٹھ سکے - کئی آدمیون کے سانس رُک گئے - غرضیکہ ہر طرح کی دُردشا ہوئی - جب ہم ہردوار کی پوڑیوں پر پہونچے - تو پہلے میری استری نے اشنان کرنا چاہا - ایک چادر تو اوس نے اوڑہی ہوئی تھی - دوسری اوس کی چادر اور اپنی دھوتی میں نے ہاتھ میں لے کر بازو کو اونچا کیا ہی تھا - کہ ایک بدمعاش نے جو گنگا جی کے بیچ ہی کھڑا تھا - میری طلائی مُرکی پر ہاتھ مارا اور لے گیا - اگرچہ میرے کان سے خون جاری ہو گیا تھا - مگر میں نے وہ کپڑہ چھوڑ کر دونون ہاتھون سے اوس کے بازو کو پکڑ لیا - مُرکی تو اوسنے گنگا جی میں پھینک دی دو ایک اوس کے ہمراہی جا اوسی جگہ موجود تھے - میرے ہاتھون سے اوس کو چھوڑاتے اور کہتے کہ یہ کُنبہ کا سمان اور گنگا جی کے بیچ میں کھڑے پُن کرو - یہ قید ہو جاوے گا - مگر جنگی سپاہی بھی جو پہرہ کے واسطے آئی ہوئی تھی - اونہون نے دیکھ کر گرفتار کر لیا - پلیس سٹیشن بھی قریب ہی تھا - وہان حاضر ہونے پر جھٹ پٹ چالان مرتب کر کے مجسٹریٹ کے پاس جو ہری دوار کے اوپر اجلاس کر رہے تھے - ہم کو بھیجدیا - پیش ہوتے ہی میرا بیان ہوا - اور اُن سپاہیون کی شہادت پر فرد قرار داد جرم لگایا گیا - ملزم سے صفائی کی شہادت طلب ہوئی - اوسنے کہا کوئی نہیں - چھ ماہ قید پچاس روپیہ جرمانہ کی سزا ہو گئی - اور ہم رخصت ہو کر قریبًا شام کو ڈیرہ میں پہونچے - اور دو چار روز ہری دوار میں رہ کر روانہ پنجاب ہوئے *

بھائی صاحبان میری وہ استری جبکو میں نے بھیرہ کی کنیا پاٹھ شالہ میں داخل کیا تھا۔ ۹ ماہ میں ہندی بھاشہ کے حروف اچھی طرح سیکھ گئی۔ یہان تک کہ ہندی بھاشہ کی عبارت اچھی طرح پڑھ لیتی۔ دو حصہ حساب کے بھی سیکھ گئی۔ اب اوس نے اپنے ہاتھ سے مجھکو چھٹی لکھی کہ میں یہانتک پڑھ گئی ہون۔ اس پر مین بھیرہ میں جاکر اوس کو مظفر آباد لے آیا۔ لیکن ابتک میں نے شراب نہ چھوڑا تھا دن کو تو اپنا کام کرتا۔ رات کو دوکان میں جاکر اس قدر شراب پی لیتا۔ کہ کوئی آدمی اوٹھا کر ہی مجھکو گھر میں لاتا۔ کسی روز راستہ میں ہی پڑا رہتا۔ کئی بار تو میرے کپڑے اوتار کر لوگ لے گئے۔ معلوم نہ کر سکا۔ کئی بار میں نے تھال اور دیگر سامان اپنا دریا میں پھینک دیا۔ یہان چند آدمی معزز اہلکار اور افسر بھی شراب پینے میں میرے ساتھ تھے۔ جن کے نام ظاہر کرنے یہان مناسب معلوم نہیں ہوتے۔ ایک دفعہ میرا دل یہان اوداس ہوگیا۔ اور میں نے میر پور چومک میں اپنا کام شروع کیا۔ یہان بھی مجھکو آمدنی شروع ہوگئی۔ مگر انہی دنوں میں کانگریس کا ناوان سالانہ جلسہ لاہور میں تھا۔ بھیرہ کی طرف سے مجھکو ڈیلی گیٹ منتخب کیا گیا۔ جب میں لاہور پہونچا تو دو روز کانگریس کے اجلاس میں گیا۔ تیسرے روز مجھ کو چند پرانے دوست مل گئے۔ جن کے ہمراہ میں نے شراب پی لیا۔ ابھی تھوڑا ہی نشہ تھا۔ کہ ماسٹر چند و لعل نے میری یہ حالت دیکھ کر جو کچھ نقد تھا۔ وہ تو سنبھال لیا۔ مین نے اسقدر شراب پی کہ شام کو لوہاری دروازہ کے باہر ایک نالی میں گر گیا۔ جہان سے نہ معلوم کس نے مجھکو نکالا بہت آدمی میرے گرد جمع ہوگئے۔ اتنے میں گوجرانوالہ کا ایک دوست میرا جو کسی کمپنی کا تماشا دیکھنے جارہا تھا۔ اوس نے میری یہ حالت دیکھ کر مجھکو خبردار کیا۔ اور کہا کہ ڈیرہ پر جاؤ۔ میں نے کہا کہ میں تو نہیں جا سکتا۔ تم تماشہ میں ہمراہ لے چلو

اونہون نے مجھ کو دستار بند ہوائی اور بھلا مانس بناکر ہمراہ لے گئے۔ ایک روپیہ کا
ٹکٹ بھی اونہون نے مجھ کو لے دیا۔ اور تماشہ میں داخل ہوا۔ مگر میں تو شرابی تھا میری
کوئی شرارت دیکھ کر مینیجر کمپنی نے کان سے پکڑ کر مجھ کو باہر نکالکر پولیس کے حوالہ کر دیا
تھوڑی دور آکر پولیس کے سپاہی نے میری تلاشی لی۔ روپیہ پیسہ تو کچھ تھا ہی
نہیں۔ ایک واسکٹ اور کوٹ اور قمیض سے طلائی بٹن اوتار لئے۔ اور دو تین ڈنڈہ
مجھ کو لگاکر کہا کہ بھاگ جاؤ۔ اور اپنا راستہ پکڑو۔ ورنہ حوالات میں دئے جاؤ گے۔ اب
میں جو زور سے بھاگا۔ تو راستہ میں ایک اور نالی کلان تھی۔ اوس میں گر کر زخمی
ہوگیا۔ سر میں بائیں طرف خوب چوٹ لگی۔ اور خون بھی جاری ہوگیا۔ اور میں
بے ہوش تھا۔ نہ معلوم ایسا میرا کون دوست دہان سے مجھ کو اوٹھاکر ڈیرہ میں لایا
ڈیرا بھی ایسی جگہ تھا۔ جسکو میں اچھی حالت میں بھی اکیلا تلاش نہ کر سکتا تھا۔ صبح
ہوتے ہی کیا دیکھا کہ درد تو اسقدر نہیں ہے۔ مگر سر میں جسطرف چوٹ لگی تھی
اوسکی دوسری طرف کا بازو بالکل بے حس و حرکت۔ ہوگیا ہے۔ ایسی حالت میں
ڈاکٹر کے پاس پہونچے۔ اوس نے کہا۔ کہ دو تین ماہ میں آرام ہوگا۔ اب میں بھیرہ
میں آگیا۔ اسقدر لاچار تھا۔ کہ پگڑی تک خود نہیں باندھ سکتا تھا۔ درد بھی شروع
ہوگیا۔ دیسی علاج کرنے سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ پھر ڈاکٹری علاج شروع کیا۔ دس
پندرہ روز علاج میں کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اب میں گوجرانوالہ میں آیا۔ یہان ڈاکٹر بھولا نند
صاحب کے علاج سے دو ماہ میں آرام ہوگیا۔ اب میں یہان سے مظفرآباد میں گیا۔
مگر شکر ہے اوس پرماتما کا کہ جس نے مجھے یہان پہونچکر دو چار آریہ سجنوں سے ملاپ
کرا دیا۔ دو چار سماجک پستکین بھی نظر سے گذریں۔ پھر کیا آنکھیں کھل گئیں۔ اور
لگا دست تاسف ملنے کہ ہائے۔ میں نے اپنی تمام عمر یون ہی دنیاوی لہو و لعب اور

نفس پرستی میں ضائع کردہی اور ویدک دھرم کو چھوڑ آجتک کیسے مہا پاپوں میں ڈوبا رہا - پہلے تو یہ بھی خیال آیا - کہ اب عمر تو قریباً گذر چکی باقی گنتی کے دنون مین کیا کرونگا (اب پچھتائے کیا ہوتا ہے جب چڑیا چگ گئیں کھیت) مگر پھر اس خیال پر کہ اگر دن بھر کا بھولا شام کو گھر آجاوے تو اوسکو بھولا نہیں کہا جاتا - ویدک دھرم کے لہراتے ہوئے جھنڈے کے نیچے آکھڑا ہوا - اور سماجک کاموں میں تن من دہن سے مصروف ہوگیا - یہانتک کہ میری کوششون سے خاص مظفر آباد میں ایک آریہ سماج بھی قائم ہوگیا - جس کے دس پندرہ ممبر ہوگئے - پستک سب منگوالیے - یہانتک کہ ویدبھاشیہ بھی آگئے - اگرچہ لوگون نے مخالفت بھی کی مگر یہان پرواہ نہ تھی - اپنا کام عمدگی سے چلایا - کئی برہمن اور پنڈت بیراگی سادہو وغیرہ مہاراج صاحب کے پاس گئے - اور شکائت کی کہ آریہ سماج کے ہونے سے ہمارا دھرم بھرشٹ ہوتا ہے - مگر سری حضور نے کچھ توجہ نہ کی - اسنے میں ہمارے برہم چاری برہمانند جی اُپدیشک آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب ہمارے طلب کرنے پر تشریف لے آئے - اور ہر روز اونکی ویاکھیان ہونے لگی - ادھر میری استری بھی بخار سے بیمار ہوگئی - ہر چند اوسکا علاج معالجہ کیا مگر وہ بھی اپنے گیارہ ماہ کے بچے کو چھوڑ کر پرلوک سدھار گئی - چونکہ برہم چاری جی موجود تھے - اوسکا مرتک سنسکار ویدک ریتی سے کرایا - اِس پر بھی لوگ مخالف ہوگئے - اُدھر ہمارے سوامی اچدانند صاحب بانی انبھو پرکاش سبھا کو لالہ کا بھائی دیا سنگھ صاحب سے جو اس علاقہ میں سکھون کا گورو تھا - تکرار ہوگیا وجہ تکرار یہ تھی - کہ ایک روز گڑھی جیب اللہ میں کسی سکھ کے گھر میں شرادہ تھا - برہمن لوگ جمع ہوئے - تو ایک برہمن نے کہا - کہ بھائی جی آج یگیو پویت دھارن کر لو - اوس نے کہا کہ ہمارے گورو بھائی دیا سنگھ گدی والے سنت آئے ہوئے ہیں - اونہون نے منع کیا ہوا ہے - اس پر برہمنون نے

کہا کہ ہم تمہارے ٹھر بھوجن بھی نہیں کرتے - جب تک کہ تم یگیوپویت نہ دھارن
کرو- یہ خبر بھائی دیا سنگھ کو پہونچی - اوس نے اعلان کردیا - کہ جو ہمارا سکھ ہے -
یگیوپویت کو جلادیوے اوسی جگہ سوامی اچدانند موجود تھا - اوسکو غصہ آگیا - اور
کہا کہ یہ دوسرا اورنگ زیب پیدا ہوگیا ہے - جو ہندوؤں کے یگیوپویت اوتارتا
ہے - دیکھو سکھوں کے گورو گوبند سنگھ جی نے یگیوپویت اور بودی کی لاج رکھنے
کے واسطے اپنی جاں بھی دے دی اور دھرم کی رکھیا کو نہ چھوڑا - اودھر نوبکھلی
کے علاقہ میں سوامی جی نے کھتری برہمنوں کو اکٹھا کیا - ادھر ہماری سماج کو
لکھا کہ تم بھی ہمکو مدد دو - یہ دھرم کا معاملہ ہے - ہماری سماج نے اس معاملہ میں
دھرم کار یہ سمجھ کر بڑا حصہ لیا - جس سے بھائی دیا سنگھ اور اون کے کل سکھ
ناراض ہوگئے - اب یہاں تھوڑا ان سکھوں کا حال بھی درج کرنا ضروری ہے
کہ یہ سکھ کہاں سے آئے - اور کیونکر سکھ بنے - پنجاب میں جب مسلمانوں کا
زور ہوگیا - اور جبراً مسلمان کرتے جاتے تھے - تو ان موجودہ سکھوں کے بزرگ
جو اچھے ودوان اور پنڈت کرم کانڈی تھے - اپنے دھرم کی رکھیا کے واسطے پہاڑوں
میں آکر چھپے - اوس وقت یہ پہاڑ بالکل غیر آباد تھا - کچھ عرصہ تک تو میوہ جات سے
اپنا گذارہ کیا - مگر اسمیں اُدر پورنا نہ ہوتی دیکھ کر کچھ زمیں کی کاشت کرنے لگے
کیونکہ ان کو یہاں مت شاستروں کے سُننے والا بھی کوئی نہ تھا - جس سے اون کو
سہائتا ملتی - جب یہ زمینداری میں مشغول ہوئے - تو ان کی اولاد بھی پڑھنا چھوڑ
کر اوسی کام میں لگ گئے - جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ان ودیا والوں کے مرجانے
پر یہ بالکل موڑھ رہ گئے - اور چونکہ اس جنگل میں اوس وقت نائی بھی کوئی
نہیں ملتا تھا - پس قدرتی طور پر اونکے سر پر جٹا جوٹ ہوگئے - بہت عرصہ کے

بعد کسی سکھی دھرم والے نے اون کو سکھی دھرم کا اُپدیش کر دیا۔ اب تو جگہ بجگہ دھرم سالہ موجود ہیں۔ اور برہمن لوگ بھی سکھ ہی بن گئے۔

ایک وجہ اور بھی مخالفت کی ہوئی۔ وہ یہ کہ جب میری استری کا انتقال ہو گیا۔ تو اوس گیارہ ماہ کے بچے کی پرورش مشکل ہو گئی۔ اسواسطے میں نے ست دھرم پرچارک اخبار میں اشتہار دیدیا۔ کہ میں کسی ایسی بدھوا استری سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ جو میرے لڑکے کی پرورش کو منظور کرے اور ویدک دھرم سے اوس کی شادی مجھ سے جائز بھی ہو۔ ایسا ہی پُنر بواہ کی بابت ہماری سماج میں روز لکچر بھی ہونے شروع ہو گئے۔ جسپر دو بیوہ استریوں نے سماج سے سہائتا چاہی۔ ایک تو سُنیاری تھی۔ اوسکا بواہ ہو گیا۔ دوسری برہمنی جسکی شادی ہوئے صرف ایک ہی سال ہوا تھا۔ کہ وہ بیوہ ہو گئی تھی۔ اوس سے میں نے اقرار کر لیا۔ کہ اگر تو چاہے تو میں تیرے ساتھ شادی کرنے کو تیار ہوں یہ سُنکر وہ گھر سے نکل آئی۔ کسی دوسرے گھر میں جا بیٹھی۔ اوسکی وارثوں نے شور مچا دیا۔ دس بجے رات کے مجھ کو خبر پہونچی۔ کہ اوس استری کو حوالات میں دیا گیا ہے۔ میں معہ ایک ممبر آریہ سماج کے تھانہ میں گیا۔ اون سے پوچھا۔ اونہوں نے کہا۔ کہ وزیر وزارت صاحب نے حکم دیا ہے۔ کہ یہ استری پانسو روپیہ کی ضمانت دلوے ورنہ حوالات میں رہے۔ میں نے اوسی وقت پانسو روپیہ کا نوٹ اوسکی ضمانت میں دیکر اوسکو رہائی دلوائی۔ صبح ہوتے ہی نہ معلوم کس کی صلاح سے مجھ پر اغوا کا دعوےٰ ہو گیا۔ معہ چار ممبر آریہ سماج کے [illegible] میں رکھے گئے۔ وارنٹ بھی ہمارے نام جاری ہو گئے۔ میں نے تو دو صد روپیہ کی ضمانت داخل کر دی مگر سماج کا ایک ممبر حوالات میں بھیج دیا گیا۔ اوسطرف

مہاراجہ صاحب سری نگر سے روانہ ہوکر جموں جا رہے تھے - یہ موقع ان لوگوں کو مل گیا - جو ہماری سماج کے برخلاف تھے - سکھ - برہمن - بیراگی وغیروں نی مشورہ کرکے مع اپنے مریدوں کے سڑک پر جمع ہوکر مہاراجہ صاحب سے فریاد کی - کہ آریہ سماج کے ہونے سے ہمارے دھرم اور ہمارے مندروں اور مورتیوں کی نندا تو ہوتی ہی تھی - اب آریہ سماجی ہماری استریوں کو اپدیش دے کر نکالنے لگ گئے ہیں - سرکار ہمارا انتظام کرے ورنہ ہمکو راہ داری مل جاوے - نہ معلوم اور کیا کیا کہا - وہ وقت بھی کوئی ایسا ہی تھا - مہاراجہ صاحب نے دو میل میں پہونچکر فرمایا کہ آریہ سماجیوں کو حاضر کرو - میں تو یہ حکم سنکر بھاگ گیا - بدین خیال کہ پیچھے خواہ کچھ ہی ہو اسوقت عزت بگڑ جاوے گی - چنانچہ ایسا ہی ہوا - پہلے ہمارے بابو برکت رائے ڈپٹی انسپکٹر پیش ہوئے - اونکو رشی کے نام سے بلایا گیا - اور سخت سست کہا گیا - اوسکے بعد چودھری سنتا مل صاحب جو ایک معزز شاہوکار تھا - اوسکا بھی یہی حال ہوا - پھر حکم دیا کہ سنت کو پکڑ لاؤ - مگر سنت تھا کہاں - خیر وہ وقت تو ٹل گیا - ادھر اوسی وقت مہاراجہ صاحب نے مجسٹریٹ ضلع کو بلا کر حکم دیا - کہ ان آریہ سماجیوں کو اس عورت کے مقدمہ میں دس دس سال کی قید کرنا - اور ایک تار اپنے مشیر مال کو دی کہ تم موقعہ پر پہونچ کر تحقیقات کرو دوسری تار اعلےٰ حاکم کشمیر کو کہ تم بھی موقعہ پر پہونچکر تحقیقات کرو - اور ایک تار راجہ رام سنگھ صاحب بہادر کمانڈر انچیف کو دی کہ آپ بھی اس میں تحقیقات کریں - خون کے مقدمات تک تو مجسٹریٹ ضلع یعنی وزیر وزارت ابتدائی تحقیقات کرتے ہیں - لیکن یہ مقدمہ شاید قتل سے بھی زیادہ سنگین سمجھا گیا - جو اسقدر احکام جاری ہوئے - اور دوسرے تیسرے روز شاہی حکم سے پنڈت سورج کول صاحب

سٹیر ہال موقعہ پر آ گئے ۔ ایک مثل اونہوں نے مرتب فرمائی ۔ اور شاہی حکم سے
چودھری سنتا مل صاحب کو جو ہماری سماج کا پردھان تھا ۔ موقوف کر کے اپنی مثل کو جموں
لیکر چلے گئے ۔ دوسرے روز برکت رائے ڈپٹی انسپکٹر کی معطلی کا حکم بھی جموں سے
پہونچ گیا ۔ اور ایک خاص حکم سری حضور مہاراجہ صاحب کا آیا ۔ جس سے میرا
لائسنس وکالت واپس لیا گیا ۔ دو چار دن کے بعد گورنر کشمیر کا صاحب سکرٹری
بھی موقعہ پر تحقیقات کرنے کے واسطے آپہونچا ۔ ایک مثل اوسنے بھی بنائی وہ بغل
میں دبا کر سری نگر لے گیا ۔ اور کر کیا سکتا تھا ۔ کیونکہ اونکو جوڈیشیل اختیارات نہیں
دی گئی تھی ۔ ادھر مجسٹریٹ ضلع کی مثل میں راضی نامہ داخل ہوا ۔ لیکن وہ بھی مثل جموں
بھیجی گئی ۔ اب یہ تینوں امثلات واسطے تجویزات مناسب کے ممبر جوڈیشل صاحب کے سپرد
ہوئیں ۔ جنہوں نے دست اندازی کرنے سے انکار کر دیا ۔ اور فرمایا کہ کوئی فوجداری
کاروائی نہیں ہو سکتی ۔ اور بذریعہ تار وزیر وزارت کو اطلاع دی گئی ۔ کہ کل
ملزمان کو رہا کر دو ۔

میں تو یہ قدر دانی دیکھ کر جموں نہ گیا ۔ لیکن ہمارے ڈپٹی انسپکٹر وغیرہ نے جموں میں
ہو کر کوئی ریاستی چارہ جوئی کی اور بحال ہو گئے ۔ اگرچہ دوران تحقیقات مقدمہ کا
مجھ کو ذرہ بھی خوف نہ تھا ۔ لیکن سکھا شاہی انتظام کو دیکھ کر یہ ضرور یقین ہو گیا
تھا کہ میرا لائسنس وکالت ضبط کر لیا جاوے گا ۔ اسواسطے میں نے بعض جگہوں
میں اپنے روزگار کے واسطے خط و کتاب شروع کی ہوئی تھی ۔ جس روز مقدمہ داخل
دفتر ہونے کی تار خبر پہونچی اوسی روز ایک چٹھی گنگا پرشاد رام کور کمپنی جاپان کی
مجھ کو ملی جسمیں لکھا تھا ۔ کہ منظوری تمہاری درخواست کے لکھا جاتا ہے ۔ کہ تم
فوراً کلکتہ میں پہونچکر ہماری کوٹھی کا چارج لے لو ۔ بالفعل پانسو روپیہ سالانہ

تنخواہ اور دس روپیہ ماہوار کرایہ مکان رہائش ملے گا۔ اور آئیندہ ستر روپیہ سالانہ ترقی
دی جاوے گی۔ راولپنڈی سے کلکتہ کا کرایہ بھی دیا جاوے گا۔ کام یہ ہوگا۔ کہ پندرہ روز
جہاز ہمارا جاپان سے کلکتہ میں آتا ہے۔ اوسمیں دیا سلائی اور پارچات قسم ریشمی وغیرہ
مال ہوتا ہے۔ وہ بذریعہ دلالوں کے منافعہ پر مارواڑیئے سوداگروں کو دے کر وصول
شدہ روپیہ ہمارے نام پر چیٹرڈ بینک میں جمع کراتے جانا۔ اور جس مال کی یہاں ضرورت
ہوگی وہ اون دلالوں کی معرفت کوٹھی داروں سے خرید کر روانہ کرتے رہنا۔ دفتر کا حساب
دیوناگری بھاشا میں رکھنا ہوگا۔ اور خط وکتابت دیوناگری بھاشہ میں ہوگی۔ اس
چھٹی کے ہمراہ ایک حکم بنام ایجنٹ موجودہ کلکتہ کے نام تھا۔ کہ تم اسکو چارج دے کر
کراچی چلے جاؤ۔ دوسری چھٹی مینیجر چیٹرڈ بنک کے نام تھی۔ کہ اس کو ہمارا ایجنٹ تسلیم
کرو۔ ایک اور چھٹی مجھ کو برہم چاری برمانند جی کی آئی۔ کہ اگر تم شری متی آریہ پرتی ندہی
سبھا پنجاب کے ماتحت رہنا چاہو۔ تو تمہارا نام سالانہ بجٹ میں درج کیا جاوے۔
اسی طرح ایک اور چھٹی سردار بدھا رام صاحب کی ایبٹ آباد سے مجھ کو پہونچی کہ میرے
دونوں صاحب زادے ولائت سے بیرسٹرائیٹ لاہو کر آگئے ہیں۔ تم یہاں چلے آؤ۔ کام
دیکھ کر تمہارے روزگار کی صورت ہو جاوے گی۔ ایسے ہی دو چار خط اور بھی آئے۔
لیکن میں خود فیصلہ نہ کر سکا۔ ارادہ کیا۔ کہ اپنے پرم متر ماسٹر چندو لعل صاحب سے
اس بارہ میں مشورہ کروں۔ چونکہ وہ اوسوقت آنریبل جناب بابا کھیم سنگھ صاحب
بیدی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ کے پرائیویٹ سکریٹری تھے۔ اس واسطے مجھ کو مظفر آباد
چھوڑ کر راولپنڈی اون کے پاس آنا پڑا۔ اگرچہ میرے دوست نے کئی تجویزات میرے
واسطے سوچیں۔ لیکن سب سے زیادہ اور مقدم مشورہ یہ دیا۔ کہ ایبٹ آباد میں جانا
بہتر ہے۔ اسلئے میں نے ایبٹ آباد کا پختہ ارادہ کر لیا۔ اور بذریعہ ڈاک سردار بدھا رام

صاحب جی کو اپنے آنے کی اطلاع بھیجدی - لیکن وہ چھوٹا بچہ میرا جسکی عمر ابھی ایک
سال کے قریب تھی - اور اوسکی والدہ کو سر سے ہوئی صرف ایک دو ماہ ہوئے بچتے میرے
ہمراہ تھا - اوسکو بھیرہ میں ایک اپنی بیوہ بھاوجہ کے پاس چھوڑا جسکی بدسلوکی کا ذکر
آگے کروں گا - اب میں ایبٹ آباد میں پہونچگیا - اور سردار صاحب موصوف کی خدمت
میں حاضر ہوا - جہاں مجھ کو یہ خدمت سپرد ہوئی - کہ دونوں بیرسٹرایٹ لا صاحبان کے
دفتر میں کام کروں - چنانچہ ایسا ہی ہوا - لیکن جب ان دونوں بھائیوں کے دفتر علیحدہ
ہو گئے - یعنی بابو پرمانندجی نے اپنا سٹیشن راولپنڈی میں قائم کیا - اور بابو پربھ دیال جی
نے ایبٹ آباد میں تو میں آخرالذکر صاحب کے حصہ میں آیا - اور میرا قیام ایبٹ آباد
میں ہی رہا - جہاں اون کے کل خاندان کا ہیڈ کوارٹر ہے - صاحبان ہٰکوئی خوشامد کی
بات نہیں ہے - اس خاندان کے زیر سایہ آنے سے میں تمام عمر کی تکلیفات کو بھول
گیا خاصکر سردار لکھمی سنگھ صاحب نے جو ہمارے بیرسٹرایٹ لا صاحب کے بڑے بھائی
تھے - مجھکو بہت کچھ سہارا دیا - جنکا میں ابتک مشکور ہوں - قریباً ڈیڑھ سال تک
میں اون کے ماتحت رہا - چپیس ۲۵ روپیہ ماہوار تنخواہ اور میرا کل خرچ بیرسٹر صاحب نے
اپنے ذمہ لیا - اگر کوئی بالائی آمدنی منشیانہ وغیرہ کی مجھکو ہوتی تو نہائت خوش ہوتے -
اس عرصہ میں میرا وہ چھوٹا بچہ جو ایک ہی تھا - بھیرہ میں میری بھاوجہ کی عدم خبرگیری
کیوجہ سے فوت ہو گیا - جسکے ساتھ ہی میرا بھی خاتمہ ہو گیا - ارادہ کیا کہ اب گھر بار کو بالکل
چھوڑ دینا چاہیے - لیکن سردار صاحبان نے میری بہت ہمدردی کی اور ذمہ لیا - بلکہ
سردار رو چارام صاحب نے پتگیا کی کمہیں - - - تمہاری شادی ضرور کرا دونگا -
اگرچہ میں نہیں چاہتا تھا - لیکن اون کے اصرار سے میں نے اسبات کو بھی منظور
کر لیا - کہ اگر کسی بیوہ مظلوم کا دکھ میرے ذریعہ سے کٹ جاوے تو شادی کرنے کو تیار

ہوں بدیں خیال ایک تو یہ کہ باقی ایام زندگی میں کسی ایسی بیوہ کی سیوا کرنا ہی سمجھتا ہوں
جسکا کوئی آسرہ نہ ہو۔ دوسرا ایک اور نظیر بھی پیدا ہو جاوے گی۔ جیسا کہ ادھکاری بدھوا
بواہ سبھا ایک سبھا اور آریہ سماج کا منشار ہے۔ اسپر ایک برہمنی بال بدھوا ملی[۱۹]
سارہ تلاش بھی کر لی گئی۔ اور سردار صاحبان نے باہم مشورہ کرکے مجھکو تحریری اطلاع
بھی بیدی جسکا میں نے شکریہ ادا کیا۔

اس اثناء میں مجھکو ایک شادی پہ بھیرہ آنے کا اتفاق ہوا۔ اور میری اوس بہادجہ
نے جسکی عدم خبرگیری کی وجہ سے میرا عزیز لڑکا فوت ہو گیا تھا۔ مجھ کو یہ ترغیب
دی کہ اپنی جائداد میرے لڑکے کے نام لکھ دو تمہارا اب کون ہے۔ اسپر مجھ کو بہت
رنج ہوا۔ اور دلمیں خیال آیا۔ کہ شاید اسی نیت پر اس نے میرے لڑکے کی خبرگیری
نہیں کی اور وہ بیچارہ رُل کر مرگیا ہے۔ مجھ کو صدمہ تو پہونچا ہی ہوا تھا۔ بلا کسی
صلاح اور مشورہ کے ایک چٹھی میں نے بدیں مضمون آریہ پتر کا اخبار میں مشتہر
کرائے۔۔

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب۔ آریہ پترکا لاہور۔ مہاشہ جی۔ نمستے۔ مہربانی فرما کر میرا
یہ مختصر سا مضمون اپنی اخبار میں درج فرماویں۔

میں سنت پربھو دیال شرمان بھیرو جی آریہ۔ سب آریہ بھائیوں اور اُپدیشکوں اور
خاصکر لالہ منشی رام صاحب پردہان آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب سے پرارتھنا کرتا ہوں
کہ میرے جیون گذشتہ کا بہت سا حصہ خراب حالت میں گذرا ہے۔ میرے پتا اور
خسر صاحب دونو ناستک دھرم میں تھے۔ جو مجھ کو بھی گرہن کرنا پڑا۔ اور عرصہ
دراز تک اِس دھرم میں رہ کر اپنے انمول جیون کو بھرشٹ کیا۔ جسکا مجھ کو
اتنت شوک ہے۔ چونکہ ناستک دھرم سے عام لوگوں کو واقفیت نہیں ہے

اور اون کے گرنتھ بھی ہر ایک جگہ نہیں مل سکتے۔ اور نہ وہ کبھی غیر کو دکھاتے ہیں
اور نہ وہ اجتک کسی چھاپا خانہ میں طبع ہوئے ہیں۔ اسلیئے میں اپنے معلومات کو
پبلک میں پرگھٹ کرنا چاہتا ہوں۔ ساتھ ہی اسکے جسقدر تنتر شاستر کے گرنتھ
موجود ہیں۔ کسی ایسے وِدوان کو دینا چاہتا ہوں۔ جو کہ اونکی قلمی کھوسے اور جو کہ
مجھکو کسی دنیا میں ایسی کمالیت نہیں۔ کہ میں اپنے پورے حالات اور اصلی گذشتہ
کو کسی اچھے ڈھنگ سے اداکر سکوں۔ اس لیئے کوئی مہاتما اس کام کو اپنے ذمہ
لے لیوے۔ تو میں شروع سے اپنے حالات اور اس دھرم کے بھرشٹ اچار کو جسقدر
میرے معلومات ہیں۔ عرض کر دونگا۔ اور موجودہ پُستک بھی ارپن کر دونگا۔ میرے
حالات بطور کہانی کے ہوں گے۔ اور عام کو فایدہ پہونچانے والے۔ بدچلن دہوکہ باز دھورتوں کو
عبرت ہوگی۔ اور پورے حالات بیان کرنے میں مجھکو کوئی بھی شرم نہ ہوگا۔ علاوہ ازیں میں اپنا کل
سامان خانہ داری جو بھیرہ میں موجود ہے اور جسکی مالیت زیادہ مالیت کا نہیں (سوائی حصہ مکانات)
دید پرچار فنڈ اور آریہ سماج اور کنیا مہاودیالہ جالندھر اور یتیم خانہ فیروزپور کو دان دینے والا ہوں جو
اس ماہ میں دیا جاوے گا۔

سنت پربہودیال شرمان بھروچی اُپ پردہان آریہ سماج ایبٹ آباد مورخہ ۱۶ بساکھ سمت ۱۹۵۳

نوٹ

میں وہ ہی سنت پربہودیال ہوں جسکا کیس سال گذشتہ میں آپنے کئی اخباروں میں دیکھا
ہوگا۔ کل تکلیفات کو میں نے قبول کیا لیکن اپنے آریہ دہرم کو نہ چھوڑا۔ ریاست کشمیر کی عدالتوں
میں میں سند یافتہ وکیل درجہ اول تھا۔ آٹھ سال کی کوشش سے میں نے مظفرآباد کشمیر
میں آریہ سماج قایم کیا۔ پھر اوسی جگہ ایک بیوہ برہمنی کو وید وکت ریتی سے پنرواہ کرانے کی امداد
دینے کیوجہ سے ایک سخت فوجداری مقدمہ میں گردانا گیا۔ اگرچہ ایشر کی کرپا سے میں بالکل

مقدمہ سے با عزت کامیاب ہوگیا۔ مگر وکالت سے مجھ کو علیحدہ ہونا پڑا جس کی بمقابلہ دہرم کے میں نے کوئی پرواہ نہ کی۔

صاحبان اس چھٹی کے مشتہر ہو جانے کے بعد، مئی ۱۸۹۶ء کو بمقام پیہرو میں نے اپنا سربنس یشپ پنتر اپنی پرتگیا کے مطابق دان کر دیا۔ اگرچہ یہ سرمایہ کوئی لاکھوں روپیہ کا نہ تھا۔ لیکن ایسا کرنے سے لوگوں کے دلوں پر بہت کچھ اثر ہوا۔ اور ایک نظر بھی پیدا ہوگئی۔ اور یہ نظارہ بھی قابل دید تھا۔ جس کو بطور مختصر ذیل میں عرض کرتا ہوں۔ جس وقت میں نے یہ دان دیا۔ تمام شہر میں دہوم ہوگئی تھی۔ ہزارہا استری پرش میرے مکان پر جمع ہو گئے تھے۔ اگرچہ بہت لوگوں نے مخالفت بھی کی۔ لیکن میں نے اپنے دل کو ڈولنے نہ دیا۔ وجہ مخالفت کی یہ تھی۔ اول تو میرے رشتہ دار اور دیگر لوگ یہ چاہتے تھے۔ کہ ایسا نہ کیا جاوے۔ اگر کیا بھی جاوے تو یہ دان مندروں میں یا برہمنوں کو دیا جاوے۔ چونکہ میں خود برہمن تہا۔ اور خوب جانتا تھا کہ جو کچھ ججمانوں کے گھروں سے ہم کو دان ملتا ہے۔ جس طرح اسکو ہم استعمال کرتے ہیں اوسی طرح یہ بھی استعمال کیا جاوے گا۔ اور مندروں کا حال بھی ٹھیک مجھ کو معلوم تھا۔ کیونکہ ہم بھی ایک دیوی دوارہ کے پوجاری ہیں۔ اس واسطے میں نے کسی کی ایک نہ مانی۔ پہر اون دہورتوں نے ہمارے رشتہ داروں میں یہ خبر مشہور کردی گئی یہ سینیاسی ہوجائے گا۔ مگر میرا کوئی کیا کر سکتا تھا۔ خیر ان باتوں کو چھوڑ کر اصل واقعہ کو عرض کرتا ہوں۔ لیکن قبل اس کے کہ میں وہ نظارہ اپنے پاٹھکوں کو دیکھاؤں۔ تھوڑا ذکر موجودہ برہمنوں کا جو شل ہمارے ججمانوں سے دان لیکر جس طرح استعمال کرتے ہیں۔ عرض کروں۔ اسی طرح مندروں کا بھی۔ جیسا کہ میں نے اوپر جتلا دیا ہے۔ میری یہ غرض نہیں کہ میں کسی خاص فرقہ کی نندا کروں۔ لیکن جو کچھ میں نے دیکھا یا مجھ پر گذرا ایک دو اوسی کی نظیریں بطور نمونہ عرض کرونگا۔ بہائی صاحبان چھوٹی عمر میں میں نے دیکھا جو شرادھوں کا بھوجن ججمانوں کے گھروں سے ہمارے

گھر میں آنا اوسنے بجنس بہوجن سے آٹا پسانے اوسی بجنس بہوجن سے گھر کی صفائی کراتے اور اپنے
کھانے سے جو بچ رہتا اوس کو مسلمانوں کے ہاتھ بیچ دیتے۔ نرجلا اکاوشی کو جو گھڑیاں ہمارے
گھر میں آتیں کچھ تو چاہات بر قبضاً دے دیتے جن سے مسلمان ملبار ٹنڈوں کا کام لیتے اور جو باقی
بچ رہتیں موسم جاڑہ میں رات کے وقت چارپایوں کے نیچے پیشاب کرنے کے واسطے رکھہ
لیتے تھے۔ کہ جاڑے میں باہر نکلنے کی تکلیف نہ ہو۔ ایسا ہی مجھہ کو ایک اور واقعہ یاد ہے کہ ہمارے
رشتہ داروں میں ایک بزرگ استری مر گئی تھی اوس کی کریہ میں بہت سا قیمتی سامان رکھا گیا۔
جن میں ایک چالیس روپیہ کا بنارسی دوپٹہ بھی تہا۔ چند روز اوس کے بعد اوس استری کا پوترہ
میرے ہمراہ بازار میں جارہا تھا کہ وہی دوپٹہ ایک طوائف کے اوپر اوڑھا ہوا دیکھا جب
اوس کو دیکھا گیا تو اوس پر میرے اوسی رشتہ دار کا نام بھی لکھا ہوا تھا وہ دیکھ کر حیران ہو
گیا اور مجھ سے ذکر کیا کہ میں یہ دوپٹہ بنارس سے خرید کر لایا تھا اور یہ نام میرے ہاتھ کا ہی لکھا ہوا
ہے۔ میں نے اپنے دادی کی کریہ میں یہ دوپٹہ دیا تھا اور مصر جی نے اقرار کیا تھا۔ کہ تمہارے
دادی کو پہونچاونگا۔ اب خیال کرو کہ یہ کس کو پہونچا۔ کیا یہ میری دادی ہے۔ ایسا ہی میں نے
چھوٹی اوستہا میں دیکھا کہ ایک دیوی دوارہ میں پوجاریوں نے حکم دے رکھا تھا کہ دیوی دوارہ
میں گھرت کی جوتیں جگائی جاویں۔ اشٹمی کا دن تہا اور میلا بھی کل شہر کی استریاں گھر سے گھرت
اور آٹے کی جوتیں بنا کر لاتیں اور مندر میں روشن کرتیں۔ جب وہ دوارہ اس کر کے چلی جاتیں۔ تو بڑے
پوجاری ہم بالکوں کو حکم دیتے کہ (منس ہوئی چلی گئی ہے جوت کو الٹ لو) ایک بڑا گڈوہ ایسی
گھرت کے جمع کرنے کے واسطے رکھا ہوا تہا بتی تک نچوڑ کر ہم اوس میں الٹ لیتے۔ قریباً گیارہ
بجے رات کے جب آمدرفت بند ہوئی تو اوس گھرت کا اندازہ کیا گیا تو قریباً چھہ سیر تھا۔ صبح
اوس کو بازار میں فروخت کیا تو کوئی ہے ملے۔ ایسا ہی سیتلا مائی کے پرویش ہونے پر
ایک ایک بھاجی سے کے عوض پوجاری لوگ سوا سوا روپیہ بالکوں کے ماتا پتا سے لیتے

ہیں خواہ پالک اوسی روز ہی کیوں نہ مرجاوے۔ ایسے ایسے اور لیلا بھی بہت ہیں مگر میں یہاں اون کا پرکاش کرنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ مجھ کو اپنی یہ کتاب جلد سماپت کرنی ہے۔ اس لئے کہ اس کا دوسرا حصہ لکھنے کے واسطے بھی میرے پاس فرمائشیں آگئی ہیں۔

بھائی صاحبان ۷ مئی ۱۸۹۶ء کو صبح ہی میری درخواست پر پنڈت گوکل چند صاحب پردہان آریہ سماج بھیرہ اور ملک ہنسراج صاحب سکرٹری انند سبھا بھیرہ اور بابو لعل چند صاحب مختار عدالت اور لالہ بھوانی داس صاحب صراف و دیگر ممبران پربندکرتا کمیٹی جو اسی کام کے واسطے مقرر ہوئی تھی میرے مکان پر آگئے۔ میں نے کل مکان کی چابیاں ان کے حوالہ کردیں اور جو کچھ سامان میرے پاس تھا وہ بھی دے دیا۔ انہوں نے کل سامان قسم اور برتن اور پارچات اور کتب شاستری فارسی وغیرہ اور پلنگ۔ چارپائی۔ میز۔ کرسیاں۔ صندوق۔ الماریاں اور جس قدر زیورات بھی تھے۔ چار حصوں میں برابر تقسیم کرکے قرینہ سے رکھہ دے اور فرش وغیرہ کا بھی عمدہ انتظام کردیا۔ دن بھر میرے مکان پر میلہ رہا۔ قریباً چار بجے دن کے آریہ سماج کی سبھاسد معہ پردھان اور منتری اور اپنی بھجن منڈلی کے سماج مندر سے اور اینگلو سنسکرت ہائی سکول کے کل ودیارتھی معہ اپنے اُستادوں کے سکول سے۔ ایسے ہی جیون پتر پرچارنی سبھا کے ممبر گنج بازار سے اور دیگر صاحبان جو باہر سے آئے ہوئے تھے اکٹھے ہوکر میرے مکان کی طرف روانہ ہوئے۔ آگے آگے انگریزی باجہ تھا اور بھجن منڈلیاں ہمراہ تھیں۔ شہر میں نگر کیرتن کرتے ہوئے اور بازاروں میں ویاکھیان دیتے ہوئے قریباً چھہ بجے میرے مکان پر پہونچ گئے۔ راستہ کا پروگرام اور انتظام حکیم رام رکھا مل ایمن آبادی کے ہاتھ میں تھا جب یہ میرے مکان پر پہونچے تو اسقدر ہجوم انکے ہمراہ تھا کہ مکان میں بلکہ چھت کے اوپر تک پاؤں رکھنے کی جگہ نہ تھی۔ میں اون اپنے دوستوں کا نہایت مشکور ہوں جنہوں نے میرے ان گھر آئے ہوئے مہمانوں کی شربت وغیرہ سے سیوا کی۔ ایسے بھی میرے دوست موجود تھے

جو اس اتسوہ میں ہر ایک کو انکھوں سے ہوا پہونچا رہے تھے۔ مکان میں داخل ہوتے ہی آریہ سماج کی بھجن منڈلی نے اپنے امرت روپی بھجنوں کی وہ برکہا کی جس سے ہر ایک شش مانز زنان جو وہاں موجود تھے۔ نہال ہو گئے۔ اوس کے بعد میں نے ہاتھ جوڑ کر سب بھائیوں سے پرارتھنا کی اور معافی مانگی کہ جس کام کے واسطے میں نے آپ کو تکلیف دی ہے وہ ملک ہنسراج جی میری طرف سے عرض کرینگے۔ کیونکہ زکام کیوجہ سے میرا حلق چل نہیں سکتا۔ اسپر ہمارے ملک صاحب کھڑے ہو گئے۔ سب سے پہلے آریہ پتر کا اخبار سے میری چٹھی کا اردو ترجمہ کر کے سب صاحبوں کو سنایا۔ اوس کے بعد جو میں نے چند الفاظ لکھ کر دیے تھے بیان کیے۔ اس کے اپنی طرف سے بھی عمدہ تقریر فرمائی۔ پھر ہمارے ماسٹر بھگت رام جی سکرٹری آریہ سماج بھیرہ کھڑے ہوئے۔ ان کا ویاکھیان قابل شنید تھا۔ جس کو سنکر میں پر بھاوت ہوا جاتا تھا۔ یہ ویاکھیان قریباً شام کو ختم ہوا۔ اوس کے بعد باجازت پردھان صاحب وہ سامان اوٹھانا شروع ہو گیا اور سیکرٹری صاحب نے میری تسلی کرائی کہ جس جس جگہ کے واسطے جو چیز ہے بحفاظت پہونچا دی جاوے گی جس کا کرایہ اوسی وقت نقد دیا گیا۔ زیادہ تر قابل ذکر امر جس سے میں نہایت پرسن ہوا اور اپنے دان کو سپھل سمجھا۔ وہ یہ ہے کہ میری خراب سے خراب چیزوں کو بھی چارپائیوں اور میزوں پر اور صندوقوں میں ڈال کر اور گٹھڑیوں میں باندہ کر ... بھائیوں اور سماج کے ممبروں نے اپنے سروں پر اوٹھا کر سر بازار اوس مکان تک پہونچایا جو اس کے واسطے پہلے تجویز کیا ہوا تھا۔ بابو لعل چند صاحب مختار۔ ملک ہنسراج صاحب لالہ بھوانی داس صاحب صراف اور بھیرہ کے آریہ سماج کے پردھان و منتری اور دیگر صاحبان کا میں نہایت مشکور ہوں۔ جنہوں نے مجھکو اس کام میں مدد دی۔ اور خصوصاً اپنے چھوٹے بھائی سنت رام سرن مختار عدالت ہائے پنجاب کا نہایت ہی مشکور ہوں۔ جس نے باوجود عام مخالفت کے میرے اس پرن کو پورا کرنے میں دل و جان سے سعی کی۔

جب یہ کارروائی ختم ہوگئی تو مجھہ کو خیال آیا کہ میں نے کل سرمایہ نو دید پرچار فنڈ اور کنیا مہاودیالہ
اور یتیم خانہ اور آریہ سماج کو دیدیا ہے ودیا کے پرچار میں بھی کچھہ دینا چاہئے تہا۔ اوس وقت
مجھکو یہ پرتگیا اور کرنی پڑی کہ اپنی آیندہ کی کمائی سے بشرطیکہ گنجایش ہو چھہ روپیہ ماہوار کا وظیفہ
ایک سال کے واسطے بہ تفصیل ذیل دونگا۔ پانچ روپیہ ماہوار انگلو سنسکرت ہائی سکول
بھیرہ میں۔ کسی ایسے ودیارتھی کو جس نے ویاکرن شروع کیا ہوا ہو اور سکول کمیٹی جس کو
ادھیکاری سمجھے اور ایک روپیہ ماہوار کنیا پاٹھ شالہ بھیرہ میں کسی ایسی کنیا کو جو اپنی جماعت
میں اچھی اور ادھیکاری ہو۔ بعد اختتام اس کل کارروائی کے بھیرہ کو اس پرتگیا پر ہمیشہ
کے واسطے پرتیاگ کرتا ہوا ریلوے سٹیشن پر آگیا کہ اب بدون کسی جلسہ دہرم سماج
یا کسی خاص ضروری کام کے تا زندگی یہاں نہ آونگا۔ مکانات کا فیصلہ میں نے بھیرہ میں یوں کیا
کہ اپنے چھوٹے بھائی کو مختارنامہ رجسٹری کرادیا کہ میں نے اب ہمیشہ کے واسطے بھیرہ کی
رہایش چھوڑدی ہے۔ میری طرف سے تم مالک ہو۔ جو چاہو سو کرو۔ میں یہ سب کچھ کرکراکے
پھر واپس ایبٹ آباد پہونچ گیا۔ اور کچھ عرصہ یہاں ہی رہا۔ لیکن ایکے سردار صاحبان کے
خیال مجھہ سے کچھ برہم معلوم ہوتے جس کی خاص وجہ تو مجھہ کو معلوم نہ ہوسکی۔ مگر جہاں تک
میں قیاس کو دوڑاتا ہوں منجملہ ان کے کوئی وجہ ضرور ہوگی۔ جنکو ذیل میں عرض کرتا ہوں۔
اول تو یہ کہ اوس وقت ایبٹ آباد میں دو سماج تھے ہمارے بیرسٹر ایبٹ لا صاحب کلچرڈ پارٹی
کے سہایک تھے۔ اور میں مہاتما پارٹی میں شامل تہا شاید اوس زبردست پارٹی نے میری کوئی
شکایت کی ہو۔ دوسرا ایک فوجی پنشنر جو سردار صاحب کے ٹکڑوں پر ہی گذارہ کرتا ہے
اور آریہ سماج کا پکا دشمن۔ اوس نے میری نسبت کچھہ کہا ہو۔ تیسرا یہ کہ سردار صاحبان نے
بڑی کوشش و تردد سے جس شادی کے کرنے پر مجھہ کو تیار کیا ہوا تہا۔ ان کے خاندان
کا ایک ممبر اوس شادی کے برخلاف ہوگیا اور وہ شادی ہی رک گئی۔ چوتھا یہ کہ اب بیرسٹر

صاحبان کا کام عمدہ چل پڑا تہا اور واقف بھی ہو گئے تھے شاید خرچ گھٹانے کا منشاء ہو۔ چنانچہ لالہ گنگارام صاحب کو بھی بابو پرمانندجی سے علیحدہ کیا گیا۔ جس کی ساٹھ روپیہ ماہوار تنخواہ تھی۔ لالہ گنگارام کی جگہ اب بیس پچیس روپیہ ماہوار کا آدمی اور میری جگہ بارہ روپیہ ماہوار والا آدمی کام کرتا ہے۔ گویا چھ سو چھتیس روپیہ سالانہ کی اون کو بچت ہو گئی۔ اور بفضل پروردگار ہمارے ہیرہ و بیرسٹر ایٹ لا صاحبان لایق اور ہوشیار تو پہلے ہی تھے۔ لیکن اب اس ملک کے رواج اور قانون سے بخوبی واقف ہو گئے ہیں۔ ان ہی بواعث سے یا کسی اور وجہ خاص سے میں حساب وغیرہ کر کے سردار صاحبان سے علیحدہ ہوا۔ اور اونکی مہربانیوں کا نہایت مشکور ہو کر اون کے کل خاندان کی ترقی و اقبال کے واسطے الیشور سے دعا مانگتا ہوں۔ کہ ہے سچدانند پرماتمن ہمارے مہربان مسٹر پربھودیال صاحب بیرسٹر ایٹ لا اور اون کے بھائی صاحبان اور اون کے پتا بزرگوار سردار رچارام جی کو موکش کے سدیو کال پرم آنند دے اور ہمیشہ اس خاندان کی اُنتی ہوتی رہے۔

اب میں ان سے رخصت ہو کر راولپنڈی پہونچا۔ جہاں میرے وہی پرم متر ماسٹر چندولعل موجود تہا۔ جو ہمیشہ مجھکو تکلیف کے وقت امداد دیتا ہے۔ بیماری کی حالت میں۔ بیکاری کی حالت میں رنج و تکلیف کی حالت میں۔ غرضیکہ ہر مشکلات میں میرے جائے پناہ ہے۔ میرے ماباپ کو یہ اپنے والدین کے برابر سمجھتا تہا۔ ایساہی میں بھی اون کو تصور کرتا ہوں۔ یہاں اس کے ذریعہ میں بحضور جناب آنریبل بابا کہیم سنگہ جی بیدی سی۔ ایس۔ آئی کے حضور حاضر ہوا۔ جنہوں نے بذریعہ حکمنامہ مجھ کو سردار کرتار سنگہ جی کے پاس ریاست پونچھ میں بھجدیا۔

باقی حالات کو اس کتاب کے دوسرے حصہ میں جو عنقریب طبع ہو کر شایع ہونے والا ہے عرض کرونگا۔ اسمیں بھی تیرتھ یاترا کتک دہرم کے حالات اور دیگر متفرق حالات درج کئے جاینگے لہذا اس کتاب کے پہلے حصے کو ایک پیارے تہا پر ختم کرتا ہوں اور آخر میں دو ضمیمہ بھی لگا دے

ہیں+ اپنی سندات کی تاکہ جو جو میں نے کتاب میں حوالہ دئے اون کی تصدیق ہو جاوے۔ اس کے بعد ایک چٹھی کی نقل جس کے ذریعہ مجھ کو سناتنک دہرم والوں کی طرف سے دہمکی دی گئی ہے اور آخیر پر ایک بھجن بھی ہوگا۔ اور سب کے آخیر مہارشی سوامی دیانند سورستی جی کی عکسی تصویر کا فوٹو

پرارتھنا

प्रार्थना

ओं देवो देवानामसि मित्रो अद्भुतो वसुर्वसूनामसि
चारुरध्वरे शर्मन्त्स्याम तव सप्रथस्तमे ऽ
ग्ने सख्ये मा रिषामा वयं तव· ऋ·१।६।३२।१३
ओं अग्ने नय सुपथा राये ऽस्मान् विश्वानि
देव वयुनानि विद्वान्। युयोध्यस्मज्जुहुराण
मेनो भूयिष्ठां ते नम उक्तिं विधेम· य·अ·४·मं·१६
ओं प्रजापते न त्वदेतान्यन्यो विश्वा जातानि परि
ता बभूव। यत्कामास्ते जुहुमस्तन्नो ऽअस्तु
वयं स्याम पतयो रयीणाम्· ऋ·मं·१०·सू·१२१

ہے اگنے سو پرکاش گیان سروپ سب جگت کے پرکاش کرنے ہارے پرمیشر آپ **देवो देवानामसि** پرم ودوانوں کے بھی دیو پرم ودوان ہو۔ تتھا **देवो** اون کو پرم آنند کے دینے والے ہو۔ تتھا **अद्भुतः** اتینت آشچریہ روپ **मित्र** سرب سکھ کار سب کے سکھا ہو۔ **वसुर्वसूनामसि** پرتھوی آدی وسوؤں کے بھی واس کرانے والے ہو۔ تتھا **अध्वरे** گیان آدی یگیہ (چاروا) اتینت شوبھایمان اور

شو بہاگے دینے والے ہو۔

ہے پرماتمن आप کے اتی

सम्प्रयत्नमेसर्वेरामखिलव

ویشترن آنند سروپ سکھانوں کے کرم ہیں ہم لوگ استھر ہوں جس سے ہم کو کبھی دکھ کی پراپتی نہ ہو اور آپ کی اگرہ سے ہم لوگ پر سپر اپرتی یکت کبھی نہ ہوں۔

دیا سے پربھو ایسی کرپا کرو کہ ہم لوگ سدیو کال آپ ہی کی اُستتی پرارتھنا اور اُپاسنا کریں۔ نشچا آپ کو ہی پتا ماتا۔ بندھو۔ راجا۔ سوامی۔ سہایک۔ سکھد۔ سوہرد۔ پرم گرو ادی جانے۔ ودیا اور دھن اور جو کچھ ہو سب کچھ آپ ہی کو جانے۔ جیسا کہ شاستروں میں لکھا ہے۔

त्वमेबमाताच पितात्वमेव त्वमेबबंधुश्च सखा
त्वमेब त्वमेबविद्याचगुरुंत्वमेव त्वमेबसर्वमम
देवदेव

ہے گیان سے پربھو کبھی بھی ہم آپ کو بھول کے نہ رہیں اور آپ کے تُلّ دادِہک کسی کو نہ جانے اور ہے اننت ودیا سے بھگون آپ ہم پر ایسی کرپا کرو کہ جس سے ہم لوگ نانا پاکھنڈ است وید ورودھ متوں کو شیگھر چھوڑ کر ایک ست سناتن متستھ ہوں۔

ہے اودیا اندھکار نرمولک۔ ودیا رک پرکاشک پربھو ہم کو پرشنا رتھ دے کہ ہم ست ودیا کے آشرے بکر است گیان کو چھوڑ دیویں۔ وہ است گیان کیسا ہے جس نے ہمارے جنم کو نشٹ کر رکھا ہے۔ جب ہم اپنے پچھلے جیون کو دیکھتے ہیں تو ہماری ساری دیہہ کنپایمان ہو جاتی ہے کیونکہ ہمارا سب سمان اور ہماری ساری اوستھا پاپ کرموں ہی کے ارپن ہوئی ہے اور یہی نشچے ہے کہ ہمارے اشبھ کرم اننت ہیں اور ہم پر ادھکار کرنے کے بھی یوگیہ نہیں۔ پرنتو ہے کھما روپ پرمیشر جو نِش نیے پاپوں پر دھیان دیکر پشچاتاپ کرتے ہیں اور آپ کی شرن میں آکر

त्राहिमांत्राहिमां

شبد کا شبد اُچارن کرتے ہیں۔ تو آپ سے سب انتریامی سوامن اُن پر کرپا درشٹے کر کے

دیا بھاؤ سے سینیاست کا بھید جتلا دیتے ہو۔ جس سے اون کا جنم سپھل ہو جاتا ہے۔ اس

لئے ہم بھی اننت آدھنتا سے پرارتھنا کرتے ہیں۔

ہے سکھ کے داتا سو پرکاش سروپ سب کے جاننے ہارے پرماتمن آپ ہم کو سریشٹ مارگ

سے سمپورن پرگیان اور اُتم کرموں کو پراپت کیجئے اور جو ہم میں کُٹل پاپاچرن روپ مارگ ہے

اوس سے پرتھک کیجئے جیسا کہ شت پتھ برہمن میں کہا ہے۔ تیتھا

असतोमासद्गमय तमसोमाज्योतिर्गमय
मृत्योर्माऽमृतंगमयेति॰ शतपथ ब्राह्मण

ارتھات۔ ہے پرم گرو پرماتمن آپ ہم کو است مارگ سے پرتھک کر کے ست مارگ میں پراپت

کیجئے۔ اور اودیا ندھکار سے ہٹا کر ودیا روپ سورج کو پراپت کیجئے۔ اور مرتیو روگ سے بھی پرتھک

کر کے موکھش کے آنند روپ امرت کو پراپت کیجئے۔ اس لئے ہم لوگ بمرتا پوربک آپ کی استتی

کرتے ہیں کہ آپ ہم کو پوتر کریں۔ پرنتو ہم الپ بدھیوں کی کیا سامرتھ ہے۔ کہ یتھا یوگیہ آپ کے

یشش اور گُن اور مہاں کو گاین کر سکیں۔ کیونکہ بڑے بڑے مہاتما اور یوگی جن۔ رکھی۔ منی۔ اور شاستر

کار کہتے چلے آئے ہیں کہ سارا برہمانڈ بھی مل کر آپ کی مہان اُچارن کرے تو بھی نہیں ہو سکتی۔ تو

ہم کیا کر سکتے ہیں۔ اس لئے ہے برہمانڈ سوامی۔ برہمانڈ پتی ہم الپگیہ جیو تجھ منگل مئے پرمیشر

کے شرن گرتی ہیں اور کیول ہاتھ ہی جوڑ کر آپکا آشرا مانگتے ہیں۔

ہے پرجاپتی سب پرجا کے سوامی پرماتمن آپ سے بھن دوسرا کوئی نہیں ارتھات آپ سمربوپی

ہیں۔ اس لئے **यत्कामा:** جس جس پدارتھ کے کامنا والے ہم لوگ آپ کا آشرا لیویں

اور نو اچھا کریں وہ وہ کامنا ہماری سدھ ہووے۔ ارتھات ہم لوگوں کو ودیا۔ دھن۔ ایشوریہ

آروگتا اور دھرم کی پراپتی ہووے۔

ہے سرب شکتی مان بنار کاری دیا مئے پرمیشر۔ سب سے بڑا آپ کو ہی مانا گیا ہے۔ اس لئے

جو کچھ مانگیں گے سو آپ سے ہی ہم لوگ مانگیں گے۔ کیونکہ سب سکھوں کا دینے والا آپ کے
بنا کوئی نہیں ہے۔ اس لئے سربتھا ہم لوگوں کو آپ کا ہی آشرا ہے ان کسی کا نہیں۔ اور نہ ہم
کبھی آپ سرب شکتی مان بنا کاری دیبا مئے سب سے بڑے پتا کو چھوڑ کر کسی نیچ کا آشرا کرینگے
پتا آپ کا تو سبھاؤ ہی ہے کہ انگی کرت کو نہیں چھوڑتے۔ اس لئے ہم لوگ اننت آدھینتا
سے داس بھاؤ کو گرہن کر کے آپ کی شرن میں آپڑے ہیں۔ پرنتو ہم کو اپنے پاپوں کا سمرن کر کے
پرالکشٹ ہو رہا ہے اور ہم آگ کے سمان جل رہے ہیں۔ ہمیں کوئی بھی دکھائی نہیں دیتا۔ راجا۔
مہاراجا۔ متر۔ سمبندھی۔ بھائی۔ بہن۔ پتا۔ ماتا جو ہم کو شیتل تائی دے سکیں اور اس پاپ
اگنی کو شانت کر سکیں سب اشکت ہیں۔ ہے نراپدرو دین دیا کر پرم سکھ د ایک پربھو ایک
آپ کی ہی شکتی ہے۔ جنکے اٹل بھنڈار سے شانتی در ملتا ہے۔

او بھگت جنو اُس پورن نا گُنا ساگر دیبا بھنڈار سچدانند سروپ نرکار۔ انادی۔ انوپم۔ سرب آدھار
سرب شکتی مان۔ سرب دیاپک۔ جہاں پربھو کی شرن میں پڑیں۔

او پیارے متر اُس انادی پرمیشر کے سیوک بنو جو راجاؤں کا بھی راجا ہے اور اپنی پرجا کو
سم درشٹی سے دیکھتا ہے۔ آؤ پریمی سادھو جنو اُس سرب و پری براجمان پر برہم کی اوستتی پرارتھنا
اور اُپاسنا کریں جو دکھوں کا ناشک۔ اور سکل سکھوں کا داتا ہے۔ اور اوسی کے اٹل
بھنڈار سے شانتی ورکی بھی پراپتی ہوتی ہے۔

ہے دیو کلیان سروپ جگت پتا آپ کو نمسکار ہو۔ ہے جگت کا ون جگت کرتا کلیش ہرتا آپ
کو دنڈوت پرنام ہو۔ جگدیشر آپ سمپورن منگل کے دینے والے ہو۔ سمپورن سکھوں کے
داتا ہو۔ بھگت جنو کے سہایک ہو۔ نرلوکی کے ناتھ ہو۔ اگیان کے ناشی ہو۔ آنند سروپ ہو۔
آپ کو اٹھ بھگتی سے نمسکار کرتے ہیں سو ہی کار کیجیے۔

دیا بھنڈار پربھو۔ آپ کی کرپا سے منکھ پرم آنند کو پراپت ہوتا ہے۔ پتا آپ سب کی رکھیا کرنے

ہارے ہو۔ یہ آپ کی ہی سامرتھیہ ہے کہ آپ سارے برہمانڈ کے راج دھانی کر رہے ہو۔
ایک چیونٹی سے لیکر بڑے ہستی پر ینت اور یہ سب تارا گن گرہ اپ گرہ چاند سورج دھومر کیتو
جو آکاش میں چکر کہا رہے ہیں۔ اور سب جیو جنتو پشو اور منکھہ اور نانا پرکار کے پہل پہول اور
گھاس پتی آپ ہی کے اُتپن کئے ہوئے ہیں۔ جل اور پون یہ بھی سب آپ کی ہی رچنا ہے
ہے جگدیشر سرب جگدُت۔ پادِک جس وستو کی رچنا کو دیکھا جاتا ہے آپ کی انادی شکتی آپ
کے اٹل پرتاپ کی پرم مہان کا اُپدیش دے رہی ہے۔ اس لئے ہم آپ کو ہی پرم ایشر
اور اشٹ دیو اور پونر گرو جانتے ہیں۔

سوامن آپ کے بنا ہمارا کون ہے وپت کال میں آپ ہی تو سب کا آشرا ہو۔ آپ ہی تھانتی
داتا ہو۔ پربہو۔ آپ کی لیلا چمت کاروں سے کیسی بھرپور ہے ایک کال کے لئے ہم سب
پرانی اپنے اپنے کرم بہوگنے اور ریناء پانے کے لئے جنم لیتے ہیں۔ اور جنم لینے کے سمے کی
انت کال تک کیسی کیسی لیلا کرتے ہیں۔ پہر سب سمبندھیوں اور سب متروں کے دیکھتے
دیکھتے کہاں چل بستے ہیں۔

اور یہ پارماتمن جس سمے کال آپ کی آگیا کے انوسار ہمارے پران وش کرنے کے لئے آتا
ہے تو اُس سمے کوئی بھی کِھن ماتر کے لئے ہم کو اس پرتھوی پر نہیں رکھہ سکتا۔ کیول آپ کی آگیا
ہی بلوان ہے۔ بڑے بڑے شور۔ ببر۔ رکھی۔ منی۔ دہناڈھ اور راجا مہاراجا آپ کی آگیا
کے آگے سب ہی نربل ہو کر شیر جہکا رہے ہیں۔

سجن پرشو یہ سب کچھ ایشر کے نیم انوسار ہو رہا ہے اور وہ اپرم پار ہیں۔ ہماری بدھی چکت
بھی رہجاتی ہے۔ پرنتو ایشر کے نیم اٹل ہیں۔ ارتہات کبھی ٹل نہیں سکتی۔ اس لئے ہم کو
موت سے ویاکل ہو کر گھبرانا نہ چاہیے بلکہ جس دیش کو سب پرانی آگے جا چکے ہیں اور
اب بھی جا رہے ہیں۔ اُس دیش میں پرویش کرنے کے لئے ہم بھی سامگری اکتر کریں کیونکہ

اس دیش کا بڑا کٹھن مارگ ہے۔ وہاں ان اور جل ورکشوں کی چھایا بھی نہیں ہے۔ پرم اندھکار پھیلا ہوا ہے۔ سہایتا کے لئے کوئی مترا بھی دکھائی نہیں دیتا سب کے پاس اپنا اپنا وشواس ہے۔ دھرم روپی ان شبھ کرم روپی جل اور گیان روپی دیپک ہی وہاں کام آتا ہے جو ہم کو بھی ساتھ رکھنا چاہئے جیسا کہ شاستروں میں کہا ہے۔ یتھا

अनित्यानि शरीराणि विभवो नैव शाश्वतः
नित्यं सन्निहितो मृत्युः कर्तव्यो धर्म संग्रहः

کہ شریر انت ہے اور دھن وستو نشٹ ہے اور دیہوتی اور ایشوریہ بھی استھر اور سدا کے لئے نہیں ہے اور موت نت پرتی نکٹ رہتی ہے اتّ ایو ہمیں مانوں کو یوگیہ ہے کہ دھرم جو جیو کے ساتھ جاتا ہے سنچیہ کریں۔

ہے دیا سندھو پرمیشور دیا کیجے کہ ہم لوگ آپ کی آگیا کا پالن کرتے رہیں۔ دھرم سے ہی جیویں۔ دھرم ہی ہمارا کرم ہو اور دھرم ہی ہمارا ادھار ہو۔ ہے پرماتمن ہم پر ایسی کرپا کرو کہ ہم اودیا اندھکار سے پرتھک ہو کر ستّ ودیا سورج کو پراپت ہو دیں اور سدیو سکھ یکت آپکی آگیا اور اپاسنا میں تت پر رہیں۔

ہے سرب آدھار پتے مہاں راج ایشور یہ ہم آپ کی شرن میں پڑ کر دان مانگتے ہیں کہ آپ اپنے پرم کرپا سے ہم کو شدھ متی دیجے اور من میں دڑھتا ای دیجئے کہ کسی دکھ یا کشٹ سے ہم لوگ ویاکل ہو کر آپ کے شدھ اور پوتر مارگ کو نہ بھول جاویں چاہے جگت ہماری درد شا بھی کرے چاہے ہمارا مان بھی جائے۔ پرنتو ہماری یہی ابھی لاشا ہے کہ ہم آپ کی آگیا کا پالن کرتے رہیں اور ستیہ مارگ کے ہانری ہوں ستّ ہی سنے اور ستّ کہیں اور ستّ ہی برتیں تب ہی ہم آپ کی کرپا سمپادن کرنے کے یوگیہ ہو سکتے ہیں کیونکہ شاستروں میں لکھا ہے یتھا

सत्येन धार्यते पृथ्वी सत्येन तपते रविः

सत्येनवातिवायुश्च सर्वं सत्येप्रतिष्ठितं

ارتہات ست سے ہی پرتھوی استھر ہے اور ست سے ہی سورج تپتا ہے اور وایو بھی ست سے ہی چلتی ہے۔ اور بھی جو کچھ ہے سب کچھ ست ہی سے استھر ہے۔ سو ہے مہاراجا دھی راج پرمیشر سدیو کال ہماری شردھا آپ کی بھگتی میں رہے اور ہم ست مارگ کے یاتری ہو کر آپ کے داس بنے رہیں۔ اور ہے دیا شے سرب انترجامی گیان سروپ وشواو ہار جگت پتا پرمیشر آپ اپنے پرم کرپا اور دیالتا سے ہم سب کے ہردیوں میں ست ودیا کا پرکاش کر کے اودیا۔ ادہرم۔ بہرم۔ بھرانتی۔ اور پاکھنڈ کا مول سے ناش کرو۔ جس سے ہم لوگ جو آپکے پرجا ہیں سدیو پرسپر متر بھاؤ کو بڑھاویں اور اُتم سکھ یکت رہکر آپ کی بھگتی پرارتھنا اور اوپاسنا سے ست گیان کو پراپت ہوں۔ پربھو۔ ہماری اس بنتی کو شرون کیجئے

اوم۔ شانتی۔ شانتی۔ شانتی

قلمی دستخط مصنف

نقل چٹھی کسی گمنام شاکتک کی جو ہماری کتاب پر امرتسر کے ڈاکخانہ سے میرے نام روانہ کیگئی

بخدمت سنت پربھو دیال شرماں بہروچی جہنگن

گپت پرکاش نام کی کتاب جو تم نے لکھکر چھپوائی ہے او سکے اشتہارات دیکھے گئے اور سوامی جی کو بھی دکھائے۔ تمکو ہزار ہزار دہکار ہے۔ کیونکہ شاکتکوں کی سنتان ہو کر تمنے ایسی گپت شابھوی ودیا کا پرکاش کیا ہے جسکی ہماری شاستروں میں سخت ممانعت ہے۔

अकारणात् हानिसिद्धिः स्यात् बलं पुत्रो विनश्यति

اگر تم اپنا بھلا چاہتے ہو تو اس پستک کو جل میں پرواہ کر دو یا شاکتک دہرم والوں میں تقسیم کر دو ورنہ اونکے ویگیان کو تم جانتے ہو ایک انوشٹان میں تمہارا ستیاناش کر دینگے اور تم پچھتاوگے ۵ ستمبر ۲۶ء

غلط نامہ گرنت پرکاش اردو طبع اول

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	قبرنا	قبریاً	۱۱	۱۶	لنگن	لگن	۳۴	۱۶	سامان	سماں
۱	۵	اوسوفت	اُوس وقت	۱۳	۱۹	بامانده	باقاعده	۳۵	۲۰	دوُر	دوده
۲	۷	ایسے مت کاگ	ایسے مت کا	۱۵	۵	جاپہچا	جاپہونچا	۳۶	۹	شاپ پلوچن	شاپ بوچن
۲	۸	جہارستی	جہارشی	۱۶	۶	پوجن	پوجن کی	۳۶	۲۰	عاراً	ہمارے
۲	۸	ئت	مت	۱۶	۱۰	دہرم	ادہرم	۴۱	۲۰	منتروکے	مرتیوکے
۲	۹	تالاش	تلاش	۱۶	۱۳	خود	خودہی	۴۲	۲	کی سُن	کی نہ سُن
۲	۲۰	نی کتاب	جس کتاب	۲۰	۱	شیوانری	شیوراتری	۴۳	۲۰	دساله	رساله
۳	۱۰	بر کہا	ایر کہا	۲۰	۴	نے	۰	۴۴	۱۰	جنلہوان	جنہوں نے
۳	۱۷	سرجہت	سوجہت	۲۰	۵	نے	۰	۴۴	۱۱	خلیال	خیال
۱۳	۱۹	دیاندہے	دیانند ہے	۲۶	۱	که	کیه	۴۴	۱۶	سراہی	شودہی
۴	۱۰	وپاسک	اُپاسک	۲۶	۱۲	جید	بھید	۴۵	۳	لکہا	کہا
۴	۱۸	ہوشیار	ہوشیارپور	۲۷	۱	ہاہیرج	بیرج	۴۹	۲۰	پُنجے	پنجه
۵	۱	نوشیروالی	نوشیروانی	۲۷	۱۶	دامنی	دانی	۵۶	۱	سبنت	سنت
۶	۸	پکڑناگیا	پکڑتاگیا	۲۸	۱۸	کرنی	کرنا	۵۶	۸	بہگاڈگیا	بہگائے گئے
۶	۱۶	بوجن	پوجن	۳۱	۱۷	شودس	شودہن	۵۸	۱	کارون	کاون
۷	۵	نفقات	نقصان	۳۲	۲	اس منتر	اس منترکو	۵۸	۹	ہناانی	ہنانی
۷	۸	حلم کیے یہ بہی حا	حلم کیے ہی چا	۳۲	۲	جسکا	جہا	۵۸	۱۴	اوس حال	اوسکاحال
۷	۱۸	کمکودی	نمکودی	۳۲	۷	کل کے بنا	رنگل کے بنا	۵۹	۲۰	دں کومیا	دون کوبہی

٧	٢٠	کانال	کامال	٣٣	٥	نہیں ہی	ہیں نہیں	٦١	١	دیا	نہ
٨	٩	چوں کیہ	چوں کے بہ	٣٣	٩	دودھ	دروبہ	٦٣	١١	آدگی	آمدگی
٨	٢٠	کلنکرت	کلنکرت	٣٣	١٥	پونزکرتی ہے	پونزکرتی ہیں	٦٥	١٩	موجودگی	بہ موجودگی
٦٦	٦	دو قفلی	دو قفلی	٨٦	١٣	براوی	براوری	١٣٣	١٥	آکہ	آکر
٦٦	١١	وکیل	وکیل صاحب	٩٠	٨	مجھے	مجھیر	١٣٣	١٧	حل پڑا	چل پڑا
٦٧	٣	کے ذمہ دار	کے وہ ذمہ دار	٩٣	١	گگئے	گئے	١٣٣	٢٠	دریا	دریا
٦٧	١٣	خرن	خزانہ	٩٣	٢	گوردسپور	گورداسپور	١٣٣	١٠	ہی	بھی
٦٨	٦	دوسری سی آئی	وہی سی آئی	٩٥	٨	عل	عل	١٣٨	٢	وہ	دو
٦٨	٨	منسی	اُسی	١٠٣	٦	اسوار	سوار	١٣٩	١٦	کارک	کارنک
٦٨	١٣	ہوہی ہے	ہوئی ہے	١٠٣	٢٠	رقعہ	موقعہ کا	١٤٠	٧	برہم چرج سنگ	برہم چرج برن
٦٩	١	گانتری	گایتری	١٠٩	١٧	ڈیٹرا	ڈیرا	١٤١	١١	ملمائے	سنائے
٦٩	٢	انہیں	نہیں	١١٠	١٥	اردلیوں	اُردلیوں	١٤١	١٢	ٹھالیا	بٹھالیا
٦٩	٣	وصل	صاحبان	١١٣	٣	وہ کان	دوکان	١٤٩	١٩	دیوال	دیول
٧١	٩	نکل	نکل ہی	١٢٠	١٣	رہائش	رہائیش	١٥٠	١٣	راجتوں	راستوں
٧١	٩	بھرا	بھراہوا	١٢٥	١٧	ہیتاداس	ہیاداس	١٥١	١٥٠	٠	میری یہ امیدپوری
٧٢	١٣	تب بیبو	تب پھر بیبو	١٢٧	٢	مجبوراً	مجبور	١٥١	١٠	خر	خیر
٧٢	١٥	تب	آپ	١٢٧	١٥	ہیتاداس	ہیاداس	١٥٢	١٠	جوین	جوبین
٧٢	١٥	دسن	دشمن	١٢٧	١١	آبی	آدمی	١٥٢	١٩	بی رہا	پی رہا
٧٣	١٣	اگ	ڈک	١٢٩	٢	آئے تو	آیا تو نہیں	١٥٣	١٥	لنباں	ہنیں
٧٥	١٨	کلرنا	کرانا	١٣١	٢	غزیر	عزیز	١٥٧	٢	٠	صورت

٧٧ - ٣ - اونگی - اونگو - ٨٧ - ١ - خاص خاص - ٧٩ - ٥ - مخانہ - مخانہ - ٨١ - ٨ - رشتہ دار - رشتہ دار

٨٣ - ١ - لہ گہ - ٨٣ - ١٣ - بہشتی - بہشتی - ٨٥ - ٦ - نا - رہا - ٨٥ - ٨ - گر - گر

ضمیمہ نمبر ۱

اگرچہ اخباروں میں بہت کچھ چھپ رہا ہے۔ لیکن یہاں صرف آریہ پتر کا اخبار لاہور مورخہ ۲۳ مئی ۱۸۹۶ء کا ترجمہ درج کیا گیا۔

واقعہ ۲ مئی ۱۸۹۶ء کو سنت پربھدیال صاحب بھیرہ نواسی نے اپنی کل جائیداد منقولہ آریہ سماج کو دان دی دان دینے کیوقت ایک عجیب نظارہ تھا سنت جیو نے تمام اسباب اپنے فراخ صحن میں آراستگی سے جمایا جسمیں طلائی اور نقرئی زیورات بہت سے ریشمی کپڑے اور پھلکاریاں ظروف برنجی و کانسی بہت سی کتب اردو و پوران سنسکرت چارپائی ہا۔ میز کرسی۔ اور سامان خانہ داری تھا آریہ سماجی اور بہت سے باشندگان شہر باجہ سے نگر کیرتن کرتے ہوئے سنت صاحب کے مکان پر آپہونچے جہاں پر بہت سے آدمیوں نے انکا استقبال کیا اور شربت پلایا گیا۔ عورتوں کا انبوہ اسقدر تھا کہ مکان کے اندر باہر اور کوٹھے پر پاؤں رکھنے کو جگہ نہ ملتی تھی بھجن گائے جارہے تھے اور ہر عورتیں اپنی رام کہانی ایکدوسرے کو سناتی تھیں آریہ سماجیوں اور انکے معاونین کو کوستی تھیں یہ نظارہ عورتوں کی جہالت کو کا نقش فی الحجر کرتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد سنت پربھدیال صاحب کے انقلاب کا حال لالہ ہنسراج صاحب نے پڑھکر سنایا جسمیں سنت صاحب کیطرف سے بتلایا گیا تھا کہ میرا والد اور خسر ہر دو شناتک دہرم کے معتقد تھے یہ ہی ورثہ فطرتاً مجھے بھی ملا۔ مجھے اپنی خراب حالت پر سخت افسوس ہے اگر کوئی صاحب ان واقعات کو کہانی کے طور پر لکھے یا کتاب مرتب کرے تو میں بتلانے کو تیار ہوں اور یقین ہے کہ وہ واقعات لوگوں کو نہایت عبرت دلانیوالے ہونگے۔ یہ سامان چار حصوں میں تقسیم کیا گیا و یدپرچار فنڈ۔ کنیا مہاودیالہ جالندھر یتیم خانہ فیروزپور۔ آریہ سماج بھیرہ نقد روپیہ کا دیا جانا کچھ اور بات ہے اور سامان خانہ داری سے جو عمر کی دقتوں اور محنتوں سے اور زیادہ شوق اور محبت سے بنایا جاتا ہے جدا ہونا کچھ اور حقیقت رکھتا ہے سنت صاحب کی اس عالی حوصلگی اور مردانہ کارروائی پر آفرین کیجاتی ہے امید ہے کہ ایسے دان دینے والوں کے لئے ایک عمدہ نمونہ ہوگا علاوہ سامان خانہ داری کے سنت صاحب نے ایک وظیفہ پانچروپیہ ماہوار کا اونکا سنسکرت ہائی سکول بھیرہ کے کسی سنسکرت خوان طالبعلم کے لئے جو غریب اور ہونہار ہو ایکسال کیلئے

ضمیمہ نمبر ۲ گپت پرکاش

اس میں نقل سندات اور ترجمہ چٹھیات انگریزی جو مصنف کو بابت کارگذاری اور ملازمت حاصل ہوئیں درج کیگئی ہیں

۱ نقل مطابق اصل) ازپیشگاہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گجرات

(دستخط انگریزی)   سنت پربھدیال ایجنٹ خزانجات

بدرخواست مصر گوبند رام تمکو تحصیل کھاریاں میں بعہدہ فوطہ داری بمشاہرہ پندرہ روپیہ ماہوار مقرر کیا جاتا ہے چاہیے کہ کام متعلقہ خود بدیانتداری سرانجام دو اور پروانہ ہذا کو بطور سند اپنے پاس رکھو تحریر بتاریخ ۲۵ ستمبر ۱۸۶۷ء

۲ نقل مطابق اصل   ازپیشگاہ کرنل جنکنس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ

دستخط انگریزی   سنت پربھدیال گماشتہ خزانچی صدر ضلع سیالکوٹ

چونکہ انتظام جدید چونگی میں تمکو بمشاہرہ پندرہ روپیہ ماہوار کا خزانچی چبوترہ خاص سیالکوٹ میں مقرر کیا گیا ہے چاہیے کہ بہال ہے چندمحرر فارسی کے ہمراہ اپنا کاغذ ہندی بنانے جاؤ اور روزمرہ آمدنی کا روپیہ خزانہ صدر میں داخل کرکے رسید حاصل کرو اور رپوٹ اپنی محکمہ لوکل فنڈ میں بھیجدیا کرو ۱۰ جون ۱۸۶۷ء

۲ نقل مطابق اصل   ازپیشگاہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع سیالکوٹ

دستخط انگریزی   سنت پربھدیال خزانچی چونگی سیالکوٹ

حسب درخواست خزانچی صدر تمکو تحصیل پسرور میں بمشاہرہ پندرہ روپیہ ماہوار تبدیل کیا جاتا ہے چاہیے

کہ تحصیل پسرور میں حاضر ہو کر اپنا کام متعلقہ بہوشیاری انجام دو تحریر بتاریخ یکم جنوری ۱۸۷۱ء

۳ نقل مطابق اصل از پیشگاہ مسٹر شیو داس صاحب افسر خزانجات از مقام لاہور

دستخط انگریزی عزیز القدر سنت پرتھ دیال

چونکہ جوشانی مل نائب خزانچی ضلع سیالکوٹ بمقدمہ فوجداری قید ہو گیا ہے۔ لہذا اوسکی جگہ تمکو بمشاہرہ پچیس روپیہ ماہوار مقرر کیا جاتا ہے چاہیے کہ ضلع سیالکوٹ میں حاضر ہو کر بہ ماتحتی لالہ نانک چند خزانچی صدر کام اپنا عمدگی سے سرانجام کرو۔ ۱۷ مئی ۱۸۷۳ء

۴ نقل مطابق اصل از پیشگاہ مسٹر ٹھاکر داس صاحب افسر خزانجات قسمت ہائے لاہور امرتسر وغیرہ

دستخط مسٹر ٹھاکر داس عزیز القدر سنت پرتھ دیال

چونکہ امرتسر کے خزانہ کا کام ابتری پر ہے لہذا تم کو انتخاباً بعہدہ خزانچی صدر مقرر کیا جاتا ہے اگر کام اچھا کرو گے تو بہتری تنخواہ دی جاویگی ایک ہفتہ کے اندر امرتسر میں پہنچکر خزانہ کا چارج لیکر رپورٹ بھیجو۔ ۱۶ اپریل ۱۸۷۶ء

۵ نقل مطابق اصل از پیشگاہ مسٹر ٹھاکر داس صاحب افسر خزانجات از مقام لاہور

دستخط مسٹر ٹھاکر داس عزیز القدر سنت پرتھ دیال

چونکہ تمہاری تبدیلی امرتسر سے سیالکوٹ میں ہو گئی ہے جسکی باضابطہ اطلاع بذریعہ عرضی بحضور جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع سیالکوٹ بھیجی گئی ہے لازم کہ بہ پہنچنے اس حکم کے مسٹر لکھپت رائے کو چارج دیکر سیالکوٹ میں پہنچو اور اس سے چارج لو۔ یکم جولائی ۱۸۷۷ء

نقل ترجمہ چٹھی مسٹر [illegible] صاحب بہادر سر دفتر انگریزی ضلع سیالکوٹ

سیالکوٹ۔ ۳-جولائی ۱۸۷۷ء　　　　مائی ڈیر مسٹر ٹھاکرداس صاحب

مجکو آپکی چٹھی درباره پربھ دیال پہنچی۔ کرنیل جنکنس صاحب بہادر کو کوئی عذر نہیں ہوگا۔ کہ پربھ دیال بجائی

نرسنگ داس خزانچی مقرر کیا جاوے۔ میں خود پربھ دیال کو جانتا ہوں۔ آدمی زود رس ہے۔ اور کاروبار

خزانہ کو بخوبی انجام دے سکتا ہے۔　　　　آپکا وفادار گرین وڈ

۷ نقل مطابق اصل　باجلاس کرنل جنکنس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع سیالکوٹ

(دستخط انگریزی)　　عزت آثار سنت پربھ دیال حفظہ

چونکہ نرسنگداس خزانچی صدر سیالکوٹ سے بسبب ناواقفی کام خزانہ انجام نہیں ہوتا۔ اسواسطے بجائے

مذکورہ تمکو حسب درخواست مسٹر ٹھاکرداس صاحب خزانچی قسمت امرتسر وغیرہ بمشاہرہ ... روپیہ ماہوار بعہدہ

خزانچی صدر ضلع ہذا مقرر کیا جاتا ہے۔ چاہیکہ کاربار متعلقہ خزانہ ہوشیاری اور دیانتداری سے انجام دیتے

رہو۔ پروانہ ہذا سند تقرری خود سمجھو۔ تحریر بتاریخ ۷ جولائی ۱۸۷۷ء

۸ نقل مطابق اصل　پیشگاہ لفٹنٹ کرنل برچ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع سیالکوٹ

دستخط انگریزی　　عزیز القدر سنت پربھ دیال خزانچی صدر

بموجب سرکلر ۳۹ مورخہ ۷ مارچ ۱۸۷۹ء صاحب کمشنر بہادر خزانجات سپرد رائے بہادر سیٹھ رام رتن ہو گئے

ہیں اور اسکی طرف سے مسمی ہنسراج خزانچی بجائے تمہارے آگیا۔ اینجانب کو پرورش تمہاری منظور ہے۔

اس واسطے بجائے تاج دین نایب شرف جیدا دفو جو ... ہو گیا ہے۔ تمکو مقرر کیا جاتا ہے لہذا بنام تمہاری

حکم ہے کہ اپنی تقرری سے مطلع ہوکر پروانہ ہذا اپنے پاس رکھو۔ اور کار متعلقہ خود ہوشیاری و دیانتداری

سے انجام دیتے رہو۔ المرقوم یکم اپریل ۱۸۷۹ء

۹ نقل ترجمہ سارٹیفکٹ مسٹر بیکرافٹ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع سیالکوٹ

پربھہ دیال نے مصر ٹھاکرداس کے ماتحت ضلع ہذا اور دیگر اضلاع میں قریباً بارہ سال تک خزانہ کی ملازمت کی ہے اب بباعث وفات مصر ٹھاکرداس اور تقرری بیٹھہ رام رتن کے دوسرا ایجنٹ مقرر ہوگیا ہے۔ اس واسطے اس کو ملازمت سے علیحدہ ہونا پڑا۔ میں اسکو ایک سال سے زیادہ عرصہ سے جانتا ہوں۔ جہانتک مجھہ کو علم ہے اس نے اپنے فرایض منصبی کو خوش اسلوبی سے انجام دیا ہے اسکو علوم فارسی سنسکرت۔ گورمکھی۔ ہندی۔ پنجابی میں مہارت ہے۔ اور کسیقدر انگریزی کی بھی۔ ۱۰۔ اپریل ۱۸۷۹ء

دستخط انگریزی مسٹر بیکرافٹ صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع سیالکوٹ

۱۰ نقل مطابق اصل از پیشگاہ لفٹنٹ پرج صاحب ڈپٹی کمشنر

دستخط انگریزی

سنت پربھہ دیال نایب مشرف ضلع سیالکوٹ

حسب الحکم امروزہ کشن دیال محرر جرمانہ معطل کیا گیا ہے۔ تمکو بمشاہرہ عہ روپیہ ماہواری تا ایام معطلی محرر جرمانہ کیا جاتا ہے۔ چاہیے کہ کام متعلقہ ہوشیاری و دیانتداری سے بخوبی انجام دو۔ اور پروانہ سندا اپنے پاس رکھو۔ المرقوم ۹۔ مئی ۱۸۷۹ء

۱۱ نقل مطابق اصل۔ باجلاس ایف۔ ایم۔ کرنل پرج صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع سیالکوٹ

دستخط انگریزی۔ پربھہ دیال نایب مشرف

چونکہ کشن دیال محرر جرمانہ معطل ہوا تھا۔ بذریعہ چٹھی انگریزی امکی لانہ منہ صاحب کا حال اضلاع غیر سے جہاں وہ نوکر تھا دریافت کیا گیا۔ بملاحظہ جواب چٹھیات سے صاف پایا جاتا ہے کہ (۵۹) دو ماہ سرکار سے نوکر نہیں رہ سکتا۔ لہذا بجائے کشن دیال کے تمکو بمشاہرہ عہ روپیہ تا مستقل مقرر کیا جاتا ہے۔ چاہیے کہ تقرری سے مطلع ہو کر کام متعلقہ خود ہوشیاری و دیانتداری کے انجام دو۔ در پروانہ ہذا

سندات اپنے پاس رکھو۔ المرقوم ۱۱ جون ۱۸۷۹ء

۱۲ نقل ترجمہ سارٹیفکٹ پادری جی بار صاحب بہادر سیالکوٹ

مجھکو اس بارہ میں بیان کرنیکی بہت خوشی ہے۔ کہ میں حامل ہذا پرہبدیال کو بہت برسوں سے جانتا ہوں۔ مجکو پہلے پہل اسکے ساتھ اور اسکے خاندان سے واقف ہونے کا موقعہ گوجرانوالہ میں ملا جب سے میں سیالکوٹ میں آیا ہوں اکثر اوقات اسکے ساتھ ملاقات ہوتی رہی۔ مجھکو اسکی بابت ہر طرح نیک گمان ہے۔ اور میں تصدیق کرتا ہوں کہ اُسکا چال چلن نہایت عمدہ ہے۔

دستخط انگریزی پادری بار صاحب بہادر سیالکوٹ مورخہ ۱۵ جولائی ۱۸۷۹ء

۱۳ نقل ترجمہ سارٹیفکٹ کرنل ایف۔ ایم برچ صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع سیالکوٹ

پربھودیال ایک نہایت عمدہ اکونٹنٹ اور شریف آدمی ہے۔ چونکہ خزانہ میں تغیر و تبدل کے باعث اسی روپیہ کی اسامی اسکی جاتی رہی۔ اس واسطے مینے خوشی سے اسکو اپنا محرر جرمانہ مقرر کیا۔ میں امید کرتا ہوں کہ اُسے جلد کوئی معقول اسامی ملے گی۔ ۶ اکتوبر ۱۸۷۹ء

دستخط انگریزی ایف۔ ایم کرنل برچ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع سیالکوٹ

۱۴ نقل مطابق اصل۔ از پیشگاہ سردار جودھ سنگھ صاحب سپرنٹنڈنٹ بندوبست لدھیانہ

دستخط سردار جودھ سنگھ

سنت پربھدیال

حسب الحکم امروزہ تنکوبنا ہیرہ پندرہ روپیہ ملیوار محرر معافی مقرر کیا گیا ہے چاہیے کہ گیان چند محرر سابق سے جو محرر داخلخارج ہوگیا ہے چارج لیکر کام متعلقہ خود ہوشیاری سے انجام دو۔

۱۱۔ اگست ۱۸۸۰ء

۱۵ نقل مطابق اصل - از دفتر صاحب اگزیکٹو انجنیر بہادر دہلی ڈویژن

دستخط انگریزی   سنت پرجہ دیال ورک منشی

سرسہ - جیل ورک میں زیرنگرانی حصار سب ڈویژن کے ماتحت بمشاہرہ پچیس روپیہ ماہوار ورک منشی

مقرر کیا جاتا ہے اور علاوہ تنخواہ کے مبلغ سات روپیہ ماہوار ہارس الونس بھی تمکو ملے گا ضلع سرسہ

میں حاضر ہوکر افسر انچارج کی ہدایت کے مطابق کام متعلقہ سرانجام کرتے رہو - تنخواہ ماہ بماہ دی

جاوے گی - جنوری ۱۸۹۱ء

۱۶ نقل ترجمہ سارٹیفکٹ رائے گوپالداس صاحب سپروائزر دہلی پروونشل ڈویژن

میں تصدیق کرتا ہوں کہ سنت پرجہ دیال نے میری ماتحت سرسہ جیل ورکس میں بحیثیت ایک ٹھیکہ دار

کے کام کیا اور اپنے کام سے مجکو بہت خوش کیا - وہ کھلے پزاوہ میں اینٹوں کا بنانا - اور کنکروں سے

چونہ بنانا عمدہ جانتا ہے - اور عام عمارت کے کام کاریگروں سے عمدہ لے سکتا ہے - آدمی نہایت

محنتی اور دیانتدار ہے - اور مصر بیلی رام صاحب رئیس پنجاب کے مشہور خاندان سے اسکا تعلق

ہے - میں یہ سارٹیفکٹ اسواسطے دیتا ہوں کہ میری تبدیلی کرنال سب ڈویژن کو ہوگئی ہے -

۲۳ - مارچ ۱۸۹۲ء   دستخط انگریزی رائے گوپالداس صاحب سپروائزر دہلی

۱۷ نقل ترجمہ سارٹیفکٹ رائے کنہیالال صاحب اسسٹنٹ انجنیر حصار ڈویژن

میں تصدیق کرتا ہوں کہ پرجہ دیال نے میری ماتحت تقریباً سات ماہ بحیثیت ٹھیکہ دار کے کام کیا - اور

ایسے وقت جبکہ مزدور مشکل سے ملتے تھے - یہ سب انکی ثابت قدمی اور حوصلہ اور محنت کا نتیجہ ہے

کہ ایسے وقت کام کو چلایا - یہ ایک عمدہ معزز اور شریف خاندان سے ہے اور بذات خود نہایت دیانتدار

آدمی ہے - معمولی درجے کے کام کو بخوبی بنا سکتا ہے - منشی گری اور ٹھیکہ کے کام کے لائق ہے

۲۲ - مارچ ۱۸۸۲ء دستخط انگریزی رائے بہادر کہنیا لعل صاحب اسسٹنٹ انجینئر حصار

۱۸ ترجمہ چٹھی جناب بابو گوپال چند صاحب مشیر مال ریاست فرید کوٹ

سنت پربہد یال ساکن بہیرہ ضلع شاہ پور کو اطلاع دیجاوے کہ تمہاری درخواست جو بماہ دسمبر ۱۸۸۳ء ہمارے پاس پہونچی تھی بسبب اسکے کہ وہ اسامیاں پر ہو چکی ہیں - زیر تجویز رہی - چونکہ اب ہمکو اپنی پیشی کیواسطے ایک ہیڈ منشی کیضرورت ہے اور اس اسامی پر ہم کسی ریاستی آدمی کو رکھنا نہیں چاہتے ہیں تمہاری سندات کے ملاحظہ سے پایا جاتا ہے کہ تم ہماری پیشی کا کام کرسکوگے اگر منظور ہو تو موہنت حاضر ہو جاؤ تنخواہ حسب لیاقت تجویز کیجاویگی ورنہ جواب بھیجدو ۱۴ جون ۱۸۸۴ء

دستخط انگریزی مشیر مال صاحب ریاست فرید کوٹ

۱۹ نقل ترجمہ سارٹیفکٹ رائے ٹیک چند صاحب ہیڈ پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ کشمیر - سری نگر کشمیر ۱۰ پوہ سمت ۱۹۴۵

سنت پربہد یال بھیروچی - میرے کاموں یعنے اینٹ چونہ کا بمقام گاؤکدل چنار باغ تو موہنت تک مہتمم رہا - اس نے اس قدر جلدی اور ہوشیاری سے ریاست کے کام کیواسطے مصالحہ طیار کیا کہ ہر ایک شخص اسقدر مصالحہ کھینوں اور اسکے گردنواح میں ڈھیروں کے ڈھیر دیکھہ کر حیران تھا اسکا حساب اسطرح کا ٹھیک اور درست تھا - کہ کبھی ایک پائی تک کی غلطی نہیں ہوئی - میں نے اسکو صرف یہاں ہی نہیں دیکھا بلکہ جبکہ وہ چیف خزانچی خزانہ سیالکوٹ کا تھا - اور اسکا خاندان تمام پنجاب بھر میں مشہور ہے - یعنی یہ بات کہ مصر بیلی رام صاحب جو کہ بعہد حضور سری مہاراجہ رنجیت سنگہ صاحب بہادر تمام توشہ خانجات کا مہتمم تھا - اسکے خاندان سے ہے اسکا دماغ اعلی درجہ کا نہ درست ہے اب میں نہایت خوش ہوں کہ چیف جسٹس صاحب قلمرو کشمیر نے اسکو

دربار حضور مہاراجہ صاحب بہادر کی عدالتوں میں وکالت کا کام کرنیکی اجازت دی ہے مجھکو امید ہے کہ وہ اس کام سے فایدہ اوٹھاویگا۔

مجھکو اسکی علیحدگی کا نہایت افسوس ہے جسکا کوئی چارہ نہیں کیونکہ میں خود پنجاب کو جاتا ہوں۔ اور بڑی خوشی کے ساتھ اسکی کامیابی کی خواہش کرتا ہوں۔

مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۸۸۸ء دستخط انگریزی ٹیک چند بیری

نمبر ۲۰ نقل ترجمہ سارٹیفکٹ الگزنڈر اٹیکنسن صاحب بہادر اگزیکٹو انجینیر سٹرک کشمیر

سنت پرہیہ بال بلیڈر ٹھیکہ دار محال سڑکانہ عرصہ قریباً نو ماہ سے یہاں ہے۔ مینے اسکو ہمیشہ لایق اور شایستہ دیکھا ہے اور کام نہایت اشرافت سے کرتا ہے۔

مورخہ ۵ نومبر ۱۸۸۹ء دستخط انگریزی الگزنڈر اٹیکنسن صاحب بہادر اگزیکٹو انجینیر سٹرک کشمیر

نمبر ۲۱ نقل ترجمہ سارٹیفکٹ مسٹر اتھربی پرائیس صاحب بہادر سول انجینیر سٹرک کشمیر

میں سنت پرہیہ بال ٹھیکہ دار کو عرصہ سے جانتا ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ وکالت کا کام کرتا ہے۔ میں بلا تامل سفارش کرتا ہوں کہ اس عہدہ کے واسطے جسکی وہ کوشش کرتا ہے لایق ہے۔

مورخہ ۴ فروری ۱۸۹۱ء دستخط انگریزی اتھربی پرائیس صاحب بہادر سول انجینیر سٹرک

نمبر ۲۲ نقل مطابق اصل از محکمہ پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ سرینگر کشمیر

دستخط انگریزی سنت پرتھیہ دیال

چون در بوقت حسب سفارش سادن مل ایشان را برائے تیار کنانیدن بٹھہ ہائے خشت پختہ و چونہ و سرخی وغیرہ بمشاہرہ چہل روپیہ ماہوار بعہدہ سپرنٹنڈنٹ مقرر کردہ ہست لازم کہ

اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہیں انمین بعض کتب قصہ جات نثر و نظم اردو وغیرہ کی درج کرتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانوں کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

کتب قصہ جات نثر

الف لیلہ - باتصویر اردو ترجمہ ابو ناظم مولنا محمد حامد علیخان شاہ آبادی۔
ایضاً - ترجمہ مولنا ممدوح الصدر باتصویر۔
سرور سخن - بجواب فسانہ عجائب۔
طلسم حیرت - برنگ فسانہ عجائب۔
باغ و بہار - یعنی قصہ چار درویش۔
وقائع راج کمار۔
سچی بہادری - ترجمہ راجہ شیو پرشاد ستارۂ ہند
آرائش محفل - قصہ حاتم طائی باتصویر۔
ایضاً - بغیر تصویر۔
داستان امیر حمزہ - باتصویرات۔
نو طرز مرصع قصہ چار درویش بعبارت مسجع۔
بستان حکمت - اردو ترجمہ انوار سہیلی کا ترجمہ فقیر محمد خان گویا۔
قصہ سیاہ پوش - مولفہ عنایت اللہ خان فصیح
فسانہ معقول۔
قصہ سورج پور - ایک زمیندار کا فسانہ مولفہ چرونجی لال۔

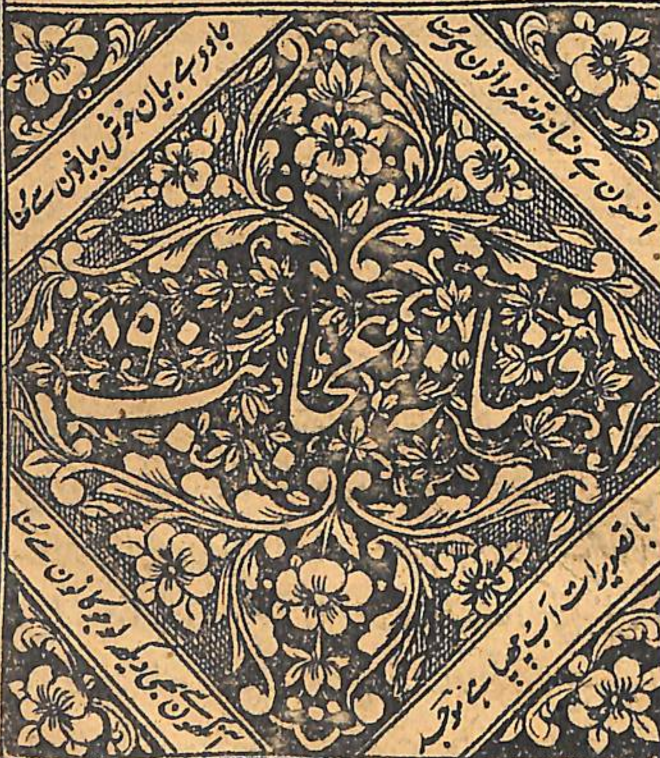
آئینہ عقول - یعنی قصہ قاسم و ہاشم و روح افزا زوجہ خلیفہ بغداد۔
جادۂ تسخیر - نادر عبارت مسجع۔
نورتن - مصنفہ میاں محمد بخش تخلص۔
قصہ اگر گل - مولفہ عاصی تخلص۔
سیر مقبول۔
قصہ گوپی چند بھرتری۔
سنگھاسن بتیسی - قصہ راجہ بھوج باتصویرات
بیتال پچیسی - قصہ راجہ بکرم مع تصویرات
گل بکاولی - مولفہ نہالچند شاہجہان آبادی۔
طوطا کہانی - تصنیف سید حیدر حسین۔
قصہ گل و صنوبر - مولفہ پریم چند۔
طوطا نامہ - مع قصہ ابراہیم ادہم

کتب فسانہ نثر و نظم

بوستان رحمت - قصہ شاہزادہ ختن نظم اردو۔
فسانہ آزاد - ہر چہار جلد کامل نتیجہ طبع سخن سنج پنڈت رتن ناتھ در کاشمیری۔
ایک روسی زمیندار کا قصہ۔
ترجمان عصمت - نظم اردو۔

بہ عروض صناعِ مکین و مکان و فضل خلاقِ زمین و زمان

قصۂ شیرین زبان داستان رنگین بیان تصنیف جامع کمالات موفور مرزا رجب علی بیگ سرور لکھنوی



حرف حرف نظر یافتہ تصرفِ اخیرۂ مصنف مسبوق التوصیف باہتمام سزاوار تحسین و تعریف

مطبع منشی نولکشور میں بہ طبعِ زیں مقبولِ جہاں ہوا

اعلان - حق تصنیف اس فسانہ عجائب کا منجانب مصنف مرحوم بحق مطبع اودھ اخبار محفوظ ہے



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی خلق من الماء بشرا فجعلہ نسبا و صہرا و کان ربک قدیرا سزاوار حمد و ثنا خالق ارض و
سما جل و علی صانع بیچون و چرا ہے جسنے رنگ بی ثباتی سے باین رنگارنگی تختہ چمن دنیا پر از لالہ
و گل جزو کل بنایا اور باوجود ترس باغبان و بیم صیاد و لولۂ رخ گل بلبل کو دیکر دام محبت مین
پھنسایا اور عاشق باوفا و معشوق بیوفا کو ایک آب و گل سے خمیر کر کے پردۂ غیب سی بعرصۂ شہود
لایا ایک قامت سے دو طرحکا جلوہ دکھایا اور انسان ضعیف بنیان کو اشرف المخلوقات فرمایا جلوۂ حسن
بتان بخدا شیفتگی کا بہانہ ہے نالۂ بلبل شیدا گوش گل رعنا کا ترانہ ہے اوسکی نیرنگیون کے مشہور
فسانے ہین ہم اوسکی قدرت کاملہ کے دیوانے ہین صفت اوسکی محال ہے زبان اس تقریر سے
لال ہے جسکی شان مین مخبر صادق یہ فرمانے دوسرا اس عہدہ سے کب بر آسکے ما عرفناک حق معرفتک

نعت سرور کائنات محبوب خدا برگزیدۂ انبیا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

بعد حمد خالق جن و بشر حاکم قضا و قدر مبدا و شام طالع سے نعت سید کائنات خلاصۂ موجودات
بہترین عالم برگزیدۂ نوع بنی آدم کی ہی جسکے چراغ ہدایت کی روشنی سے تیرہ بختان گم گشتہ کوچۂ ضلالت
راہ راست آئے بتوفیق الہی اور مدارج تحقیق کیا کیا مرتبے بلند پائے اور منحرف کور باطنون کو
فہم ناقص کی کجی اور زعم فاسد سے کیسے روز سیہ دکھائے اوسکے حق مین یہ حکم آیا ہی

بچشم غور دیکھو تو اور کسی نے بھی یہ رتبہ پایا ہی نولاک لما خلقت الافلاک سرحلقۂ اولین خاتم المرسلین
مظہر صنعت کریم احمد بے میم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ الطاہرین واصحابہ المکرمین وسلم کوئی شاعر
اوسکی شان مین کہتا ہی لا اعلم پیش از ہمہ شاہان غیور آمدۂ ✣ ہر چند کہ آخر بظہور آمدۂ ✣ ای
ختم رسل قرب تو معلوم شد ✣ دیر آمدۂ ز راہ دور آمدۂ ✣ اس مشت خاک کا کیا فہم و ادراک جو شمہ
صفات ذات بابرکات زبان پر لائے جو عجز مین نہ در آئے کام زبان ناکامی سے فوراً جل جائے اور
منقبت امیر المومنین امام المتقین یکہ تاز میدان لافتی خلاصہ مضمون سورۂ ہل اتی یہی کافی ہی جیسے
پیمبر نے کہا لحمک لحمی و دمک دمی علی منی و انا منہ اور مدح اہلبیت رسالت کہ ولا اونکی ایمان کی دلیل ہے
اور محبت اونکی ہر فرد بشر کو واجب باین حدیث جلیل ہے مثل اہل بیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبہا
نجے و من تخلف عنہا غرق و ہوے

مذکور شاہ غیور قباد شوکت نوشیروان بعدالت غازی الدین حیدر بادشاہ غازی ارشد و وان سعادت



پس از حمد خدا و نعت سرور انبیا لازم و ضرور ہے کہ مدح والی ملک بیان کرے قولہ تعالی اطیعوا اللہ
و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم اگر صفت شاہ زمان گدا کو بیان کرنا چھوٹا منہ بڑی بات ہے
مگر نام نامی توصیف ذات گرامی اوسکی وسیلہ توقیر اس تحریر اور مفتاح باب اس پریشان تقریر کا
جانکر شمہ از شمائل و ذرہ از خورشید خصائل رقم کرتا ہون شاہ کیوان بارگاہ بلند مرتبہ عالیجاہ سرحلقہ

شاہان والا تبار جم شوکت فریدون فر سلیمان اقتدار کشور گیر ملکستان خدیو گیہان ابو المظفر معز الدین شاہ زمن غازی الدین حیدر بادشاہ غازی خَلَّدَ اللّٰہُ مُلْکَہٗ وَسَلْطَنَتَہٗ وَاَیَّدَہُ اللّٰہُ بِالنَّصرِ وَالظَّفَرِ جَلَّ جَلَالُہٗ اگر معرکۂ رزم یا صحبت بزم اوسکی انشا کرون صفحۂ دنیا پہ نہ لکھہ سکون دم رزم رستم و سام و نریمان مثل پیر زال لرزان اور وقت سخا اور عطاے زر و مال حاتم کے ہاتھ مین کاسۂ سوال بزم طرب مین زہرہ و مشتری سرگرم نغمہ پردازی و عربدہ سازی ہنگام عتاب و خشم مریخ مستعد جلادی و بیدادی یہ ادنی عنایت ہی بیت چنان بمو سم سرما دو شالہا بخشید + کہ گرم شد ہمہ بنگالہ سرد شد کشمیر + بسکہ سحاب بخشش اوس بحر عطا کا روز و شب مزرع کہ وِمہ پر بارش رکھتا ہے شہر مین سالہا کان مشتاق سائل کی صدا کا اور دیدہ ندیدہ صورت گدا کا عدل یہ کہ ہاتھی چیونٹی سے ڈرتا ہے شیر بکری کی اطاعت کا دم بھرتا ہی بچشم اوسکے عہد دولت مین ہزارون نے دیکھا بکری شیر کے بچے کو دودھ پلاتی تھی کنار مین شفقت سی سلاتی تھی باز تیز پرواز بچہ گنجشک کا دمساز اور نگہبان بلی کی عادت جبلی یہ کہ کبوتر سے ہراسان دود دل اندوہناک روزن ہر خانہ سے مسدود شحنۂ داد رخنہ بندی فساد کو موجود اللہ تعالی اوس امید گاہ عالم و عالمیان کو اپنے حفظ و امان مین سلامت رکھے دولتخواہ اوس والا جاہ کے بعیش و شادی مدام اور دشمن و شیاد برنج نامرادی گرفتار آلام رہین بحق رب ذو المنن بتدق پنجتن ❊

بیان لطف سو در بارۂ لکھنؤ و ذکر صنعت مردمان خجستہ روش و تذکرۂ ہر صاحب علم و کمال علے قدر حال نمونہ مکانات شہر

یہ پنبہ دہان ہیچمدان محرر داستان مقلد گذشتگان مرزا قصور رجب علی بیگ تخلص سرور متوطن حال خطۂ بینظیر دلپذیر رشک گلشن جنان مسکن حور و غلمان جاے مردم غیر باشندے یہان کے ذکی فہیم عقل کے تیز اگر دیدۂ انصاف و نظر غور سے اس شہر کو دیکھے تو جہان کے دیکھنے کی حسرت نہ رہے آنکھہ بند کرلے شعر سنا رضوان بھی جسکا خوشہ چین ہے + وہ بیشک لکھنؤ کی سرزمین ہے + سبحان اللہ دیکھدہ عجب شہر گلزار ہے ہر گلی کوچہ دلچسپ باغ و بہار ہے ہر شخص اپنے طور پر باوضع قطعہ دار ہے دو رویہ بازار کس انداز کا ہی ہر دکان مین سرمایہ ناز و نیاز کا ہے ہر چند ہر محلے مین جہان کا ساز و سامان مہیا ہے پر اکبری دروازے سے جلوخانے اور پکے پل تک کہ صراط مستقیم ہے کیا جلسہ ہے

نان بائی خوش سلیقہ شیرمال کباب نان نہاری جہان کی نعمت اس آبداری کی جسکی بو باس
سے دل طاقت پائے دماغ معطر ہو جائے فرشتہ گذرے تو سونگھے کیسا ہی سیر ہو فوراً دیر ہو
دیکھے سے بھوک لگ آئی وہ سرخ سرخ پیاز سے نہاری کا بگھار سُریلی جھنکار شیرمال شنگرف کے
رنگ کی خستہ بھُر بھُری ایکبار کھائے نان نعمت کا مزہ پائے تمام عمر ہونٹ چاٹتا رہجائے کباب
اس آب و تاب کے کہ مرغ و ماہی کا دل سیخ آہ پر حسرت محرومی سے کباب ادرک کا لچھا میاں خیراللہ
کی دکان کا بال سے باریک کترا ہاضم نایاب حسینی کے حلوا سوہن پر عجیب جوبن اوسکی شیرینی کی
گفتگو مین لب بند جہان کو پسند پڑی دبیز بسی بسائی لذیذ ہونٹ سے کھائے دانت کا
اوسپر تمام عمر دانت ہی دانت لگانے کی نوبت نہ آئے جوزی خوب حبشی اہل ہند کو مرغوب دودھیا
شیرخوار نوش کر جائے ہر کنجڑن کی وہ تیکھی چتون آدمی صورت دیکھتا رہے رعب حسن سے
بات نکرسکے سنگ زمین پر پڑا دمرو قامت رشک شمشاد دکانون مین انواع اقسام کے میوے
قرینے سے چُنے روزمرے محاورے اونکے دیکھے نہ سُنے کبھی کوئی پکار اوٹھی میان نکے کو
ڈھیر لگادیا ہے کوئی موزون طبیعت یہ فقرہ سُناتی مزا انگور کا ہے رنگترون مین کسی طرف
یہ صدا آتی ہے گنڈیریان ہین پونڈے کی ایک طرف تنبولی سرخروئی سے یہ رمز وکنایہ
کرتی بولی ٹھولی مین چبا چبا کر ہر دم یہ دم بھرتے تمھی کا منھ کالا ہو یا گردکر ڈالا عبیر ہے نہ
گلال ہر کتھے چونے سے ادھی مین ٹکڑا لال ہے گلیون مین گجر دم یہ آواز آتی شیرمال ہے
گھی اور دودھ کی مفلس کا دل اُچاٹ ہی ٹکون کی چاٹ ہی کدھر لینے والے ہین نمش کی
قفلیان کھیرے کے پیالے ہین کیا خوب بھُنے بھُر بھُرے ہین چنے پرال اور مُرمُرے ہین جیٹھ
بیساکھ کی وہ گرمی جسمین چیل انڈا چھوڑتی دو پیسے کو برف کی قفلی جو کھائے بدن تھرائے
زیادہ ہو کا کرے لقوے فالج مین مرے سرچوک ہمیشہ شانے سے شانہ چھلا نسیم و صبا کو سیدھا
رستہ ملا سیخ کولی کی مٹھائی جسنے کھائی جہان کی شیرینی سے دل کھٹا ہوا بنارس کا کھجلا بھولا
شہر کے پیڑے کا ٹھٹھا ہوا برفی کی نفاست بو باس ورد زبان نقرئی ورق کا جوبن کسی اور
شہر کار کا بدار اگر دیکھ پائے یا ذائقہ لب پر آئے زندگی تلخ ہو ہاتھ کاٹ کاٹ کر کھائی امرتی
مسلسل کا ہر پیچ ذائقے کو پیچ و تاب دیتا یاقوتی مفرح کا مزہ جب منھ مین رکھا اصل تو یہ ہے کہ ل صفرا کی

جنت کی نہر کا حلق سے اوترا پراچیون کی گلی کی کھجور لذت ٹپکتی ذائقے لقے مین جو بہتر از انگور نہایت
آب و تاب ہم خرما ہم ثواب بالائی نورا کی دکان پر جب نظر آئی بے قند و شکر شکر گزر فوراً علی نور کہکر
چھری سے کاٹ کر کھائی مداریے حقے وہ ایجاد ہوئے کہ سکر ایسے اُستاد ہوئے کہ جب ترا قا اونکا
سُنا یہ بیچاران کا دم بند ہوا پٹھانا کا تمباکو مشک و عنبر کی خوشبو جسنے ایک گھونٹ کھینچا اوسی کا دم
بھرنے لگا علی الخصوص مرد تماش بین کے واسطے یہ شہر خراد ہی یہان ہر فن کا استاد ہی سیکڑون
گھامڑ بدشکل کُندۂ ناتراش اطراف و جوانب سے آ ہفتے عشرے مین چھیل چھبیلا وضعدار ہو گئے
جب ابوتراب خان کے کٹرے مین حجامیان خیراتی سے کسی کی خیرات مین خط بنوایا بارہ برس
کے سن کا گالون سے مزا آیا چار پہر گھونٹی ٹٹولی تپا نپایا کاتب قدرت کا لکھا مٹتا ہی ایسا خط
بناتا ہی سید حسین خان کے دروازے پر عبداللہ عطر فروش کی دکان جائے نشست ہر وضعدار
جوان ہے دو پیسے مین بیلے چنبیلی کا تیل ریل پیل فتنہ بپا کرنے والا ایسا ملا کہ سُہاگ کا عطر
گرد ہوا جونپور سے دل بھر ہوا عطر کی روئی رکھی کان مین پھر جا بیٹھا کسی افیونی کی دکان مین
سفید سفید چینی کی پیالیان خوبصورت رنگتین نرالیان افیون فیض آبادی لالے کی وہ رنگین
جسنے تریاک مصر کے نشے کرکرے کیے زیادہ پی جانے والون کو جان کے لالے ہوئے ایسے
متوالے ہوئے جھگڑا بادۂ ارغوانی و زعفرانی کا مٹا تبدیل ذائقہ کو فرنی کے خوانچے نقرئی ورق
جمے پستے کی ہوائی چھڑکی ہوئی مہیا چسکی پی ایک دم کے بعد دم حقے کا کھینچا آنکھون مین سرور
موجود ہوا وہان سے بڑھا کان مین آواز آئی بیلے کے ہار ہین شوقین البیلے کو یہین لے چلا جا
فرنگی محل کے بیلے کو جب یہ سج بنی بگڑا پنچون کے بل چلا یہ پھولا وطن کی چال ڈھال راہ و رسم
بھولا اکثر باہر سے آیہ وجہ بنا جونپور کے قاضی ہوئے کو مفتی مین راضی ہو گئے برسات کا اگر موسم ہی شہر کا
یہ عالم ہی ادھر مینھ برسا پانی جا بجا بہ گیا گلی کوچہ صاف رہگیا ساون بھادون مین زر دوزی جوتا پہنکر
پھرے کیچڑ تو کیا مٹی نہ بھرے فصل بہار کی صنعت پروردگار کی رضوان جسکا شائق دیکھنے کے
لائق روز عیش باغ مین تماشے کا میلا ہر وقت چمن کا جلسہ موتی جھیل کا پانی چشمۂ زندگانی کی
آب و تاب دکھاتا پیاسون کا دل لہراتا شرک سے درختون کی فضا جدا گھجوا چمن ہار سنگار
کے جنگل مین لوگون کا جمگھٹا رنگا رنگ کی پوشاک آپس کی جھانک تاک تختۂ لالہ و فرمان جن پر قربان

بندہاے خاص کی سبکروی خرام ناز ہر قدم پر کبک دری چال بھول کر جبین نیاز رگڑتی شاخ سرو
اونکے روبرو نہ اکڑتی شائق ہزار در ہزار شمع پروانون کا عالم غول کے غول باہم آم کے درختون مین
ٹپکا لگا خاص جھولا وہین پڑا جھولنے والون پر دل ٹپکا پڑتا محبت کے پینگ بڑھتے دیکھنے والے
درو دیوار چڑھتے باغ مین کوئل پپیہے مور کا شور جھوٹے پر گھٹا رہی او بھی گھنگھور ساونون بھادون کے
جھالے وہ رنگین جھولنے والے دشت غربت مین یہ جلسہ جو یاد آجاتا ہی دل پاش پاش ہو جاتا ہی
کلیجہ منھ کو آتا ہی نہ کہ کانپور کی برسات ہیہات ہیہات دخل کیا دروازے سی باہر قدم دھرے اور
پھسل نہ پڑے گلی مین پانون رکھا کیچڑ کا چھپکا سر پر پہونچا دو اس فصل مین باہم نہ دیکھے مگر
چہلے کے پھنسے اور جنھین سواری کا مقدور نہین دخل کیا جو وہ جائین کہین اون کے حق مین برسات
حوالات گھر جیلخانہ کہین جانا نہ آنا اگر خواب مین کہین نکل گئے تو چونک پڑے کہ پھسل گئے اور
جو بازاری کار باری ہین اونکا یہ نقشہ دیکھا ہاتھ مین جوتیان پائینچا چڑھا کیچڑ مین لت پت
یہان گرے وہان گرے خدا خدا کر جیتے گھر پھرے اور جو شیخی کے مارے ننگے پانون نہ نکلا تو شعر
دیکھی ہی یہ رسم اس نگر مین * جوتا ہی گلی مین آپ گھر مین * پھر بر سر مطلب آیا خاص بازار کا شہر وسیع
و خوش قطع ہی اوسکے نقشے سے مانی و بہزاد نے خار کھایا شبیہ کشی تو کیا خاک کہ خاک نہ کھینچا ہاتھ
تھرایا کوٹھیان فرح بخش و دلکشا برج ہر ایک جہان نما سلطان منزل اور استری منجن نشاط افزا
توبہ شکن انسان کو دیکھکر سکتہ ہو جائے کام اونکا وہم و قیاس مین نہ آئے سرائی کی بارہ دری
جواہر نے جڑی پری کی صورت کی قریب نہر جاری نکاست کی تیاری پائین باغ اوسکا جسنے دیکھا
باغ ارم سمجھا سوسن صفت ہزار زبانین بہم پہونچین تعریف نکر سکا گونگے کا سپنا ہوا رومی دروازہ
اس رفعت و شان کا ہی گذر گاہ ایک جہان کا ہی اگر اوسپر چڑھ جائے بام فلک پست معلوم ہو
فرشتون کا مشورہ کان مین آئے سپہر اولین اوسکی زمین ہی شش جہت مین دوسرا نہین ہے
مسجد انتخاب ہی امام باڑہ لاجواب ہی مقبرہ عالیشان وہ نادر مکان کہ فلک بدیدۂ انجم نگران ہی
اونکے نظیر کی جستجو مین مشعل مہ و خورشید روز و شب روشن کیے کو بکو سرگردان ہے اگر پانون
پھیلانے کی جگہ اونہین ہاتھ آئے سر و دست مرجانے کو جی چاہے گومتی کے انداز سے نہر کی
کیفیت نظر آتی ہے طبیعت لہراتی ہے و رو یہ آبادی عمارت کہین منو کسی جا باغ ہی [illegible]

وہ بہار نظر آتی ہی کہ شام اودھ اور بنارس کی سحر بھول جاتی ہی شہر نفیس مجمع رئیس ہر فن کا کامل
یہان حاصل ہی خوشنویس حافظ ابراہیم صاحب سا اس قطعے کا قطعہ لکھا جو میر علی یا آغا جیتے ہوتے
اپنے لکھے کو روتے اشک حسرت سے وصلیان دھوتے مرزائی صاحب کا یہ حال تھا کوئی پرچہ
انکا اونکی نظر پڑ جاتا نیر زیر زبر رکھتا یاقوت رقم ہیرا کھاتا۔ مرثیہ خوان جناب میر علی صاحب نے وہ
طرز نو مرثیہ خوانی کا ایجاد کیا کہ چرخ کہن نے مسلم الثبوت استاد کیا علم موسیقی مین یہ کمال بہم پہونچایا
اس طرح کا دھرپت خیال ٹپہ گایا اور بنایا کہ کبھی کسی نایک کے وہم و خیال مین نہ آیا تھا ایک رنگین احاطہ
کھینچا ہی جو اسمین آیا پھولا پھلا وہ انکا پیرو ہوا اور جسنے ڈھنگ جدا کیا وہ ٹکسال باہر بے رنگ
ہوا اگر تان سین جیتا ہوتا انکے نام پر کان پکڑتا بھیک مانگ کھاتا مگر نہ گاتا ہزارون شاگرد بدرجات استاد
ہوا مولوی سب مین بہ زیادہ ہوا اسیرون مین حسین علیخان بلبل ہزار داستان خوش الحان مرثیہ گو
بیتطیر سیان دلگیر صاف باطن نیک ضمیر خلیق فصیح مرد مسکین مکروہات زمانہ سے کبھی افسردہ نہ دیکھا
اللہ کے کرم سے ناظم خوب دبیر مرغوب سکندر طالع بصورت گدا بار احسان اہل دول کا نہ اوٹھایا عرصۂ
قلیل مین مرثیہ سلام کا دیوان کثیر فرمایا طبیب ہر ایک مسیحائی کرتا ہی قم باذنی کا دم بھرتا ہی جسے
دیکھا بقراط سقراط جالینوس زمان ہے اس معنی مین یہ خطہ رشک زمین یونان ہی میر کہ جان صاحب
پیرنے کے فن سے ایسے آشنا ہوئے کہ مردم بحر و بر سرگرم ثنا ہوئے شاعر زباندان ایسے کہ عرفی اور
خاقانی کی غلطی بتائی فردوسی و انوری کی یاد بھلائی شیخ امام بخش ناسخ نے یہ ہندی کی
چندی کی اور روزمرے کو ایسا فصیح اور بلیغ کیا کہ کلام سابقین منسوخ ہوا فصحائے شیراز و صفہان
اس سیف زبان کا لوہا مان گئے اپنے قبح پر منفعل ہوئے اس زبان کا حسن جان گئے زمین شعر کو
آسمان پر پہونچایا سیکڑون کو اوستاد بنایا خواجہ حیدر علی آتش کی آتش بیانی شرر افشانی سے جلون
کے سینے مین سوز و گداز ہی مرد قانع شاعر ممتاز ہی فرنگی محل کا حال کیا لکھون کہان زبان و دست
کا یارا جو شمہ لکھتا مولوی فاضل عدیم المثال ہر شخص جمیع علوم کا اوستاد کتب درسی ابتدا سی انتہا تک
یاد منقول و معقول مین دقیقہ باقی نہ رہا ریاضی کے ریاض سے آسمان کو زمین کر دیا مولوی انوار کا
پرتو فیض جہان مین روشن مولوی مبین ورد ہین سراج انجمن مولوی ظہور اللہ سبحان اللہ ایسے
فقیہ محقق کہان ہوتے ہین یہی لوگ نادر الزمان ہوتے ہین ادھر کون ہی بلا کہ میر سید محمد مجتہد

مستند مرزا کاظم علی متقی آخوند محمد رضا رضاے خدا کا جویا حامل قرآن ہے وان کسی علم مین عاری نہین
روی زمین پر آقا محمد تبریزی سا قاری نہین مگر وہ جو مثل ہے نیک اندر بد یہ اصل ہے لب معشوق سو لویون
سے وہ رنڈیان پری شمائل زہرہ پیکر مشتری خصائل اس ناز و انداز سحرکارات غمزہ عشوہ ادا گات بانکی
کہ ہاروت ماروت توکیا معاذ اللہ اگر سب فرشتے عرش سے فرش خاک پر آئین اونکی چاہ مین لکھنؤ کے
کنوئین بھر جائین گھڑی بھر اونسے زانو بزانو بیٹھے تو بہ نصوحا ٹوٹے اونکا دروازہ چھوٹے لولی چرخ
اونپر نثار ہے ہر ایک حور کردار ہے خوش مزاج مردم شناس روزمرہ شستہ دم تقریر یہ رمز و کنایہ اس
کوچے کے فیض سے انسان آدمیت بہم پہونچاتا ہے تراش خراش اثر صحبت سے کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے
کلاونت قوال ہمثال چھجو خان غلام رسول سب کو موسیقی مین کمال حصول شوری کی منہ زوری
کی دھوم ہے پٹے کا موجد ہوا سکو معلوم ہے بخشو اور سلاری نے طبلہ ایسا بجایا کہ پکھاوج کو شرمایا
تنگ ایسا بنا ایسا اڑا کہ نزدیک و دور مشہور ہے شتر چھیتر تا ڈور کا تینگ خیراتی یا چھنگا کے ہاتھ کا
لڑائی کی گھات کار ستم کی عافیت تنگ کرنے والا منجنی ہاتھ پاؤن پر مولوی محمد و نے ایسا لڑایا عمدا
اتنا بڑھایا کہ وہ بیون سے عبادت جھوٹی دوڑ دوڑ کر ڈور لوٹی آنکھ بچاکر بیٹا توڑا فرشتے خان کا
پتنگ پھوڑا مردان بیگ کا بنھاو دینے والا دیکھا نہ سُنا غرض کہ جو چیزین یہان نئی نئی بنین ایجاد طبیعت
سے کاریگرون نے نکالین سلف سے آج تک نہوئی تھین اونکی زردوزی ایسی بنی ایسی باریکی چھنی
کہ باہر بند واد سکے پنے جو پائین بجاے جیغہ و سر پیچ سر پر لگائین جوتا خرد نوک کا بیر علی نے اس نوک جھوک کا
بنایا کہ جہان کو پسند آیا آرام پائی جسکے ہاتھ آئی دل نے چین پایا چالیس سال دیکھہ بھال کی ایسا
شہرہ نوگ نظر سے نگذرے اور تو اور شہدا پیر بخارا کا تماسا سید الشہدا کا شیدا برس روز مین
جو پیدا کیا عشرۂ محرم مین محتاجون کو نذر حسین کھلا دیا یہ یکرنگی مزاج مین سمائی تمام سن جوا کھیلا
دو نیتی کے داؤ پر ادھی نہ لگائی ایک روپیہ ہوا خواہ سو کھویا پو سیکڑون داؤ سنہ کئے منھ سے نہ پنچے گئے
وہان بھی اک چوک لگا رہتا ہے آدمی کے چھکے چھوٹ جاتے ہین جب وہ لوگ نظر آتے ہین مشائخ فقیرون
کے مزار خوب خواب راحت مین آسودہ سالک و مجذوب شاہ مینا شاہ پیر محمد شاہ خیر اللہ ایک سے ایک
سبحان اللہ بظاہر مردہ حقیقت مین جیتے ہین اشیاے لطیف کھاتے پیتے ہین مولوی عبدالرحمان برگزیدہ
یزدان عالم باعمل درویش اکمل خواجہ باسط اور میر نصیر جنکا عدیل نہ نظیر خواجہ حسین و حسن سرگروہ

انجمن طبیعت بسکہ مصروف باختصار ہی ایک ایک فقرہ لکھا ہے وگرنہ ان بزرگوارون کی صفت مین
کتابین تحریر کرے تو بجا ہی شعر کار دنیا کسے تمام نکرد + ہر چہ گیرید مختصر گیرید + اسپر عمل کیا منصف
سے انصاف طلب ہین ہٹ دھرم سے کیا کہین جھوٹے کے روبرو سچا رو دیتا ہی بالفرض معترض
کہے یہ لوگ کہان کے تھے تو یہ جواب شافی کافی ہے کہ یہ شہر ایسا تھا جیتے جی یہان سی نہ نکلے مر گئے
پر یہین رہے اور یون تو مصرع کس نگوید کہ دوغ من ترش ست + جو گفتگو لکھنؤ مین کو بکو ہی
کسی نے کبھی سنی ہو سنائے لکھی دیکھی ہو دکھائے عہد دولت بابر شاہ سے تا سلطنت اکبر ثانی
کہ مثل مشہور ہی نہ چولھے مین آگ نہ گھڑے مین پانی دہلی کی آبادی ویران تھی سب بادشاہون
کے عصر کے روزمرے لہجے اردوے معلّٰی کی فصاحت تصنیف شعرا سی معلوم ہوئی یہ لطافت
اور فصاحت و بلاغت کبھی نہ تھی نہ اب تک وہان ہی قطع نظر اس سے لوگ اس خلقت کے
گرہ سے کھوئین اور جلسہ کرین چنانچہ ایک بندے شفیق جگت آشنا مرزا محمد رضا مجمع خوبی
از پا تا فرق تخلص برق فی الحقیقت کلام بلاغت نظام اونکا صاعقۂ خرمن ہستی حاسد ہی بھائی بند
شاعرون کا بازار اونکے روبرو کاسد ہے جوان خوشرو بہادر آشنا ہی بامزہ نیکخو شب ماہ صحبت شاعرہ
بدولتخانہ مرزا معین ہی رئیس امیر صغیر و کبیر تشریف لاتے ہین اوس مکان وسیع مین آدمیون کی
کثرت سے جگہ کی قلت ہوتی ہے ہوا کشمکش سے بار پاتی ہے جب پنکھے کی سعی اوٹھاتی ہی سخن سنج
بیرنج خوش گو نازک فہم باریک بین نیک خو جمع ہوتے ہین لوگ اونسے وہ لوگون سی حظ اوٹھاتی ہین
تا مزہ مرزاے ممدوح خدمت کو حاضر کورے کورے ماری و سبدم گلوریان ورق لگی کتھا ایسا
چونا سنگ مرمر کا متواتر قبل از غزلخوانی افیون کا چرچا ہو جاتا ہی کوئی پیتا ہے کوئی کھاتا ہے
اگر چاہ کسی کو چائے کی ہوئی دودھ پیتے بچے تک شیر چائے موجود کردی ہمیشہ صبح اوس شام
کے جلسے کی ہو جاتی ہی طبیعت نہین گھبراتی ہی گھر جانے والون کو صداے مرغ سحر نداے اللہ اکبر
آتی ہے ہرچند سب لوگ یہان کے قہر ہین مگر یہ بزرگوار زینت شہر ہین اور لکھنؤ کے جیسے بازاری
ہین کسی شہر کے ایسے ہفت ہزاری ہین وہ لال مرفہ حال خوش پوشاک چمکے چمکائے اور ملکون کے
سیٹھ کروڑپتی گاڑھے مین لنگوٹی یا دھوتی جب بڑا تکلف کیا گاڑھے کا مرزائی پہن لیا کلمہ حق کہنے والا
دار پر ہوتا ہی منصور نگر اوسکا محلہ ہی یہ نکتہ بگوش دل و جان سن الحق مرشد حاسدون کی خوف سے

یہ مذکور مختصر کیا اگر زیادہ لکھتا قصہ ہوتا کوتاہ بین لکھنؤ کے نام سے چڑ جاتی ہین رشک کھاتے ہین
افترا پردازی کرتے ہین جل مرتے ہین اچھے آغاز کا انجام بخیر ہوتا ہی اللہ تعالی اشقت کسی کی بیگار
نہین گھوتا ہی یہ فسانہ بعہد دولت شاہ غازی الدین حیدر شروع ہوا تھا اور تمام بعصر سلطان بن
سلطان ابو النصر نصیر الدین حیدر دام ملکہ ہوا للہ اللہ یہ عجب شاہ جمجاہ اریکہ نشین ہوا کہ حاتم کا نام
صفحہ سخا سے مثل حرف غلط مٹا دیا فقیرون کو امیر بنا دیا عیش و نشاط کی طرف طبیعت جو آئی ایک
ادنی کنجڑن ہفت ہزاریون سے اعلی بنائی محمد شاہ کی گود تھرائی شہزادیون کو کہاریون پر رشک آیا
خواصون کو صاحب نوبت کیا چنڈول سکھپال مین چڑھایا ہزار بارہ سو جلسے والی جو روش کبک کردار
کبک رفتار نغز گفتار از پا تا فرق دریاے جواہر مین غرق دست بستہ روبرو کھڑی رہی جہان کی نعمت
اونکے سامنے پڑی رہی اصیلون کو کڑورون روپے دیے پیش خدمتون نے بادشاہت کے چین
کیے قدسیہ محل پر طبیعت جو آئی معار رفعت و شان فلک ہفتم پر پہونچائی کئی کڑور روپے اوس منظور نظر
نے صرف کیے خزانے خالی کر محتاجون کے گھر بھر دیے ہر وقت راجہ اندر کا جلسہ رہا نہرون مین
عطر بہا مکان اسطرح کے بنوائے کہ فلک گردان نے صدقے ہو کر چکر کھائی اندراسن گلشن ارم کر ایسا
باغ اور اسطرح کی کوٹھی چشم و گوش عالم نے دیکھی نہ سنی دوازدہ امام کی درگاہ ایسی بنائی کہ چرخ گردان کو
خواب مین نظر نہ آئی اندراسن مین عطر کا حوض چھلکتا رہا تمام شہر مہکتا رہا سقائیون نے گوٹے
کناری کی کترنون سے چاندی سونے کے محل اوٹھائے خاصے والیون نے لونگ الائچی زعفران کے
اپنے گھرون مین خاصے ڈھیر لگائے سنگتا خیاط مال دنیا سے مالا مال ہے استغنا کا دم بھرتا ہی
سینا تو کیا تانکا کم بھرتا ہی بجز غم حسین شہریار کو اندوہ و غم نہین کون ہی جو اس زمانے مین شاد و
خرم نہین اربعین تک عزاداری ہوتی ہی خلق خدا ماتم حسین مین روتی ہی لاکھون روپیہ اس
راہ مین صرف ہوتا ہی چالیس شب نہین سوتا ہی تخم عمل نیک مزرعۂ آخرت مین بوتا ہے روز تولد
ہر امام و شب وفات جگر بند ان خیر الانام لاکھ لاکھ روپے کا صرف ہی اسکی ہمت کے آگے فیاضان
گذشتہ پر حرف ہی حسن صورت شوکت و حشمت جاہ و ثروت جتنی دنیا کی خوبیان ہین اللہ نے
سب دی ہین ہر شب شب برات روز عیدین کے ہین سیر دریا کی دفعۃً جو لہرائی گنگا سی نہر سنگائی
اسمین بھی غربا نہال کارندے مالا مال ہو گئے بسکہ خامۂ مولف اختصار رقم ہے جتنا اوسکی

صفت مین لکھیے بہت کم ہی لہذا اس غزل پر اختتام کیا یہ جملہ تمام کیا

تصویر نصیر الدین حیدر بادشاہ



غزل

تا ابد قائم رہے فرمانروائے لکھنؤ
گو ملے جنت بھی رہنے کو بجائے لکھنؤ

رشک کھا کھا گو فلک مجھسے چھڑائے لکھنؤ
یا تو ہم پھرتے تھے اونمین یا ہوا یہ انقلاب

انکے استغنا سے کیا کیا آرزو کرتی ہے رشک
کیون گمان زاغ بلبل کے ترانے پر نہو

ہر محلے سے بجا ناجی ہے عیسیٰ کو محال
جن و انس و وحش و طائر کیون نہ سب باہم ہون

دشت غربت مین کیا برباد وحشت نے تو کیا
یہ رہے آباد یارب تا بہ دور مشتری

یہ نصیر الدین حیدر بادشاہ لکھنؤ
چونک اوٹھتا ہون مین ہردم کہکے ہائے لکھنؤ

تب مین جانون مجھ سے جب ایسے بھلائے لکھنؤ
پھرتے ہین آنکھون مین ہردم کوچہ ہائے لکھنؤ

جام جم پر تف نہین کرتے گدائے لکھنؤ
یاد آجائین جو وہ نغمہ سرائے لکھنؤ

چھوڑتے جیتا نہین اعجز نمائے لکھنؤ
ہے سلیمان اندنون فرمانروائے لکھنؤ

دل سے اوڑتی ہی کوئی اپنی ہوائے لکھنؤ
مین کہین ہون مانگتا ہون پر دعائے لکھنؤ

بلبل شیراز کو ہی رشک ناسخ کا سرور		اصفہان اسنے کیے ہین کوچہ ہای لکھنؤ

الٰہی بحرمت سیّد ابرار احمد مختار و بصدق آئمہ اطہار لکھنؤ کو آباد رکھہ والی ملک کو یہان کی کار فرما
رعیت پرور مسند حکومت پر دلشاد رکھہ جب تک گنگا جمنا مین پانی ہی یہ خطۂ دلچسپ فرح افزا
آباد رہی فرد الٰہی لکھنؤ بستا رہی دور قیامت تک * سرور وحشت پیما کا کبھی وہ شہر مسکن تھا
اور مقلدی مین یہان کے لوگ صاحب کمال ہین باریک بین دقیقہ رس زود فہم نازک خیال ہین
یہ عجب ان صاحبون کا لیکھا ہی مقلدی مین موجد سی بہتر ہو جاتے انھین کو دیکھا ہے اس شہر
مین کئی مطبع سنگی ہین نمونۂ نیرنگی ہین لیکن ایک ہمارے عنایت فرما ہین جناب میر حسن صاحب
صاحب حُسن و جمال جوان خوشرو صاحب باطن حمیدہ خصال حسن خلق اونکا خلق مین مشہور ہے
عجب و نخوت اونکے نزدیک سی دور ہی موسم شباب ہی چہرے پر جوانی کی آب و تاب ہے بیت ابرو
کاکل مشکبو صفحۂ رخسار گل بہار از سر تا پا ہر شے دیوان وجاہت مین انتخاب ہی مجموعہ نگر مین اونکا چھاپہ خانہ [1]
جدید ہی عیاذاً باللہ چشم بد دور گلشن بہاران ہی کہ دیدہ و نہ شنیدہ ہی عقل دنگ ہی کارخانہ کیا ہی تختۂ ارژنگ ہی
ایک سمت خوشنویس ثانی آغا و میر ہفت قلم ایک فاضل صاحب درس و تدریس ہر ایک بینظیر
شیر و شکر کی طرح باہم ایکجا ولایتی کل جسے دیکھکر جی بیکل ہو گیا ہی کیسا ہی جوان قوی ہیکل ہو اگر
چاہی پہاڑ اوٹھالے مگر ایک کاپی مین ہاتھہ کانپنے کیا دخل ہی جو بے دریافت دش فرمی نکالی
اوسکی ہر شیمانی کو اگر کار رانی کہون بدگمانی ہی بہزاد کی عقل کو حیرانی ہی ریزی ریزی پر چلا ہی
صفا ہی یہ سحر کا ڈھلا ہی کہین پتھر صاف صاف شفاف جھلکے سنگ کا فرسنگون نظر نہ آئی مردم
دیدہ اگر اوسکی صفا کو نظر بند کرین آنکھہ پھسل جاے ہر پتھر ہمسنگ کوہ طور ہی کسی پر جلی لکھا کوئی
قلم موسے مسطور ہے کاریگر ہر ایک سرگرم فرمانروائی ہی کتب کہن از سر نو زندہ ہوتی ہین ثبوت
اعجاز مسیحائی ہی شکدست چست و چالاک اُستاد ہین طبع بلند اونکا مطبوع دلپسند اپنے کام مین
ذہی استعداد ہین بے لن ترانی کہتا ہون نئی تشبیہ ہاتھہ آئی ہی بیلن کی سیاہی مین صاف کیفیت
روشنائی ہی فریم ہر ایک مُرقّع کی تصویر ہی لکھا مٹتا نہین گویا خط تقدیر ہے الٰہی جبتک فلک کی
کل چلتی ہی اور کارخانۂ چرخ زنگاری ہے یہ کار فرما سلامت رہی کارخانہ جاری رہے بندہ کمترین
تلامذہ اور خوشہ چین خرمن سخن جناب قبلہ و کعبہ اُستاد شاگرد نواز معزز و ممتاز مجمع فضل و کمال

[1] واضح ہو کہ یہ مطبع فی الحقیقت پہلے ایسا ہی تھا مگر اب بسبب نامساعدت زمانہ ناہنجار کی بالکل بند ہو گیا ۱۲

نیک سیرت فرخندہ خصال خردآگاہ دانش آموز یادگار جناب میر سوز عرفی عصر سعدی زمان رشک
انوری وخاقانی نوازش حسین خانصاحب عرف مرزا خانی تخلص نوازش کا ہی حقیقت حال یہ مقام ہی کہ
طرز ریختہ اور روزمرہ اُردو کا اونپر ختم ہے شعراونکے واسطے وہ شعر کی خاطر موضوع ہین کہنے کے علاوہ
پڑھنے کا یہ رنگ ڈھنگ ہی اگر طفل مکتب کا شعر زبان معجز بیان سی ارشاد کرین فیض وہان تاثیر بیان سے
پسند طبع سحبان وائل ہو فی زمانناتو کیا سابقین جو بسوجد کلام کوس لمن الملکی بجاتے تھے اونکی دیوانون مین
دس پانچ شعر تناسب لفظی یا صنائع بدائع کے ہونگے وہ اونپر نازان تھے اور متاخرین فخریہ سند گردانتے ہین
لہذا جس شخص کو فہم کامل یا اس فن مین مرتبہ کمال حاصل ہو اور طبع بھی عالی ہو آپ کا دیوان
بچشم انصاف ونظر غور سے دیکھے کوئی غزل نہوگی جوان کیفیتون سی خالی ہو ہر مصرع گواہ ہزار
صنعت ہر شعر شاہد لاکھ صفت مطلع سی مقطع تک ہر غزل پری کی صورت اکثر اشعار آپ کے تبرّکاً
ویمناً بطریق یادگار بندے نے لکھے ہین جہان لفظ اُستاد ہے وہ آپ کا شعر ہے یاد رہے +

باعث تحریر اجزای پریشان و سرگذشت مجمع دوستان بتکلّف ہونا مجبور کا بیان داستان مرغوب کا

حسب اتفاق ایک روز مع چند دوست صادق و محبان صفا کیش و موافق باہم بیٹھا تھا اگرچہ نیرنگی زمانۂ ناہنجار
و کجروی فلک سفلہ پرور دون نواز جفا شعار سے سب با دل حزین و زار اور بہجوم اندوہ و یاس سی اور کثرت
حرمان و افکار سے کہ ہر دم یہ پاس تھے دل گرفتہ سینہ ریش اور اوداس تھے اونھون نے کہا شعبدہ بازی
چرخ مکّار از آدم تا ایندم یون ہی چلی آئی ہے اور تفرقہ پردازی اوسکی سوائے رنج و محن زیادہ مشہور ہے
یہ اور بُرائی ہے اب یہی غنیمت جانیے اور لازم کہ اوسکا بھی احسان مانیے کہ تم ہم اسدم باہم تو
بیٹھے ہین اُستاد جو ہم تم پاس بیٹھے ہین سُنو یہ دم غنیمت ہی + یہ ہنسنا بولنا رہجای تو کیا کم غنیمت ہی +
اور واقعی ہی اگر شدت رنج و الم مین دوست صادق یار موافق ہمنشین ہو تو الم خیال مین نہین آتا ہی
اور صحبت غیر جنس مین اگر تخت سلطنت میسّر آئے تو تختۂ تابوت کی طرح کاٹے کھاتا ہی سعدی
پای در زنجیر پیش دوستان + بہ کہ با بیگانگان در بوستان + لیکن زمانے کی عادت یہی ہے کہ
باوجود کثرت غم و شدت اندوہ و الم دو شخص باہم نہین دیکھ سکتا مرزا پھینکے ہی منجنیق چرخ تاک کے
سنگ تفرقہ + بیٹھکر ایک دم کہین ہو وین جو ہمکلام دو + جب سلسلۂ سخن یہانتک پہونچا اوس

زمرے مین ایک آشناے باصفا پر مزہ بندی کے تھے اونھون نے فرمایا اسوقت کوئی قصہ یا کہانی
بشیرین زبانی ایسا بیان کر کہ رفع کدورت وجمعیت پریشانی طبیعت ہو اور غنچۂ سر بستہ دل ہا تہزاز نسیم
تکلم کھلجائے فرمانبردار نے بجز اقرار انکار مناسب وقت نجانا چند کلمے گوش گزار کیے اگرچہ پریشان راہم
دل خوش ہبیاید مگر اس نظر سے مصرع ہر چہ از دوست میرسد نیکوست + یہ فسانہ اونھین بہت پسند
آیا کہا اگر بدلجمعی تمام تو اس قصۂ پراگندہ کو از آغاز تا انجام زبان اُردو مین فراہم اور تحریر کرے تو
نہایت منظور نظر اہل بصر ہو لیکن تقصیر مُعاف ہو لغت سے صاف ہو بندے نے کہا طبیعت ابنائے روزگار
بشیتر متوجہ عیب جوئی وہُنر پوشی ہے بقول دلگیر شعر قبح کے دیکھنے والے تو بہت ہین دلگیر + اور
یہان حسن شناسان سخن تھوڑے ہین + وہ بولے چشمداشت صلہ طلب اجرت کسی سے متصور نہین
فقط ہماری خوشی مدنظر رکھ جیسا رطب و یابس کہیگا ہمین پسند ہے بشرطیکہ جو روزمرہ اور گفتگو ہماری تمھاری
ہے یہی ہو ایسا نہو کہ آپ رنگینی عبارت کے واسطے دقت طلبی اور نکتہ چینی کرین ہم ہر فقرے کے معنی
فرنگی محل کی گلیون مین پوچھتے پھرین بندے نے کہا یہ تو مقدمۂ تحریر ہے اگر سر سرکار کے کام آئے
جاے تقریر نہین مگر جلد ہی نکر با بوقت فرصت لکھونگا وہ تو یار شاطرنہ بار خاطر تھے کہا اچھا
فقیر کو اوسی دن سے ہمیشہ اسکا خیال رہتا تھا عدم فرصت سے نہ کہتا تھا آخر الامر بمقتضاے عادت
تلاش معاش کے حیلے مین فلک تفرقہ پرداز گردون عربدہ ساز نے صورت مفارقت کی دکھائی
مُہاجرت استقبال کو آئی مسرت بوقت لقمہ خوردن ای مسرت گفت ببہایم + کہ روزی سکیند
از ہم جدا یاران ہمدم را + ربیع الثانی کے مہینے مین کہ سن ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم
بارہ سو چالیس تھے آنے کا اتفاق مجبور کور دہ کانپور مین ہوا بسکہ یہ بستی پوچ ولچر ہے اشراف
یہان عنقا صفت ناپید ہین احیاناً جو ہونگے تو گوشہ نشین عزلت گزین مگر چھوٹی اُمت کی بڑی
کثرت دیکھی یہ طور دیکھکر دل وحشت منزل سخت گھبرایا کلیجہ مُنہ کو آیا قریب تھا جنون ہوجانے
تیرہ بختی سے روز سیاہ پیش آئے لیکن بشربت عنایت ومعجون شفقت ارسطو فطرت بقراط حکمت
حکیم اسد علی صاحب شیر بیشۂ علم وکمال سخن فہم ظریف خوشخصال طبع سودا خیز اور سر جنون انگیز کو
آرام وتسکین حاصل ہوئی وہ حال فقیر دلگیر پر الطاف وکرم فرماتے تھے تدبیرین نیک دافع حسن
دافع رنج ومحن بتاتے تھے اونسے بعد اظہار حال متکلف فسانہ دوستانہ یہ بھی کہا کہ

ایک کہانی لکھا چاہتا ہون سُنکر فرمایا بیکار مباش کچھ کیا کر ہیر میر نہین پیرتم کاہلی اللہ رے +
نام خدا ہو جوان کچھ تو کیا چاہیے + اوسوقت یہ کلمہ توسن طبع کو تازیانہ ہوا اگرچہ اس ہیچ میرز کو یہ یارا
نہین کہ دعوی اُردو زبان پر لائے یا اس افسانے کو بنظر نثاری کسیکو سنائے اگر شاہجہان آباد کہ مسکن
اہل زبان کبھی بیت السلطنت ہندوستان تھا وہان چندے بود و باش کرتا فصیحون کو تلاش کرتا
تو فصاحت کا دم بھرتا جیسا میرامن صاحب نے چار درویش کے قصے مین بکھیڑا کیا ہی کہ ہم لوگون کی
ذہن حصے مین یہ زبان آئی ہی دلی کے روڑے ہین محاورے کے ہاتھ سنہ توڑے ہین پتھر پڑین ایسی
سمجھ پر یہی خیال انسان کا خام ہوتا ہی مفت مین نیک بدنام ہوتا ہی بشر کو دعوی اُکب سزاوار ہی
کاملون کو بیہودہ گوئی سے انکار بلکہ ننگ و عار ہی مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید یہ وہی
مثل سُننے مین آئی کہ اپنے مُنہ سے دھنا بائی لیکن تحریر اسکی ایفائے تقریر ہی یہ قصہ دلچسپ بے نظیر
ہی امید ناظرین پُر تمکین سے یہ ہی کہ بچشم عیب پوشی و نظر اصلاح ملاحظہ فرما کر جہان سہو یا غلطی پائین
باصلاح مزین فرمائین کیسی ہی طبیعت عالی ہو ممکن نہین جو بشر خطا سے خالی ہو اسکے مطالعہ سے
خاطر عاطر شاد کرین عاصی کو دعائے خیر سے یاد کرین نیاز مند کو اس تحریر سے نمود نظم و نثر وجودت طبع
کا خیال تھا شاعری کا احتمال تھا بلکہ نظر ثانی مین جو لفظ دقت طلب غیر مستعمل عربی فارسی کا مشکل
تھا اپنے نزدیک اوسے دور کیا اور جو کلمہ سہل ممتنع محاورے کا تھا وہ رہنے دیا دوست کی خوشی سے
کام رکھا فسانۂ عجائب اسکا نام رکھا انہ المبدء والیہ المآب عنایت ایزدی سے تمام ہوئی کتاب

آغاز داستان نادر بیان حسب سرریر سلطانی مالک اورنگ کامرانی زینت تاج و تخت شاہنشاہ
گردون بارگاہ شاہ فیروز بخت اور پیدا ہونا شاہزادہ جانعالم کا اور شادی ماہ طلعت سے + اُستاد

مثل ہی سے نہ الفاظ تلازم سے یہ خالی ہی + ہر اک فقرہ کہانی کا گواہ بے مثالی ہے + لاادعلم
یادگار زمانہ ہین ہم لوگ + سن رکھو تم فسانہ ہین ہم لوگ + گرکشایان سلسلۂ سخن و تازہ کنندگان
فسانۂ کہن یعنی محرران رنگین تحریر و مورخان جادو تقریر نے اشہب جہندۂ قلم کو میدان وسیع بیان
مین باکرشمہ سحر ساز و لطیفہای حیرت پرداز گرم عنان و جولان یون کیا ہی کہ سرزمین ختن مین ایک
شہر تھا مینو سواد بہشت نژاد پسند خاطر محبوبان جہان قابل بود و باش خوبان زمان شمیم صفت اوسکی

معطر کن دماغ جان مسکّن التہاب قلب دافع خفقان زمین رشک چرخ برین رفعت و شان چشمک زن
بلندی فلک ہفتمین گلی کوچہ خجلت دہ گلشن آبادی گلزار بستان تختۂ بازار ہر ایک بی آزار مصفا ہموار
دکانین نفیس مکان نازک پائدار خلق خدا با خاطر شاد اوسے فسحت آباد کہتے تھے سبطرح کی خلقت رغبت سے
اوس مین رہتی تھی والی ملک وہان کا شاہ گردون وقار پر تمکین باافتخار سکندر رسے ہزار خادم
دارا سے لاکھ فرمانبردار قباد شوکت کاؤس حشم مالک تاج و تخت والا مرتبت عالیمقام شاہنشاہ فیروز بخت
نام موج بخشش سے اوس بحر جود و عطا کے سائلان لب تشنہ سیراب اور نائرہ غضب کی شعلے سے دشمن
بد باطن جگر سوختہ بیتاب دبدبۂ دادو دہی غلغلۂ عدالت سے دشمن دوست جانی چور مسافر کے مال کا
نگہبان ڈکیتون کو عہدۂ پاسبانی ملک وافر سپاہ افزون از قیاس خزانہ لاانتہا وزیر وامیر جانفشان
تاج بخش و باج ستان محتاج اور فقیر کا شہر مین نام نہین داد و فریاد آہ و نالہ سے کسی کو کام نہین
رعیت راضی سپاہ جان نثار شاد ان دشمن خائف شمع کا چور سر محفل لرزان اس نام سے یہ ننگ
تھا کہ اسیرون کا چور محل نہونے پاتا تھا اور حنا کا رنگ نہ جمتا تھا سرو ست ہاتھ باندھا جاتا تھا
آنکھ چرانے سے ہمچشم چشمک کرتے تھے کار خیر سے اگر کوئی جی چراتا تو نامردی کی تہمت اوس پر
دھرتے تھے لیکن باین حکومت و ثروت کاشانۂ امید کا چراغ گل اولاد بالکل نتھی خواہش فرزند
زردل نہونے کی کاہش متصل حسرت پسر مین رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ ہر ساعت
برزبان رَبِّ ہَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا وظیفۂ دہان لڑکے کی تمنا مین بادشاہ مثل گدا دست دراز ایسا
لاپروا بے نیاز کی قدرت سے بانیاز آخرش جناب باری مین تضرع و زاری اوسکی منظور ہوئی
لاولدی کی بدنامی دور ہوئی ساٹھہ برس کے سن مین گوہر آبدار دُرّ شاہوار صدف بطن بانو
خجستہ اطوار سے پیدا ہوا چھوٹا بڑا اوسکی صورت کا شیدا ہوا اوس روح افزا کا فیروز بخت نے جانعالم
نام رکھا شب و روز پرورش سے کام رکھا حسن اللہ نے یہ عطا کیا کہ نیر اعظم چرخ چارم پر رعب جمال سے
تھرایا اور ماہ باوجود داغ غلامی تاب مشاہدہ نہ لایا اوس نقش قدرت پر تصور مانی و بہزاد حیران
اور صناعی آذر کی ایسے لعبت حقیقت کے روبرو پشیمان کاسہ سر سراسر شور جوانی روز شباب سے معمول
آنکھین چھپکانے والی دیدۂ غزال ختن کی شراب عشق کے نشے سے چکنا چور چہرے پر جلال شاہی
شوکت جہان پناہی نمایان حسن فروغ رخشندہ کی تڑپ ہر انجم و اختر تابان مصحفی اوسے دیکھ

طفلی مین کہتی تھی دایہ ؎ یہ لڑکا طرحدار پیدا ہوا ہی مرزا قتیل ؏ پارہ خواہد شد ازین دست گریبانی چند + لکھا ہی کہ جب وہ مہر سپہر سلطنت برج حمل سے جلوہ افروز ہو زینت بخش کنار مادر و زیب دہ آغوش دایہ ہوا در خزانہ و محبس کھلا ہزارہا قیدی رہا ہوا اپنے گھر آیا اور سیکڑون لونڈی غلام سنے فرمان آزادی پایا شہر مین محتاج ناپیدا تھا مگر اشرفی روپیہ حاجیون کے واسطے مکۂ معظم اور زائرون کی خاطر کربلاے مکرم مین بھیجا ایک سال کا خراج رعیت محتاج کو مُعاف ہُوا شہزادے کے نام کے گنج آباد ہوئے مسجدین مدرسے مہمانسرا مسافر خانے تعمیر ہوئے اہل شہر دل شاد ہوئے نجومی پنڈت جفردان حاضر ہوئے بہت سوچ بچار کر برہمنون نے عرض کی مہاراج کا بول بالا جاہ و حشم مرتبہ دو بالا اعلی رہے ہماری پوتھی کہتی ہے بھگوان کی دیا سے شہزادے کا چندرمان بلی ہی چھٹا سورج ہی جو گرہ ہی وہ بھلی ہے دیگ تیگ کا مالک رہی دھرم سورت یہ بالک رہے جلد راج پر براجے پرتھمی مین دھوم مچے ایسی شادی رچے مگر پندرھوین برس مشتری بارھوین آیکی سنیچر پائون پڑیگا ایک پنکھیرو سوے کے برن مین ہاتھ آئیگا تریا کی کھٹ پٹ سے وہ بچن سُنائیگا کہ راج پاٹ چُھڑا دیس بدیس لیجائیگا ڈگر مین شاہزادہ بھٹکیگا کوئی پاس نہ پھٹکیگا ساتھی چُھٹین اپنے ڈیل سے ڈانوان ڈول رہے پھر ایک منکھ ٹھاکر کا سیوک کرپا کر کے راہ لگائے کوئی کلنکن تو بھی ہو کشٹ دکھائے وہان سے جب چھٹے رانی ملے مہا سندر وہ چرن پہ پران وارے پتا اوسکا گیانی گن کی تکھتی دے اوس سے کئی ملچھ مارے ڈکھ مین آڑے آئے بگڑے کاج بنائے جب اوس نگر سے پہونچے جسکے چت مین گھر چھوڑے تو لاب بہت ہو درب گھنے ہاتھ آئین دور سب کلیس ہو جائین پر ایک ہتیسن کا کپٹی استری پر دو چیت ہو گھاٹی کرے جھجہ پڑین زناری لڑین اور کچھہ جل مین بھی ہل چل پڑے پر تھی لوگ چُھٹ جائین نگر نگر کھوج مین پھر آئین سب بچھڑے ملجائین ماتا پتا کے ڈھگ آئین استری تین ہو دو کا پرمان رہے ایک کی ہین ہو بڑا راج کرے دیا دھرم کے کاج کرے گُسیان کی کرپا سے جان کی کھیر ہے بڑی بڑی دھرتی کی سیر ہے یہ سُنکے بادشاہ کو نہ ملول ہوا پھر مستقل مزاجی سے یہ کلمہ فرمایا فِعْلُ الْحَکِیْمِ لَا یَخْلُوْ عَنِ الْحِکْمَۃِ اون سب کو بقدر حال فراخور کمال مالا مال کیا خلعت و انعام دیا بہ بشاشت تمام سرگرم پرورش صبح و شام رہا کوئی برسون مین بڑھتا ہی وہ نہال نو دمیدہ بستان سلطنت گھڑیون بلند بالا

ہوتا تھا چند عرصے مین بحول و قوت الٰہی وہ ہاتھہ پانون نکالے دس برس کے سن مین اوس
غزال چشم نے ہرن کے سینگ چیر ڈالے دست و بازو مین یہ طاقت ہوئی کہ درندہ فیل مست ہوا
جوان رعنا چہرہ زیبا رستم شوکت اسفندیار سے زبردست ہوا جو اوسکا روے منور دیکھتا یہ کہتا
لا اعلم منہ دیکھو آئینے کا تری تاب لا سکے * خورشید پہلے آنکھہ تو تجھسے ملا سکے * تصویر تیری کھینچے
مصور تو کیا مجال * دست قضا تو پھر کوئی تجھسا بنا سکے * تحصیل علم و فضل مین شہرہ آفاق ہوا
جتنے فن سپہ گری ہین اونکا مشتاق جمیع علوم ہر فن مین طاق ہوا جل جلالہ باپ ویسا بیٹا ایسا
محبوب محبت مین بسان یوسف و یعقوب جیسے ہلال سپہر شہریاری بدر کامل ہوا اور چودھوان برس
بھر گیا جوانون مین شامل ہوا بصلاح و صوابدید ارکان سلطنت و ترقیخواہان دولت شادی کی
تجویز ہوئی بتلاش بیشمار و تجسس بسیار ایک شاہزادی پری پیکر خوبصورت نیک سیرت حورزاد و
گل اندام سیمین بر رشک شمشاد ماہ طلعت نام دودمان والا سے مقرر ہوئی وہ جو آئین بادشاہی
طریق فرمانروائی ہی اوسیطرح اوسکے ساتھہ اوس اختر تابندہ کو ہمقران کیا

ترانہ سنجی عندلیب خامۂ گلشن بیان سواری شہزادۂ جان عالم مین اور خریدنا توتے کا اور گنج بخشی ماہ طلعت کی توتے سے اور ذکر حسن انجمن آرا اور شہزادی کا عاشق ہونا

بلبل نوا سنج ہزار داستان طوطی خامہ زمزمہ ریز خوش بیان گلشن تقریر مین یون چہکا ہی کہ بعد رسم شادی
سیر و شکار کی اجازت سواری کا حکم شاہ ذوی الاقتدار سے حاصل ہوا گاہ گاہ شام و پگاہ جانعالم
سوار ہونے لگا ایک روز گذر اوسکا گذری مین ہوا انبوہ کثیر جم غفیر نظر آیا اور غلغلہ تحسین و آفرین
از زمین تا چرخ برین بلند پایا شہزادہ اودھر متوجہ ہوا دیکھا ایک مرد پیر نحیف ستر اسی برس کا سن
نہایت ضعیف پنجرا ہاتھہ مین لیے کھڑا ہی اوسمین ایک جانور مانند ساکنان جنان سبز پوش طایر بیروت
خانہ بدوش باسنقار گلنار لطیفے لطیف رنگین اور نکتے قابل تعریف نمکین مثال طوطی پس آئینہ بیان کرتا ہی
لا اعلم در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند * انچہ استاد ازل گفت ہمان میگویم * شہزادی کے
دیکھتے ہی توتا اپنے مالک سے بولا ای شخص کوکب بخت تیرا افلاس کے برج تیرہ سے نکلا نصیب
چمکا طالع برسر یاری زمانہ آمادۂ مددگاری ہوا دیکھہ ایسا شہزادۂ حاتم شعار ابر گہربار متوجہ اس شست پر

تصویر شہزادہ اور پیرمرد کی مع پنجرہ اور توتے کے



ذرہ بیمقدار پر ہوا ہی وہ بیکار شے کارگاہ بے ثبات مین ہون جسکا طالب نہین کہین بجد یلہ
جانور ہون اور بلی کا کھاجا مگر جو یہ نظر عنایت کرے ابھی تیرا ہاتھ پر زر ہو دامن گھر سے بھرے
جانعالم نے یہ سخن ہوش ربا کلمۂ حیرت افزا کو سُن توتے عقل کے اوڑا پنجرا اوس طائر ہمہ دان
جانور سحر بیان کا ہاتھ مین لیکے مالک سی قیمت پوچھی توتے نے کہا مؤلف کب لگاتا ہی کوئی اس
دل بیحال کا سول + سب گھٹا دیتے ہین مفلس کے غرض مال کا مول + مگر جو حضور کی مرضی
جان عالم نے لاکھ روپئے خلعت کے سوا عنایت کیے اور پنجرا ہاتھ مین لیے دولتسرا کو روانہ ہوا
گھر مین جا ماہ طلعت کو توتا دکھایا یہ مصرع انشا کا پڑھا انشا بازار ہم گئے تھے اک چوٹ مول لائے +
توتے نے شہزادے کو سخنان دلچسپ قصص عجیب حکایات غریب شعر خوب خمسہای مرغوب سُنا
اپنے دام محبت مین اسیر کیا یہ نوبت پہونچی کہ سوتے جاگتے دربار کے سوا جدا نہوتا جب دربار جاتا
پنجرا بتاکید حفاظت ماہ طلعت کو سونپ جاتا اور دربار سے دیوانہ وار بشوق گفتار بیقرار جلد پھر آتا
ایک دن شاہزادہ دربار گیا توتا محل مین رہا اوس ماہ طلعت نے غسل کیا اور لباس پُرتکلف سے
جسم آراستہ زیور پُرتکلف سے پیراستہ ہو جواہر نگار کرسی پر بیٹھی ہوا جو لگی آئینے مین صورت دیکھ
خود محو تماشا ہوئی بحر عجب و نخوت مین آشنا ہوئی خواصون سی جلیسون سے جو جو دمساز محرم راز
تھین اپنی حسن کی داد چاہی ہر ایک نی مُوافق عقل و شعور تعریف کی کسی نے کہا ہلال عید ہو

کوئی بولی خدا جانتا ہی دیدہ ہو نہ شنیدہ ہوا اللہ تعالیٰ نے باین کثرت مخلوقات تمہارا ہمسر از قسم
جن و بشر بنایا نہین پری سنے یہ قد و بالا حور نے یہ حُسن کا جھمکڑا پایا نہین جب وہ کہہ چکین ماہ طلعت نے
کہا توتا بہت عقلمند ذی شعور سیاح نزدیک و دور ہی اس سے بھی پوچھنا ضرور ہی مخاطب ہوئی
کہ ای مرغ خوشنما طائر زمردلباس سرخرو بندہ سنج بیرنج سچ کہنا اس سج دھج کی صورت کبھی تیرے
طائر وہم و خیال کی نظر سے گذری ہی نیرنگی چرخ کجرفتار فتنہ پردازی گردون واژون عیان ہی

تصویر ماہ طلعت و جان عالم مع توتے اور خواصون کے



آگاہ سب جہان ہی اوسوقت توتا رنجیدہ دل کبیدہ خاطر مضمحل بیٹھا تھا چپ ہو رہا شہزادی نے
پھر پوچھا تو تو نے بداعتنائی سے کہا ایسا ہی ہو یہ رنڈی معشوق مزاج طرہ یہ کہ شہزادی کی جورو
شوہر مالک تخت و تاج برہم ہو کے بولی میان مٹھو جینے سے خفا ہو جو ہمارے روبرو چبا چبا کر
گفتگو کرتے ہو توتے نے کہا سوال و جواب اور دھمکانا اور حکومت سے ڈرانا غصے کی آنکھ دکھاتا
اور ہکیون اونجھتی ہو شاید ہمین کہتی ہو پھر تو شعلہ غضب کا کانون سینۂ شہزادی مین مشتعل ہوا
کہا کیون جانور بے تمیز ناچیز تیری موت آئی ہی کیا بیہودہ ٹین ٹین مچائی ہی واہی بک رہا ہی
ہمارا مرتبہ نہین سمجھتا ہی توتے کے مُنہ سے نکلا کیون اتنی خفا ہوتی ہو اپنا مُنہ ملاحظہ کرو
صاحب تم بڑی خوبصورت ہو یہان تو یہ حیص بیص تھی جان عالم تشریف فرما ہوا عجب صحبت

دیکھی کہ شہزادی بچشم پرآب و با دل کباب غیظ مین آ تھرا توتے سے بحث رہی ہی شہزادی نے
فرمایا خیر باشد توتا بولا آج نرا شر ہی خیر بخیر اگرچندے حیات مستعار امر حبشی کی اور آب و دانہ قفس
پینا کھانا باقی تھا اگر آپ اور گھڑی بھر دیر لگاتے تشریف نہ لاتے تو میرا طائر روح گربۂ غضب
شہزادی سے مجروح ہو کر پرواز کر جاتا ہرگز جیتا نہ پاتے مگر پنجرا خالی دیکھ مزاج عالی پریشان ہوتا
بحسرت و افسوس یہ فرماتے انشا توتا ہمارا مر گیا کیا بولتا ہوا تھا ۔ ملکہ طلعت ان باتون سے زیادہ
مکدر ہوئی شہزادے سے کہا اگر میری بات کا توتا جواب صاف دیگا تو اسکی گردن مروڑ کر
اپنے تلوون سے اسکی آنکھین ملونگی جب دانہ پانی کھاؤن پیونگی جان عالم نے کہا کچھ حال تو کہو
توتے نے گزارش کی حضور یہ مقدمہ غلام سے سنئے آج شہزادی صاحب اپنی نشست مین بہت
نکھر لقا دیکھہ آئینے کو کہتی تھی کہ اللہ رے مین ۔ مجھسے پھر فرمایا تو نے ایسی صورت کبھی دیکھی ہی
مجھ اجل رسیدہ کے منہ سے نکلا خدا نکرے اس جرم قبیح پر شہزادی کے نزدیک کشتنی سوختنی
گردن زدنی ہون بقول میر تقی شعر بے جرم تیغ ہی رکھا تھا گلے کو جب بات بھی منہ سے
نہ نکلی تھی بھلے کو ۔ جان عالم نے کہا تم بھی کتنی عقل سے خالی حمق سے بھری ہو تم تو پری ہو
جانور کی بات پر اتنا آزردہ ہو گویا ہے پھر طائر ہے میان مٹھو کو ان باتون کی تاب نہ آئی
آنکھ بدل کر رونی صورت بنائی اور ٹین سے بولا خداوند نعمت جھوٹ جھوٹ ہے سچ سچ ہے
ہمسر جسکا کوئی نہین ہے وہ ذات وحدہٗ لاشریک لہٗ کی ہی اوسکے سوا ایک سے ایک بہتر و برتر ہی
وہ خود فرماتا ہی فضلنا بعضکم علیٰ بعض مین نے تو جھوٹ اور سچ دونون سے بچکر ایک کلمہ
کہا تھا اگر راستی پر ہوتا گردن کج کئے سیدہا گور مین سوتا یہ سنکے اور مجذوب ہوئی مثل مشہور ہے
راج ہٹ تریا ہٹ بالک ہٹ جان عالم نے مجبور ہو کے کہا جو ہو سو مٹھو پیارے سچ کہہ دو
توتے نے بمنت عرض کی دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز مجھسے سچ نہ بلوایئے میرا منہ
نہ کھلوایئے نہین انجام راستی حضور کے دشمنون کو دشت نوردی بادیہ پیمائی غریب الوطنی
کوچہ گردی نصیب ہوگی شہزادے نے کہا یہ جملہ تمنے اور نیا سنایا اب جو کچھ کہنا ہی کہا چاہیے
باتین بہت نہ بنایئے اوسنے کہا مین نے ہر چند چاہا آپ رنج سفر مصائب شہر بشہر ابتلای غربت سے
باز رہین کہ سفر او سقر کی صورت ایک ہی اس سے بچنا نیک ہی مگر معلوم ہوا حضور کے مقدر مین

یہ امر لکھا ہی میرا قصور اس مین کیا ہی رفیع سودا چاک کو تقدیر کے ممکن نہین کرنا رفو۔ سوزن
تدبیر ساری عمر گو سیتی رہے ۔ سنیئے قبلۂ عالم یہان سے برس دن کی راہ شمال مین ایک ملک ہی عجائب
زرنگار ایسا خطہ ہی کہ مرقع خیال مانی و بہزاد مین کھچا ہوگا اور پیر دہقان فلک نے مزرعۂ عالم مین
نہ دیکھا ہوگا شہر خوب آبادی مرغوب رنڈی مرد حسین طرحدار مکان بنور کے بلکہ نور کے جواہر نگار
عقل باریک بینان مشاہدۂ سحر دنگ ہی خلقت اس کثرت سے بسی ہی کہ اوس بستی مین وہم و فکر کو عرصہ تنگ ہو
خورشید پر سحر اوسکے دروازے سے ضیا پاتا ہی بدر کامل اوس شہر مین غیرت سے کاہیدہ ہو ہلال نظر آتا ہی
وہان کی شہزادی ہی انجمن آرا اوسکا تو کیا کہنا کہان میری زبان مین طاقت اور بیان مین طلاقت
جو شمہ ذکر شکل و شمائل اوس زہرہ جبین فخر لعبتان لندن و چین کا سناؤن استاد نے کیا
خوب کہا ہے اوسے حسن آفرین • اپنی صناعی پہ حیران خود وہ صورت گر رہی ◆ لیکن مساعت سے خواص
نازنین کم تاج دلبری بر سر ماہرو عنبرین مو سر گروہ خوبان جہان جان جان آرام دل مشتاقان
اوس کی [illegible] خدمتگزاری بجی سے پیاری سے رہتی ہین اگر اونکی لونڈیان کو
شہزادہ صاحب بنظر انصاف دیکھین اور کچھ غیرت کو بھی کام فرمائین تو یقین ہی کہ پھر پانی مین
محجوب ہو کے ڈوب جائین ۔ طاعت یہ سنکے سن ہو سر جھکا لیا جان عالم نے یہ جرہ اوٹھا لیا دیوانگی مین
لیجا مفصل حال دریافت کرنے لگا ہر دم وہ سر دہہر نے لگا سو لوی جامی ❖ نہ تنہا عشق از دیدار خیزد ❖ بسا این
دولت از گفتار خیزد ❖ در آید جلوۂ حسن از در گوش ❖ ز جان آرام رباید ز دل ہوش ❖ ز دیدن ہیچ اثر ہے
در میانہ ❖ کند عاشق کسانرا غائبانہ ❖ توتے نے کہ شہزادے کی طرز گفتگو رنگ و آنکھہ کی تری ہونٹھ کی
خشکی دل کی دھڑک کلیجے کی پھڑک سے کہ یہ نشان عشق کہان ضبط سب ہین ثابت ہوا کہ شہزادی کا
دل پر پڑے اور دماغ عقل سے خالی ہوا خیال محال وصال انجمن آرا جھرا سخت نادم و خجل ہوا
دل سے کہا کمبخت زبان نے حسن کے بیان نے غضب کیا نشتر کارگر ہوا پڑھا جن سر چڑھا
حضرت عشق کا گذر ہوا چاہا کہ بلطائف الحیل اس عزم سے باز رکھی کہا ای نادان دشمن جان یہ قصد
لاحاصل ہے عبث اس [illegible] مین پاؤن نہ دھر اپنے خون سے ہاتھ نہ بھر بقول مولف خدا کو مان
نہ لے نام عاشقی کا سرور ❖ کہ منفعت مین بھی اسکے ہین سو ضرر پیدا ❖ بیان اسکا محال ہی مگر مختصر سا
یہ حال ہی عقل اس کام مین دور ہو جاتی ہی وحشت نزدیک آتی ہی لب خشک چشم تر چہرہ زرد

دل خون ہوتا ہی بھوک پیاس مر جاتی ہی خواب مین نیند نہین آتی ہی جان شیرین تلخ ہو کلیجے مین
درد آخر کو جنون ہوتا ہی لخت جگر کھاتا ہی خون دل پیتا ہے مر مر کے جیتا ہی رقیبون کے طعنون سے
سینہ فگار ہوتا ہی لڑکون کے پتھرون سے سر گلنار ہوتا ہی دن کو ذلت و خواری شب کو انتظار مین
اختر شماری بیقراری سے قرار سب کی نظر مین ذلیل و خوار جنگل مین جی لگتا ہی بستی اوجاڑ معلوم ہوتی ہی
دربدر پھرنے مین دن تو کٹ جاتا ہی تنہائی کی رات پہاڑ معلوم ہوتی ہے دل جلتا ہے دیدی سے
دریا اُبلتا ہی شجر تمنا بے برگ و بار رہتا ہی پھولتا ہے نہ پھلتا ہی جوانی کا گھن پیری تک اندھیر بن
رہتی ہی گونگا بہرا بنجاتا ہے طبیعت سُن رہتی ہے ابھی بھلی بسم اللہ ہی ٹھنڈی سانسین بھرتی ہو
لب پر آہ ہے دیکھا نہ بھالا ہی سینے کے پار عشق کا بھالا ہی آئینہ ہاتھ مین لے منھ تو دیکھو نقشہ
کیا ہی معشوق با وفا کو گرد سرخ لال سپید سی نایاب سوا ہی کہان ملتا ہی خاک مین ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے
خواہان ملتا ہی یہ جو زمانے مین مشہور با مہر و وفا ہین بانی صد جور و جفا ہین عشق کمبخت بے پیر ہے
او نوجوان یہی ٹیڑھی کھیر ہے سنا نہین کوہکن نے جان شیرین کس تلخی سے کھوئی یوسف کی
چاہ مین زلیخا نے کیسے کنوئین جھانکے کیا کیا روئی مجنون کو اس مرشت مین جنون ہوا لیلی کا
کیا بگڑا پرویز کا اس کوچے مین خون ہوا شیرین نے کیا کیا افسوس تو یہ ہی کہ اتنا بھی کوئی
نہ سمجھا جامیؔ غم چیزیست رگ جان را خراشد ؛ گہ گاہے باشد و گاہی نباشد ؛ ذلت اس کام مین
عزت ہی درد کا نام یہان راحت ہی دل اس کشمکش مین ٹوٹ جاتا ہی رستم کا اس معرکے مین جی
چھوٹ جاتا ہے اسفندیار سا روئین تن ہو تو موم کی طرح پگھل کر بہ جائے حسرت ہی حسرت
رہجائے لوگون نے ہزارون رنج صدمے اس کام مین اوٹھائے بعد خرابی بسیار یہی نا تجربہ کار
کہلائے لیکن یہ وہ بڑا کام ہے کہ اسمین مشتاق اور مبتدی کی رای ایک سی ہے اسکا آغاز ہی انجام ہے
مرض عشق مین کوئی دوست گرفتار نہو مؤلف ع دوست تو دوست ہی دشمن کو بھی آزار نہو مسدس

کیا مین اس کافر بدکیش کا احوال کہون — یہی خونخوار رہا کرتا ہے عاشق کا خون
زار کر دیتا ہے انسان کو یہ اور زبون — رفتہ رفتہ یہی ہو جاتا ہی نوبت بجنون
یہی خونریز تو خونخوار ہی انسانون کا — دین کھوتا ہی یہی کافر ہی مسلمانون کا
یہی کرتا ہی ہر اک شخص کو رسوائے عالم — یہی کرتا ہے ہر اک چشم کو دریا ظالم

کوہ دکھلاتا ہے گاہے گہے صحرا ظالم
ذرہ بہ رخ خاک بسر چاک گریبان کرکے

یہی بانی تو زلیخا کی بھی تھا خواری کا
یہی فرہاد کی حامی تھا تبرداری کا
تلخکامی ہوئی شیرین کو اسی سے حاصل

اسنے مجنون سے بنائے ہین بہت دیوانے
گو کہ مشہور جہان اسکے ہین سب افسانے
کبھی معشوق کی پردے مین نہان ہوتا ہی

ناقۂ لیلیٰ کا مضطر کا شتربان یہ تھا
چاہ مین ڈال کے یوسف کا نگہبان یہ تھا
حسن بنجاتا ہی انداز کہین ناز کہین

مثل فرہاد بہت مرگئے سر پھوڑ حزین
پاس عذرا کے گیا اور کوئی وامق کی قرین
اس سے ملتا ہی جسے رنج و محن ملتا ہی

طور کو نور کے جلوے مین جلایا اس نے
جان چھوڑی نہین جیتا جسے پایا اس نے
کام مُردون سی لیا زندون کو ناکام رکھا

اسکے افسانے ہین دنیا مین بہت طول و طویل
اسکا بیمار پڑا رہتا ہی بستر پہ علیل
رنج و ماتم کے سوا اور یہ کیا دیتا ہے

یہی اخفا ہی بصد زیب رگ ہر گل مین
یہی ہی جزو مین گر دیکھو یہی ہی کل مین
خون بہرام زمانے کا بہانے دیکھا

کیا بتاؤن تمھین کرتا ہی یہ کیا کیا ظالم
جان لیتا ہی و لے بی سروسامان کرکے

یہی باعث دمن و نل کی ہوا یاری کا
عشق کہیے نہ اسے قہر ہی یہ باری کا
کیے بی پردہ و برباد ہزارون محمل

اسنے خود رفتگی مین اپنے کیے بیگانے
پر جو اس کام کا مشتاق ہو وہی جانے
کبھی ہر چند چھپے یہ عاشق کی عیان ہوتا ہی

نجد مین قیس سے پہلے ہی حدی خوان یہ تھا
جان ہر شیر کے لینے کو نیستان یہ تھا
درد دل ہی یہ کہین سوز کہین ساز کہین

دی ہی شیرین کی طرح کتنون کی جان شیرین
اس سے آوارہ بچا اور نہ بچا گوشہ نشین
گور ملتی ہی کسی کو نہ کفن ملتا ہی

کبھی آتش کو ہی گلزار بنایا اس نے
اور نیرنگ جہان اپنا دکھایا اس نے
درد کا نام بھی بیدرد نے آرام رکھا

جسکا ہمدم یہ ہوا ہو گیا وہ خوار و ذلیل
دھونس دیو کے بجا دیتا ہی یہ کوس رحیل
وصل کی شب سحر ہجر دکھا دیتا ہی

سوز و نالہ یہ اسیکا ہی دل بلبل مین
گر فرشتہ ہو تو آجاتا ہے اسکے جل مین
سیل جیحون یہ کبھی اسکے نہ آنکھ دیکھا

ایک شب یہ سینہ لکھا حال جو مین نے فراق کا
دشت غربت مین جو آوارہ و سرگشتہ ہوا

جب پیام اس دلربا نے اشتیاق کا سنا یہ قلا
دوست کیونکر چھوڑ سکتے ہین شہر بھی چھوڑ ہوا ایا

پاس جسکے یہ گیا خلق سے وہ دور ہوا
کوہسا تیشۂ دل جا کہ فرہاد ہوا

ہجر کے رنج مین کتنون کا ہوا ہے یہی حال
اسکی گردش سے ہر اک ماہ ہوا ہے ہلال

نیکی کے سینہ مین فرقت کا سبھی درد و ملال
اسکی طاقت ہے جو تحریر کرے اسکا حال

زیست کرنا غم ہجران مین ہو سبکے شاق
جان دیتے ہین اٹھا کے سبھی ہای فراق

وصل مین کو مزا ہے ہجر کا رنج دل جانگزا ہے جاہ کنوئین جھکواتی ہے یہ وہ بیماری ہے جو جان کے ساتھ جاتی ہے ہمیشہ سے اس کام والے آہ و نالہ بر لب خاک بسر چاک گریبان سب بسر ہین اگر عاشق کی عزت و توقیر ہوتی تو دنیا مین اس سے بہتر کوئی شے نہ تھی کچہ پیدا ہوگو کو مرتبہ شناس قدر دان ہین مگر ہر جگہ کہان ہین اور یہ قصہ جو مین نے کہا فقط بات کی بیچ کا جھگڑا تھا ورنہ کہان ملک زرنگار کہا شہزادی عالی تبار جان عالم نے کہا استغفر اللہ اگر وہ جھوٹ تھا تو یہ قصہ کب سچ ہے تو نری گٹر پٹر ہے سوز خدا ہی کی قسم ناصح ہم تو لگا کہا اتنا پوچھ بیگار تے کہنے سے میرا دل لگا اب تو ایسی تقریر مین یہ حال ہے کہ دل مین درد چہرہ زرد ہونٹون لگا لب پر آہ سرد گرفتار رنج و تعب عشق کے آثار سب ظاہر ہوئے ضبط کا پردہ درمیان سے اوٹھا شور فغان سے اوٹھا جنون ہیر اسمعن عقل بیچارہ تو گرفتار سلسلہ محبت مین اسیر بقول میر ہو گیا

میر طبع نے اک جنون کیا پیدا ❊ اشک نے رنگ خون کیا پیدا ❊ ہاتھ جانے لگا گریبان تک ❊ چاک کے پانون پھیلے دامان تک ❊ بیقراری نے کج ادائی کی ❊ تاب و طاقت نے بیوفائی کی ❊

توتا یہ حال دیکھکر بہت محجوب ہوا کہ ناحق رنڈی کی کج بحثی سے شہزادے کو مرگ کا مستعد کیا بیٹھے بٹھائے خون بیگناہ اپنی گردن پر لیا اب اسطرح کا سمجھانا مانع ہونا او بھارنا بجھڑکانا بلکہ بڑا جلانا ہی گھبراکر تسکین و تشفی کرنے لگا اور زخم شمشیر عشق کو مرہم مژدۂ وصال سے بھرنے لگا کہا آپ ہوش و حواس بجا رکھیے اگر مجھے ایسا سمجھا جانا کہ میرا جھوٹ سچ مانا اس شرط سے آپ کو لیجا ونگا جو میرا کہا نہ مانوگے زک اوٹھاوگے دھوکا کھاؤگے پھر مجکو نہ پاؤگے پچھتاؤگے جان عالم نے فرمایا اے رہبر کامل رنج کے غمگسار راحت کے شامل تیری جادۂ اطاعت سے قدم باہر نہ دھرونگا جو تو کہیگا

ہی کروگا مگر جلد حال مفصل اور بُعدِ منازل و سمتِ شہرِ دوست سے نشان کامل دے ورنہ بدولتِ بیتابی
خجالت وہ بیقراری سیماب کہ قطرۂ خون سے فزوں نہیں تڑپ تڑپ کر زراہِ چشم با دیدۂ گریاں دوست
نکل جائیگا پھر بجز حسرت و افسوس تیرے کچھ ہاتھ نہ آئیگا میرا دل تڑپتا ہے مفصل بیان کر مرغ بسمل ہو
یا کہ دل میرا توتے نے کہا اضطراب کا کام خراب ہوتا ہے اتنی جلد بے موقوف کیجیے آج کی رات
اس شہر میں کاٹ صبح اودھر کی راہ لیجیے اگر کشش صادق اور طالع بھی موافق ہے انشاء اللہ منزلِ مقصود کو
پہونچینگے عزم بالجزم درکار ہے وہ شہر بنا پر خانۂ یار ہے جان عالم یہ خوشخبری سنکے بشاش ہوا پھر کہا
اُستاد مژدۂ وصل ہے کل اس کی نیت ہو حرام ہو وہ اگر جائے برگشتہ خو ہر ادائے ہے اوس رات کی بیقراری
گریہ و زاری اختر شماری شہزادے کی کیا لکھوں ہر گھڑی بحال پریشاں سوئے آسمان مضطر نگراں تھا
کہ رات بسر ہو جلد سحر ہو تا عزم سفر ہو اور یہ کہتا تھا مصرع یا نوبتی شب امل صبح کو نوبت
یا گر صبح نباشد شب تنہائی را آخر کار تا تیر دعا سے سحری اثر کیا شبِ ظلمت سے شب نور روز
منور ہوئی وزیرزادے کو یاد جو دلخواہ سے شہر یاد فرمایا اور کہیں سے تازہ عشق تحمل تھا اوس سے
بھی الفت رکھتا تھا جب وہ حاضر ہوا حکم کیا دو گھوڑے صبا رفتار برق کردار جنگی جھپٹ نسیم تند رو کو
کشندل اٹھا لاو تیز قدم ہو کمیت صرصر کی ڈپٹ پاؤں نے اُڑ کر نکالا جلد لا مجبور ارشاد اصطبلِ خاص میں جا گھوڑا لایا
کچھ اسباب ضروری وہ بھی بچپن کی لیکے وہ دونوں خستہ تن بیدل میر حسن جیل نکلے مصرع میر حسن

ن	نہ صبر ... کی رہ لی اور نہ ... کی لی	ن	نکل شہر سے راہ جنگل کی لی	

پہلا سفر عازم شہر دلدار کا مع وزیرزادہ اور رہبر ہونا توتے کا ہرن کا ملنا اور تفرقہ باہم کا ملاقات مرشد کامل کی پھر حوض میں کودنا شہزادے کا طلسم کی گرفتاری جان عالم کی بیقراری پھر بدولت نقش سلیمانی رہائی پانی

بادیہ پیمایان مراحل محبت و صحرا نوردان منازل مودت رہبران دشت اشتیاق و طی کنندگان جادۂ فراق
مسافران بار ناکامی بر دوش بجز اندوہ چہ یار دین و دنیا فراموش عشق سر پر سوار خود پیادہ زیست سے
دل سیر مرگ کے آمادہ لکھتے ہیں کہ جب با ایں ہیئت کذائی وہ پروردۂ دامن ناز و آغوش شاہی گھر سے
نکلا اور در شہر پناہ پر پہونچا پھر کر عمارات سلطانی شہر کی آبادانی دیکھ آہ سرد کھینچی غریب الوطنی پر

کر خست کی اور فراق یاران وطن مین دل کھول کے خوب رویا پھر فاتحہ خیر پڑھ آگے بڑھا توتے کو پنجرے سے
کھول دیا گھوڑون پر شہزادہ اور وزیرزادہ سمند صبا پر سیان مٹھو پیادہ نیا دانہ کھاتے نیا پانی پیتے
روانہ ہوئے بعد طی منازل و قطع مراحل انکا گذر ایک دشت عجیب صحرای غریب مین ہوا ہر تختہ جنگل کا
بروش باغ تھا جو پھول پھل تھا تازہ کرنے والا عطر ناے دماغ جہان تک پیک نگاہ جاتا بجز گلہای رنگین
و یاسمن و نسرین اور کچھ نظر نہ آتا شہزادہ شگفتہ خاطری سے صناعی باغبان قضا و قدر کی دیکھتا جاتا تھا
ناگاہ ایک سمت سے دو ہرن برق وش صبا کردار سبک جست تیز رفتار سامنے آئے زربفت کی جھولین
پڑین جڑاؤ سنگوٹیان جڑین گلے مین ہیکلین مثل طاؤسان طناز عربدہ ساز سرگرم خرام ناز چھم چھم کرتے
چوکڑیان بھرتے جان عالم بیچین ہوا وزیرزادی سے کہا کسی طرح انکو جیتا گرفتار کیجیے اس سعی مین
گھوڑے ڈالے یا تو وہ اپنی وضع پر چلے جاتے تھے جب گھوڑون کی آہٹ پائی سنبھل کنوتیان بدل
چوکڑی با جست و خیز بھرنے لگے انھون نے گھوڑے ڈپٹائے انکی گھوڑے دوڑانا وہ طائر فرزانہ
چوکڑی بھول کے پکارا ہان ہان اے نوجوان کیا غضب کرتا ہی یہ دشت پر سحر ہی بیہودہ کیون
قدم دھرتا ہی ہر چند پکارا سر دے مارا مگر سناٹے مین کسی نے نہ سنا توتے نے لاکھ سر دھنا آخر مجبور
ایک درخت پر بیٹھ رہا وہ چلے گئے دو چار کوس دونون ہرن ساتھ بھاگے پھر ایک اور سمت
دوسرا اور طرف چلا ایک ساتھ شہزادہ دوسرے کے تعاقب مین وزیرزادہ یہ بھی جدا ہوئے

تصویر جانعالم مع وزیرزادہ اور دو ہرن بھاگتے ہوئے اور توتا بالای سر پران



القصہ تاغروب آفتاب وہ شمس سپہر سلطنت گھوڑا بگٹٹ پھینکے گیا دفعۃً ہرن نظر سے غائب ہوا
اسنے باگ روکی گھوڑا عرق عرق خود پسینے مین غرق سر سے پا تک بحال مضطر حیران پریشان نادم پشیمان
دیکھا تو نہ وزیرزادہ نہ توتا آپ یادشت پرخطر گھبرا کے ادھر ادھر دیکھا بوے انسان و حیوان مشام
جان تک نہ آئی طبیعت سخت گھبرائی جب کسی کو نہ دیکھا یہ کہا شعر اوڑی یہ ترنگ جوانی کی کیا جسنے
مجکو جلا وطن ❊ ہوا ایسا پشیمان زمین کا ہیکو مین نکل کے گھر سے خراب تھا ❊ اور کبھی جو یاد یاران ہمراہی
جی مین آتی تو یہ شعر دردناک بسوز با دل صد چاک و آہ جگر دوز پڑھتا میر سوز کہیے اے باد صبا
بچھڑے ہوئے یارون کو ❊ راہ ملتی ہی نہین دشت کی آوارون کو ❊ کچھ آگے بڑھا چشمۂ آب نظر پڑا گھوڑے
سے کود ہاتھ منہ دھویا اپنی تنہائی پر خوب رویا اوسی حال گریہ و زاری مین دست دعا بجناب باری
اوٹھا کر پکارا کہ ای کس بیکسان وای بدوگار رہ گم کردگان مجھ خستہ و پریشان دور از یاران کی رہبری کر
تیرے بھروسے پر سلطنت کو خاک مین ملا گھر سے ہاتھ اوٹھا آوارۂ صحرای غربت مبتلای رنج و مصیبت
ہوا ہوں لا اعلم نہ مونسے نہ رفیقے نہ ہمدمے دارم ❊ حدیث دل بہ کہ گویم عجب غمی دارم ❊ تیری ذات سے
یا یہ جنگل وحشت انگیز بلاخیز جہان بوی عمارات نہین آتی یہ کہکر زار زار مانند ابر نوبہار رونے لگا
فریاد و زاری تڑپ اور بیقراری اوسکی بدرگاہ مجیب الدعوات قبول ہوئی تیر دعا ہدف اجابت سے
لب معشوق ہوا ایک پیرمرد سفید داڑھی والی سبز عمامہ سر پر عبای عنابی کندھے پر ڈالے ہاتھ مین عصا

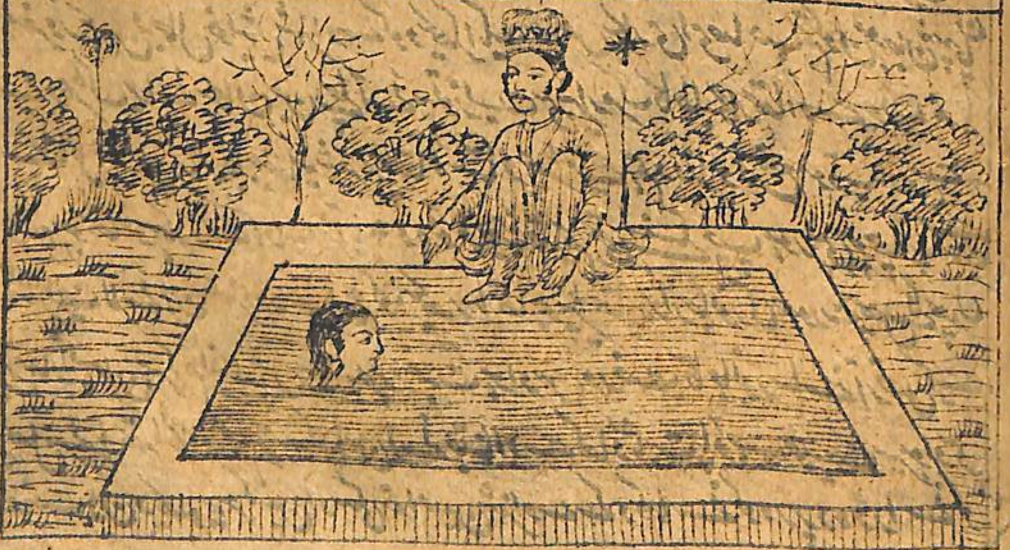
تصویر شہزادے کا چشمے پہ بیٹھنا اور پیرمرد کا وہان آنا



حضرت صورت بزرگ سبز پوش پاس آیا اور وہیں پکارا السلام علیک ای نوبادۂ چمن سلطنت ای گرفتار
محنت و محبت شہزادے نے آنسو پونچھ سلام کا جواب دیا پیر مرد نے فرمایا ای عزیز کیا حاجت
رکھتا ہی بیان کر یہ سنکے ایسا خوش ہوا کہ رنج رہ بھولنے کا بھولا وزیر زادی اور توتی کی جدائی بھی
یاد نہ آئی کہا آپ کو قسم اوسی کی جسنے میری رہبری کو بھیجا ہی جلد نشان ملک زرنگار کا دکھا دیجیے
یا در دلدار تک پہونچا دیجیے وہ ستودہ صفات ہنسا اور کہا ابھی تری بیخودی ابھی بلا سے ناگہانی
آفت آسمانی جسمین آپ پھنسے ہین اوس سے نجات نہین پائی معشوقہ یاد آئی جانعالم نے کہا کوئی آفت و ستم
و بلا ہجر جانان اور مفارقت دوست سے سوا نہین ہی میر سوز نہ آگے ورود جدائی کو قیامت کا رنج *
روز محشر کو نہ میری شب ہجران میں ملا * اوس حذاقت باطن نے فرمایا اے شہزادے یہ صحرائی غضب
وحشت پر تعب ہی بر تختہ اسکا دام ستم گل اور زر تار خار غم و الم ہے یہان کا پھنسا الجھا حشر تک
نہین چھوٹا یہ سب کارخانہ طلسم ہے شہزادے نے کہا ہم سحر محبت مین گرفتار ہین ہمین جینا
مرنے سے فزون ہے دل کا حال دگرگون ہی شیفتہ ہمیشہ آگ نکلتی ہی میرے سینے سے *
الٰہی موت دے گذرا مین ایسے جینے سے * اوس کریم النفس کو اسکے حال پر رحم آیا فرمایا بد حواس
نہو نظر بخدا رکھ کہ وہ چارہ ساز عالمین جامع المتفرقین ہے شہزادے نے کہا فی الحقیقۃ مگر
برائے خدا ایک نظر ملک زرنگار اور وہ معشوق طرحدار اگر نظر آئے جان زار بچ جائے زیست کا
کیا اعتبار ہے مرگ ہر دم ہمکنار ہے حسرت دید تو نکل جائے اوس خداپرست نے فرمایا آنکھ بند کر
پلک سے پلک شہزادے کی لگی ملک زرنگار مین گذار ہوا اور صورت اوس [illegible] کردار کی نظر پڑی
بجز نگاہ دل سے آہ کی بیہوشی ساری غشی طاری ہوئی مرد بزرگ نے سمجھایا اس امر لاطائل سے
کیا حاصل زندگی درکار ہے ایک روز دوست بھی ہمکنار ہی سمجھانے سے اتنی تسکین ہوئی کہ آنکھ
کھولی رات ہو گئی تھی پیر مرد نے کچھ کھلا لب چشمہ سلایا جو وقت افق چرخ سے راہ گم کردہ مسافر
مغرب یعنی آفتاب عالمتاب جلوہ افروز ہو حصۂ چہارم آسمان پر آیا شہزادے کی آنکھ کھلی
وہان آپ کو پایا جہان سے ہرن کے پیچھے گھوڑا اوٹھایا تھا سجدۂ شکر ادا کر سرگرم رہ دوست ہوا
راہ کا پتا اوس رہبر نیل سبز پوشان سے پوچھ لیا تھا قدم بڑھایا جاتے جاتے ایک روز آفتاب کی
تمازت بدرجۂ اتم تھی پیاس کی شدت ہوئی آب دہان کو ہر نا یاب تھا خضر تک اوس دشت مین

لاعلاج پانی کا محتاج تھا زبان مین کانٹے پڑے ریت کی گرمی سے تلوے جلتے تھے دو دو گام قدم
نہ چلتے تھے لون کا شعلہ یہ سر گرم آزار جگر سوختگان تھا کہ پرندے پتون مین منہ چھپاتے تھے گوسون
درندے نظر نہ آتے تھے وحشیے گروہ آہنگران تھا ہر طرف شعلہ جوالہ دوان تھا ریگ صحرا کیفیت دریا
دکھاتی تھی پیاسون کی بوند دھوپ مین جان جاتی تھی صدائے زاغ و زغن سے سناٹا دھوپ کا
تڑاقا دشت کا پتھر تپنے سے انگارا تھا جانور ہر ایک پیاس کا مارا تھا وہ تابش شمس جس سے ہرن کا لاہو
خوکو رہے زبان مین چھالا ہو باد سموم سے وحشیون کے منہ پر سیہ تاب تھا لون سے گاؤ زمین کا
جگر کباب تھا مچھلیان پانی مین بھنتی تھین جل جل کر کنارے پر سر دھنتی تھین سرطان فلک جلتا تھا
کیکڑا لب دریا ابلتا تھا ایسے موسم سے سفر مین خضر گھبراتا ہو مسافر خواب مین ترائی چاہو بھر پانی دو
درخت خشک ہو گئے پتے کھڑکھڑاتے تھے جانور پر کھولے پھڑپھڑاتے تھے چارپائے ایک سمت
ہانپتے تھے گرمی کے خوف سے کانپتے تھے یہ حرارت مستولی تھی کہ دوستون کی گرمی سے
جی جلتا تھا مسافر وہم پاس گمان سے راہ نہ چلتا تھا خورشید حشر کیطرح آفتاب تابان تھا صحرا قیامت
وہ بیابان تھا اسی حال خراب مین شہزادہ سرگشتہ دل برشتہ حیران پریشان ایک طرف درخت
گنجان سایہ دار دیکھکر آیا تو وہان حوض مصفا پانی سے لبالب بھرا پایا پانی دیکھکر جان رفتہ تن مین آئی
آنکھون نے لہرون سے ٹھنڈک پائی گھوڑے سے اوترا پانی پینے کو جھکا چرخ نے نیرنگی دکھائی

تصویر جانعالم کے حوض مین کودنے کی



وہی معشوقہ مرغوبہ مطلوبہ جسکے سیل تلاش مین غریق محیط الم گرفتار لطمۂ غم مثل پرکاہ بہا بہا
پھرتا تھا حوض مین نظر آئی آنکھہ چار ہوتے ہی وہ بولی ای شناور بحر محبت وای غواص چشمۂ الفت دیر سے
تیری منتظر تھی بحمد اللہ تو جلد پہونچا تامل نکر کود پڑا نھین تو وہ آنکھہ بند کرنے کا نقشہ ہر پل مد نظر تھا
بے تامل نہنگ آفت کے منھہ مین کود پڑا زیست سے سیراب ہو یہ کہتا شعر کودا کوئی یون گھر مین
ترے دھم سے نہوگا ✤ جو کام ہوا ہمسے وہ رستم سے نہوگا ✤ کودتے ہی سر تلے ٹانگین اوپر
غلطان پیچان تحت الثرے کو چلا گھڑی بھر مین تہ کو پانون لگا آنکھہ کھولی نہ حوض نظر آیا
نہ اوس غیرت شہوار کو پایا مگر صحراے لق و دق جسے دیکھہ رستم و اسفندیار کا رنگ فق ہو دیکھا
اوسوقت سمجھا دوسری زک اوٹھائی توتے کی بات آگے آئی ع وای بر او گرفتاری ما ✤
یہ کہکے آگے چلا دور سے چار دیواری معلوم ہوئی جب قریب آیا باغ اور عمارت مفصل دیکھی
در باغ بسان آغوش مشتاق وا سر و ہوا یہ تو گرمی کا مارا تھا بے تکلف قدم اندر رکھا باغ مین
آیا قطعۂ دلچسپ پایا تختہ بندی معقول پیڑ خوش قطع خوبصورت پھول روشین صاف
نہرین شفاف چشمے ہر سمت جاری نئی تیاری درختون پر جانوران نغمہ سرا برگ و بار و گل سے
بالکل باغ بھرا باغبانیان پریوش ہر روش پر بروش و لبری خرامان شاخون پر بلبلین غزلخوان بیچ مین
بارہ دری عالیشان سب تکلف کا سامان اوسکے متصل چبوترہ سنگ مرمر کا بادلے کا سائبان
کھنچا مسند مغرق بچھی ایک عورت خوبصورت عجیب آن بان سے بیٹھی خواصین گرد و پیش وہ
مغرور بحسن و جمال خویش شہزادے کو دیکھکر ایک خواص پکاری ای صاحب تم کون ہو جان نہ پہچان
بے دھڑک پرائے مکان مین چلے آئے یہ تو زیست سے بیزار مرگ کا طلبگار تھا اوسے جواب ندیا
بے تامل مسند پر برابر جا بیٹھا یہ شعر پڑھتا اُستاد بھڑ بیٹھے ہم دو زانو وضع مودب اوس سے ✤
وضعی جو تھا تو ہمکو داب ادب نہ آیا ✤ وہ تو فریفتۂ قدیم تھی ہنسکے چپ ہو رہی پوچھا آپ کہان سے
تشریف لائے ہین شہزادہ متحیر باغ کو دیکھہ رہا تھا جو پیڑ تھا پر دار جانور کی صورت پھل لگے پھول
پر بہار آپسمین سرگرم گفتار جس میوے پر رغبت ہو اوس درخت کا جانور سامنے آ رقص کرے
پھل بے ہاتھہ لگائے مُنھہ کے پاس آئے جتنا اوسے کھاؤ ثابت پاؤ جب طبیعت سیر ہو اوسی
درخت مین دیکھلو یہ حرکتین اوسکی خواصین شہزادے کے دکھانے کو در پردہ ڈرانے کو

کرتی تھین اس قرینے سے جانعالم کو یقین ہوا کہ یہ سب جادو کا ڈھکوسلا ہی ہیر پھیر و پیچ فرماتا تھا
افسوس بُرے پھنسے یہ تو ان خیالون مین تھا اوسنے مکرر پوچھا شہزادے نے جواب دیا کہ ہمارا
آنا جانا تمھین خوب جانتی ہو اجنبی ہین لیکن تم پہچانتی ہو وہ مسکرائی خواصون سے کہا آپ
مہمان ہین مروت شرط ہی اونھون نے کچھ اشارہ کیا کشتیان شراب کی قابین گزک و کباب کی
مع جام و صراحی خود بخود آئین اور میناے بے زبان پنبہ دہان ... بولی حافظ اگر شراب
خوری جرعۂ فشان بر خاک ❊ ازان گناہ کہ نفعے رسد بغیر چہ باک ❊ پھر جرعۂ جام ابر ترید بریز
کہتا خندان زنان جانعالم کے قریب آکے بولا حافظ بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند ❊ چنان
نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند ❊ شہزادے نے انکار مین مصلحت نہ دیکھی فرمایا اگر عذر کرون اوسطرح
شراب حلق مین اوترے تو کیا لطف رہے یہ کہا لا اعلم یار سی ہے لطف مے کا آہ یہ ہو وہ نہو ❊
یہ کوئی صحبت ہی ساقی واہ یہ ہو وہ نہو ❊ پھر اوس جام کو ناکام ہاتھ مین لیکے لہو کے سے گھونٹ
گلا گھونٹ گھونٹ پیے وہ دور بے سرانجام پرآلام گردش مین آیا جب دو چار ساغر متواتر

تصویر اختلاط جانعالم اور جادوگرنی کی مع سامان مسہری



جادوگرنی نے پے پے کاسۂ دماغ سے عقل دور و لولۂ مستی سے معمور ہو چھیڑ چھاڑ کرنے لگی شہزادہ
اوسکا اختلاط کج بحثی سے بدتر جانتا تھا مجبور گردش گردون دون دیکھکر سرنگون ہو چپکا ہان جی
کردیتا سچ ہے جسے جی پیار کرتا ہے اوسکی گالی بدزبانی بوس و کنار سے زیادہ مزہ دیتی ہے اسی
صحبت مین آدھی رات گذری خاصہ طلب کیا دو چار نوالے جانعالم نے بجبر پانی کے سہارے
اوگل اوگل حلق کے نیچے اوتارے اوس مرحبکی نے قرار واقعی ہاتھ مارے کھانا نہار کر شہزادے کا
ہاتھ پکڑ بارہ دری مین لیگئی جواہر نگار مسہری پر بٹھایا ایک تو شراب کا نشہ دوسرے عالم تنہائی
بیٹھتے ہی شرم و حجاب کا پردہ اوٹھا لپٹ گئی وہ سرکا پھر تو خفیف ہوکے بولی تونے سنا ہوگا
شہیال جادو شہنشاہ ساحران جہان فخر سامری و جیپال کا نام ہے مین اوسکی بیٹی ہون تمام باغ بلکہ
نواح اسکا سب سحر کا بنا ہے برسون سے تیری فریفتہ اور شیدا ہون تمناے وصال خراب حال جیتی تھی
جز لخت جگر اور خون دل کچھ نہ کھاتی نہ پیتی تھی آج لات منات کی مدد سے تو میرے اختیار مین آیا
دل کا مطلب بھر پایا جس چیز کا شائق و طلبگار ہو جو شے تجھے درکار ہو بجز ملاقات انجمن آرا سب
سامان مہیا ہے بشرط اطاعت و اظہار محبت جانعالم پہلے ڈرا پھر جی مضبوط کرکے بولا یہ سب
سچ ہے جو تو نے کہا مگر تیری تقریر سے ثابت ہوتا ہے کہ تو راہ و رسم محبت سے آشنا ہے نوش و
نیش فصل کا مزہ چکھا ہے انصاف کر جسکے واسطے خانمان آوارہ غربت کا مارا سرگردان ہوا ہون
تو اوسی کے نام کی دشمن ہے مین تیری دوستی پر کیونکر اعتماد کرون دنیا مین تین طرح کے
دشمن ہوتے ہین ایک تو وہ جو صریح اپنا عدو ہو دوسرا دشمن کا دوست تیسرا دوست کا دشمن یہ
سب سے بڑا ہے اوس سے کنارہ اچھا ہے یا یہی شرط محبت ہے کہ ایک شخص کا نام خراب کرکے
جہان آسایش ملے وہان بیٹھ رہے فکر سلطنت جستجوے دولت مین سر بصحرا نہین ہوا ہون
جو تیرے جاہ و ثروت پر اکتفا کرون تجھے معلوم ہوگا اللہ کی عنایت سے گھر کی حکومت چین کرنے کو کافی تھی
مگر میرا تو یہ حال ہے میر تقی اک مدت پائے چنار رہے اک مدت گلخن تابی کی ❊ برسون ہوئے ہین
گھر سے نکلے عشق نے خانہ خرابی کی ❊ یہ سنکے وہ کھسیانی کتیا سی جھنجلائی کہا قدرت تحریری سن لے
مغرب و مشرق کا فاصلہ گردش چشم سے ہے زرنگار جانا کیا بیشم ہو ادھر پلک جھپکائی اتنے عرصے مین
زرنگار گئی اور آئی خیر اگر میری ہم صحبتی کرے جانتا ہے کہ امید بھی قطع کردیتی ہون کبھی انجمن آرا کو

تیرے روبرو جلا اپنا دل ٹھنڈا کرتی ہون جانعالم بدحواس ہوا کہ رنڈی کے غصے سے ڈرا چاہیے
سخت غضب مین گرفتار ہوئے انکار مین قتل معشوق مدنظر اور اقرار کرنے مین اپنی جان کا ضرر
دونون طرح مشکل ہی حیران ہو آل کار بجز لگا منھ نوچنے لگا واقعی یہ مقدمہ بہت بیجا پڑا ہی جسپر گذرا ہو وہ جانے
دل کا یہ حال ہوتا ہی جدھر آیا جس سے پھرا پھرا اور یہ کیا عذاب عظیم ہے فراق محبوب
وصال نامرغوب آخر کار شہزادے کو بجز اطاعت مصلحت نہ بن پڑی دل کو تسلی دیکر کہا اگر
اس سے موافقت کروگے انجمن آرا کی اور اپنی زندگی ہوگی خالق رحمۃ للعالمین جامع المتفرقین ہے
کوئی صورت نکل آئیگی کہ اس بلا سے رہائی ور دلدار تک رسائی ہوجائیگی الآحیلہ شرط ہی یہ خیال کر
ساحرہ سے کہا ظالم ہم تیرا جی دیکھتے تھے ہمنے سُنا تھا عاشق معشوق کے ناز بردار ہوتی ہین مگر یہ جھوٹ
تھا دھمکاتے ہین ڈراتے ہین عاشقی مین حکومت کسی نے کانون سے نہ سُنی ہوگی ہمنے آنکھون سے دیکھی
تو یہ نہ سمجھی ایسا کون احمق ہوگا جو تجسا معشوق عاشق خصال اور یہ سلطنت لازوال چھوڑ کے
امر نادیدہ کی جستجو کرے اسید ہو ہو صحرا جنگل جنگل ڈھونڈھتا پھرے یہ فقط اختلاط تھا یہ کہکے گردن
مین ہاتھ ڈالدیا وہ قحبہ تو ازار کھولے بیٹھی تھی لپٹ گئی ناچار با خاطر افگار اوس تیرہ بخت کا منھ کالا کر
ہاتھ منھ دھو اوسکے ساتھ سو رہا وہ چڑمرانی بدمست لیٹتے ہی جہنم واصل ہوئی یہان نیند کہان
ہی سینے مین بیقرار پہلو مین وہ خار ہر دم آہ سرد دل پر درد سے بلند چشمہ چشم جاری فریاد و زاری
دو چند جگر مین سوز فراق نہان لب سے دود نہان عیان یہ رباعی بر زبان لا اعلم کسی کی شب وصل
سوتے کٹتی ہی ❊ کسی کی شب ہجر روتے کٹتی ہے ❊ ہماری یہ شب کیسی شب ہی الٰہی ❊ نہ سوتے کٹتی ہی
نہ روتے کٹتی ہی ❊ مگر جب وہ کروٹ لیتی اسکی جان خوف سے نکلتی دم بخود ہو جاتا جھوٹ موٹ سو جاتا
اسی حال سے بہزار خرابی و مشاہدۂ بیتابی جانعالم گریبان سحر چاک ہوا جادوگرنی اوٹھی شہزادے کو
حمام مین لیگئی وہان اور عجائبات سحر دکھائے نہا کے دونون باہر آئے خاصہ چنا گیا بعد فراغ صحبت طعام
اوسنے یہ کلام کیا کہ میرا معمول ہی اسوقت سے پہر دن رہے تک شہپال کے دربار مین حاضر رہتی ہون
تیری اجازت پاؤن تو جاؤن جانعالم نے دل مین کہا اللہ الحمد جو دم تیری صورت پر کدورت نہ دیکھو
غنیمت ہی مگر ظاہر مین زمانہ سازی سے کہا فرقت گوارا نہین پر و کسی کا پابند نہین جسطور انا ساحرہ اس
کلمے سے بہت خوش ہو چلی نکلی اوسکے جانے سے باغ سنسان ویران وحشت انگیز ہو کا مکان ہوا تنہا شاہزادہ

باخیال دلبر پھیر تو بے تکلف ہوجی کھو لکے رویا ہیر غم دل کو زبان پر لایا * آفت تازہ جان پر لایا
کہا ہمسا بھی بد نصیب دور از حبیب دوسرا نہوگا جسکا یار نہ مددگار جس سے دل کا درد کہتی تا تسکین ہو
صحبت اونکی ملی ہی جنھین دیکھہ چپ رہی کہ عشق اور کا اونکے ذہن نشین ہوا ایک جانور جو رہبر تھا
یون اوڑا وزیرزادہ جو لڑکپن سے جان نثار اور یاور تھا دون چھٹا ہوس سوا ے اندوہ و یاس و
حرمان ہوا نہ حاصل جہان سی ہمکو * اوٹھائین کاندھے پہ بارہستی سفر ہے بہتر یہان سی ہمکو *
اسی سوچ مین چھہ گھڑی دن باقی رہا جادوگرنی بجلی چمکائی آئی جانعالم کو اوسکی صورت دیکھکے
رونا آیا لیکن ڈرکے مارے جو ہنسنے لگا نالہ گلے مین پھنسنے لگا پھر وہی اکل و شرب کا چرچا مچا جب
نصف شب گذری تو وہ سو رہی انکو بیداری اختر شماری نصیب ہوئی فرد شاہد رہیو تو ای
شب ہجر * جھپکی نہین آنکھہ مصحفی کی * اسی انداز سے دو مہینے گذری جانعالم کا روز کی کوفت سے
یہ عالم ہوا کہ سوکھہ کے کانٹا ہوگیا بدن ڈھانچا ہوگیا اُستاد ہون کاہ سی کاہیدہ بس نزار اسی کہتے ہین *
عیسٰی سی نہو اچھا بیمار اسی کہتے ہین * بن ہاتھہ لگی دوش کے جا سے نہین ہلتا ہین * لاغر اسی کہتے ہین تہار اسی کہتی ہین *
تصویر مرقع ہون سکتے کا سا عالم ہی جنبش ہی نہین نقش دیوار اسی کہتے ہین * قضارا ایکروز وقت رخصت ساحرہ
بولی جانعالم تیری تنہائی کا اکثر خیال بلکہ مجھے ملال رہتا رہی تو اکیلا تمام دن گھبراتا ہوگا باغ خالی کاٹی کھاتا ہوگا
مجبور ہون کوئی تیرے دل بہلانی کی کون نہین جسے چھوڑ جاؤن یہ رنڈیان بد سلیقہ ہین انکو کہان تک
آدمیت سکھاؤن ہنوز انھین نشست برخاست کا قرینہ نہین آیا انسے تو اور
برخاستہ خاطر ہوگا شہزادے نے کہا ہم کیا گھبرائینگے تنہا پیدا ہوئی تمام عمر اکیلے رہی ہماری قسمت مین
دوسرا لکھا نہین ہمصحبت ہمارا خدا نے خلق کیا نہین لیکن یہ اندیشہ ہمیشہ رہتا ہی کوئی ہمین
مارڈالے تو دن بھر مفت مٹی خراب رہی تم سے کون جا کر کہے ہنسنے کی جا ہی ردنیوالا ناپیدا ہے
وہ بولی یہ مکان طلسم ہے باد مخالف کا گذر محال ہی تیرا کدھر خیال ہی شہزادے نے کہا اگر
کوئی جادوگر یہ قصد کرے اوسے کون روکے وہ فریفتہ بشدت تھی بند ہوئی وہم یہ ہوا کہ
میرے بعد کوئی جادوگرنی آئے اور اسپر عاشق ہوجائے مارڈالنا کیسا یہان سے لے اوڑے
تو تو کہان پائے سب محنت برباد ہوجائے فرط محبت نشاء الفت مین انجام کار نسوچی بیتال
نقش سلیمانی صندوق سی نکال اسکے بازو پہ باندھا کہا اب نہ تاثیر سحر نہ دیو کا گذر نہ پری سے

ضرور ہوگا دل کا کھٹکا سنا مزے اوڑا یہ کہکے وہ تو بدستور چلی گئی جانعالم کے سر پر خرابی آئی وہی بلبلانا شور مچانا باغ کو سر پر اوٹھانا اور گاہ انجمن آرا کے تصور سے یہ کہنا مؤلف لکھا ہوا یہی قسمت کا تھا سو جان ملا + کہ میری خاک مین محنت دی آسمان ملا + ہزار صدمے پہ دل نے ہمارے اُف بھی نہ کی + جو اک رفیق ملا وہ بھی بیزبان ملا + نہ ہمنے چین بزیر فلک کبھی پایا + عنایت ازلی سی عجب مکان ملا + تری تلاش مین در در بھٹکتے پھرتے ہین + ملا نہ تو ہی تو جو تی سے گو جہان ملا + نہ کہہ تو سیر فلک پہ کہیگی ساری خلق + کہ خاک مین ترے جورون سے کیان جوان ملا + بہت جہان کی کی سیر اے سرور حزین + بہ بجز خزان نہ ہمین کوئی بوستان ملا + ایکدن عالم تنہائی مین جانعالم کو یہ خیال آیا اس نقش کی تعریف او سنے بہت کی تھی کھولو تو شاید عقدہ کار بستہ کھلے یہ سوچکے اوسے کھولا او سکا نقشہ مطابست و ربست کا نقش ہر خانے مین اسمای آلہی مع ترکیب و تاثیر تحریر تھے دیکھتے دیکھتے خاتمہ مطلب مین نظر پڑی لکھا تھا کوئی شخص کسی ساحر کی قید مین اگر ہو یہ اسم پڑھے نجات پائے یا کسی طلسم مین پھنسا ہوا سے پڑھتا جدھر چاہے چلا جائے اور جو کوئی سحر کرتا ہو اوس پر دم کر پھونک دے اوسی دم اسکی برکت ساحر کو پھونک دے یہ سانحہ اوسمین دیکھکے قریب تھا کہ شاہزادے کو شادی مرگ ہو جلد جلد وہ سب اسم یاد کر نقش بازو پر باندھا اس عرصے مین جادوگرنی موجود ہوئی جانعالم کے تیور برے دیکھے پوچھا آج مزاج کیسا ہی وہ بولا الحمد للہ بہت اچھا ہی دیر سے تیرا منتظر تھا اے بچھے شیطان علیہ اللعن کو سونپا ہمارا اللہ نگہبان ہے یہ سنتے ہی روح قالب سے نکل گئی سمجھی پیچ پڑا جان عالم چل نکلا سحر سے رو کنے لگی تاثیر نکی سر پیٹ کر کہا سعدی کس نیا سوخت علم تیر از من + کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد + یہ کہکے ناریل زمین پر مارا وہ پھٹا ہزار ہا اژدہا شعلہ فشان پیدا ہوا شہزادے نے کچھ پڑھا وہ سب پانی ہو گئے فانی ہو گئے پھر تو منت کرنے لگی پانوٗن پر سر دھرنے لگی جادوگرنیان سمجھانے لگین کہ یہ شرط مروت نہین جو اپنا والہ و شیدا ہو اوس سے دغا کیجیے شہزادے نے کہا گریبان مین منہ ڈالو سوچو تو ہم بھی کسیکے عاشق ہین عزیزون سے جدا مصیبت کے مبتلا سر بصحرا ہوئے تھے ہمین جبر سے قید کیا ہر طرح کا الم مفارقت دیا یہ احسان کچھ کم ہی ہمنے طلسم درہم برہم جو نہ کیا وہ سمجھین یہ نہ سمجھا کہ عاشق کا کام نصیحت و پند و قید و بندسی نہین ہوتا اور جبر کا کام حباب آسا نا پائدار ہی او سکا کیا اعتبار ہے حسن سدا نا وگا ندگی

بہتی نہین ❊ اور یہ قضیہ اتفاقیہ ہی ع ہر روز عید نیست کہ حلوا خورد کسے ❊ کبھی یون کبھی ہی
گردش روزگار ❊ کہ معشوق عاشق کے ہو اختیار ❊ لیکن سوچو تو کچھ طرح کا راحت و آرام ہو
جو جی نہ لگے تو کیا کرے اُستاد ❊ دولت کونین حاصل ہو تو اوڑھ بچھے لات مارے ❊ پھر نہین لگتا ہے
جی جسکا جسی ہو جسکا او چاٹ ❊ الغرض وہ سرگشتہ رہین جانعالم نے برکت اسمای الٰہی اوس طلسم سے
رہائی پائی اپنی راہ لی چند روز مین پھر اوس حرف پر وارد ہوا دیکھا اسپ وفادار پتھر سے سر مار مار
مر گیا تھا اوسکی لاش دیکھہ دل پاش پاش ہوا خوب رویا اب اور رنج پیادہ پائی کا قدیسوس ہوا
سبحان اللہ کہان وہ شہزادہ پروردہ ناز و نعم کہان یہ سفر پیادہ پائی کا دور دراز تنہائی کا درد و الم
ہر قدم خار ہر گام آزار مگر تصور یار پیش نظر ہر قطرہ اشک مین سو سو لخت جگر آہ و نالہ ورد زبان یہ شعر
ہر ساعت بر زبان ناسخ ❊ مانع صحرا نوردی پانون کی ایذا نہین ❊ دل دکھا دیتا ہی لیکن ٹوٹ جانا
خار کا ❊ کیون نہ کھٹکون آسمان کو رات دن مین ناتوان ❊ آبلہ کی شکل او سمین مجھہ مین عالم خار کا ❊
رنگ رو فق دل مین قلق سینہ فگار پا آبلہ دار چھاتی غم دوری سے شق کبھی حکایت شکایت بیزگا یہ غزل
مولف کی درد آمیز پڑھتا چلا جاتا تھا مولف توڑ کر خم اور پٹک کر آج پیمانے کو ہم ❊ سوی مسجد
جاتے ہین زاہد کے بہکانے کو ہم ❊ شمع محفل مین کبھی ہین بار پروانے کو ہم ❊ ایک کیفیت سے
بھی گیا پیچ و خم مین جلجانے کو ہم ❊ خواب سا کرتے ہین ہم ایام عشرت کو قیاس ❊ و عیان مین لاتی ہین
جسدم گذرے افسانے کو ہم ❊ کل تلک تھا جس مکان پر شمع دیوان کا ہجوم ❊ چھانتے ہین اب
وہان پر خاک پروانے کو ہم ❊ اشک گلگون کے نشان چھٹ کچھ پتا ملتا نہین ❊ جب خزان مین
ڈھونڈھتے ہین اپنے کاشانے کو ہم ❊ جرم کچھ صیاد کا اپنی اسیری مین نہین ❊ روتے ہین کنج قفس مین
آب اور دانے کو ہم ❊ رشک زلف یار سب عقدے ہوئین میرے ای سرور ❊ اور الجھہ او ٹھتے ہین
بیٹھین جبکہ سلجھانے کو ہم ❊ چشم تر رنگ زرد آہ سرد دل مین درد پانون کہین رکھتا آبلہ پائی سے
کہین اور جا پڑتا نہ راہ مین بستی نہ گانون نہ میل نہ سنگ نشان راہ کا سر نہ پانون دل صفا منزل مین
عزم دور دلدار آبلون کو انس خار سخت بدحواسی تھی کانٹون کی زبان تلوون کے خون کی پیاسی تھی
نہ کوچ کی طاقت نہ یارائے مقام گھبرا کے وہ ناکام یہ کہتا مولف بدل دے اور دل اس دل کے بدلے ❊
الٰہی تو تو رب العالمین ہی ❊ ولہ اور اسپر نقد جان دیکر بدل لیتا سرور ❊ گر دل بے رنج جو ملتا کسی کا

دھیان مین ✤ اور جب جنون عشق کا ولولہ از حد ہوتا تو سر پکڑ کر رہ جاتا اور یہ کہتا مولف قرار باقی نہین
جان زار بن تیرے ✤ ستا رہا ہی دل بیقرار بن تیرے ✤ گھمنڈ تھا جنھے جن جن کا سب وہ بھاگ گئے ✤
حواس و ہوش و شکیب و قرار بن تیرے ✤ سرور گشتۂ محبوب خاک شرح کرے ✤ بسر جو کرتا ہی لیل و نہار
بن تیرے ✤ خلاصہ یہ کہ اسی حال خراب اور دل بیتاب سی ہر روز سرگرم منزل تھا دیدہ دیدار طلب سے روان خونابۂ دل تھا

رہائی طلسم سے اوس گرفتار محبت کی اور پہنچنا وادی فرحناک بنجیر و خاشاک مین پھر ملاقات بانی مہر و وفا یعنی ملکہ مہر نگار پر تمکین باوقار سی پیر مرد کا لوح دینا شہزادی کا رستہ لینا

عشق ہی تازہ کار تازہ خیال ✤ ہر جگہ اسکی اک نئی ہی چال ✤ کہین آنسو کی یہ سرایت ہے ✤ کہین یہ خون چکان حکایت ہے ✤ گہ نمک اسکو داغ کا پایا ✤ گہ پتنگا چراغ کا پایا ✤ کہین طالب ہوا کہین مطلوب ✤ اسکی باتین غرض ہین دونون خوب ✤ یہان سی دشت نوردان وادی سخن جگر افگار و غربت زدگان پرمحن و سینہ ریش باپائے زخمدار و دل افگار خار بیان کرتے ہین کہ وہ مسافر صحراے اندوہ و حرمان بی توشہ و زاد راہ ہر روز بادل پرسوز گمراہ بادیہ گردی کرتا جیتا نہ مرتا ایک روز نواح دلکشا و صحراے فرح افزا مین گذرا دیکھا کہ عنان قدرت نے صفحۂ دشت گلہاے مختلف رنگ سی بہشت ہشتم رشک صحن چمن اور بوٹا بوٹا پتا گھانس کا بازگل باغ ارم خجلت دہ نسرین و نسترن بنایا ہی گرد جدول آب رواں چشمہ ہر ایک چشمۂ حیوان اور گلہاے ابر نے چھڑکاو سے عجب رنگ جمایا ہی نسیم بہار اور درخت گلزار سے میدان ختن و تاتار ہے نہ کہین گرد ہے نہ غبار ہے درختون پر فیض ہوا اور ترشح سے سرسبزی ہے اور چمک کا جوبن ہی گل خودرو سے جنگل نمونۂ گلشن ہی تو مدتون کا مسافت دیدہ مسافرت کشیدہ تھا وہ زمین خجستہ آئین بہت پسند آئی دل مین آیا آج کی شب اسی جا سحر کیجیے قدرت حق مد نظر کیجیے ایک سمت زمین ہموار درخت گنجان چشمہ ہاے آب روان دیکھکے جا بیٹھا جنگل کی کیفیت جی بہلکر نیوالی جانورون کی اوچھل کود کی دیکھا بھالی خوش فعلی کی سیر گلگشت مین وحش و طیر بو باس ہر برگ گل کی دھوم دھام طائرون کے غل کی بوٹے پتے کی نشو و نما سر و سرو ہوا ابر سیاہ کہین گہرا سرخ و سفید اودی ساون بھادون کی گھٹا رعد زور و شور سے ہیخوارون کو سنا یہ کہہ رہا میر سوز کی فرشتون کی راہ ابر نے بند ✤ جو گنہ کیجیے ثواب ہی آج ✤ ندیان

نالے چڑھے دریا بڑھے جھیلین تالاب لبریز ڈبرے موج خیز پپیہے کا ستون سے مخاطب ہونا
پی پی کہہ آپی جان کھونا کوئل کی کوکو اور توتو سے کلیجا منہ کو آتا تھا مور کا شور برق کی چمک
چمک رعد کی کڑک ہوا کا زور زور رنگ دکھاتا تھا شام کا وقت غروب آفتاب کا عالم جانورون کا
درختون پر بیٹھنا باہم زمین پر فرش زمردین بچھا دھان لہرین لے رہا آسمان مین زنگار رنگ کی شفق
پھولی شام اودھ کی سیر بھولی ایک سمت قوس قزح جسے دھنک کہتے ہین بصد عظم وشان فلک پر
نمایان سرخ سبز زرد دھانی لکیرین عنان بلبل کے چہچہے درخت سبز لہلہے کوسون تک سبزہ زار
پھولون کی بہار کہین ہرن چرتے کہین پرند سیر کرتے کسی جا طاؤس سان طناز سرگرم رقص ناز
لب ہر چشمہ آب مرغابی آبی وسرخاب کبھی نمود ہوتا ماہ کا چکور کا دوڑنا بھرنا آہ کا دونون
وقت ملتے اس دید کی خراش سے دل پاش پاش زخم جگر چھلتے یہ سیر جو ہجر جانان مین نظر کی
گذر جائے کیونکر دل ٹکڑے ٹکڑے نہو چھاتی نہ بھر آئے استاد کا راکھ کرتی ہے ہر بوند
تن پہ یار بن ۔ کیا عجب گر ہون ہرے داغ جگر برسات مین ۔ قاعدہ ہے جب آدمی کو سامان
عیش ونشاط اس طرح کی فرحت وانبساط میسر ہوتی ہے جسے جی پیار کرتا ہے وہ یاد آتا ہے
شہزادے نے مدت کے بعد یہ فرحت جو پائی یار کی یاد آئی شعر من وہ نہین جو کرون سیر بوستان
تنہا ۔ بہشت ہو تو نہ منہ سے کیجے باغبان تنہا ۔ اس سوچ مین بیٹھا تھا کہ ایک طرف سے رنڈیون کا غول
پیدا ہوا یہ دھوکا پا چکا تھا سنبھل بیٹھا اور اسماے رد سحر پڑھنے لگا ہو جب مثل دودھ کا جلا چھاچھ
پھونک پھونک پیتا ہے جب وہ آگے بڑھین غور سے دیکھا چار پانچ سو عورت پری زاد حور وش
زرین کمر نازک تن سیمبر چست وچالاک کم سن اٹھتے جوبن کے دن اچھلتی کودتی پیادہ اور
جواہر نگار ہوادار پر ایک آفتاب محشر سوار گرد پریون کی قطار تاج مرصع کج سر پر لباس شاہانہ
پر تکلف در بر نیمچہ سلیمانی اوس بلقیس وش کے ہاتھ مین سیماب وشی بات بات مین صید کرنی
کی گھات مین بندوق چقماقی طائر خیال گرانی والی برابر رکھی شکار کھیلتی سیر کرتی چلی آتی ہے
حسن مین بے مثال کاہش بدر غیرت ہلال سیر حسن برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن ۔ جوانی کی راتین
مرادون کے دن ۔ طالع بیدار یاور اقبال دمساز غمزہ وعشوہ وانداز وادا جلو مین آفت جان
عاشق ہمسایۂ ناز جان عالم نے باآواز بلند کہا میر تقی کیا تن نازک ہے جان کو بھی حسد جس تن پہ ہے

تصویر صحرای پُرفضا و جانعالم و ملکۂ مہرنگار کا بسواری ہودار جان عالم کے پاس آنا



کیا بدن کا رنگ ہی جسکی پیراہن ہی پھبن + یہ صدا جو اہتمام سواری آگے آگے کرتی تھین اونکے کان مین پڑی اور نگاہ جمال جانعالم سے کڑی سب کی سب لڑکھڑا کر ٹھٹک گئین کچھ سکتے کے عالم مین سمجھ جھجک گئین کچھ بولین ان درختون سی چاندنی کیفیت کیا ہی کوئی بولی نہین ری سورج چھپتا ہی کسی نے کہا غور سے دیکھ ماہ ہے ایک جھانک کی بولی باللہ ہے ایک نے غمزے سے کہا چاند نہین تو تارا ہے دوسری چٹکی لیکے بولی اوچھال چھکا تو بڑی خام پارہ ہی ایک بولی سرو ہی یا چمن حسن کا شمشاد ہے دوسری نے کہا تیری جان کی قسم پرستان کا پریزاد ہی کوئی بولی غضب کا دلدار ہی کسی نے کہا دیوانیو چپ رہو خدا جانے کیا اسرار ہی ایک نے کہا چلو نزدیک سے دیکھ آنکھ سینک کر دل ٹھنڈا کرین کوئی کھلاڑن کہہ اوٹھی دور ہو ایسا نہو اسی حسرت مین تمام عمر جل جل ایک نے خوب چھانک تاک کی کہا خدا جانی تم سب کے دیدون مین چربی کہان کی چھا گئی ہے کیا ہوا ہی یہ تو بھلا چنگا ہٹا کٹا مردوا ہے سواری جو رکی ملکہ نے پوچھا خیر ہے سب نے دست بستہ عرض کی قربان جائین جان کی امان پائین تو زبان پر لائین ہمیشہ سواری حضور کی اس راہ سی جاتی ہے مگر آج خلاف معمول ان درختون مین سے ایک شکل دلچسپ ایسی نظر آتی ہے **فرد** سُنا یوسف کو حسینان جہان بھی دیکھے + ایسا بانکا مثل طرحدار

نہ دیکھا نہ سُنا ۔ ملکہ متعجب ہو کے پوچھنے لگی کہاں ایک نے عرض کی وہ حضور کی سامنے جیسے
ملکہ کی نگاہ چہرۂ بےنظیر صورت دلپذیر جانِ عالم پر پڑی دیکھا ایک جوان رشک مہ پیر کنعان
رعنا سرو قامت سہی بالا بحرِ حسن و خوبی کا دُرِّ یکتا کاسۂ سر سے فرشاہی نمایان بادۂ حسن دلفریب سے
معمور ہی دماغ کشور ستانی ہے اوٹھتی جوانی ہی نشا ہی شباب سی جکپا چور ہے خم ابرو محراب
حسینان سجدہ گاہ پردہ نشینان چشم غزالی سرمہ آگین ہے آہوے رم دیدہ کشور چین ہے
چتون سے رسیدگی پیدا ہی مست مے محبت ہی اسیر جو کتا ہے دیدے کی سفیدی اور سیاہی
لیل و نہار کو آنکھ دکھاتی ہے سوادِ چشم پر حور سویدا ے دل صدقے کیا چاہتی ہے حلقۂ چشم مین
کتنے ہموار مردم دیدہ دھرے ہین صانع قدرت نی موتی کوٹ کوٹ بھری ہین مژہ نکیلی اوس
کمان ابرو کی دل مین در و سار ہو نیکو لیس ہی رشک لیلی یہ غیرت قیس ہے ناوک نگاہ سی سپر چرخ تک
پناہ نہین دلدوزی ہی گینا ہون کی اسکی ملت مین ثواب ہی گناہ نہین لوح پیشانی تختۂ سیمین یا
مطلع نور ہے یا لمعۂ شیر صبح یا شمع طور ہی کاکل مشکین سے زلف سنبل کو پریشانی ہے بو باس سے
ختن والون کو حیرانی ہے عنبرین مویون کو زندگی وبال ہی بال بال پُر پیچ و خمدار ہے
روے تابان بسان چشمۂ حیوان ظلمت سے نمودار ہے ہما اپنے پر و بال سے سامنِ صاحب اقبال کا
عکس ران ہی رخ تابندہ کی چمک سے نیر اعظم لرزان ہی لب گلبرگ تر پر سبزی کی نمود ہی یا دھوان دھار
مشتاقون کے دل کا وودہی نظر کام نہین کرتی قدرت وودہی ہر حلقہ گیسوے معنبر کا
کمندگر نگہر ہے مگر بالون کے اولجھنے سی کھلتا ہے کہ کسی کی زلف پیچان کا اسیر ہی خندۂ دندان نما سے
ہونٹ لعل بدخشان کا رنگ ستاتا ہی دانتون کی تاب سے گوہر غلطان بے آب ہو جاتا ہے
معشوقون کا اونپر دانت ہے دل و جان وارتے ہین جو نظر سے پنہان ہون ڈاڑھین مارتی ہین
دم تقریر درج دہان جو کھولتا ہی سامع موتی رولتا ہے ہر کلمہ اعجاز نما ہی بیمار محبت کا مسیحا ہے
ہاتھ ہر ایک نہال الفت کی شاخ بارور ہے دل کی دستبرد کو اور خزانۂ قارون بانٹ دینے کو
ہر دست تیار ہی کف دست کی لکیرین دستاویز محبت ید قدرت سے تحریر ہی سرنوشت سی
یہ کھلتا ہی کہ سلسلۂ الفت مین کسی کی رگ و پے بستۂ زنجیر ہے مرآتِ سینہ مین عکس افگن کوئی
صاحب جمال ہے مد نظر کسی کا خیال ہے کمر نازک جستجو پر چست باندھی ہے بیٹھا شست ہے

چلنے کو مثل صبا آندھی ہے پانون وادی تلاش مین سرگرم رفتار مین زیر قدم دشت وکہسار مین قسمت برسر یاری ہے کہ ہمارے دام مین یہ ہماے اوج شہریاری ہے یہ تصور دل مین تھا کہ کارپردازان محکمۂ ناکامی حاضر ہوئے اور مشاطہ حسن وعشق نے پیش قدمی کر متاع صبر وخرد نقد دل وجان اساس ہوش وحواس تاب وتوان ملکہ جگر افگار ارمغان رونمائی مین نذر شاہزادہ والا تبار کیا عقل ودانش گم صمم بکم کا نقشہ ہوا حضرت عشق کی مدد ہوئی سب بار د ہوئی شوق وصل پیدا ہوا جی شیدا ہوا دفعۃً گیا تھا کیا ہوا میر تقی تھی انظر یا کہ جی کی آفت تھی + وہ نظر ہی وداع طاقت تھی + ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ + صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ + دلپہ کرنی لگا طپیدن ناز رنگ چہرے سے گرگیا پرواز + ملکہ تھرتھرا کر ہوا دار پہ غش ہوئی خواصون نے جلد جلد گلاب اور کیوڑا بید مشک چھڑکا کوئی نادعلی پڑھنے لگی کوئی سورہ یوسف دم کرنے کو آگے بڑھنے لگی کسی نے بازو پر رومال کھینچکر باندھا تلوے سہلانے لگی کوئی مٹی پہ عطر چھڑک کر سونگھانے لگی کوئی ہاتھ منہ کیوڑے سے دھوتی تھی کوئی صدقے ہو ہو روتی تھی کوئی بولی چہل کنجی کا کٹورا لانا کسی نے کہا یشب کی تختی دھو کے پلانا کسی نے کہا بلا ریب آسیب ہے کوئی بولی عجب مہ پارہ ہی جسکے دیکھنے سے دل ناشکیب ہے کوئی سمجھی یہ شخص بشر نہین قسم جن سے ہے کوئی بولی یہ غشی تقاضائے سن سے ہے غرض کہ دیر مین ملکہ کو افاقہ ہوا مگر دل مضطرب طپان خواہش اوسی طرف کشان جذب عشق سی مقناطیس اور آہن کا عالم کشش محبت سے کاہ وکہربا وسیدم ہوگئی رنگ روطائر پریدہ صبر وضبط دامن کشیدہ مشورہ ہوا سواری ادھر سے پھیرو ملکہ کو بیچ مین گھیرو لیکن تاب تحمل یارائے صبر ملکہ کو بالکل نتھا فرمایا دیوانیان ہو یہ کوئی مسافر بیچارہ خانمان آوارہ غربت کا مارا تھک کر بیٹھ رہا ہی اس سے ڈرنا کیا ہی چلو نزدیک سے دیکھین ناچار وہ سب فرمانبردار چلین مگر جھجکتی ایک دوسرے کو تکتی جون جون سواری قریب جاتی تھی ملکہ کی چھاتی دھڑکتی تھی دل مین تڑپ زیادہ پاتی تھی اگرچہ حال ملکہ مہر نگار بھی سحر سامری کا نمونہ مہ مہر سے دونا عابد کش زاہد فریب تھا جانعالم بھی بیچین ہوا مگر دامن ضبط دست استقلال سے نچھوڑا جسطرح بیٹھا تھا جنبش نکی تیور پہ میل نہ آیا ایک خواص خاص باشارۂ ملکہ آگے بڑھی پوچھا کیون جی میان مسافر تمھارا کدھر سے آنا ہوا اور کیا مصیبت پڑی ہے جو اکیلے سواے اللہ کی ذات ہیہات نہ کوئی سنگ نہ سات اس جنگل مین وارد ہو

شہزادے نے مسکرا کے کہا مصیبت خیلا تجربہ پڑی ہوگی معلوم ہوا یہان آفت زدے آتے ہین کہو
تم سبکی کیا کمبختی ایّامون کی گردش نصیبون کی سختی ہے جو چڑیلون کی طرح ناکام سرشام پھرتی ہو
ملکہ یہ سنکے بھڑک گئی خود فرمانے لگی واہ واہ صاحب تم بہت گرما گرم تند مزاج حاضر جواب ہو حال پوچھنے
سے اتنا برہم ہو کر کڑا فقرہ سنایا کہ اس مُردار کے ساتھ تھو تھو مُجھ جھپٹ سب کو چھلپائیان بنایا
جانعالم نے کہا اپنا دستور نہین کہ ہر کس و ناکس سے ہمکلام ہون دوسری مردار سی بات حرام ہے
مگر خیر دھوکے مین جیسا اوسنے سوال کیا ویسا ہمنے جواب دیا اب تمھارے منہ سے مردار نکلا
ہم سمجھ گئے چپ ہو رہے ملکہ نے ہنسکر کہا خوب یک نشد دو شد صاحب چونچ سنبھالو ایسا کلمہ
زبان سے نہ نکالو کیا میرے دشمن جز گور مُردار خور ہین آپ بھی کچھ منہ زور ہین بھلا وہ تو کہکے
سُن چکی ہین آپ سے پوچھتی ہون حضور کس سمت سے رونق افروز ہوئے و دولتسرا چھوڑے کے روز ہوئے
اور قدوم میمنت لزوم سے اس دشت پر خار کو کیون رشک لالہ زار کیا جانعالم نے کہا یہ خوش
آپ در پردہ بناتی ہین بگڑ کر طنز سے یہ سُناتی ہین ہم حضور کا ہیکو مزدور ہین تم جو جیتے جی چار کی
کاندھے چڑھی کھڑی ہو تم البتہ حضور ہو جو جلیسین تھین بولین ملکہ عالم آپ کس سے گفتگو و بدو
کرتی ہین یہ مردوا تو لٹھ ہی سخت منہ پھٹ ہی ملکہ بولی چپ رہو ان باتون مین دخل ندو
ایسا نہو یہ بدمزہ ہو جائے تو صلواتین سُنائے وہ سب ہٹین آپسمین کہا خدا خیر کرے آج
جنگل مین گل پھولا چاہتا ہی یہ پردیسی پنچھی مسافر راہ بھولا چاہتا ہی ملکہ نے کہا ای صاحب کچھ منہ سی بولو
سر سے کھیلو نذر بھینٹ جو چاہو لو جانعالم نے کہا امرائیت کو کام نفر باؤ نیچے آؤ معلوم ہوا
تم بڑی آدمی ہو سواری مانگے کی نہین خواصین بھی تمھاری ہین بلکہ خاک نشینون کی ہم بستری کرو
تکلف تہ کر رکھو طبیعت حاضر ہوگی تو تمھارے بیٹھنے سی کچھ کہہ اوٹھینگے تم ہوادار کیا ہوا کی گھوڑے پہ سوار
ہم فقیر بستر خاک پر سایہ دار حافظ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + ملکہ بولی اس مدۃ العمر مین
ایسا مسافر جریدہ وہن دریدہ تمھارے سوہنگدا نہین دیکھا استاد زبان سنبھالو یہ منہ زوریان
غریبون پہ + خدا کسو کو کوئی تمسا بھی بد لگام نہین + تم کوئی زور چیز ہو یکہ و تنہا ٹٹو نہ گھوڑا
گٹھری نہ بقچہ ننگا اللہ وہی مثل ہے جھوپڑے مین خواب دیکھے محلون کا ہر بات مین ٹھنڈی گرمیان
کرتے ہو جو یہی خوشی ہے تو لو یہ کہکے ہوادار سے اوتر شہزادے کے برابر بیٹھ گئی خواصون نے

بہت بھیانک ہوکے کہا لو بی یہ موا کیا سحر بیان جادو کا انسان ہی ملکہ سی پری کو گالیان
دے دے کیسا شیشے مین اوتار لیا بیٹھے بٹھائے میدان مار لیا ایک بولی تجھے اپنی دیدون کی
قسم سچ بولیو ایسا جوان رنگیلا سجدار نکیلا ٹھٹول طرار آفت کا پرکالا دنیا سے نرالا تو نے یا کبھی
تیری ملکہ نے دیکھا بھالا تھا ارے دیوانی نادان خوبصورتی عجب چیز ہے اسکا دوست طالب
دشمن کا مطلوب ہے حسن غریب سبکو مرغوب ہے جہان کو عزیز ہے غرضکہ جب ملکہ بیٹھی جانعالم
نے سر و بصر کے بول اوٹھا لا اعلم چگویم از سر و سامان خود خم بیست چون کاکل + سیہ بختم
پریشان روزگارم خانہ بر دوشم + مولف سراسر حال کہتا ہے کوئی ذکر اور ہی چھیڑو نہ پتا
خانہ بدوشون سے نہ پوچھو آشیانے کا + گرفتار رنج و الم خوشی سے دور مبتلاے غم و بادیہ گرد نہ
دوست نہ غمخوار آفت کا مارا گھر بار سے آوارہ ہمہ تن یاس باختہ حواس توشۂ راہ بجز غم جانکاہ
نہین اور رہبر سواے دل مضطر ہمراہ نہین گو پاؤن مین طاقت رفتار نہین لیکن اڑیان رگڑتا
بھی اس رہ مین ننگ و عار نہین یہ حال ہے وہ سب نام ہین کوہ و دشت اپنے مقام ہین
اور یہ چند شعر میر سوز صاحب کے مطابق حال ہین میر سوز ظاہر مین گرچہ بیٹھا لوگون کے
درمیان ہون + یہ خبر نہین ہے مین کون ہون کہان ہون + ای ساکنان دنیا آرام دو کی اک شب +
بچھڑا ہوا دوستون سے گم کردہ کاروان ہون + ہان اہل بزم آؤن مین بھی برای سن لو +
تنہا نہین ہون بجائی با نالہ و فغان ہون + سوراخ چاک لاکھون داغون کی کون گنتی +
گلشن دل و جگر ہے گو صورت خزان ہون + نام و نشان نے یارب رسوا کیا ہے مجکو +
جی چاہتا ہے حق ہو بی نام و بے نشان ہون + قاتل پکارتا ہے ہان کون کشتنی ہے + کیون
سوز چپ ہے بیٹھا کچھ بول اوٹھ نہ ہان ہون + یہ پڑھکے چپ ہو رہا ملکہ سمجھی یہ مقرر شہزادہ
عالی تبار ہے مگر کسی کا عاشق زار ہے بات مین یہ تاثیر ہے کہ ہر کلمہ ناوک کا تیر ہے دل مین آیا
کسی طرح گھر لے چلیے پھر حال مفصل معلوم ہو جائیگا کہانتک چھپائیگا بمنت و سماجت کہا ایعزیز
یہ سرزمین ہمارے علاقے مین ہے تم یہان مسافرانہ اتفاقات زمانہ سے وارد ہو مہمانی ہمپر
واجب ہے چند گام اور رقم رنجہ کیجیے غریب خانہ قریب ہے آج کی شب استراحت فرمایئے نان خشک
کھائیے صبح اختیار باقی ہے جانعالم نے تبسم کر کے کہا پھر در پردہ امارت کی لی یعنی ہم تو یہان کے

مالک ہین آپ بھوکے پیاسے سالک ہین چلو یہ فقرہ کسی فقیر مُسنا و محتاج کو کر و زجاہ و حشم دکھاؤ جادۂ اعتدال سے زبان کو گام فرسا نفرماؤ یہان طبیعت اپنی اپنے اختیار مین نہین اور رہ روی سے فرصت قلیل ہے مکان پر جانا دعوت کھانا جبر ہے اسکی کیا سبیل ہے ملکہ نے افسردہ خاطری سے کہا دعوت کا رد کرنا منع ہے آیندہ آپ مختار ہین ہم مجبور ناچار مین جانعالم نے دل مین خیال کیا برسون کے بعد ہمجنسون کی صحبت میسر آئی اور یہ بھی شاہزادی ہی اسکا آزردہ کرنا نری بیحیائی ہے آدمیت کا لحاظ انسانیت کا پاس اپنی بے اعتنائی کا حجاب کرکے کھانا کھانے پینے سونے بیٹھنے کی ہوس دل سے اوٹھگئی ہے مگر دلشکنی کسیکی اپنے مذہب مین گناہ عظیم ہے خدا علیم ہے شعر عوض ہے دلشکنی کا بہت محال ای یار ۔ جو شیشہ ٹوٹے تو کیجے جواب شیشے کا ۔ لیکن اتنی روکھائی اور کج ادائی جو ظہور مین آئی اس نظر سے تھی شعر در محفل خود راہ مدہ ہمچو منے را ۔ افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را ۔ دل فگارون کی صحبت سے ملال حصول ہوتا ہی غمگین کا ہمنشین ہمیشہ ملول ہوتا ہے میر درد ۔ کہین عیش تمھارا بھی منغص ہووے ۔ دوستو درد کو محفل مین نہ تم یاد کرو ۔ اور جو یون ہی مرضی ہی تو بسم اللہ یہ کہکے اوٹھا ساتھ ساتھ ہاتھہ مین ہاتھہ پیادہ پا باتین کرتا چلا اسکہ شاہزادہ لطیف و ظریف تھا کوئی فقرہ نوک جھوک رمز و کنایہ سے خالی زبان پر نہ لاتا تھا ملکہ کا ہر بات میں دل پگھلا جاتا تھا مگر دل سے کہتی تھی کہ اے ناکام و بخت نافرجام ایسا نگر ناگہ ہاتھہ ننگ و ناموس سے دھونا پڑے بیٹھے بٹھائے الم مفارقت مین رونا جان کھونا پڑے ظاہر ہے کہ یہ کسی کا عاشق زار ہی نثار محبت مین شرمسار ہے دوسرے غریب الوطن بقول میر حسن مسافر سے کوئی بھی کرتا ہی پیت ۔ مثل ہی کہ جوگی ہوئے کسکے میت ۔ مگر تپش دل متصل ترقی مین تھی خواہش جی کی کاہش مین بیقرار ہی گو سپر قرار تھا خدا کے کارخانے مین کسیکو دخل نہین ہوا اے نادان جو دم وصل ہے سو ہے غنیمت جان آغاز عشق مین انجام سوچنا خلاف ہی اسمین شرع کی تکلیف معاف ہے مؤلف غنیمت جان لے یہ صحبتین آپس کی ای نادان ۔ دگرگون حال ہو جاتا ہی اک دم مین زمانے کا ۔ القصہ تا در باغ پہونچے دروازہ کھلا اندر آئے جہان فضای صحرا دہ تھی وہان کی باغ کا کیا کہنا اگر ایک تختے کی صفت تحریر کرون ہزار تختہ کاغذ پر بخط ریحان نہ لکھہ سکون

دم تسطیر قلم مین برگ نکلتے ہین لکھنا بار ہوتا ہی ہاتھ پاؤن بالکل پھولتے ہین صفحۂ قرطاس پر
گل پھولتے ہین حاسد کو خار ہوتا ہے بہت آراستہ وپیراستہ غرض مربع مین چارون کونون پر
بنگلے گرد سبزۂ نوخاستہ دروازہ عالیشان نفیس مکان زیر دیوار خندق پر کیلے اکیلے نہین قطار در قطار
تختہ بندی کی بہار روش کی پٹریان قرینے کی مہندی کی ٹٹیون مین رنگت ملنے کی گل مہندی
سرخ وزرد پرافشان عباسی کے پھولون سے قدرت حق نمایان نرگس دیدۂ منتظر کی شکل دکھاتی تھی
گل شبو سے بھینی بھینی بو باس آتی تھی میوہ دار درخت یک لخت جدا بار کی بار سے ٹہنیان جھکین
درخت سر کشیدہ پھل لطیف وخوشگوار پھول نازک قطعہ دار روشین بلور کی نہرین نور کی حوض
ونہر مین فوارے جاری چمنون مین باد بہاری سو سم کی تاک مین تاک کا ستون کی روش
جھومنا غنچہ سربستہ کا سنہ تاک تاک کے نسیم کا چومنا انگور کے خوشون مین دل آبلہ دار کا پتا زلف کی
تھیلیان چڑھین نگہبانی کو گوشون مین باغبانیان الست کھڑین ہر تختہ ہرا بھرا روش کی
پٹریون پر چینی کے نادون مین درخت گلدار عنبر و معطر بیلا وچنبیلی موتیا موگرا مدن بان جوہی
کیتکی کیوڑا نسرین ونسترن کی نرالی آن بان ایک سمت تختون مین لالہ خوف خزان سے داغ دار
گزرا او سکے نافرمان کی بہار سرو شمشاد لب نہر جو فاختہ اور قمری کی اوسپر کوکو حق سرہ شاخ گل پر
بلبل شوریدہ کا شور چمن مین رقصان مور کہین خندۂ کبک کی آواز تدرو کی خرام ناز نہرون مین
قاز بلند آواز تیز پرواز ایک طرف قرقرے سر سے پا تک درخت گل و بار سے لدے سیب بہی ناشپاتی
سنگترے گلعنداروں کی کیفیت نظر آتی سنبل مسلسل مین پیچ وتاب زلف مہوشان کا ڈھنگ سوسن کی
اوداہٹ مسی لب خوبرویون کا جوبن دکھاتی داؤدی مین صنعت پروردگار عیان صد برگ مین
ہزار جلوے نہان آم کے درختون مین کیریان زمرد نگار مولسری کے درخت سایہ دار باغبانیان
خوبصورت سرگرم کار خواجہ سرا امرد اونکے مددگار عیش وعشرت کا عالم بیلچے کھرپیان جواہر نگار
ہاتھون مین باہم درخت اور روشون کو دیکھتی بھالتی گل وبار چمن سے چنتی گلابرگ سڑا بار بار
جھڑا پڑا خار صحن سے نکالتی پھرتی تھین بیچ مین بارہ دری پرشوکت بارفعت وشان پرستان کا
مکان ہر کمرہ سجا سجایا صناع نادر دست کا بنایا تمام گرد روش کے آگے چبوترہ سنگ مرمر کا حوض مصفا
پانی سے جھلکتا فرش سب افشان پتھر کا شامیانہ تمامی کا تنا سفید بادلے کی جھالر کلابتون کی

ڈوریان سراسر مغرق بنا چودھوین رات ابر کُھلا آسمان صاف شب ماہ سامان اس تجامت کا بساط کی چاندنی سبحان اللہ فوارون کے خزانے مین بادلہ کٹا پڑا ہزارے کا فوارہ چڑھا پانی کے ساتھ بادلے کی چمک ہوا مین پھولون کی مہک فوارے نے زمین کو ہمسر آسمان بنایا تھا ستارون کے بدلے بادلے کے تارون کو بچھایا تھا بڑی چمک دمک سے ملکہ کے مکان پر چاندنی بچھینی کا سامان تھا شہزادے کے آنے کا کسے گمان تھا غرض کہ جا لغالم کو لیجا شامیانے تلے مسند مغرق پر بٹھایا شراب ارغوانی کی گلابیان کشتیون مین لیکر وہ زن پری پیکر زیب دہ انجمن ہوئی کہ بطے رشک وخجالت سے بحر ندامت مین غوطہ زن ہوئی ایک طرف جام وسبو ایک سمت نغمہ سرایان خوبرو وخوش گلو سفید سفید صوفیانی پوشاک سر سے پانؤن تک الماس کا زیور دورویہ صف باندھکر

تصویر باغ پر تکلف چار کونون پر بنگلے بیچ مین بارہ دری شہزادہ وملکہ مع صراحی ونغمہ سرایان



کھڑی ہوئین. اونکے بیٹھتے ہی گانا ناچ شروع ہوا سارنگی کے سُر کی زدن ٹون کی صدا
چرخ پر زہرہ کے گوش زد ہوتی تھی طبلے کی تھاپ باںٔین کی گمک خفتگان خاک کا صبر و قرار
کھوتی تھی ہر تان اونچ تان سین پر طعن کرتی باربد اور نکیسا کے ہوش بڑان تھے چھجو خان کو غش تھا
غلام رسول حیران تھے زمزمے اور تحریر گٹکری پر شوری زور شور سے ہاتھ ملتا تھا
ہر پیپے فقرے اور سُر کے پلٹے پر آلہی بخش پوربی کا جی نکلتا تھا ناچنے کو ایسے ایسے برق وش
آئے اور اس تال و سم سے گھنگرو بجائے کہ موجی شہر مالے کتھک جو بڑے استاد اتھک تھے
اونھون نے سم کھائے ٹھوکر مردہ دلون کی مسیحائی کرتی تھی گت کے ہاتھ پر یہ گت تھی کہ مجلس
کف افسوس ملتی تھی اور دم سرد بھرتی تھی جب ہنگامۂ صحبت باین نوبت پہونچا کہ راجہ اندر کی
محفل کا جلسہ نظر سے گر گیا بہشت کا سامان پیش چشم پھر گیا اوسوقت ملکہ مہر نگار نے گیلاس
شراب سے بھر کر شہزادے کو دیا کہا اسے نوش کر دیجیے تاریخ سفر خاطر انور سے دور ہو مجھے
استفسار حال ضرور ہے جان عالم نے باسباب ظاہر انکار کیا مہر نگار نے کہا آپ دلشکنی روا
نہین رکھتے اس پہلو تہی کرنے مین ملال خاطر کے سوا کیا متصور ہے شاہزادے نے مسکرا کر
ساغر لیا یہ کہکر باطبع شگفتہ پیا انشا گر یار مے پلائے تو پھر کیون نہ پیجیے ، زاہد نہین مین شیخ نہین
کچھ ولی نہین ، پھر جانعالم نے جام شراب اپنے ہاتھ سے ملکہ کو دیا دور جام بے دغدغہ
نیرنگی ایام چل نکلا دو چار ساغر آب آتش رنگ جوانی کی ترنگ مین پیہم و متواتر جو پیے
دونو نکو گونہ سرور ہوا رنج سفر ادھر سے تمیز و خیال خیر و شر ادھر سے دور ہوا اوسوقت جانعالم نے
کہا میر درد ساقیا یان لگ رہا ہی چل چلاؤ ، جب تلک بس چل سکے ساغر چلے ، یہ سنکر وہی
خواص گرما گرم جسنے شہزادے سے پہلے گفتگو کی تھی ملکہ کی بہت منھ لگی تھی یہ بولی بقا لطف شب
اے دل اوسدم تجھے حاصل ہو ، اک چاند بغل مین ہو اک چاند مقابل ہو ، ملکہ نے بحسرت فرمایا
کہ مُردار ہم تیری چھیڑ چھاڑ سب سمجھتے ہین کیا کرین افسوس کی جا ہی حال اپنا موافق قول سودا ہی
رفیع سودا جو طبیب اپنا تھا دل اوسکا کسی پر زار ہے ، مژدہ باد اے مرگ عیسی آپ ہی
بیمار ہے ، جان عالم نے یہ سنکر اوسی خواص کو سُنا کر متنبہ کیا اُستاد مین ہسا فر ہون مجھسے دل
نہ لگا ، کیا پھر و سا مرا رہا نہ رہا ، ملکہ ٹال سکے حال پوچھنے لگی کہ تمھین بخدائے عزوجل سچ کہو

تم کون ہو کہان سے آئے ہو کسکی تلاش مین خود رفتہ گھبرائے ہو اوسوقت جانعالم کو بجز راستی مفر نظر نہ آیا کہا ملکہ مین شاہ فیروز بخت کا بیٹا ہون جان عالم نام ہی سرزمین ختن وطن ہے فسحت آباد سلطنت کا مقام ہے مین نے ایک توتا مول لیا تھا بہت طرار سحر گفتار اوسکی زبانی شہرۂ حسن انجمن آرا سنکے نادیدہ دیوانہ وار بیقرار بیابان مرگ آوارۂ وطن ہو رنج و محن ہوا ہون پھر توتے کا راہ مین اوڑجانا وزیرزادے کا پتانپانا شمۂ بیان گرفتاری طلسم اور اپنی خواری جادوگرنی کا نقش سلیمانی دینا اور اپنا رستہ لینا کہکر کہا بے لک زرنگار ہو پہنچے کہ جانکو چین نہ دل کو قرار ہی زیست بیکار ہے اور یہ غزل پڑھی مؤلف بسوز شمع رویان اسطرح کا سینہ سوزان ہون + کہ رفتہ رفتہ آخر جلوۂ سرو چراغان ہون + نسیم صبح ہون یا بوے گل یا شمع سوزان ہون + مین ہون جس رنگ مین پیارے غرض دم بھر کا مہمان ہون + نہ پھل پایا لگانے کا بجز افسوس و حسرت کے + مین نخل بے ثمر کس مرتبہ مردود دہقان ہون + عبث تدبیر ہی گور و کفن کی اوسکے کوچے مین + مین ننگ دوجہان ننگے ہی رکھدینے کا شایان ہون + نہ مرتے مرتے منہ پھیرا محبت سے کبھی مین نے - جفائین کسقدر جھیلین وفا پر اپنی نازان ہون + تنی رہتی ہے اکثر چادر مہتاب تربت پر + کہ تا معلوم ہو سبکو قتیل مہ جبینان ہون + سرور غم رسیدہ ہون مجھے طوفان محشر مین + ترانا تو ہی خاوند غریق بحر عصیان ہون + ملکہ نے جب سنا کہ یہ فریفتۂ جمال پری تمثال انجمن آرا ہے آہ دلدوز نعرۂ جانسوز کھینچکر رونے لگی امید قطع ہوئی جانعالم نے بیقرار ہو کے کہا این ملکہ مہرنگار خیر باشد ملکہ نے اوسی حال مین کہا استاد مائل اوس فتنۂ عالم نے کیا جو مجکو + سو بے بیداو مگر مرضی دوران آئی + چاک دل تک تو کچھ اور دست جنون پردہ تھا + یہ کھلا تو کہ نوبت بگریبان آئی + اے شاہزادۂ والا تبار غارتگر شور دل عاشق زار میرا حال سن ع عجیب واقعہ و طرفہ ماجرائے ہست + باپ میرا شاہنشاہ تھا بہت سی تاجدار خراج گذار تھے مگر ابتدا سے طبیعت متوجہ فقر تھی اور عبادت کی عادت تھی آخر کار کارخانہ دنیا ے دون ہیچ و پوچ جان کے یہ شعر ورد زبان کیا سوز جب ہیچ ہی ہم بوجہ چکے وضع جہان کو + غم ہیچ الم ہیچ طرب ہیچ عطا ہیچ + اور حکومت کا بکھیڑا چھوڑ معاملہ سلطنت بیکار جان اور بے ثباتی جہان گذران مدنظر کر دنیا سے ہاتھ اوٹھایا پادشاہت کو مٹا آبادی سے

منھہ موڑ اس صحراے پرخار مین مکان بنا کے بیٹھہ رہا ہر چند مجھے شادی گوارا نہ تھی مگر شاد کیا
مین نے بسبب سفارقت انکار کیا اب دفعۃً آفت آسمانی و بلاے ناگہانی مجھپر ٹوٹ پڑی
کہ بیک نگاہ عاشق کیا دیوانی ہوگئی ہوش و حواس سے بیگانی ہوگئی میرا رسوا ہوا خراب ہوا
مبتلا ہوا + کیا جانیے کہ دیکھتے ہی مجھکو کیا ہوا + اور تو اوسکا عاشق و طلبگار ہے
جسکا نظیر اس زمانے مین ہاتھہ آنا بہت دشوار ہے میرے محل نشین ہین کتنے خدام
یار مین یان + لیلیٰ کا ایک ناقہ سو کس قطار مین یان - اب بجز مرگ کیا چارہ مین ننگ خاندان فلک زدہ
خراب کنندۂ خاندان فقط خواری مان باپ کی اور گریہ و زاری اپنی چاہتی تھی صبح تو کہان
مین کہان یہ صحبت شب خواب ہوجاے گی نمود صبح سفارقت شام غربت کا رنگ دکھائیگی
دامن صحرا کی طرح گریبان صبر چاک ہوگا ہمارے سر پر آفت و خرابی آئیگی انصاف کیجیے کس سے
کہونگی بیقراری ستاتی ہے جان عالم کی جدائی سے روح بدن سے جدا ہوتی ہے جان جاتی ہے
ہمصحبتین طعنے دینگی آنکھین چھیڑ چھیڑ کر جان لینگی جب لونڈیون پر خفا ہونگی
بڑبڑائینگی زبان پر کلمہ لائینگی ملکہ عاشقی کا رنج و ملال یون در پردہ ٹالتی ہین شہزادہ
چلا گیا نہ رک سکا اوس سے بس نچلا غصے کی جھانجھہ ہمپر نکالتی ہین باپ یہ حال کھلا تو
خجالت ہوگی مان نے گر سنا تو ندامت سے کیا حالت ہوگی رسوائی کے خوف سے دل کھولکر
نہ روسکونگی بدنامی کے ڈر سے جی نہ کھوسکونگی جب دل بیتاب ہجر سے گھبرائیگا فرمایئے کون
تسکین فرمائیگا کیا کہکے سمجھائیگا آپ اودھر تشریف لیجائینگے ہم ادھر غم فرقت سے گھٹ گھٹکر
مرجائینگے ہماری سرنوشت پر رونا روا ہے ماجرا ہمارا عبرت و حیرت افزا ہے ہر چند ظل سبحانی
عامل بے بدل ساحر بے مثل ہین علوی سفلی سب کچھہ پڑھا لکھا ہماری پیشانی اور لوح جبین کی
تحریر نہ دیکھی کہ کیا پیش آنی ہے اور خط شکستہ سے ایسے نستعلیق نے کیا برا لکھا ہے افسوس
صد افسوس مؤلف وہ بھی ہوگا کوئی امید بر آئی جسکی + اپنی مطلب تو نہ اس چرخ کہن سے
نکلے + یہ باتین کر دل پر ہاتھہ دھر رونے لگی دامن و گریبان آنسوون سے بھگونے لگی شہزادے کو
ثابت کیا یقین ہوا ملکہ بشدت فریفتہ و شیدا ہی بات سے حزن و ملال پیدا ہے دل دکھنے کے
مزے سے زبان لذت پا چکی تھی جان ہجر کے صدمے اوٹھا چکی تھی بے چین ہوکر بولا زبان کو

تسکین کی باتون مین کھولا کہا آپ کا کدھر خیال ہی بندہ فرمانبردار بہر حال ہے جو کہو گی بجالاؤنگا بار اطاعت سے سر نہ اوٹھاؤنگا گریہ اسے چندے صبر دل پر جبر ضرور ہے اگر اوسکی جستجو مین سجاؤنگا تمھین میری کیا امید ہوگی ہمچشمون کو کیا منہ دکھاؤنگا سبحان اللہ وہ وقت دیکھا چاہیے کہ معشوق عاشق کی تسکین کرے اپنی اطاعت اوسکے ذہن نشین کرے خوش قسمتون کو ایسے بھی ملجاتے ہین کہ عاشق کے رنج کا غم کھاتے ہین دلداری کر کے سمجھاتے ہین اسکا لوگ رشک کرتے ہین آتش حسد سے جل مرتے ہین بلکہ یہ سنکر شاد بندِ غم سرآزہ ہوئی یہ بات امتحان کی ہے جسے جی پیار کرتا ہی اگر وہ جھوٹ بھی بولی عاشق کو سچ کیا بمنزلہ حدیث وآیت ہوجاتا ہی مگر یہ کہا مصحفی عاشق سی کبھی ہوتا ہی کہین صبر وتحمل وہ کام تو کہتا جو آتا نہین مجکو + لیکن خیر ہم تو اسے بھی جھیل لین یہ کھیل بھی کھیل لین اگر ہماری یاد تمھین فراموش نہو وحشت کا جوش نہو جانعالم نے قسمین شدید کھائین اختلاط کی باتین درمیان مین آئین کہ اسمین سرمو فرق نہوگا اور مژدہ وصل سے مسرور کیا خیال مفارقت ملکہ کے دل سے دور کیا کہا اب ہنسی خوشی کی باتین کرو یہ بکھیڑا جانے دو مفارقت سر پر کھڑی ہے رات تھوڑی کہانی بڑی ہی فلک سفلہ پرور جفا کیش ہی عاشق و معشوق کا بد اندیش ہے استاد بشب وصل شکوہا مکنید + شب کوتاہ قصہ بسیارست + مگر شب وصل ہمیشہ سے کوتاہ ہی خدا گواہ ہی دو کلمے ہنسی کے ہنوز پورے نہونے پائے گردون کو رشک آیا یکایک مرغ سحر بیدار باش پکارا زاہد نے نعرہ اللہ اکبر مارا گجر کی آواز بھی دونون کے کان مین آئی یساولان سلطان خاور نے صبح کی دھوم مچائی ملکہ پریشان ہوکے بولی مؤلف وصل کی شب چونک اوٹھے ہم سنکے زاہد کی صدا + یان دم تکبیر بھی اللہ اکبر ہوگیا ولہ زاہد بھی تیسرا ہی شب وصل مین حریف + مشہور گو جہان مین صبح و خروش ہی + جانعالم نے نماز صبح پڑھکر بعزم سفر چست کی ملکہ سہم کر آب دیدہ ہو یہ شعر پڑھنے لگی جرأت نہ آیا او رمجھ اس چرخ کو آیا تو یہ آیا + گھٹانا وصل کی شب کا بڑھانا روز ہجران کا + جب شاہزادے نے چلنے کا قصد کیا ملکہ نے کہا اگر ہرج متصور نہو میرے والد سے ملاقات کر لو یہ امر فائدے سے خالی لاأبالی نہوگا جانعالم نے کہا بہتر ہے پھر وہی خواص ہمراہ ہوئی جب وہان پہونچا

دیکھا بوریا سے بیریا بچھا ہے مصلے پر ایک مرد مہذب بندگی حق مین مشغول با دل ملول بیٹھا ہی بہ رسم
سلام بجا لایا اوسنے دعاے خیر دیکر ہاتھ بڑھایا چھاتی سے لگایا قریب بٹھایا پھر فرمایا ماجرا
شب تیرہ ملکہ فقیر پر روشن ہی ایسی بدقسمت دوسری خلق مین خلق نہین ہوئی ہماری کہنے سے
انکار کیا بڑے بول کا سر نیچا ہوا تو تمسے کیا کیا وار و مدار کیا جو تم اتنی تسکین نکرتی تو اوسکا زندہ رہنا
محال تھا اسیطرح کا دل پر صدمہ اور ملال تھا اگر ایفاے وعدہ کروگے اللہ بھلا کریگا ورنہ

تصویر جانعالم مع ایک خواص پاس پیر مرد کے آنا اور اوسکا لوح دیکر رخصت کرنا



یہ رنج بڑا ہے دیکھیے اوسکا کیا حال گزریگا دلداری جگر فگارون کی عیادت مرض محبت کے
بیمارون کی جوانمردون پر فرض ہے یہ سمجھنا ساحل را از خس و خاشاک گذار و گل را
از صحبت خار ننگ و عار نمیباشد شہزادے نے سر جھکا عرض کیا آپ کیون محجوب فرماتی ہین ہم جو یون
اس عزم مین گھر چھوڑا عزیزون یگانون سے ترک کر شہر سے منہ موڑا وہ کونسا سخت
کم ہمت و بے جرأت تھا راہ مین آسایش کی بیٹھ رہا خوف سے جان کا بہ ہوتا تھا حق

عشق کا دم بھرا پیر مرد نے فرمایا مرحبا جزاک اللہ یہی شرط جوانمردی و ثابت قدمی ہی
ہمین بھی تمہارے اس عزم سے ایفای وعدے کی امید ہوئی پھر ایک لوح عنایت کی اور کہا جب
کوئی مہم سخت روبکار ہو بطرز فال اوس حال مین اسے دیکھنا جو نکلے اوس پر عمل کرنا اللہ تعالی
وہ مشکل سخت ایک آن کی آن مین آسان کریگا بحفظ حافظ حقیقی سپردم اللہ معکم اینما کنتم فرد
بسفر رفتنت مبارک باد + بسلامت روی و باز آئی + شہزادہ رخصت ہو لوح لیکے ملکہ کے
پاس آیا یہ زبان پر لایا مولف کوچ کی اپنے اب تیاری ہی + تیز حافظ جناب باری ہے +
ملکہ ناکام گردش ایام دیکھ اور یہ کلمۂ جانگاہ سنکر کلیجہ تھام سر دھنکر یہ شعر پڑھنے لگی استاد
مین ہر گہی سن اوسکے سرانجام سفر کا + آغاز ہی دیکھا نہ کچھ انجام سفر کا + کہتی ہین کہ وہ جاتا ہی
کچھ ایسی دعا کر + مسدود ہو رستہ دل ناکام سفر کا + مت جان نکما مجھے اے جان لیے چل +
کرتی چلونگی ساتھ ترے کام سفر کا + مین کشور ہستی ہی سے اب کوچ کرونگی + آگے نہ مرے
لیجیو تو نام سفر کا + چلنے کی صلاح اوسکے ٹھہرتی نہین اب ساتھ + موقوف نوازش ہوا
آرام سفر کا + آخر جبراً قہراً رخصت کیا کہا خدا حافظ امام ضامن ثامن کو سونپا ع ترا سوی رضا
ضامن ترا اللہ والی ہے + جسطرح پیٹھ دکھاتے ہو اسی صورت اللہ تمہارا منہ دکھائے غم
دوری بہار او دور ہو جائے جان عالم یہ سنکر روانہ ہوا یہان تپش دل کا بہانہ ہوا دریاے رشک
چشم خون پالا سی موج زن ہو غریق لجۂ مفارقت جان و تن ہوا جلیسین بولین ملکہ کیون جی
کھوتی ہو جو اسطرح بلک بلک کر روتی ہو مسافر کے پیچھے رونا زبون از حد ہے بی بی خیر ہی
یہ شگون بد ہی وہ بھی دن اللہ دکھائیگا جو وہ پردیسی صحیح و سلامت خیر سے پھر آئیگا تو
اونکو وہ غم کی ماری یہ سمجھاتی سوز چشم کا کام اشکباری ہی + چشمۂ فیض ہی کہ جاری ہی +
مولف بیدرد کوئی اتنا سمجھتا نہین ہی + دل درکھے تو کسطرح سے فریاد نہووے وله
مجکو رونے کو نہ تم منع کرو ہمنفسو + غم دل کرتی ہون مین دیدۂ تر سے خالی + اور جب آنسو
کمی کرتے تو داغ جگر سینے مین برہمی کرتے اوس وقت گھبرا کر یہ کہتی مولف مدعای سوز جگر
تا کہ نہووے خفت + نوک مژگان ہوئی پھر لخت جگر سے خالی + پھر نہ سنا اوس نے کہا
میری طرف ہی ظالم + سخت تم بھی مرے نالو ہوا اثر سے خالی + نہ لگا اسکو مری بات کو تو دن

سرور - دل کا لگنا نہین اے یار ضرر سے خالی + غرض کہ جون جون شہزادی کی مفارقت
بڑھتی تھی ملکہ صدمۂ ہجر سے وون وون گھٹتی تھی بدر سا چہرہ کاہیدہ ہوکر ہلال ہوا تپ
جدائی سے عجب حال ہوا کبھی کہتی تھی واے ناکامی اگر دل کا حال کہون شرم آتی ہے
چپ رہون جان جاتی ہے یہ سب کہتے ہونگے ملکہ کو غیرت نہین آتی ہے راہ چلتون سے
بیٹھے دل لگاتی ہے آپ روتی ہے ہمین مفت رولاتی ہے اوس سمجھانے والے کو کہان سے
لاؤن جسے دل کا حال سناؤن زیست اسی مین ہے جو مر جاؤن اب کون آنسو پونچھہ
رونے کو منع کریگا کون میرے دم گرم پر آہ سرد بھریگا پیار سے سر چھاتی پر دھریگا جب ملکہ کا
یہ حال مصیبت چپکے چپکے جی سے باتین کرنا دیکھکر لوگ گھبراتے دست شفقت سر وحشت انگیز پر
پھیرتے اور پوچھتے کہ اے جی کی دشمن ہمین تو بتا دل کا حال کیا ہے تو وہ کہتی اور تو کچھہ
جانتی نہین پر یہ نقشہ ہے ہاتھہ پانون سنسناتے ہین خود بخود غش چلے آتے ہین دم سینے مین
بند ہے گھبراتا ہے مکان کاٹے کھاتا ہے باغ ویران گل بوٹا خار معلوم ہوتا ہے گھر زندان
بات کرنا بیکار معلوم ہوتا ہے جان بیقرار ہے بند بند ٹوٹتا ہے دامن صبر دست استقلال سے
چھوٹتا ہے جنگل پسند ہے ویرانی کا دل خواہشمند ہے دشت کا سناٹا بھاتا ہے بلبل کا نالہ
دل دکھاتا ہے خدا جانے کسکی جستجو ہے دل کو مرغوب قمری کی کوکو ہے تنہائی خوش آتی ہے
آدمیون کی صورت سے طبیعت نفرت کھاتی ہے سینہ جلتا ہے دل کو کوئی مسوس کرلیتا ہے
آنکھہ ظاہر مین بند ہو جاتی ہے مگر نیند مطلق نہین آتی ہے ہاتھہ چاہتے ہین سر دست
چاک گریبان دیکھین پانون چل نکلے ہین بیابان دیکھین نل دمن کی مثنوی سے ربط ہے
لیلی مجنون کا قصہ پڑھتی ہون یہ کیا خبط ہے دلکی تمنا ہے کہ بیقراری کرون آنکھین آمدی ہین کہ
اشکباری کرین جہان کی بات سے کان پریشان ہوتے ہین مگر جانعالم ذکر دل لگا کر سنتی ہون
جو کوئی سمجھاتا ہے رونا چلا آتا ہے سر دھنتی ہون ناکامی مجھہ خستہ و پریشان کا کام ہے آہ
مجھہ بے سر و سامان کا تکیہ کلام ہے منھہ کی رونق جاتی رہی زردی چھا گئی بہار حسن پہ
خزان آگئی ہر دم لب پر آہ سرد ہے ایک دل ہے اور ہزار طرح کا درد ہے جان جانے کا
وسواس نہین بزرگون کا لحاظ و پاس نہین زیور طوق و سلاسل ہے زیب و زینت

بےمزگی حاصل ہی دل ہ جگر مین گھاؤ ہی بگاڑنا بناؤ ہے بستر نرم خار خار ہی ارے لوگو یہ کیسا
آزار ہے سب سے آنکھ چراتی ہون ہمصحبتون سے شرماتی ہون اب صدمے اوٹھانے کا یارا نہین
بےسوت اس بکھیڑے سے چھٹکارا نہین عجیب جان ہے اکثر یہ خیال ہے مؤلف افسوس یہ حال
ایک عالم دیکھے + ایسا نہو کہ جانعالم دیکھے + اگر اسی کا عشق و عاشقی نام ہی تو مین درگذری
سیر اسلام ہی جو لوگ عشق کرتے تھے کیونکر جیتے تھے بتاؤ تو کیا کھاتے تھی کیا پیتے تھے دو دن سے
کچھ نہین کھایا مگر پیٹ بھرا ہی کھری ہون جی بیٹھا جاتا ہی پہلے مجھے نہ منع کیا ہے ہے میرے
جان سے گئے دشمنو یہ کہا کیا اللہ کی مرضی کسی کا کیا بگڑا میری قسمت کا لکھا جو کیا وہ اچھا کیا
یہ سنکے ایک کھیل کھائی عشق کے صدمے اوٹھائی قریب آئی کہا قربان جاؤن واری ابھی سلامتی سے نوگرفتاری ہے
جوانی آہ و زاری اور بیقراری ہی ہنستی سہتے عادت ہوجائیگی تو تسکین آجائیگی ان باتون سے
دل جو بھر آیا بے اختیار خونابۂ دل لخت جگر چشم تر سے متصل بہانے لگی دیدۂ دیدار طلب سے سمندر
کی لہر لہرانے لگی نظم مین دل کا حال سنانے لگی مؤلف حالت ہی اسکی یاری کی برق و شرار کی +
کیا کیا تڑپ سناؤن دل بیقرار کی + پھوٹے تپش سے دل کی یہ سب آبلے مرے + سنت کشی
بکرنی پڑی نوک خار کی + دل اپنا قبر مین بھی جلیگا اسی طرح + حاجت رہیگی ہمکو نہ شمع مزار کی +
وعدے کی شب کو دیدۂ اختر جھپک گئی + ویسے مثل ہین لوگ مرے انتظار کی + لیجائیو اودھر
سے جنازہ مرا سرور + حسرت بھری ہی دل مین مرے کوے یار کی

رخصت ہونا جانعالم کا ملکہ مہر نگار سے اور پہونچنا ملک زرنگار مملکت ولدار مین ملاقات
خواجہ سرا کی دریافت ہونا حال پر ملال جادوگر کا پھر اوسکو قتل کرکے لانا اوس ماہ پیکر کا

بیت یہان کا تو قصہ یہ چھوڑا یہان + سنو پھر اوسے غمزدے کا بیان + طلسم کشایان گنجینۂ سخن
سحر سامری ورہ نوردان اقلیم حکایات کہن مشتاق جادو و شعبدہ گری رستمان جفا کش
و محنت کشیدہ سحر سازان سخن سنج درین سراے سپنج روے راحت ندیدہ گوسالۂ سخن کو
دیر خراب آباد مین یون گویا کرتے ہین کہ ملکہ مہر نگار کے باغ سے چالیس منزل ملک زرنگار کشور
آفت روزگار تھا شہزادہ دل از کف دادہ یکہ و تنہا صعوبت سفر کا مبتلا پانوؤن مین چھالے

لب پر آہ و نالے گرتا پڑتا کئی مہینے کے بعد اوس زمین خجستہ آئین مین پہونچا اور جو جو پتے
تو تے نے بتائے تھے وہ سب اوس جگہ مین پائے واقعی عجب نواح شگفتہ و شاداب
ہر سمت چشمہ ہائے آب جنگل سب سبزہ زار گل بوٹے خودرو کی انوکھی بہار ہوا فرحت انگیز
بو باس مشک بیز جنون خیز جانعالم خوش و خرم جلد جلد قدم اوٹھاتا چلا جاتا تھا ایک روز دو چار
گھڑی دن رہی کیا دیکھتا ہی کہ ایک شی مثل آفتاب بصد آب و تاب شمال کی سمت یہ درخشان ہی
کہ نگاہ نہین ٹھہرتی عقل حیران ہی دل سے کہا تا حشر نمود ہوئے یہ کیا قیامت ہی ہم شاہد جمال
جانان سے محروم رہے مشرق و مغرب کو چھوڑ سورج شمال کی طرف جا نکلا افسوس صد افسوس
اب تک نہ دل کا مدعا نکلا جب قریب پہونچا دیکھا دروازہ ہے عالیشان سر بفلک کشیدہ دیدۂ
روزگار نہ دیدہ ببسکہ مطلا ہے اور لعل و یاقوت اس کثرت سے جڑے ہین کہ جوہری وہم و گمان حیران
کھڑے ہین شعاع آفتاب سے یکرنگی خورشید حاصل ہی شرمندہ اوسکے روبرو بدر کامل ہے
یقین ہوا اب بر سر مطلب پہونچا یہ وہی دروازہ ہی باب امید جسکا ژردہ مہر خرد زمرد لباس کرنا تھا
سجدۂ شکر بدرگاہ منزل رسان راہ گم کردگان کیا اور خوش خوش گردوڑا **فرد** وعدۂ وصل چون
شود نزدیک * آتش شوق تیز تر گردد * غرض افتان و خیزان در شہر پناہ پر آیا دروازہ جواہر نگار
رفعت فلک دکھاتا دیوار و در جگمگاتا بلور کی اینٹین یاقوت کی تحریر ہر خشت مصفا و مطلا
در بہشت کی طرح دا حصن حصین بصد فر و تمکین بنا جا بجا برج برنجی و آہنی ڈھلی ہوئی توپین
چڑھین گولہ انداز جوان جوان بنفشہ بادلے کے دگلے گلنار پہنے اک تیچے ہیچے چست و چالاک
توپون کے بائین دہنے ٹہل رہی زمین و آسمان اونکی ہیبت سے دہل رہی گلی کوچے صاف
خس نہ خاشاک دروازے پر پانچہزار سوار لاکھہ پیادے کی چہاونی کچھہ جنگ کے آمادہ تیار
جانعالم نے اونسے پوچھا اس شہر کا کیا نام ہی اور حاکم یہان کا کون ذی احترام ہے اونھون نے
دیکھا ایک جوان سرو قامت قمر طلعت خسوف سفر خاک رہگذر زمین نہان ہی مگر وبدبہ شوکت
و صولت نشان جرأت چہرۂ انور سے عیان ہی وہ خود کہنے لگے آپ کہان سے تشریف لائے ہین
شہزادے نے کہا بھائی سوال دیگر جواب دیگر آخر ایک شخص نے کہا قبلہ اس ملک کو زر نگار
کہتے ہین سنتے ہی چہرہ بشاشت سے کندن کی طرح دمکنے لگا جو دیت کا فرہ تھا افشان کی صورت

سینہ پر چمکنے لگا دل سے کہا یہ خواب ہی یا بیداری طالع گردش مین ہی امید یاری و مددگاری تھی
ایسی قسمت رہبر ہماری تھی پھر کچھ نہ پوچھا یہ کہتا چلا مؤلف الحمد للہ ٹھکانے لگی محنت میری
طی ہوئی آج کی منزل مین مسافت میری ۔ دروازے سے آگے بڑھا شہر دیکھا قطعدار ہموار
قرینے سے بازار کرسی ہر دکان کی کمر برابر مکان ایک سے ایک بہتر و برتر بیچ مین نہر جا بجا فوارے
سب عمارات شہر پناہ کی میل کی جواہر نگار سا نچے کی ڈھلی ہاتھ کا کام معلوم نہوتا تھا نہ کہین
بلندی نہ پستی ہموار بسی ہوئی بستی ایک کا جواب دوسری طرف ادھر بزاز تو ادھر بھی صراف کے
مقابل صراف بازار کا صحن نفیس شفاف جوہری کے روبرو جوہری زر و جواہر کا ہر سمت ڈھیر
نقد و جنس سے ہر شخص سیر کوئی شے کسی طرح کا اسباب ایسا نتھا کہ اوس بازار مین نتھا مغرب
و مشرق کی اشیاے نادرہ کا ہر جا انبار تھا جنوب و شمال کا خریدار تھا حلوائی نان بائی
کنجڑے قصائی سقّون کے کٹورون کی جھنکار میوہ فروشون کی پکار دلالون کی بول چال
جہان کا اسباب مال نہر کی کیفیت جدا فدا آدم آب مصفا فوارون سی کیوڑا گلاب اوچھلتا بازار
مہک رہا ہر طرف دھوم دھام خلقت کا ازدحام چلنے پھرنے والون کے کپڑے لٹتے ہوئے جاتے تھے
وہم و گمان کشمکش سے بار پاتے تھے جا نعالم قدرت حق دیکھتا جاتا تھا ہوش بر جا نہ آتا تھا
دل سے کہتا تھا اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیٍّٔ قَدِیْر کیا ملک کیا سلطنت کیا شہر کیا بازار ہی کیا بیوپاری ہین
کیسا کیسا خریدار ہی ہر شخص کو آرام و راحت ہی کیا بندوبست با انتظام ہے کیا حکومت ہے
جب چوک مین آیا پوچھا ایوان جہان پناہ دولتسرا ے شاہ کدھر ہی لوگون نے کہا دست
راست سیدھے چلے جائیے بازار طے کر عمارات بادشاہی پاس جب آیا اون مکانون کو نظر طلسم پایا
عقل کام نکرتی تھی ہر کنگرہ ایوان فلک سے اونچا برج ہر ایک جہان نما خورشید چمکتا لیکن
جو لوگ درباری یا ملازم سرکاری آتی جاتے دیکھے سب سیاہ پوش خمخانۂ الم کے جرعہ نوش اسکا
ماتھا ٹھنکا پانون ہر ایک کئی من کا ہوگیا ہر شخص کا مونھہ تکتا تھا قدم اوٹھہ نسکتا تھا کہتا تھا
خدا خیر کرے شگون بد ہی دل کو بیقراری از حد ہے چند قدم اور بڑھا سواری کا سامان سامنے آیا
بھوڑ بھائیو کا شور بلند پایا دیکھا ایک خواجہ سرا گرانا زیرک و دانا محبوب علی خان نام نواب
ناظر سراپردۂ شاہی با احترام وہ بھی بخاطر حزین غمگین سیہ پوش حواس باختہ ہوش فراموش

اندوہ و رنج سے ہم آغوش جانعالم نے سلام کیا وہ جواب دیکر شہزادے کو دیکھنے لگا حیران و ششدر
متحیر سا اور سواری روکی کہا سبحان اللہ وبحمدہ کیا تیری قدرت کی شان ہے جنس بشر مین
کس کس طرح کا پری پیکر خلق کیا ہے کہ چشم کو تاب جمال زبان کو صفت کی مجال نہین نہایت
متوجہ ہو کر پوچھا کہ اے شمشاد نورستہ چمن جہانبانی و سرو نوخیز بوستان سلطنت و حکمرانی حضور
کہان سے رونق بخش اس شہر نحوست اثر کے ہوئے شہزادے نے کہا میان صاحب خیر ہے
ہم فقط اس شہر اور یہان کے شہریار کے شوق دید مین وطن سے بعید ہو خستہ و خراب با دل مضطر
و جان بیتاب یہان پہونچے ہین برائے خدا یہان کی نحوست اپنی سیہ پوشی کی علت بیان کیجیے
خواجہ سرا نے یہ سنکر نعرہ مارا بیچین ہو کر پکارا کہ اے جوان رعنا تو نے یہ قصہ سنا ہوگا زینت تخت سلطنت
رونق شہر سو جید آبادی صاحب جاہ و حشمت مالک عفت و عصمت انجمن آرا یہان کی شہزادی تھی
شہرۂ جمال بیمثال اوس حور طلعت پری خصال کا از شرق تا غرب اور جنوب سے شمال تک زبان زد
خلق خدا تھا اور ایک جہان حسن کا بیان سنکر نادیدہ اوسکا مبتلا تھا آج تک چشم و گوش چرخ
کجرفتار نے باین گردش لیل و نہار ایسی صورت دیکھی نہ سنی تھی بہت سے شاہ اور شہریار اوسکے
وادی طلب مین قدم رکھکر تھوڑے عرصے مین آوارہ دشت ادبار پتھرون سے سر مار مار ع +
رہرو اقلیم عدم ہو گئے + اب پانچ چار روز سے ہمارے طالع جاگتے جاگتے دفعتہً سو گئے
ایک ساحر مکار جفا کار بزور سحر اوسے محل سے اوٹھا لیگیا ہنوز یہ جملۂ غم ناتمام تھا کہ جانعالم کا
کام تمام ہوا آہ سرد کھینچکر بحال خستہ و پریشان مثال قالب بیجان زمین پر گرا اور حسرت و یاس
پکارا شعر جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی + حیف ہے اوس سے ملاقات نہونے پائی +
اے گردون جفا پرداز واے فلک عربدہ جو یہ کیا تیری خو ہے اتنی دور لاکر ناکام رکھا مؤلف
عشرتکدے جہان مین ہوئی سیکڑون جی اک دل ہمارا تھا کہ وہ ماتم سرا رہا + تاثیر آہ دیکھی
نہ گریے مین کچھ اثر + ناحق مین اس امید پہ کرتا پکار رہا + کیا دیکھتا ہے سینے کو میرے تو اے سحر +
جز یاد یار اسمین نہین دم سرا رہا + شعر یہ کہکر وہ اسطرح غش کر گیا + کہے تو کہ جیتے ہی جی مر گیا +
خواجہ سرا سخت گھبرایا سمجھا کہ یہ شخص بھی گرفتار محبت اسیر دام الفت اوسیکا ہے مجھ سے بڑی غلطی ہوئی
دفعتہً خبر بد سنائی نہ تھی آفت اسکی جان پر جانکر لانی نہ تھی ہر چند گلاب کیوڑا چھڑکا ہوش نہ آیا

بدحواس بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوا اور عرض کی آج ماتم انجمن آرا تازہ ہوا بادشاہ نے فرمایا
کیا ماجرا ہے اوسنے عرض کی کہ کسی ملک کا شہزادہ اوسکی محبت مین سلطنت سے ہاتھ اوٹھا فقیرانہ
سج بنا یہان تک پہونچا ہے مجسے جادوگر کے اوٹھا لیجانے کی خبر سنکر آہ کھینچ زمین پر گرا ہے
اب تک ہوش نہین آیا تھا عجب صدمہ دل پر دھر گیا ہے خدا جانے جیتا ہے یا مر گیا ہے کیا
عرض کرون غلام کی نظر سے اس سج دھج کا جوان پیکر آج تک از قسم بشر نہین گذرا اگر ان دونو کی
صورت آئینہ چشم مین بہم نظر آتی قران السعدین کی کیفیت کھلجاتی جو حضور ملاحظہ فرمائینگے
شہزادی کو بھول جائینگے بس بادشاہ غم مفارقت انجمن آرا سے بیقرار تھا ارکان سلطنت سے
کہا جلد جاؤ جسطرح ہو اوسے لاؤ لوگ دوڑے مردے کی صورت اوٹھا لیگئے اس عرصے مین

تصویر جانعالم کی بیہوشی اور خواجہ سرا کا اوٹھا لیجانا



شام ہوئی بادشاہ نے ہاتھ منہ دھلوا بید مشک چھڑک کیوڑا منھ مین چوایا لخلخہ سنگھایا
جانعالم کو ہوش آیا گھبرا کر اوٹھ بیٹھا دیکھا ایک تاج خسروانہ بر سر چار قب ملوکانہ
در بر سن رسیدہ لیل و نہار دیدہ بڑے کر و فر سے تخت پر جلوہ گر ہے اور چار ہزار غلام زرین کمر
با شمشیر و خنجر ادب سے بنا دست بستہ روبرو کھڑا ہے وزیر سپہ سالار پہلوان گردن کش

اپنے اپنے قرینے سے ہر ایک زیب دہ کرسی و دنگل ہوا تہمتنوں کا جنگل ہیرا جانعالم اوٹھا
بطور شاہ و شہریار و شہزادہائے عالی تبار رسم سلام بجا لایا بادشاہ نے گلے لگایا پاس بٹھایا
جب سے بادشاہ کی نظر پڑی تھی محو حسن دلفریب مفتون چہرۂ مہروش و صورت پر زیب
ہو گیا تھا اور حضار مجلس بھی سب تک رہے سکتے کے ڈھنگ تھے سبکو صدمۂ تازہ ہوا کہ ایسا
وارث تاج و تخت ہاتھ آیا اور محروم رہ جائیں اوسوقت کا رنج و قلق شہزادے کا کوئی فراق کشیدہ سمجھے
بقول مرزا حسین بیگ صاحب شعر حسرت پر اوس مسافر بیکس کے روئیے + جو تھک گیا ہو
بیٹھ کے منزل کے سامنے + مگر باعث شرم و حیا کہ لازمۂ شرفا و نجبا ہے خاموش بیٹھے میں غم کا جوش و
خروش بادشاہ نے استفسار وطن اور نام جد و آبا کیا بیان فرط الم کثرت غم سے گلا گھٹ رہا تھا
مگر ضبط کو کام کر کے حسب و نسب اور ملک کا پتا بتایا پھر جو کچھ شہزادی کا حال پوچھا بادشاہ نے
فرمایا اے گرامی اختر سپہر شہریاری مدت سے ایک جادوگر اس نگر میں تھا یہاں ہمیشہ نگہبانی
ہوتی تھی لیکن وہ کافر دھوکا دیکر لے گیا آج تک محل میں نہیں گیا ہوں وہ محل جو عشرت کدہ
خاص تھا ماتم سرا ہے تمام ہے ہر سو شور رقت ہر سمت نالہ آفت بلند ہے کھانا پانی حرام چھوٹا بڑا
مبتلائے آلام ہے جانعالم نے کہا مجھے یہ بھی ثابت ہوا کدھر لے گیا بادشاہ نے فرمایا پانچ کوس تک
پتا ملتا ہے آگے قلعہ ہے سر بفلک کشیدہ آگ سب بجھتی ہے شعلہ سر گرم تا چرخ چنبری ہے
اور انگاروں کا انبار تا کرۂ نار ہے وہاں کا حال نہیں کھلتا ہے عقل بیکار ہے مگر قرینے سے
معلوم ہوتا ہے کہ وہ سحر کا کارخانہ ہے شہزادے نے کہا خیر اگر حیات مستعار باقی ہے بندہ نواز
کہاں جاتا ہے یہ کہکر اوٹھا کہ قبلہ خدا حافظ بادشاہ لپٹ گیا کہا بابا خدا کے واسطے اس خیال
محال سے درگذر طائر خیال کے اوس دشت میں پر جلتے ہیں پیک صبا کے پانوں میں چھالے
نکلتے ہیں دوسرے مجھے مفارقت تیری کب گوارا ہے ایک کو دھوکے میں کھویا تجھے دانستہ
جانے دینے کا کہاں یارا ہے ایسی آفت میں تجھ سے جوان کو جانے دوں بڑھاپے میں بدنامی
لوں سلطنت حاضر ہے بسم اللہ حکمرانی کر میں ضعیف ہوں گوشے میں بیٹھ اللہ اللہ کروں
شہزادے نے عرض کی تخت و سلطنت حضور کو مبارک رہے بندہ آوارہ خانماں ننگ خاندان
گھر کی حکومت و ثروت چھوڑ عزیزوں سے منہ موڑ خراب خستہ سرگرداں در بدر حیران و پریشان ہو

یہان تک پہونچا اب یہ کلمہ ہتک اور ذلت کا سننے کو جیتا رہی ملک بیگانہ مین بادشاہت
کرے لوگ کہین جادوگر تو شہزادی کو لیگیا یہ شخص بیغیرت جیتا رہا سلطنت کرنے لگا جوانمردی سے
بعید ہی عاشق کو معشوق کی راہ مین جان دینا عید ہی لا اعلم تا سر نہ ہم پا نہ کشم از سر کویش +
نامردی و مردی قدمے فاصلہ دارد + تک آگے ہٹ رہی اور یک پا پیچھے ہٹ جا لی مصرع
قدم عشق پیشتر بہتر + جس مددگار نے ہزار بلا سے بچا کے یہان تک زندہ و سالم پہونچایا ہے
وہی وہان سے بھی مظفر و منصور آپ ہی لائیگا نہین تو یہ صورت نجس لوگون کو دکھائی کیا ضرور ہی
گو بشر مجبور ہی لیکن اس زیست سے آدمی مرنا گوارا کرے بموت مرے پہلے جب عقل و عشق ہے
معرکہ انکا تھا میرا دل کھٹکا تھا عقل کہتی تھی ہان باپ کی مفارقت اختیار نکرو سلطنت سی
نچھوڑو عشق کہتا تھا مان باپ کسکے پادشاہت کیسی سر رشتۂ الفت غیر توڑو کوچہ دلدار کی
گدائی سلطنت ہفت اقلیم ہے اگر میسر آئے بی یار خدا کسی کی صورت ندکھائی عقل کہتی تھی ابرو کا
پاس کرو ننگ خاندان نہو غریب الوطنی سے عار کرو صحرا نوردی نہ اختیار کرو عشق کہتا تھا یار کے
ملنے مین عزت ہی بادیہ پیمائی مین بہار ہی تشنۂ خون آبلہ مدت سے صحرا کا خار ہی عقل کہتی تھی یہ
لباس شاہی قبائے فرمانروائی چاک نہین کرتے دانشمند جادۂ راستی سی خلاف قدم نہین دھرتے
عشق کہتا تھا لباس عریانی ہی عقل دیوانی ہی یہ وہ جامہ ہی جسے احتیاج شست و شو نہین
کیسی ہی ہاتھا پائی ہو چاک نہو کسی آلائش سے ناپاک نہو اصلا کار سوزن و رفو نہین بار برداری
اسکو چاہیے نہ چور کا ڈر نہ راہزن سے خطر ہے پانی بھیگے نہ آگ سے جلے سڑے نہ گلے گلے سے کبھی
جدا نہو نہ کوئی اسکو لے سکے نہ خود کسی کو دے سکے نہ دست وحشت مین اسکا تار آئے
نہ اسکے دامن تک سر خار آئے نہ اسکا جسم لاغر پر بار ہے مسافر صحرای محبت کو یہی درکار ہی
آتش تن کی عریانی سی بہتر نہین دنیا مین لباس + یہ وہ جامہ ہی کہ جسکا نہین سیدھا اولٹا + آخرکار
بعد تکرار عقل کو شکست فاش ہوئی کوچہ دلبر کی تلاش ہوئی نام سی نفرت ننگ سی تنگ ہو نشان
ہوس سلسلۂ دیوانگی ہاتھ آیا طبیعت عشق کی محکوم ہوئی وحشت کی دھوم ہوئی دامان غیرت
گریبان حیا چاک ہوا ننگ و ناموس کا قصہ بکھیڑا پاک ہوا ایک پرندہ کہ تو تا تھا رہبر و مددگار ہوا
دوسرا دوندہ وہ وزیر زادہ تھا تنہائی مین غمگسار ہوا پھر تو سلطنت اور وطن چھوڑ عزیز

یگانون سے رشتۂ محبت توڑ رہ نورد بادیۂ حرمان اور گام فرسائے دشت ادبار ہوا لیکن اونکا ساتھ بھی نہ سزاوار ہوا پہلی بسم اللہ یہ غلط ہوئی کہ منزل اول مین توتا اڑ گیا وزیرزادہ ہرن کے ملنے سے چھُٹ گیا وہ جو اساس ظاہر کی دل لگی کا تھا لُٹ گیا تنہائی ہمراہ ہوئی ہمدم گرم سرد آہ ہوئی کچھ دنون کے بعد طلسم مین پھنسا یاسمین ولا کے دشمنون کو ہنسایا تھوڑی سی آفت اوٹھا کے رہائی پائی سمت مطلوب کی راہ ہاتھ آئی مگر نہ سنگ نشان دیکھا نہ سیل نظر آیا نہ گرد کاروان دیکھی نہ صدائے زنگ و جرس سُنی نہ راہبر ملا نہ کفیل نظر آیا سواری چھٹی پیادہ پائی ملی فکر غیر سے رہائی ملی جب اس منزل مین حضرت عشق نے آزمایا باوجود آبلہ پائی اور خلش خار صحرا ثابت قدم پایا دوسرے مرحلے مین امتحان مد نظر ہوا پریون کے اکھاڑے مین گذر ہوا ایک مہ سیما کو اس جانب میلان ہوا پھر وہی عیش و نشاط کا سامان ہوا بہت سی نیرنگ دکھائی ہر شب عجب دن آگے آئے للہ الحمد کہ شیشۂ عصمت سنگ ہوا و ہوس سے سالم رہا وحشت دل کا بدستور عالم رہا رخصت مین مصلحت جانی جوان و پیر کی بات نمانی اب گھر سے پھر کے دھوکا کھانا جان بوجھکر بھول جانا کس لت مین ہے واہی یہ زاد وسوسہ ہے مجھسے وحشی بیخود سے ایسی ہوشیاری دور ہی جیتے جی مرگ منظور ہے اس گفتگو کی

تصویر مجلس سراے شاہی و بیگمات و جان عالم و بادشاہ مع نواب ناظر خواجہ سرا



خبر محل میں پہونچی کہ آج اسطرح کا مہ جبین حسین انجمن آرا کا عاشق زار ہوا تھا وہ بھی حرارت
محبت سے اوسی آگ میں جلنے جاتا ہے انجمن آرا کی ماں ور دولتسرا پر چلی آئی خواجہ سرا دوڑے
پادشاہ سے عرض کی جلد شہزادے کو لیکر محل میں رونق فرما ہو جیسے پادشاہ و جان عالم کو ہمراہ لے
اوس مکان میں تشریف لایا وہ بھی ہزار جان سے نثار ہو دیر تک پروانہ وار اوس شمع انجمن سلطنت کے
گرد پھری [illegible] دیوانی اس [illegible] لیا سب کو قلق ہوا غرض کہ ہزار سعی پادشاہ نے بہ نیت صبح کی رخصت پر
اوس شب [illegible] خاصہ طلب ہوا شہزادے نے انکار کیا وہی نواب ناظر حاضر تھا پاؤن پر گرا
کہا یا مرشد [illegible] محل میں کھانا پانی سب کو حرام ہے جو آپ کچھ بھی نوش فرماینگے
تو سب [illegible] ناچار با خاطر فگار دو چار نوالے پانی کے گھونٹ سے حلق میں اوتارے پھر ہاتھ
منہ دھو [illegible] پلنگ پر جا لیٹا مگر نیند کسکو اور سونا کیسا مولف وا دیدہ سدا رہتا ہے
تیری یاد میں آنکھ جب سے لگی روتے ہی [illegible] کو ہم پھر لیٹے لیٹے انجمن آرا کا تصور کر
[illegible] سینہ [illegible] پڑھنے لگا ابیات مجھ بن [illegible] زندگانی + جب ہے مجکو عذاب
زندگانی + [illegible] کے نقاب زندگانی + جب کروٹین بدلتے [illegible]
[illegible] اور بیقراریاں [illegible] دل بیتاب کو مستعد ضبط آمادہ جبر و صبر کرکے کہتا
نظم [illegible] کو عاشق کرے اگر پیدا + [illegible] کی آہ کرے بات بھی اثر پیدا + ہزار رنگ زمانے
بدلے [illegible] شب ہجر کی سحر پیدا + کریگی ہمسری نالے کی میرے تو بلبل + شعور
[illegible] پیدا + ہمیشہ [illegible] سے انکے راہوں میں جلتا + یہ زور گرم ہوئے تھے
دل و جگر پیدا + [illegible] دل میں ذوق اسیری ہے جو قفس میں مدام + میں نوچتا ہوں جو ہوتے ہیں
بال و پر پیدا + آخرش بصد نالہ و آہ گریہ و آہ کر صبح کی بعد فراغ نماز یہ سوز و گداز مرنے پر کمر
باندھی شب کو یہ خبر عام ہوئی تھی کہ کل جادوگر کی لڑائی کو شہزادہ آمادہ ہوگا پہر رات رہی سے
مجمع عام ور دیوان خاص پر تھا یکایک پادشاہ تخت پر سوار برابر شہزادہ والا تبار برآمد ہوا چشم
مشتاقان میں نور ظہور نزدیک و دور تجلی کر گیا ہر شخص رو بقبلہ ہو دعاے فتح و ظفر اوس ماہ پیکر کی
مانگنے لگا القصہ جہان تک لوگ آتے جاتے تھے پادشاہ ساتھ آیا آگے بڑھنے کی تاب نہ لایا جان عالم
نے قسمیں دیکر رخصت کیا ناچار با دل اندوہ ناک و خاطر فگار قلعے میں داخل ہوا مگر وہاں سے ڈیوڑھی تک

صدہا ہرکارہ و صبا دم متعین کیا کہ ہر دم کی خبر حضور میں پہونچے جانِ عالم پھر اکیلا یا حسرت و یاس ہا
غم و الم رفیق قدیم پاس رہا یہ شعر پڑھتا آگے چلا ۔ مصحفی ۔ از غم یار حزین شدہ ہون رفاقت کا تری
نہ کیا تو نے گوارا مری تنہائی کو ۔ آگ کا قلعہ ساخت تھا آسمان سے زمین تک مانند شعلہ جوالہ یا
برج آتشین یا انگارونکا ڈھیر ازدہا کچھ نظر آتا تھا شہزادہ غور سے دیکھنے لگا ایک ہرن اوس
آگ سے نکلا ادھر چلا کود کر پھر اودھر میں غائب ہوا جب کئی مرتبہ آمد و رفت کی جانِ عالم نے لوح پیر مرد کی
دیکھی اوس میں معلوم ہوا اگر یہ اسم پڑھ کے ہرن کو تیر مارا اور خطا کی طلسم ٹوٹ جائیگا ورنہ نشانہ چوکا
خود آ جائیگا چند تک تھما ہوا کوئی راکھ کے سوا پتا نہ پائیگا شہزادے نے کہا جو ہرن مارا تو لطف
زندگی ہے نہیں جی سے گئے مرگ خوب ہے لیے یار جیسا محبوب ہے یہ سوچ لب سوفار چلے سے جوڑ شست
و پشت برابر کر اسم شروع کیا اودھر ہرن نکلا ادھر تیر کمان سے ہم آغوشی کر چلا بسکہ بے قدر انداز تھا اور
قضا و اجل [illegible] ہوا فرد فریدی فلک گفت احسن ملک گفت زہ ہرن زمین پر گرا آسمان سے
دار و گیر کا غل [illegible] تھا ہول [illegible] نکلا [illegible] زمانہ
تیرہ و تار [illegible] غبار ہوا [illegible] میں وہ تاریکی دور ہوئی آفتاب نمودار ہوا نہ آگ رہی نہ قلعہ
برابر سطح میدان انسان نہ حیوان مگر [illegible] براش جیسی ہوئی پاش پاش و دیکھی [illegible]
وہ جادوگر یہ منظر [illegible] دانت ہونٹون کے باہر [illegible] کندہ
شیطان کا بندہ بالون کی لٹین [illegible] پان کھویا [illegible] گلے میں پڑی [illegible] نکالا [illegible]
[illegible] واصل جہنم [illegible] سجدہ شکر بجا لایا قدم ہمت آگے بڑھایا ہرکارے
یہ ماجرا دیکھ فورا حضور میں حاضر [illegible] کی [illegible] شہریار ذوی الاقتدار
فتح مبارک [illegible] وہ آگ کا قلعہ [illegible] گرم راہ ہوا بادشاہ
مژدہ فرحت افزا [illegible] حسب دلخواہ مراجعت کریگی فتح
[illegible] خلعت و انعام ہوا فوق قدر
و منزلت [illegible] شہزادہ وہ وادی پر خطر [illegible] کو
طے کر متصل قلعہ ساحر جہان [illegible] عجیب بلند قلعہ تھا زمین سے [illegible]
بلند ایک تختہ [illegible] نگاہ کا کام نہ تھا [illegible]

تصویر جانعالم اور قلعہ آتشین اور ہرن کا مارا جانا اور جادوگر کی لاش



اتنا جلد نہ پھرتی تھی بلند ایسا کہ دیکھنے مین پگڑی گرتی تھی جان عالم وہان شہزادہ قلعہ کبھی حرکت سے ساکت ہوا اوسوقت مفصل نقشہ معلوم ہوا کہ قلعہ ہے جواہر نگار بازیب وزینت بسیار دروازے چار ہین برج گنے نہین جاتے ہزار در ہزار ہین کمند فکر اوسکی بلندی کے روبرو کوتاہ ہی ہر طرف سے مسدود راہ ہے جہان جان عالم کھڑا تھا زمرد کا بنگلہ نظر آیا اوسمین سے آواز آئی کہ اے اجل رسیدہ کیون ملک الموت کو چھیڑتا ہی زندگی سے منہ پھیرتا ہے مجھے تیرے حسن و صورت پر رحم آتا ہی جلد یہان سے جا خطاے اول بعوض خوبی شکل و شمائل معاف کی وگرنہ

باین شدائد و خواری قتل کرونگا کہ آسمان تیرے حال پریشان پر خون رویگا ساکنان زمین کو گوشت
پوست ہڈیون کا پتا نہ ملیگا پاشاہ تیرے غم مین جان کھوئیگا اس دشت کی خاک تیرے لہو سے
رنگین ہوگی روح بھی تا حشر خواب مرگ مین آرام سے نہ سوئیگی شہزادے نے ہنسکر کہا کہ ای اور بخطبا
تو کیا ہماری خطا معاف کریگا کہان تک لاف و گزاف کا دم بھریگا انشاء اللہ تعالی اور تو کیا کہون
تجھے بھی اوسی کی پاس بھیجتا ہون یہ سنکر وہ جھلایا بنگلے سی سر نکال تھوڑی ماش اوس بدمعاش نے
اور کالا دانہ نکالا اوسوقت چرخ چکر مین آیا اور زمین تھرائی جب سرسون مین ہنولی اور رائی ملائی
پھر تمتمایا میتا اور لونا چماری کو پکارا اون دانون کو اوس احمق نے آسمان کی طرف پھینک مارا دفعتہ
ابر تیرہ و تار گھر آیا شہزادے پر پتھر اور آگ کا مینھہ برسایا یہ بھی اسمای رد سحر پڑھتا آگے بڑھتا تھا جب
آگ قریب آتی پانی ہوکر بہ جاتی اور پتھر بھی ہر ایک خاک تھا ایسا وہ اسم پاک تھا جادوگر
خفیف ہوکر سحر تازہ کی فکر مین تھا جان عالم نے لوح کو دیکھا اوسمین نکلا کسیطرح لوح کو قلعے کی
دیوار سے لگا دے پھر قدرت خالق کا تماشا دیکھہ لے شہزادے نے بجرأت تمامتر اوچک کر لوح
دیوار سے لگائی اوسپر آفت آئی مرتبہ اول سے زیادہ چکر مین آیا پھرتے پھرتے اسطرح کی
صداے ہیبت ناک آئی کہ ہزار توپین ایکبار چھٹین تو ایسی نہو بدرجہ مہیب تھی گاو زمین کا
کلیجہ ہل گیا خورشید برج اسد مین چھپ گیا دہل گیا زمانے کا رنگ دگرگون ہوا جنگل گرد برد ہوگیا
وہ کافر آتش پرست سرد ہوگیا لرزان کوہ و ہامون ہوا سیدان سیاہ بلند صداے نالہ و آہ
ہوئی چار گھڑی مین وہ تاریکی دور ہوئی شہزادے کی طبیعت مسرور ہوئی نہ قلعہ نظر آیا نہ مکانات کا
نشان پایا لیکن ریت کا ٹیلہ سرکنڈے گڑے اور کچا سوت نیلا پیلا اوپر لٹا پا کچھ کھنڈ پڑے
اوسمین وہ ماہ شب افروز حور کی صورت نور کا عالم پریشان بدحواس سراسیمہ متحیر کوئی آس پاس
ہر سمت حیران ہو ہو دیکھہ رہی تھی جان عالم نے پہچانا تاب نرہی جی سینے مین عجب محبت سی سنسنایا
اکیلے دیکھہ کے کلیجہ منہ کو آیا ہر چند ضبط کیا نہو سکا تھرا تا دم چڑھا جاتا دوڑ کر گرد پھرنے لگا گھبراہٹ سے
کرنے لگا انجمن آرا ذی شعور تھی سر جھکا کر کہا سنبھلو صاحب کچھ پاس لحاظ بھی کسیکا نہین یون بیباکانہ پاس
چلے آنا حرکت مجنونانہ ہی مگر اس گفتگو مین آنکھہ بھی چار ہو گئی سنان الفت ادھر تو گڑی تھی
اودھر بھی دوسار ہوگئی شہزادہ خنجر عشق کا زخمی قدیم تھا وہ تازہ شمشیر محبت کی گھائل ہوئی تھی

اور وہ جو حائل ہوئی ہین تحیّر آیا جان عالم نے یہ سنا میر سوز جسکو نہ شکیب نہ تاب فغان ہے تیری
گلی مین وہ نہ ہی تو کہان رہے + آہستہ رو تو منزل مقصود کو گئے + رفتار گرم تھے سو ہمین درمیان رہے
بندہ نواز حال پہ میرے کرو نگاہ + ہے جاے گریہ یہ کہ پس کاروان رہے + یہ شعر کہکر گر پڑا

قصّہ جان عالم و انجمن آرا مع قلعہ سرکشندہ و رشتہ پیچیدہ اور جان عالم کا بیہوش گرنا سر زانوے انجمن آرا



غش آگیا عشق کی خبر گیان زبان نہین حاجت اظہار و بیان نہین کشش اسکی جھوٹی پڑے پر
اشکار ہی ہزارون کو ایسے فریب سے مارا ہے انجمن آرا کو کل اضطراب نے تڑپ کر سمجھایا بیقراری مین
اسیر قرار آیا کہ یہ شمر عاشق صادق ہمارا ہی جو ایسی بلا مین گرفتار ہوا اسیر و بیچارہ اس وادی مین پائون
دھرا ورنہ آشنے دن گذرے بیکسی کے سوا کوئی ہمدم شریک زندان غم نہ تھا دل قبضۂ اختیار سے
جاتا رہا حجاب ہر چند مانع آتا رہا مگر جان عالم کا سر سمجھ کر زانو پر رکھا چہرے کی گرد جھاڑی غشی تو کبھی
آنکھ سے دیکھی تھی گھبرا کر رونے لگی سطح روی یار ورشۂ ہوگئی اور یہان جو بوند آنسو کی منھ پر پڑی اور
دماغ مین خوشبو سے کنار دلدار پہونچی تخلخہ کا کام کر گئی گلاب کیوڑا چھڑکنے کی حاجت نہ رہی آنکھ
کھولدی سبحان اللہ سر خاک افتادہ کنار یار زانوے دلبر پایا بالین نازو نیاز سے دماغ عرش اعلی پر
پہونچا پاؤن پھیلایا اترایا انجمن آرا نے جھجھک کر گھٹنا سرکایا جان عالم چشم نیم وا سے

شہزادی کا مُنہ دیکھا اور کہا ہماری بیہوشی ہشیاری سے اچھی تھی مؤلف مین چونکا تو وہ بھی
چونک پڑا + ہوئی غفلت جو ہوشیار ہوا + یہ کھلے آنکھین بند کر لین کہ پھر ہمین غش آیا کیون تمنے
زانو سر کا یا انجمن آرا نے کہا کیا خوب اتنا اختلاط میری چڑھ ہی مین نے تیری محنت اور شفقت پر
نظر کر کے یہ انسانیت کی حرکت کی تھی تم چل نکلے خدا جانے دل مین کیا سمجھے اپنی راہ لیجیے
چلتا دھندھا کیجیے واہ واہ نیکی بربادگنہ لازم جانعالم نے یہ جواب دیا استاد خاک ہی اپنی اوٹھے
تو اس مکان سے اوٹھ سکے + ہم جہان جون نقش پا بیٹھے نہ وان سے اوٹھ سکے + لا اچھی کی
ڈاڑھی مین تنکا تمھین اپنا عاشق کبھی نہ سمجھونگا نہ معشوقون کے دفتر مین آپ کا چہرہ لکھونگا انجمن آرا نے
کہا چہ خوش بھلا دل تو بھلا لو کچھ ہو یا نہو زبان کا مزا انکا لو یہ تو وہی مثل ہوئی مان نمان مین
تیرا مہمان تمھارا العبنیہ یہ حال ہی **فرد** چہ خوش گفتست سعدی در زلیخا + الا یا ایہا الساقی ادر کاساً
و ناولہا + عشق اور عاشقی کی باتین میری بلا جانے رمز و کنایہ کسی اور سے جا کے کرو اپنا جو چلا
نہ کر رکھو اپنی صورت تو غور سے دیکھو تمنے سنا نہین شاید مثل حلوا خوردن روئے باید + جانعالم نے
کہا مین بیچارہ خستہ تن غربت زدہ دور از وطن مصیبت مین کہان سے لاؤن کیونکر ویسی صورت
بناؤن ایک ہنستا ہی ایک روتا ہے کفر و اسلام مین بڑا فرق ہے تمھین ابھی تک ہوس بھوگ کا
ذائقہ نہین بھولا ہی دم تقریر زبان پر حلوا ہی ہمنے آپکے واسطے جوگ لیا سلطنت کو تج دیا اب
مراد پوری ہوئی دور دوری ہوئی انجمن آرا پتے کی سنکر کھسیانی ہو گئی کہا چلو صاحب وہ ہوا
قربان کیا تھا اپنی چیچ بند کرو کٹی جلی کی ہنسی اپنے گھر جا کر دسحر جادو زور و ظلم و مکر و فریب سے
انسان ناچار ہی اسمین کسکا اختیار ہی مگر خیر اور جو چاہیے کہہ لیجیے در پردہ کیا صاف صاف
گالیان دیجیے یہ باتین قسمت کی گردش سُنواتی ہے دیکھون ابھی تقدیر آگے کیا کیا دکھاتی ہی
اگر خدا ہمارا گھر بار چھڑا موذی کے بس مین نہ پھنساتا تو ہر ایک راہ چلتا ہمین کاہے کو ایسی
باتین سُناتا جانعالم یہ سنکر ڈر گیا رنگ زرد ہو گیا خجالت سے مر گیا سہمکر آبدیدہ ہو کہنے لگا
میری کیا مجال جو آپ کو کچھ کہون مین تو خانمان آوارہ مسافر ہون انصاف تو کرو تم کتنی ہٹ دھرم
احسان فراموش ہو ہنسی مین رو دیا ہمین دونون جہان سے کھو دیا انجمن آرا نے دیکھا
اسکے آنسو جاری ہچکی طاری ہے سنکر اگر کہا ایک بات مطلب کی کہی مگر سچ ہے اوچھے کا بھی

احسان بڑا ہوتا ہی۔ خاطر جمع رکھ اپنی گھر چلکر تجھے مال و زر سے لادد ونگی کہ تو حل نسکیگا بوجہ سی
ہل نسکیگا شہزادے نے کہا آخر سلطنت کا گھمنڈ آیا ہمین محتاج جان کے یہ فقرہ سنایا ہم بھی کبھی
حاجت روائے عالم مشہور تھے مگر الفت سی مجبور تھے اگر تم پر عاشق نہوتے کیون سلطنت کھوتی
سر پر ہاتھ رکھکر روتے یہان تو یہ نوک چوک چھیڑ چھاڑ ہو رہی تھی وہان خبر فتح و ظفر ہرکارون نے
بادشاہ کو پہونچائی وہ تو ہمہ تن گوش تھا اوسی وقت مع ارکان سلطنت روانہ ہوا ایک سکھپال ہمراہ لیا
صبا دار سنائی مین آ پہونچا جو نزدیک تھے دور کھڑے رہی کہاریان بادشاہ کا تخت قریب لائین

تصویر سواری شہزادہ و بادشاہ ایک تخت پر اور انجمن آرا کا سکھپال و محلات کی عورتونکا ہجوم



انجمن آرا منہ چھپا کر بیٹھ گئی جان عالم پائین سے سرکا پادشاہ تخت سے اوترا جان عالم کو گلے لگا لیا
جرأت کی تعریف کی ہمت پر تحسین و آفرین کی پھر بیٹی کو چھاتی سے لگا سکھپال مین سوار کیا
شہزادے کو برابر تخت پر بٹھا لیا فتحیاب بدولت ملازمان قدیم نزدیک آئی زر سرخ و سفید
تخت اور سکھپال پر نثار کیا اسقدر اشرفی روپیا تصدق کیا کہ آج تک جو محتاج مسافر ادھر جاتے
ہین چاندی سونا پاتے ہین نصیب جاگ جاتے ہین بادشاہ کے پھرتے پھرتے جلوس
سواری نوبت نشان فوج سب سامان آ پہونچا اہل شہر یہ خبر سنکر ہزارون ودر کے شادیانی بجاتی
مبارک سلامت کا غل مچاتے شہر مین داخل ہوئے ملک کی رونق گئی ہوئی پھر آئی خلقت نے
جان تازہ پائی محل مین انجمن آرا رونق افروز ہوئی سبکو شادی نوروز ہوئی محل والیون نے کہرام
مچایا بادشاہ نے فرمایا یہ خوشی کا وقت ہے ہنگام غم اسی طرح سب بچھڑے خدا کی عنایت سے
باہم ہون انجمن آرا کی ماں گرد پھرتی تھی سیدم سجدہ کرنے کو زمین پر گرتی تھی کہتی تھی ہمارے دن
ابتر تھے پھر بکر بدولت جان عالم انجمن آرا جب یہ نام سنتی خوش کیا کھل جاتی اللہ لوگون کو سنانی کو
تجاہل عارفانہ کرکے یہ مشتاق صاحب ہو گیا بار بار کہتے ہو جو میرا اسقدر سیدہا ہوتا تو وہ کون تھا
جو رون پھیرا ہم سمجھتے ہین مزاجدان پاس کہانی سے تاڑتے ہین کہ آپ کی بھی آنکھ پڑی طبیعت لڑی
جب اوسکی ماں ہنس کر وہ سب پاس آ کہنے لگین ہے ہی ہم تو تیری مفارقت مین مرتے تھے زندگی کے
دن گھڑیان گن گن بھرتے تھے یہ صورت اللہ نے دکھائی ہے جان عالم کی جوتیون کے صدقے سے نظر آئی
جس طرح ہمارے مطلب ملے خالق اوسکے بھی جی کی مراد دے انجمن آرا غصے کی شکل بنا تیوری
بھون چڑھا کہنے لگی تم سبھون کی شامت آئی ہے کیا بیہودہ بک بک مچائی ہے چپ چلے کی خوبی
بزرگی نہر دی سب ڈوبی واہ وا تم نے میری چٹھ نکالی اپنی دانست مین ہوائی بنا لی خدا جانی
یہ کون ہے اور کہان سے آیا ہے سبھون نے میرا مغز کھایا ہے اوسے تو کیا کوسون وہ تو مسافر
بیچارہ ہے جی مین آتا ہے اوسکا منہ نوچون جس جس نے یہ نخرا ابھارا ہے اور ہنسی مجھے چھیڑو گی
تو لڑونگی اپنا سر پیٹ لونگی یہ کہکر غصہ آ گیا ہونٹ چبانے لگی آپس مین رمز و کنایے رہے تمام
ملازمان پادشاہ مع روساے ترقیخواہ نذرین لیکر حاضر ہوئے شہر مین منادی ہوئی کہ جتنے سال کا ملک
عمر پادشاہ ہین فقیر بیسفقت ہزاری بزم آوہی بسی بازاری تک آج کار و بار موقوف کر ناچ دیکھین

خوشی کرین اور جیسے سقد و نہو سرکار سے لو تمام شہر مین جیش و نشاط راگ رنگ کی مجلس بافرحت وانبساط ہوئی بادشاہ نے جشن جمشیدی کیا تمام شب بادۂ گلگون کا دور رہا ناچ گانا صحبت بے تکلفانہ یہ طور رہا دم صبح بادشاہ کیوان جاہ دیوان عام مین رونق افزا ہوا اس قدر زر وجواہر محتاج فقیرون کو عنایت وامداد ہوا کہ کاسۂ گدائی اونکا جام وصراحی سے مبدل ہوگیا محل مین برمحل رت جگے صحنک جابجا کونڈے حاضری روونے پڑیان منتون کی جس جس نے مانی تھین کرنے بھرنے دینے لگین اور ڈومنیان تراق پڑاق پریوش خوش گلو باانداز مع سامان وساز حاضر ہوئین مبارک سلامت کہکر شادی مبارک گانی چھچے مچانے نئی مبارکباد سُنانے لگین مؤلف شادی وجشن سزاوار مبارک ہووے + آج شہزادی کا دیدار مبارک ہووے + صد وسی سال سلامت رہیں با امن وامان + حسن کی گرمی بازار مبارک ہووے + وہ بھی دن آئے جو سہرہ بندھے سر پر اسکے + سب خوشی سے کہین ہر بار مبارک ہووے + بعد شادی کے خدا دے کوئی فرزند رشید + ہم کہین آگے یہ دلدار مبارک ہووے + خار کھاتے رہین کمبخت جو دشمن ہو سرور + دوستون کو گل وگلزار مبارک ہووے +

بیان جلسۂ شادی اوس وطن آوارہ کا انکار کرنا اوس مہر سیماہ ماہ پارہ کا اور ماں کا سمجھانا اوسکا شرماکے سر جھکانا پھر سامان برات کا مزا لوٹنا پہلی رات کا

کدھر ہے تو اے ساقی گلعذار + مرا غم سے دل ہوگیا خارخار + پلا دے کوئی ساغر لالہ رنگ + جوانی کی لائے جو دل مین ترنگ + + سہے کتنے صحرانوردی کے رنج + بھلا کچھ تو شادی کا ہون نغمہ سنج + سرود سرایان بزم شادی ونغمہ پردازان محفل عروسی ودامادی انجمن بیان مین یون زمزمہ سنج ہوئے ہین کہ جب جلسۂ عیش وطرب سے فرصت سبکو ہوئی ایک روز بادشاہ جمجاہ محلسرائے خاص مین جلوہ بخش تھا بی بی سے خلوت مین فرمایا کہ حقوق اور احسان جیسے جانعالم کے ہمارے ذمۂ ہمت پر ہین تمام عالم جانتا ہی اور یہ بھی نزدیک و دور مشہور ہے کہ عشق انجمن آرا مین نادیدہ مبتلا ہو سلطنت کھو یہان آیا ہی اور کس مردانگی سے جادوگر کو مارا اور اوسکے پھندے سے چھڑایا ہے اسکے قطع نظر صورت سیرت خلق ومروت دست جرأت

یہ جتنی صفتین ہین سب خالق نے عطا کی ہین حسب عالی نسب والا حسن مین مہر و ماہ سی نرالا
مناسب کیا ضرورت ہی کہ جلد سامان شادی درست کر سنقدر خدا جانی آج کیا ہے کل کیا ہو
کار امروز بفردا مگذار اوسنے عرض کی جو رائے اقدس مین گذرا یہی میرا عین مطلب تھا بادشاہ نے
فرمایا آج انجمن آرا سے یہ مقدمہ اظہار کرکے جواب باصواب حاصل کر لو کل سے سرگرم سامان شادی ہو
یہ کہکے بادشاہ دیوان عام مین رونق افزا ہوا انجمن آرا کو ماں نے طلب کیا اور دو چار مغلانیاں
آتوں سن رسیدہ مجلدار ین جہاندیدہ قدیمہ جو تھین اونھین بلایا شہزادی کی جلیسین بھی
یہ سنکر بے بلائے آئین اوس نے پہلے بیٹی کو گلے سے لگایا پیار کیا پھر کہا سنو پیاری
دنیا کے کارخانے مین یہ رسم ہے کہ بادشاہ کے گھر سے فقیر تک بیٹی کسی کی ماں باپ پاس ہمیشہ
نہین رہتی اور غیرت دار کے گھر مین لڑکی جوان ہر وقت رنج کا نشان خفت کا سامان ہے
اور خدا اور رسول کا حکم بھی یہی ہے کہ جوان کو بٹھا نہ رکھو شادی کر دو ورا اے ان باتوں کے
ایک شخص نے تمہارے واسطے گھر بار چھوڑا سلطنت سی ہاتھ اوٹھا کسی آفت سی منہ نہ موڑا
جی پر کھیل گیا کیا کیا بلائین جھیل گیا سر کھپی اور جان جوکھوں کی جب تمنے ہمکو دیکھا ہمنے
تمہاری صورت دیکھی شکل مین پری شمائل فرخندہ خو فرشتہ خصائل تمام شہر عاشق زار ہے
چھوٹا بڑا اوسپر فریفتہ اور نثار ہے ہر چند تم پارۂ جگر نور نظر ہو مگر واری جو انصاف ہاتھ سے
ندو تو تم مین اوسمین بڑا فرق ہے تمھین اللہ نے عورت بنایا ہی وہ مرد میدان نبرد ہے
رنڈی مرد کا بہت تفاوت مشہور ہے آگاہ نادان و ذی شعور ہی الا جانی ہمارا کہنا آرسی
مصحف مین نظر پڑیگا دیکھیے کا جو دکھائی دیگا انجمن آرا نے یہ سنکر سر جھکا لیا رونے لگی کہا
حضرت صورت شکل کا یہان مذکور کیا ضرور تھا یہ اللہ کی قدرت ہی کسیکو بنایا کسیکو بگاڑا بہت سے
لولے لنگڑے کانے کھدرے گونگے بہرے ہین رہ جہا ہیں نہ جبین کہین نور ہے کہین نار ہے
گل کے پہلو مین خار ہے یہ سب صنعت پروردگار ہے دنیا مین کون سی شی بیکار ہے بزرگوں سے
اچھوں کی تمیز ہے یون تو بادشاہ مصر غلام عزیز ہی اور جو بار احسان سے دب کر فرماتی ہو
کہ ایسا کرو تو دنیا عالم اسباب ہے ایک کا کام دوسرے سے ہوتا آتا ہی یہ شخص نہ آتا اور میرے
سقدر مین رہائی ہوتی کچھ ایسا سامان نکل آتا اور کوئی اللہ کا ولی پیدا ہو جاتا میری بند چھڑاتا

[illegible] نیک و بد زمانہ نہین اختیار مین ہوتا وہی ہوتا ہی جو سرنوشت ہو + میری قسمت
کمبخت بُری ہی ایک مصیبت سے چھُٹ دوسری آفت مین پھنسایا ہوم کہ طعنے اپنی بیگانے کے
سننے پڑے کہ یہ آیا مجھے قید سے چھُڑایا خدا جانے وہ کون ہی کہان سے آیا ہی جسنے
میان شمسو شہزادہ بنایا ہے آپ کی لونڈی ہون بہر صورت فرمانبردار اگر کنوئین مین جھونک دو
چاہ سے گر پڑون اُف نکرون مگر جو آپ اسکی شکل پر دیجھ محنت و مشقت کو سمجھ بوجھ بے قدر
کیا چاہتی ہین تو مین راضی نہین اگر مزدوری کی اُجرت خدمت کا انعام منظور ہی کہ [illegible]
نزدیک احسان کسی کا اوٹھانا بہت دور ہے تو روپیہ اشرفی جاگیر عنایت کرو کہ اوسکا بھلا ہو کام
آپ کا نام ہو یہ فقرہ سنکے وہ بہت ہنسی کہا شاباش بچی اوسکی جانفشانی کی خوب قدردانی کی
واقعی وہ بیچارہ تمھارے ملک کا یا روپیہ پیسے کا محتاج ہے ارے نادان وہ تو خود صاحب تخت
و تاج ہے اس بات پر ہمسنون نے قہقہہ مارا کہا حضور بس انکا یہہ شعور ہی انکے نزدیک وہ
شہزادہ نہین مزدور ہے انجمن آرا نے جھنجلا کر کہا کہ روپیہ وہ شی ہے کہ اسکے واسطے اسفندیار سا
روئین تن مارا گیا فریدون نے افراسیاب کا سر اوتار لیا وہ جو دائی دَدا اتون مغلانیان پرانی
پرانیان حاضر تھین بولین قربان جائین واری ماں باپ کی عدول حکمی مین خدا اور رسول کی
نافرمانی ہوتی ہے تمھین انکار [illegible] اور خدانخواستہ یہ کیا تمھارے دشمن ہین جو راہ چلتی کے
حوالے کسی کر کے گھر کے منے سے بے دیکھے بھالے کر دینگے آدمی روز بروز عقل و شعور سیکھتا ہے
نشیب و فراز بات کا محل موقع سوچ سمجھتا ہی تم سلامتی سے ابھی تک وہی بچپنے کی باتین کرتی ہو
کھیلنے کودنے کی سوا قدم نہین [illegible] ہوا انجمن آرا نے جواب ندیا سر زانو پر رکھ لیا لیکن وہ جو
امیرزادیان اوسکی ہمنشین جلیسین تھین جنسے اس بات کے روز مشورے رہتے تھے بولین
ہی بی لوگو تمھین کیا ہوا ہی آتون جی صاحب بے ادبی معاف آپکے جوبن مین جونڈا سفید کیا ہی
خیر ہے صاحبو دلھن سے صاف صاف کہلوایا چاہتی ہو دنیا کی شرم و حیا نگوڑی کیا اوڑ گئی
اتنا تو سمجھو بھلا ماں باپ کا فرمان کسی نے ٹالا ہے جو یہ ٹالینگی الخاموشی نیم رضا بڑے
بوڑھوں کے روبرو اور کہنا کیا یہ سنکے آتون قدیم جسنے انجمن آرا کو پالا پڑھایا لکھایا تھا اوسنے مبارکباد
کہکے انجمن آرا کی ماں کو نذر دی محل مین قہقہے مچے شہزادی بناوٹ سے رونے لگی انتظار

بیگم کی نذر لیکر بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوا نذر دی خلعت مرحمت ہوا یہان تو ارکان سلطنت
اسی دن کے روز منتظر رہتے تھے یہ مژدۂ فرحت افزا دریافت کر کے اوٹھے بمراتب نذرین گذرین
توپخانون مین شلک کا حکم ہوا نقارخانون نوبت خانون مین شادیانے بجنے لگے مبارک و سلامت کی صدا
زمین و آسمان سے پیدا ہوئی شعر فلک پر یہ مبارکباد ہی اب کسکے ملنی کی + یہ ایسا کون بختاور ہی
جسکا بخت جاگا ہے + بادشاہ نے وزیر اعظم سے ارشاد کیا جانعالم یہان مسافرانہ وارد ہے
تم امورات محل مین مستعد رہو ہم اسکا سامان سرانجام کرین وزیر آداب بجالایا خلعت فاخرہ ملا ہاتھی
پالکی سے سرفراز ہوا جانعالم کا یہ نقشہ تھا چہرے پر بشاشت سے سرخی باچھین تا بناگوش کھلین فرحت کے
باعث بند قبا ٹوٹے جاتے تھے مگر شرم کے باعث آپ سر نہ اوٹھاتے تھے بادشاہ نے رمال نجومی
پنڈت جفردان جو جو بعلم ہیئت اور ہندسہ اور نجوم مین طاق شہرۂ آفاق تھے طلب کیے اور ساعت
سعید کا سوال کیا کسی نے قرعہ پھینکا زائچہ کھینچا شکلین لکھین کسینے پوتھی کھولی کوئی حرف مفرد
لکھکر حساب کرنے لگا کوئی تلا برچھیک دھن مکر کمبھہ مین میکھہ برکھہ متھن کرک سنگھہ کنیان گنکر
حساب کرنے لگا کوئی مشتری مریخ شمس زہرہ عطارد و قمر زحل کا حال مع گردش بروج کہکے حمل ثور
جوزا سرطان اسد سنبلہ قوس عقرب جدی دلو حوت میزان کی میزان دیکر شمار کرنے لگا
کہا بعد مدت قمر اور مشتری کا بطرز خلاف حمل مین قران ہی اس ہفتے کا دن رات سعد اکبر ہے
اور باتفاق ایک روز مقرر کیا حضور سے بقدر علم و کمال خلعت و انعام عنایت ہوا اور بعد جلسہ
شادی بامید دیگر و امداد وافر امیدوار کیا القصہ بموجب احکام اختر شناسان بلند بین فلک سیر
ماضی مستقبل کے حال دان باریک خیال اور منجمان صدر نشین صدر نشین مسند گذشت و دیر حکم روایان
خوش فال منجھے کا جوڑا دولہن کے گھر سے مرزو ہو چلا تا فیل نشین ان مرد فرد فرد بالباس رنگین بھراج کی کشتیون
مین زعفرانی جوڑے سنہرے خوانون مین ہنڈیان مقوی مفرح ذائقہ ٹپکتا خوان تک لبالب اور
دودھ کے واسطے اشرفیون کے گیارہ توڑے طلائی چوکی جواہر جڑا زمرد نگار کٹورا
بٹنے ملنے کا کنگنا بہ از عقد ثریا دُر یکتا ٹرا ٹرا لٹکی ملتان کی تھی بیل بوٹے مین گلستان کی تھی
ہتنا اور تیل بے میل جو عطر کشمیر پر خندہ زن ہو معطر دماغ انجمن ہو کنٹرون مین عطر سہاگ
مہک پری ایجاد نصیر الدین حیدری ہار گجرے محمد شاہی فتنے کی بو چار سو زعفران کا تختہ کھلا

کو سون تک خوان سی خوان ملا نوبت نشان گھوڑون پر شہنا نواز نقارچی جوان جوان سکھپال
اور چنڈولون مین زنانی سواریان اونکے بناؤ کی تیاریان کھاریان پر چھپ جھپ برق درخشان کا
عالم باہم قدم قدم اوس سامان سی وہ سب مانجھا لیکے در دولت نوشاہ پر جو بس گئے شہر کے
کوچہ و بازار بسگئے وہان دولھانے یہان دولھن نے مانجھے کی جوڑے پہنے منادی نی ندا کی
جو سفید پوش نظر آئیگا اپنی خون سے سرخ ہوگا یعنے گردن مارا جائیگا بادشاہ نے خود ملبوس
خاص رنگین زیب جسم کیا رنگ کھیلنے لگا تمام خلقت ہولی کی کیفیت بھولی شہر مین شہاب
اور زعفران کے سرخ و زرد نالے بہے گلیون مین عبیر گلال کے ٹیلے ٹیکرے رہی کوچہ ہر بازار کا
زعفران زار کشمیر تھا ایک رنگ مین دوبا امیر و فقیر تھا تاکید تمام خاص و عام کو حکم ہوا کہ
آج سے چوتھی تک سوای اہل حرفہ اپنے امور ضروری موقوف کر گھرون مین ناچ دیکھو جشن کرو
جو کچھ احتیاج ہو سرکار سے لو اور ہر رئیس محلہ اور سردار قوم سے فرمایا جو جو تم سی متعلق ہون
اونکی فرد درست کر حضور مین گذرانو اون کے کھانے پینے کا سامان خواہ ہندو ہو یا مسلمان حضور
سی ملیگا اور ارباب نشاط کے داروغہ کو احکام ملا جسکی جیسی لیاقت ہو یا جسکا جو شائق ہو بطبیکہ
اوسکے لائق ہو برضامندی طرفین وہ ولیسا طائفہ وہان بھیجدو دکانداروں کو ارشاد ہوا دن رات
دکانین کھلی رہین قریب قریب ناچ ہو دن کے کھانے کا صرف تصرفی باورچیخانے مین ٹھہرا
ہندو کو پوری کچوری مٹھائی اچار مسلمانون کو پلاؤ قلیہ زردہ قورمہ ایک آبی دوسری
شیرمال فرنی کا خوانچہ تشتری کباب کی بہت آب و تاب کی شہر مین گلی گلی عیش و نشاط خوشی مین
چھوٹے بڑے سب نہ کسیکو کسی سے غرض غرض مطلب پکا پکایا کھانا کھانا دو کانون پر بیٹھے ہر وقت
ناچ دیکھنا سرکار کا کام بنانا بغلین بجانا بیت بہشت آنجا کہ آزارے نباشد کسے را باکسے کارے
نباشد اور اس سے پہلے بتعین تاریخ روز شادی نامے بادشاہون کو فرمان راجہ بابو کو
صوبہ دارون کو شقے عاملون کو پروانے جا چکے تھے دو چار منزل گرد و پیش سر راہ دو دو کوس کے
فاصلے سی باورچی اور حلوائی کھانا مٹھائی گرما گرم تیار کیے رہتے تھے کہ اس عرصے مین
جو مسافر گذرے یا طلبیدہ بادشاہ آئے بھوکا نجائی اور مژدۂ شادی راہ چلتون کو سُنا
شہر مین بھیجدیتے تھے کہ یہ جلسہ قابل دید ہے غرض کہ دو منزل چار منزل بلکہ دس بیس دن کی

راہ سی تماشہ مین بھکرے لکھنو والون سے سیر دیکھنے کو آئی اور ساچق کا دن آیا اگر سب
سامان بیان کرون کہانی ناتمام رہجائے مگر یہی ہشتے نمونہ از خروارے پچاس ہزار چھٹری
روپہلے سنہرے جواہر نگار نقل اور میوے سے لبالب لاکھ خوان کشتی بسیار پر تکلف سب
پچاس ہزار مین مصرے کے کوزے باقی مین میوہ اور قند کی جھبڑیان مرصع کاری کی بڑی
تیاری کی نقرئی دہی کی مٹکی گلے مین مچھلیان ناڑے سی بندھین آرائش کے تخت بیحساب
اس روش کے جنکے دیکھنے سی صناعی صانع حقیقی کی یاد آئی گل بوٹہ اس سج دھج کا جو
نقل کو اصل کر دکھائے آتشبازی کے ٹوکرے قطار در قطار بے پایان سرو جھاڑ درست میوہ دار
ہزار در ہزار لابیان بہت تزک بڑا سامان آرائش کے گلدستون سے چمن روان ساتھہ تھا
سرو دست یہ باغ ہاتھون ہاتھہ تھا اس انداز سے ساچق گئی مہندی کی شب ہوئی وزیر دست تدبیر نے
خوب تیاری کی نارنول کی مہندی ہزار ہا من بو باس مین دولھن پر نگین جسکی دید سے ہاتھہ
مثل پنجہ مرجان رشک عقیق یمن اور لعل بدخشان ہو جائے ایکبار لگائی لال ہو تمام عمر کف افسوس
ملتا رہے نہ ہاتھہ لگنے کا ایسا ملال ہو جڑاؤ سینیون مین حنا شمع مومی و کافوری اوسپر روشن الیدی کے
خوانون پر جوبن آرائش اور آتشبازی ہمراہ سب کے لب پر واہ واہ بہت چمک دمک سی مہندی لایا
اور یہ رنگ ڈھنگ حسن تدبیر سے دکھایا کہ تمام ہمچشمون مین سرخرو ہوا برات کی رات کا حال
سنو دیوان خاص سی دولھن کا مکان پانچ کوس تھا یہان سے وہان تک دونون طرف بلور کے
جھاڑ آدمی کے قد سے دو چند سو سو تنی کے سر بلند پانچ چھہ گز کے فاصلے سی روشن اور
دس گز جدا نقرئی طلائی تخشا خا جلتا اون سے کچھہ دور ہزارون مزدور ٹھاٹھر ون پہ روشنی
کرتے جھاڑ رشک سرو چراغان جھمکتے جا بجا ترپولیے اور نوبتخانے کتھک اتھک اونیز باجتی نوبت
بجتی بغرق شامیانی تنے اوسکے قریب دو رویہ آتشبازی گڑھی روشنی یہ روشن تھی کہ چیونٹی
سوار کو ہیئت مجموعی مفصل معلوم ہوتی تھی غرض کہ دولھا سوار ہوا شور و غل یکبارہ ہوا کسی نے
کہا سواری جلد لانا کوئی بیٹھا شملہ سنبھال کر پکارا خدمتگار کو بلانا پلٹنین آگے بڑھین باجے
بجنے لگے کوس و کورگ رجنے لگے نوبت نشان ماہی مراتب جلوس کا سامان سوارون کے رسالے
دورویہ باگین سنبھالے خود اسپے آگی آگے مبش قرار در ماہی دار پھر ہزار بارہ سو تخت روان

تمام تمامی سے سنڈھا اونپر رنڈیاں جوان جوان شادی مبارک گاتیں سج دھج دکھا طبلے
بھڑ بھڑاتیں بہت سے سانڈنی سوار تیز رفتار خاص بردار خاصیاں کندھوں پر دولھا کے قریب

تصویر سواری برات مع جلوس فیلان وغیرہ



برچھی والے باانداز جوبدار روشن چوکی والے شہنائیان پر تکلف سرنرالے ہزارون غلام
زرین کمر سنہری روپہلی انگیٹھیان ہاتھون مین جھولی مین عنبر سارا عود غرقی بھرا دشت مہکتا
گرد ہزار ہا پچشا خا پھنکتا سونے چاندی کی دستیان روشن فور مین چالیس پادشاہ پر شوکت وجاہ
پیچھے بارہ ہزار ہاتھیون پر امیر وزیر ارکان سلطنت ترتنخواہ خواصی مین انجمن آرا کا بھائی
جانعالم کا سالا بجائے شہ بالا آہستہ آہستہ قدم قدم خوش وخرم چلے کوچہ و بازار بوباس سے
معطر تھا چرخ گردان اس تماشے کو بچشم انجم نگران تھا دشت کا وحش و طیر حیران تھا پہر رات رہی
دلہن کے دروازے پر پہونچے ماما اصیلین مغلانیان پانی کا طشت ہاتھی کے پانون تلے پھینکا
کسی نے اور کچھ ٹوٹکا کیا دولہا اوترکر مجلس مین داخل ہوا بارہ سی طائفہ رنڈیون کا سوائے
بھانڈ بھکتیے ہیجڑے زنانے کشمیری قوال بین کار رباب یے سرود ی حاضر تھا ناچ ہونے لگا قریب صبح
قاضی طلب ہوا بساعت معین سلطنت کے خراج پر مہر بندھا طالب و مطلوب کو سلک ازدواج مین
منسلک کیا مبارک سلامت کا غل مچا میر سوز فلک شب کتخدائی دیکھ اوسکی سوز یون بولا +
تجھے یہ رات ای رشک مہ انور مبارک ہو + سب طائفے ساتھ کھڑے ایک سُر مین مبارکباد

تصویر بزم نکاح جانعالم کی اور سامان محفل مع آرسی مصحف کے



گانے لگے گئی لاکھ روپے بادشاہ نے عنایت کیے دولھا زنانے مین طلب ہو وہان رسمین
ہونے لگین وہ عجب وقت تھا آرسی مصحف روبرو محبوب دلخواہ دو بدو سورۂ اخلاص کھلا آئینہ
رونمائی مین مزے لوٹتا سلسلۂ محبت مستحکم ہوا ہاڈومنیون کا ستیٹھنیان گانا دولھا دولھن کا شرمانا
کبھی ٹونے گا اچھے بنی سلونے ہمجولیون کا پوچھنا ٹونا لگانا دولھا کا ہنسکے کہنا عرصہ ہوا کوئی
دلھن کی جوتی دولھا کے شانے مین چھوا گئی کوئی اوسی کا کاجل پار اٹھوا لگا گئی ہمسنون کی
چھیڑ چھاڑ اون کے جوبن کی بہار فقط ململ اور شبنم کے دوپٹون کی آڑ جسدم یہ رسمین ہو چکین
نوبات کی نوبت آئی عجب سیر نظر آئی اسطرح چنی کہ دیکھی نہ سُنی ہیر حسن وہ جب پانون پرکی
اوٹھانے اڑا + نہین اور ہان کا عجب غل پڑا + جب یہ رسمین ہو چکین ڈومنیون نے پانو ہنی
گائی سبکی چھاتی بھر آئی کہرام مچا جب دلھن سب سے رخصت ہونے لگی رو رو جی کھونے لگی
سواری تیار ہو دروازے پر آئی دولھا نے سہرا سر سے لپیٹ دولھن کو گود مین اوٹھایا سب کا دل
اُمنڈ آیا شور و غل مچا یا دنیا کے کارخانے قابل دید ہین بلکہ دید ہین نہ شنید ہین شادی مین غم
سلف سے توام ہی مگر ثبات بجز ذات باری کسیکو نہین مقدمات جہان گذران خواب پریشان ہین
اوسکا حال کیا کہین مؤلف اک وضع پر نہین ہی زمانے کا طور گاہ + معلوم ہو گیا مجھے لیل و نہار ہی +
غرض کہ دولھن کو سکھپال مین سوار کیا بادشاہ نے ملک و سلطنت خزانہ جہیز مین لکھدیا رات
رخصت ہوئی وہ اہتمام تجمل سواری کا سامان ہر شخص خرم و خندان جہیز کا بڑھنا لوگون کا
دولھا پر دعائین پڑھنا نسیم سحر کا چلنا شمع کا جھلملا جھلملا کے جلنا شہنا مین بھیرون بھباس الاپ
للت رام کلی کا پھونکنا نقیب اور چوبدارون کا کویل کی طرح کوکنا نوبت کی ٹکور جھانجھ کا
جھانجھ سے شور جھٹ پٹا وقت نور کا تڑکا کڑکیتون کا سو سیل کڑکا کچھ کچھ تارون کی چمک
نقارون کی صدا دھونسے کی گمک چاند کے منھ پر سفیدی دولھن والون کی یاس و ناامیدی
عطر کی ہر سو لپک پھولون کی مہک سبکو نیند کا خمار کوئی پیادہ کوئی سوار فرش
باسی ہار پھولون سے رشک صحن چمن کہین جھول کہین شکن کہین جا بکھر وٹے اور بیڑون کی
پتے کھلے پڑے کہین لوگ حیران و ششدر کھڑے مجلس کے فراق مین اہل محفل کے
اشتیاق مین شمع کی زاری اشکباری لگن مین پروانون کی بیقراری خاکساری دولھا کے

لوگون کی خوش بشاش تیاری دولھن کے گھر مین نالہ و زاری کوئی کہین نیند کے جھونک مین
پڑا کوئی یہ سامان بچشم عبرت دیکھ تاسف مین گھڑا شمع فانوس مین گل گلگیر مین پر انداز پر پروانون کی پر
فراش فرش اوٹھانے کی تدبیر مین بیٹھی ہوئی ہر ایک کی آواز کہین سوز کہین ساز یہ وقت
دیکھنے کے قابل ہوتا ہی راہ چلتا بھی دیکھکر روتا ہے اسکی لذت وہ جانی جسکی نظر سے یہ ہنگامہ
گذرا ہو کسی کی برات تو دیکھی ہو گو بیاہ نکیا ہو قصہ مختصر دولھا شگفتہ خاطر خندان چہرے پر
شباب کی چمک عارض تابان سے حسن کی بہار عیان ہاتھی پر سوار گرد شاہ و شہریار زر سرخ و سفید
نثار ہوتا سر جھک ہو کے دیوان خاص مین داخل ہوا جو رسمین بیاہ کی تھین ہونے لگین بکرا
ذبح کیا آنگھوٹھے مین لہو لگا دیا پھر کھیر کھلائی رسومات سے فرصت پائی اب منتظر ہوئی کہ شام ہو
وصل کا سر انجام ہو اوسدن جان عالم کا گھبرانا گھڑی گھڑی گھنٹہ گھڑیالی سے دن کی خبر منگوانا
دیکھنے کی کون دیکھتا تھا مدعا اس پھرتا تھا کہ کہین جلد رات ہو بے تکلفی کی ملاقات ہو کبھی کہتا تھا
واہ قسمت کی خوبی پہر بھر ہوا گھڑی نہین ڈوبی ہوش کہان بجا تھا مگر یہ پوچھتا ابھی کیا بجا تھا
اودھر انجمن آرا بھی جمائیان لیتی تھی تکیے پر سر دھر دیتی تھی جب اور کچھ تدبیر بن نہ آتی تھی
لوگون کے چونکانے کو اونگھ جاتی تھی غرض کہ خدا خدا کر وہ دن تمام ہوا نمود شام ہوئی
عروس شب نے مقنعہ مہتاب سے روپوشی کی مشتاقون کو فرصت ملی گرم جوشی کی لوگ
آنکھ بچا کر جا بجا کنارے ہوئے دولھا دولھن چھپر کھٹ مین ہمکنار بیتابی کے مارے ہوئے شادی کا روز

تصویر جانعالم اور انجمن آرا کی مع پلنگ

شباب کا عالم مشتاقونکا بیٹھنا باہم آنکھون مین خمار نیند. کا دل مین اشتیاق دید کا عطر سہاگ
اور فتنے کی خوشبو بٹنے اور تیل کی عجب میل کی مہک ہر سو پھولون سے پلنگ بسا اد قچہ کسا
خود نشار عشق سے باختہ حواس تمنائے دل پاس نہ کچھ دغدغہ نہ وسواس ہنگامۂ صحبت
طرفین سے گرم ادھر شوق ادھر شرم ایک طرف ولولہ گرمجوشی ایک سمت حیا سے منہ پر
مہر خموشی بیان کرنا گذشتہ حال کا خیال لوگون کی دیکھ بھال کا یہ معمول ہی اوس روز
ہمنشینین تاکتی جھانکتی ہین لیکن ان ڈرون پر چپ نرہی آہستہ آہستہ دونون نے دکھڑی
کہے جانعالم نے توتے سے ذکر سنکر در بدر خراب خستہ ہو کر آنا توتے کا بیٹھ رہنا وزیرزادی کا
صدمۂ فراق سہنا پھر طلسم کا پھنس جانا جادوگرنی کا ستانا بعد اسکے نقش سلیمانی لینا وہان سے
چل دینا بکشادہ پیشانی و خوش بیانی بیان کیا مگر ملکہ مہر نگار کی ملاقات جگت رنگی کے
حرف حکایات اوسکی طبیعت کا آجانا اپنا بے اعتنائی سے چلے آنا کچھ شرما بات کو طلب کی
جا سے حیا کے کہا یہ اکثر ہوا ہی کہ معشوق کے روبرو جو اسپر کبھی کوئی عاشق ہوا ہے
اوسکا ذکر کرتا ہی شیخی بگھارتا ہی کچھ جھوٹ اپنی طرف سی جوڑتا ہی دل کے پھپولے توڑتا ہے
اسکی شرح کو طول طلب ہے پر عاشق مزاجون پر منکشف سب ہی انجمن آرا نے جادوگرنی کے
قصے پر تاسف کیا ملکہ کے مذکور پر بناوٹ سے ہنس دیا پھر روکھی صورت بنائی ناک بھون
سمیٹی تیوری چڑھائی مگر چلے آنے کے سہارے پر مسکرائی اپنا بھی اشتیاق لیے دیے از روز ملاقات
محنت و مشقت کی قدردانی سے جادوگر کی لڑائی کی جانفشانی سے بیان کیا پھر دونون
بیساختہ ہو شرم و حیا کھو ہم آغوش ہوئے رنج در کنار غم و درد مہاجرت فراموش ہوئے ہو لطف
یہ ہمکناری جانان سے تازہ لطف اوٹھا + گلے سے ملکے سب رنج در کنار ہوا + سینے سی سینہ
لب سی لب ہاتھ پانون بلکہ جتنے اعضائے جسم ہین سب وصل تھے مثل ہی ایک جان دو قالب
وہ ایک جان ایک ہی قالب غالب ہی کہ ہو گئے + استاد ایام وصل مین ہم لپٹے ہین جیسے اوس سے
یون وصلی کے بھی کاغذ چسپان بہم نہونگے + خواہش کو اضطرار حیا مانع کار شرم بر سر تکرار دونون بیچ
دم چڑھ گئے تھے جنگ زرگری کا زور یان کر رہے تھے شہزادی موقع پر ہاتھ نہ لگانے
دیتی تھی جب بے بس ہو جاتی تو چٹکیان لیتی تھی گاہ کہتی تھی الصنا اتنا کوئی گھبراتا ہے

دیکھو تو کون آتا ہے کبھی خود اوٹھ کے دیکھتی بھالتی تھی کوئی دم یون ٹالتی تھی آخرکار غنچہ سربستہ
تمنائے دراز بحرکت نسیم وصل شگفتہ و خندان ہوا دُرِ ناسفتہ دُرج شہریاری رشک عقیق یمن غیرت دہ
لعل بدخشان ہوا بقول فردوسی چنان بردوا وردوا ورد و برد + کہ دایہ ز حسرت پس پردہ
مرد + رشک و حسرت سے جگر صدف چاک ہوا دشمن کمبخت در پردہ ہلاک ہوا تقاضای سن
الھڑپنے کے دن اوس وقت دونون گھبرائی اور وہ کیفیت سب بھولی جب دامن شب مین
چادر پلنگ پر شفق صبح بھولی غرضکہ شرما کے استراحت فرمائی دل بیتاب نے تسکین پائی ہنوز
پلک نہ جھپکی تھی نمود سحر ہوئی تمام شب کی خبر ہوئی دم صبح ایک سرخرو دوسرا ژولیدہ مو حمام مین داخل
ہوئی جو جو محرم راز شریک سوز و گداز تھین رات کی باتون کے پتے رمز و کنایہ مین دیے سب نے قہقہہ ارا
جب رو برو پنجیری اور شیشے مین تنبول آیا شرما کے سر جھکایا غمزہ و ناز ہر انداز مین رہا نہا دھو
خاصہ نوش فرمایا جانعالم بادشاہ کے حضور مین آیا خلعت فتح پایا امورات سلطنت بمشورۂ
شاہزادہ ہونے لگے بعد رسم چوتھی چالے کے لب دریا ایک باغ بہت تکلف کا نشاط افزا نام
بادشاہ نے یہین کو عنایت کیا اگر اوس باغ کی تعریف رقم کرون شاخ زنبق و نرگس کی ٹہنی کو لاکھ بار
قلم کرون الاخضر کی حیات رضوان کا ثبات درکار ہے نہین ناتمام رہی لکھنا بیکار ہے سو بار خزان
جائے بہار آئے ایک پٹری کی روش صفا تحریر نہو سکے خامۂ مانی پھسل جائے رشک گلزار جنان
ایک تختۂ فردوس سا کئی کوس کا باغ بے پایان برگ و بار و گل اوسکے جور خزان سے
آزاد بالکل نہ بلبل پر ستم باغبان نہ خوف صیاد عجائب و غرائب چہچہے نئے رنگ ڈھنگ کے
ترانے یاد جتنے دنیا کے میوے ہین تر و تازہ ہمیشہ تیار سرسبز پتی خوشرنگ پھول پھل مزیدار
گل تکلیف خار سے بری جہانکی نعمت ہر تختے مین بھری روش کی پٹریون پر مہندی کی ٹٹیان
کتری ہوئی برابر چمن مین وہ درخت پھلے پھولے جسے دیکھکر انسان کی عقل بھولے پھولون کی
بوے خوش سے دل و دماغ طاقت پائے جو پھل نظر سے گذرے بار خاطر نہو ذائقہ زبان پر
منہ مین پانی بھر آئے نہرین ہزار در ہزار پر از ابشار گرد چمن و نہر خوبصورت قطعدار باغبانیان پر زادو
حور وش کم سن مہر لقا بیلچے جواہر نگار ہاتھون مین ہر ایک آفت کی پرکالہ دلربا مہ سیما کنوین پختہ
جڑاو چرخی رسی کلابتون کی ڈول وہ کہ عقل دیکھکر ڈانوان ڈول ہو چرسے پر

نزاکت برسے بیل کے بدلے نیلگاے کی جوڑیان آہو جنکے روبرو چکارہ باغبانیان سہ پارہ زربفت کے لہنگے قیمتی سہنگے شبنم کے نفیس ڈوپٹے مغرق مصالح کی کرتی انگیا جہڑی پانون مین طلائی و اچہڑے کان کی لو مین ہیرے کی بجلی برق دم سب کی آنکھ جسپر پڑے کوئی ڈہل کو سنبہال ٹپا خیال گاتی کوئی شعر برجستہ یا ہندی کا دوہا اوسمین ملاتی چہیڑ چہاڑ مین جنکی ہے کے او چہلبلا پی ایسے باغ پر بہار مین جانعالم اور انجمن آرا ہاتہ مین ہاتہ پریون کا اکہاڑا ساتہ دین و دنیا فراموش ہر دم نوشا نوش با عیش و نشاط اوقات بسر کرنے لگا جہان کا ساز و سامان ہر دم مہیا شراب و کباب چنگ و رباب کا جلسہ خدمتگارین پری پیکر ماہ طلعت سب کام کو حاضر جیسے کنہیا شام عشرت سحر کرنے لگا نہ خیال اپنے شہر و دیار نہ خوف گردش روزگار کا نہ کچہ دہیان اوس جگر فگار کشتہ انتظار ملکہ مہر نگار کا

پہر مذکور اوس مہجور کشتۂ فراق کا سوختۂ آتش اشتیاق کا وہ کون خستہ و محزون جگر برشتہ دل خون ملکہ مہر نگار شہزادی کے آنے کی امیدوار اور حکایات ضرب المثل

کدہر ہی تو اے ساقی بیخبر + نہ کی لطف سے غمزدون پر نظر + ہوا حال شادی کا سب اختتام + مگر غم کا قصہ ہے وہ ناتمام + تپش سے تڑپ سے تو گر دے سہم + کہ لکہتا ہون پہر داستان الم + خوشی سے مجہے رنج مرغوب ہی + یہ مونس ہی ہمدم بہت خوب ہی + یہی ساتہ دیتا شب و روز ہی + یہ غم عاشقون کا غم اندوز ہے + نالہ نوازان بزم ماتم و تفتہ جگران کلبۂ غم حاکیان حکایت اندوہ و ملال و نثاران دل خون آشفتہ حال لکہتے ہین کہ اوس بے سر و سامان کشتۂ ہجران دور از دلدار و ہمتصرین غم رونا دیدہ شادی حجلہ نشین ماتم و آرایش سینہ فگار یعنی ملکہ مہر نگار کا فرقت مین یہ حال ہوا استادیان تک کہ اٹہانے کا وقت اپنے قریب آیا + اسیر مرے بالین پہ تم او ٹہکے نہ آن بیٹہے + مین نام ترا لے لے دن رات جو چلاؤن + او سنتے ہوئی بہرے کیونکر نہ گلا بیٹہے + جو کوئی کہتا کہ خیر ہی ملکہ گہلی جاتی ہو کیون اتنا رنج و غم کہاتی ہو تو یہ کہتی مصحفی غم کہاتی ہون لیکن مری نیت نہین بہرتی ہکیا غم ہے مزے کا کہ طبیعت نہین بہرتی + مؤلف نپوچہو کچہ مری حالت کہ اس دل کے لگانے سے + پریشان سینہ سوزان منفعل سر در گریبان ہون +

ایسی باتین ور دامیز وحشت انگیز کرتی کہ سُننے والون کی چھاتی پھٹتی وہ کہتین کہ نظر بجدا
رکھو حسن پر اوسے فضل کرتے نہین لگتی بار ❊ ہوا اوس سے مایوس امید وار ❊ سوز ہجر
بہار آتی ہے تجھ مین اے گلستان غم نکھا ❊ وہ چلی آتی ہے فوج عندلیبان غم نکھا ❊ گو کہ شب
آخر ہوئی اے شمع تو زاری نکر ❊ پھر وہی محفل وہی تیرا شبستان غم نکھا ❊ وہ مسکرا کہتی کہ
مین چراغ سحری ہون یقین ہے کہ تا صبح جاگر بزم جہان سے سفری ہون نخسرو پس از آنکہ من
نمانم بچہ کار خواہی آمد ❊ مولف ہماری جان کے جانے مین جب عرصہ رہا تھوڑا ❊ تب
اوسکے دل مین آیا دھیان میرے پاس آنے کا ❊ آج تک اوس غفلت شعار فراموش کار کی
کچھ خبر نہ آئی ہے غم جدائی مین مفت جان گنوائی - مولف تپ جدائی سے ہے طرح اب
نزار ہون مین ❊ اجل کے منہ سے بھی غالب ہے شرمسار ہون مین ❊ کیا ہے رنج جدائی نے
ایسا کاہیدہ ❊ نظر مین خلق کے رشک خط غبار ہون مین ❊ جو تو وہ گل ہے کہ عالم کو دل مین
ہے تری جا ❊ تو بکی آنکھ مین کھٹکا کیا وہ خار ہون مین ❊ قرار بیقرار دار خلق آہ وزاری ا ❊
مسرور رنج مین کسکے یہ بیقرار ہون مین ❊ معمول تھا جب چار گھڑی دن رہتا سوار ہو کر
اون درختون مین جہان جان عالم سے ملاقات ہوئی تھی جاتی اور جو شریک رنج و راحت تھین
اون سے مخاطب ہو یہ کہتی - اہلی شیرازی - خوش آنکہ تو باز آئی و من پای تو بوسم ❊
در سجدہ وختم خاک قدمہای تو بوسم ❊ ہر جا کہ تو روزے بنشے جاے گرفتی ❊ آنجا روم و گریہ کنان
جاے تو بوسم ❊ روے تو تصور کنم و لالہ و گل را ❊ در حسرت رخسار دل آرای تو بوسم ❊ ہر جا کہ
غزالیست چو مجنون سر و چشمش ❊ در آرزوی نرگس شہلای تو بوسم ❊ من اہلی درویش تو آن
شاہ بتانی ❊ دستیکہ ہوسم تمنای تو بوسم ❊ اور کبھی صبح سے پھرتے پھرتے قریب شام بادل
ناکام اوسی جنگل مین پھر آتی یہ غزل زبان پر لاتی جرأت مشکل ہی گردش ہے ہمکو سارے
دن ❊ جو تم پھر آؤ تو پیارے پھرین ہمارے دن ❊ نہین ہے تیرے مریضان ہجر کا چارہ ❊ اب
اپنی زیست کے بھرتے ہین یہ بچارے دن ❊ بوصل کیونکہ مبدل ہون ہجر کے ایام ❊ مگر خدا ہی
یہ بگڑے ہوئے سنوارے دن ❊ رہے تھا جبکہ ہم آغوش مجھ سے وہ پیارا ❊ عجب مزے کی تھین
راتین عجب تھے پیارے دن ❊ کب اوس سے ہوگی ملاقات مین یہ پوچھون ہون ❊

ذرا تو دیکھ نجومی مرے ستارے دن ٭ لگا یا روگ جوانی میں کیوں میاں جرأت ٭ ابھی تو
کھیل تماشے کے تھے تمھارے دن ٭ رات کو بحال تباہ وہ سوگوار ناچار گھر آئی تمام شب کراہ کراہ
کے جاگی اور یہ سنائی استاد ٭ حرام نیند کی انتظار وصل جاناں نے ٭ الٰہی کوئی کسیکا یوں دوانا
ہو ٭ وہ رات جسے شب فرقت کہتے ہیں جیتی سے پہاڑ ہو جاتی تو وہ غم کی ماری سخت گھبرائی
یہ لب پہ لائی ٭ استاد ٭ چھپا شب عشرت کو فلک تو نے گھٹایا ٭ کی جلد نہ فرقت کی سحر آئی
ہے ہے آج نہ صدائے مرغ سحر آئی نہ موذن نے ندائے اللہ اکبر سنائی نہ خواب غفلت سے پاسبان
کمبخت چونکا اور نیند کی جھونک میں گھڑیالی بھی گجر کا بجانا بھول گیا جرأت تھے شب وصل
میں سب جان کے کھانے والے ٭ آج کیا مر گئے گھڑیال بجانے والے ٭ شب کو نالہ تمام دن
کو زاری تھی ان رات اسیر بخت بجاری تھی لوگ کہتے تھے بلکہ اللہ کو یاد کرو کبھی تو دل کو شاد کرو
شافی مطلق تمھارے مرض مفارقت کو صحت وصل بدل کرے اب روز وصال عنایت
ذوالجلال سے قریب ہے تو اوس وقت بحسرت یہ کہتی مولف شب وصال جو قسمت
میں ہے تو ہو وہی ٭ دعا کرو شب فرقت تو یہ سحر ہو وہی ٭ مریض ہجر کو صحت سوا تو کام نہیں
اگرچہ صبح کو بیچ گیا تو شام نہیں ٭ رکھو وہاں نہ رکھو مرہم اسے ہم سمجھے ٭ ہمارے زخم جدائی کو
التیام نہیں ٭ کیا جو وعدہ شب وصل نے دن پہاڑ ہوا ٭ یہ دیکھو مری شامت کہ ہوتی شام
نہیں ٭ وہی اوٹھائے مجھے جسنے مجکو قتل کیا ٭ کہ بہتر اس سے مرے خون کا انتقام نہیں ٭
اوٹھایا داغ گل افسوس تو نے دل پہ سرور ٭ میں تم سے کہتا تھا گلشن کو کچھ قیام نہیں ٭ استاد
آخر شب وصال کی جا بیٹھ کی وہی ٭ ہر دن تھا اوس فلک مجھی جس رات کا خیال ٭ معاملات عشق
دیکھیے وہاں شہزادے کو غم سے فراغ کیفیت باغ گلعذار بغل میں راحت و آرام یہاں ملکہ فرش
فراق پے ٭ دل پہ داغ خار غم جگر میں گرفتار رنج و آلام لیکن درد دل بے قرار نالہ جگر فگار
رایگاں نہیں جاتا جب تڑپ بلبل کے دل میں زیادہ ہوتی ہے موسم گل آتا ہے اسیطرح
سوز دل عاشق جو حد سے فزوں ہو معشوق رحم کھاتا ہے بھولا ہوا یاد آئے وگرنہ ہجر میں پھڑک کر
مرجائے مطلوب کو نعش پر لاکے اوسکی بھی جان کھوتا ہے حضرت عشق دشمن جان عاشق و معشوق
ہیں انکا حال کیا کہیں چنانچہ یہ نقل ضرب المثل ہے اور حقیقت میں اصل ہے بغور سنکر تامل کرو

نقل سوداگر کی بیٹی کی انگریز کا آنا فریفتہ ہو جانا آخر کو جان دینا دونون کا

کلکتے مین ایک سوداگر تھا عالیشان متاع ہر دیار تحفہ جواہر جوار دکان مین فراوان اوسکی
بیٹی تھی حسین مہر طلعت ماہ جبین سیمین تن کا فرفرنگ غارتگر لندن غرضکہ اور تو اسباب
سب طرح کا دکان مین تھا گھر مین وہ زر در رقم طرفہ توم تھی فرنگ سے ہندتک اوسکے حسن کا
چرچا تھا روم سے شام تک اور بمبئی سے سورت تک اوسکی صورت کی دھوم تھی استاد
ہے رخنہ سازِ ایمان وہ زادۂ فرنگی ✤ اسلام اب کہان ہے عاصی فراشن ہے ✤ ہزار دل
انگریز بیدین پرنیگر تھے اسپر شیفتہ و بیتاب تھے لاکھون مسلمان سرگردان خستہ و خراب تھے
جب ہوا کھانے کو سوار ہو کر آتی تھی راہ مین دورویہ خلقت کی جان اوسکی ہواخواہی مین برباد
جاتی تھی گبر و ترسا اوسکا کلمہ پڑھتے تھے یہود و نصاری اوسکا دم بھرتے مسلمان دل و جان
نذر کرتے تھے مؤلف اوس لعبت فرنگ کو دکھا کے تاش دل ✤ کہتا ہون ہجو یہ دل
بریان کا توس ہے ✤ اتفاق زمانہ کوئی انگریز لندن سے تازہ وارد ہوا جلیل القدر ذیشان
خوبصورت نوجوان شورِ عشق سودا خیز سر مین سوز دل مین مزاج بے ثمر بے قراری آب و
گل مین خمیر تھا طرحدار آپ بھی لیکن چور نہ سکتا تھا اچھی صورت بن ✤ قضارا دو وقت کا
مارا کچھ اسباب لینے اوسکی کوٹھی مین آیا اور اوس غارتگر دین و ایمان ہر گبر و مسلمان سے
دو چار ہوا عشق گلے کا ہار ہوا دیکھتے ہی متاع عقل اساس ہوش و حواس گرہ سے کھو بیٹھا
دل سے ہاتھ دھو جان کھو رو بیٹھا اسباب خریدنے گیا تھا سودا مول لیا اوسنے مشتری بچہ
میزان محبت مین تول لیا ہاتھ پاؤن نے ست دل نے ہمت ہار دی دن دہاڑے لٹ
گیا عشق کا بیوپاری جب اور کچھ تدبیر بن نہ آئی خرید و فروخت کے حیلے مین آمد و رفت بڑھائی پھر تو
یہ حال ہوا جرات دن مین سو سو بار اب ہم اونکے گھر جانے لگے ✤ موںھ چھپانے وہ لگے ہم
اونپہ مرجانے لگے ✤ سلف سے عشق آج تک چھپا نہین مشہور ہے اس مقدمے مین ایک نسان
مجبور ہے سیر عشق بے پردہ جب فسانہ ہوا ✤ مضطرب کہ خدا یے خانہ ہوا ✤ جب یہ امر مفصل
سوداگر کے گوش زد ہوا پاس نام و نشان خوف ذلت و رسوائی از حد ہوا پہلے دونون کو
نصیحت کی بند کیا پھر سلسلۂ آمد و رفت قطع دیکھا بھالی کا رخنہ بند کیا ادھر شعلۂ عشق نے

تصویر دختر سوداگر اور عاشق ہونا پسر انگریز کا اسیر مع اسباب دوکان



بھڑک کر صاحب کو سلامت نہ رکھا آب و توان شکیب و تحمل کو ہیزم خشک کیطرح جلا صبر کا
قافلہ لوٹ لیا۔ ہیزم بستر خاک پر گرا یہ زار ٭ درد کا گھر ہوا دل بیمار ٭ خاطر افگار خار خار ہوئی ٭
جان تماشا گاہ نگار ہوئی ٭ دل نہ سنبھال اور اضطراب کیا ٭ شوق نے کام کو خراب کیا ٭ رفتہ
رفتہ سخن ہونے نالے ٭ لگے اوڑنے جگر کے پرکالے ٭ یہانتک تپ مہاجرت اور درد مفارقت
سے حال درہم برہم ہوا کہ صاحب بہادر شکست فاش اوٹھا کے صاحب فراش ہوئی دل و
جگر سینے مین پاش پاش ہوئے حس و حرکت کی طاقت نہ رہی لینے کے دینے پڑ گئے استاد
مرض نے پچھاڑا ہاے تپ جدائی سے ٭ کہ پیٹھ لگ گئی یارون کی چارپائی سے ٭ جو جو
اسکے دوست دلی محب قلبی تھے نصیحت و پند و قید و بند کرنے لگے عورتون کی بیوفائی بتونکی
سنگدلی معشوقون کی کج ادائی بہت مشرح سمجھائی سود مند نہوئی خاطر مین نہ آئی ایک دوستدار
اسکا غمخوار تھا کہنے لگا کیون جواے مرگ ہوا ہے ظالم یہ کیا کرتا ہے اسکا انجام ذلت ہے حاصل
اسکا خفت ہے یہ خیال محال اپنے دل سے نکال زورق زندگانی سفینۂ نوجوانی
ورطۂ ہلاکت مین نہ ڈال اپنے کس و کو پر نظر کر للہ دل خود رفتہ کو سنبھال تو نے پسر محسن
کی حکایت نہیں سنی کہ اوس پر کیا گذری آخر کار کیسی خفت ہوئی اوسنے کیا کیونکر

حکایت پسر محسن بیٹے کا پیدا ہونا سفر کی کیفیت جہاز کی

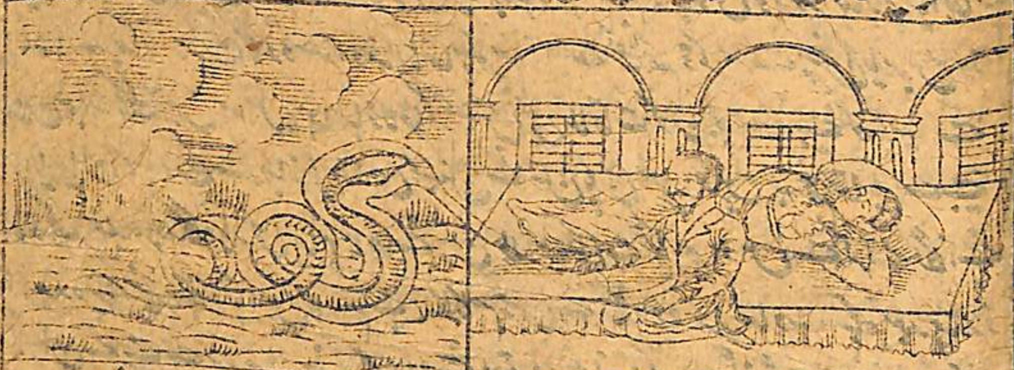
تباہی شہزادی کا ملنا پھر مفارقت مجبشن کا ساتھ جانا

وہ بولا اسی شہر میں ایک شخص تھا مجبشن نام نہایت اہل دول مرفہ حال صاحب علم و فضل
جامع ہر کمال طبیب اور ادیب بے بدل سخن سنج لطیفہ گو بر محل کمالات میں یگانۂ روزگار تجارت
میں نامور ہر دیار سو سو جہاز ایک بار تجارت کو جاتا تھا نصیب ایسا تھا مٹی کو چھوتا سونا ہاتھ آتا
تھا کسی طرح کا خواہشمند بجز فرزند ارجمند نہ تھا شب و روز اسکا خیال تھا مدام فرصت میں یہ ملال تھا
خوش قسمتوں کی دعا جلد قبول ہوتی ہے تمنائے دل حصول ہوتی ہے پچھتر برس کے سن
میں اللہ نے بیٹا عنایت کیا حسب دلخواہ صورت میں غیرت ماہ بہت شاداں سرگرم پرورش
تھا جب بارہ برس کا ہوا بسبب طبع رسا و تعلیم استادان باذکا جمیع علوم اور فنون میں کامل
ہوا درس دینے لگا مطب کرنے لگا چودھویں سال باپ سے سفر کی اجازت چاہی کہ تجارت
میں کوئی دقیقہ باقی نہ رہ جائے مجبشن نے کہا اپنا بھی یہی قصد تھا مگر چندے توقف بہتر ہے اسنے
عرض کی حضور میں عمر طبعی کو پہونچے مسن ہیں فدوی کے سیاحت کے دن ہیں چاہتا ہوں کہ
آپکے بقید حیات سفر کو جاؤں جودت طبع دکھاؤں آخر مجبشن نے دس بارہ جہاز پر متاع و مال
پندرہ بیس رفیق قدیم دیانت دار امانت شعار ہمراہ کر رخصت کیا جہاز ایک سمت روانہ ہوئے
دو مہینے کے بعد ہوائے جور گردوں سے جہاز تباہ ہوگئے مجبشن کے بیٹے کا بھی جہاز ڈوبا یاران
ہمراہی عالم بقا کو راہی ہوئے یہ ایک تختے پر ڈوبتا اوچھلتا بہہ چلا حیات مستعار باقی تھی
ساتویں دن تختہ کنارے پر لگا اسکو غش سے جو افاقہ ہوا تختے سے اوترا اور گھانس
کی رسی بنا وہ تختہ پتھر سے اٹکا دیا پھر آپ بتلاش آب و دانہ روانہ ہوا چند قدم بڑھا تھا
کہ شہر نمودار ہوا آہستہ آہستہ بیٹھتا اوٹھتا شہر میں داخل ہوا وہاں عجب سانحہ طرفہ ماجرا
نظر آیا دکان ہر ایک کھلی اشرفی روپے کا ڈھیر اسباب سب طرح کا موجود مگر آدمی کا پتا
مفقود اس قرینے سے ثابت ہوا کہ عرصے سے یہ بازار جنس بشر سے خالی ہے شہر کا وارث
ہے نہ والی ہے پھرتا پھرتا قلعے میں آیا دیکھا باغ سرسبز پر میوہ بیچ میں بنگلہ زربفت کی نفیس پردے
پڑے پردہ اوٹھا بنگلے میں آیا پلنگ جواہر نگار گستردہ اوسپر کوئی بشکل مردہ دوپٹہ تانے
کوئی پائینتی سرہانے پڑا ہے اسنے دوپٹہ سرکایا عورت نے چونک کر سر اوٹھایا اسکی

عورت دیکھکر کہا اے عزیز اپنی جوانی پر رحم کر یہ مکان نہیں سیل فنا ہے تو نا آشنا ہے اس سے
درگذر ورنہ آفت کا مبتلا ہوگا خدا جانے ایک دم میں کیا ہوگا اسنے کہا ایسا ماجرا کیا ہے
بیان تو کر عورت نے کہا تو پہلے اپنے آنے کا حال سنا کیونکر آ پھنسا اسنے کہا سات دن سے
بھوکا پیاسا ہوں جو کچھ کھا دون تو داستان پریشان سنا دون عورت بولی مدت کی بعد کھانیکا نام تیرے
منھ سے سنا ہے سو کھانا یہان کہان بجز غم کھانے کے اور پانی سوا اشک بہانے کے آنسو پینے کا کام ہے
دس سے نہیں چکھی ہوں اور کھانے کی قسم سے قسم تک نہیں کھائی متحیر ہوں کیونکر جیتی ہوں
تنہائی میں ہان خوف کھا کے روز دن بھرتی ہوں ہر شب کہ شب اولین گور ہے جاگتی
رہتی ہے سخت جانی کی بدولت نہیں مرتی ہوں جرات یہ غلط کہتے ہیں بے آب و خورش
جیتے ہیں بدبخت دل کھاتے ہیں اور خون جگر پیتے ہیں جو تو اس باغ میں جا جس میوے پر
رغبت ہو کھا محسن کی پیٹ نہ جانے میوہ کھایا نہر سے پانی پیا تو رنج فاقہ کشی سے افاقہ ہوا پھر عورت
کے پاس آ کے حسب نسب اپنا اور باعث سفر اور جہاز کی تباہی مفصل سرگذشت سنائی پھر اس
ماجرا پوچھا وہ بولی اے شخص اس شہر چین کی میں شاہزادی ہوں باپ میرا والی ملک تھا مجھکو
سوا سیر و شکار کسی امر سے سروکار نہ تھا ایک روز لب دریا مصروف تماشا بیٹھی تھی دفعۃً ایک
سانپ نمود ہوا اور میری طرف جھپٹا میں اژدر کا معلوم نہیں لگایا خطا کر گیا پھر جو دیکھا تو اژدہا
مہیب بشکل عجیب چلا آتا ہے میں تو گھوڑے پر چڑھکر بھاگی جو جو ہمراہ رکاب تھے وہ طعمۂ
دہن مار خونخوار ہوئے کہان تک بیان کردن ساکنان شہر مع بادشاہ انسان سے تا حیوان
کوئی نہ بچا فقط میں سخت جان باقی ہوں اور یہ صحبت ہے کہ قریب شام وہ مار خون آشام
آکر اس بنگلے کے نیچے بیٹھتا ہے دو گھڑی کے بعد غائب ہو جاتا ہے مجھے جب بھوک پیاس کا
غلبہ ہوتا ہے اسی باغ سے میوہ کھا پانی پی لیتی ہوں اس خرابی سے جیتی ہوں کوئی غمخوار
بجز ذات پروردگار نہ تھا آج تجھے دیکھا خوف خدا آیا مطلع کر دیا پھر محسن نے کہا خاطر پریشان جمع رکھ
اگر فضل الہی شریک حال ہے تو اس آفت سے جلد نجات ہو جائیگی یہ کہکر جہان سانپ کے
بیٹھنے کا نشان تھا وہاں گڑھا کھودا قلعے سے بارود لا کر اوسمیں بچھائی اور دور تک نقب سی
بنائی پھر گھانس بھری اور سر چھپائی شہزادی نے کہا اب وہ آتا ہی ہوگا یہ سنکر سر نقب جا

پوشیدہ ہو کر متحیر رہا کہ دفعۃً وہ افعی چو زہر خدا کا قہر آیا اور اسی جگہ پر اوس سبز قدم نے

تصویر جسٹن کے بیٹے کی مع عورت و مکان و نقب و سانپ



فرش زمردین پایا بہت خوش ہو کر بیٹھا یہ تو تاک مین تھا پتھر سے آگ نکال اوس نقب مین
ڈال دی غور ایک دھماکا پیدا ہوا وہ گر از مین کا سے بہا نپ سمان پر پہونچا دونون نے
شکر کا سجدہ بدرگاہ دافع البلیات کیا باہم بے اندیشہ و خطر رہنے لگے سات برس تک دونون
ساتھ رہے اسی عرصے مین دو لڑکے بھی پیدا ہوئے ایک دن رنج تنہائی کی شہزادی نے
شکایت کی کہ اکیلے طبیعت نہین لگتی صاحب بہار عمر ملاقات دوستداران است چہ حظ برد
خضر از عمر جاودان تنہا ۔ کوئی ترکیب ایسی نکالو کہ پھر یہ شہر آباد ہو خاطر غمگین شاد ہو وہ بولا کہ
اگر وطن جاؤن او جسٹن کو یہان لاؤن تو یہ بستی بسے عورت نے کہا اکیلی مین کیونکر بسر
کرونگی مین بھی ساتھ چلونگی آخرش ایک ایک لڑکا دونون گود مین لیکے چل نکلے قضا را
پہونچے جہان تختہ بندھا تھا ذہن مین آیا اسی پر سوار ہو کھولدو کہین تو جا نکلو گے یہ سوچکر
دونون سوار ہوئے وہ تختہ کھولنے لگا شہزادی بولی مال و اسباب تو اسقدر ہے کہ بیان کا حصر
ہے مگر ایک ناریل کسیرے سے بھرا ہے وہ دولت لا انتہا ہے جو تو اجازت دے تو اوسے لے آؤن
مصرعہ بد و زد طمع دیدۂ ہوشمند ۔ جسٹن کے بیٹے نے کہا اچھا وہ تختہ کچھ کھلا کچھ بندھا یونہی
رہا شہزادی لڑکا لیے اوتری اسکے اوترتے ہی ایسی تند ہوا چلی کہ رسی تنکا سی ٹوٹ گئی
تختہ بہ چلا ہرچند اسنے ہاتھ پاؤن مارے وہ ساحل مطلب سے کنارے ہوا کنارے پر شہزادی
بحال خراب دریا مین وہ بادل کباب بہ نکلا دل سے کہتا تھا دیکھیے مرضی ناخدای کشتی بادبان شکستہ

کیا ہے یہ جھونکا ہوا سے قوم عاد کا ہے اس سوچ مین تھا کہ ایک جہاز نمودار ہوا اہل جہاز نے جو
دیکھا تختے پر کوئی جوان گود مین لڑکا نادان لئے بہا جاتا ہے رحم کھا خشوئی کو دوڑا جہاز پر لیا اتفاق
زمانہ مالک جہاز مجسٹن کا دوست دمساز تھا اسکو پہچانا بہت تعظیم و تکریم سے پیش آیا بر سرروز
مین جہاز کنگلتے مین داخل ہوا جہاز کا حاکم مجسٹن کی ملاقات کو آیا بچھڑے بیٹے کو باپ سے
ملایا یہان جسدن سے جہاز کی تباہی مجسٹن نے سن پائی تھی غریق لجۂ غم تھا بارے بیٹے
کو دیکھکر سجدہ بدرگاہ باری کیا پوتا گھاتے مین ملا اور کلمات شکریہ اوس سے کرنے لگا اپنے
کہا بندہ پرور خیر ہے دنیا اسی کا نام ہے جسکا کام جس سے نکلے وہ فخر و سعادت سمجھے بعد چندروز
مجسٹن نے بیٹے سے روئداد سفر پوچھی اوسنے ابتدا سے انتہا تک سرگذشت سب بیان کی
یہ سنکر سمجھا مشکل پیچ پڑا مگر سہل سا یہ جواب دیا الخیر فیما وقع خیریت اسیمین تھی جو ہوا مصرعہ
بر سر فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد ٭ بیٹے نے کہا مناسب یہ ہے کہ اب جلد چلیے ایسا ملک مالا مال
یہ دولت لازوال ہاتھ سے نہ دیجیے مجسٹن نے کہا خیر ہے یہ بھی ایک فسانہ تھا جو مین نے سنا
اور خواب تھا جو تو نے دیکھا لا اعلم ایام وصال و صحبت سیم تنان ٭ در عالم خواب احلام
شد و رفت ٭ اوسنے کہا آپ سا عقلمند ایسا کلمہ فرمائے تو نہایت بعید ہے دنیا مین ہمین ہو کے
ہین زر زمین زن یہ سامان جمع ہین اگر آپ نہ جائینگے فدوی تنہا جائیگا مجسٹن نے کہا افسوس
ہم تجھے دانا جانتے تھے الا ہماری نادانی تھی حمق کی مقتضی تمہارے نوجوانی تھی اے
بھائی کوئی نادان سے نادان عورت کی بات کا دھیان نہین کرتا یہ باتین جبتک تھین
جو تم اور وہ باہم تھے وہ مونس تھی تم ہمدم تھے اب خیریت ہے سعدی زن و دوست
بود ولے زمانے ٭ تا جز تو نیافت مہربانے ٭ چون در بر دیگرے نشیند ٭ خواہد کہ ترا دگر نہ بیند ٭
ع اسپ و زن و شمشیر وفادار کہ دید ٭ ہر چند آپنے مغز خالی کیا یہ مقدمہ اوسپر جالی کیا وہ ہمغز
نہ سمجھا مصحفی مصحفی سو نصیحت کا نہین ہے تماشہ کو ٭ مین نہ سمجھون تو بھلا کیا کوئی سمجھائے مجھے ٭ ناچار
مجسٹن نے کہا تم جبتک ذلت نہ اوٹھاؤگے اور ہمین خراب نکروگے اس حرکت بیجا سے باز نہ آؤگے
نہ چین لوگے اسی دن سامان سفر درست کیا بہت سے جہاز مع اسباب و رچند مشیر خوش تدبیر
ہمراہ لے روانہ ہوا چندروز مین وہ جزیرہ ملا جہازون کو لنگر ہوا مجسٹن کا بیٹا اوترا اگر جہان

حیرانہ بوم وغول کا آشیانہ تھا وہان بستی دیکھی اور جس جگہ بہتر تھا اوسے ہموار پایا بلندی نظر آئی
نہ پستی دیکھی آدمی ہر سمت سرگرم کار و شہر پناہ تیار اسے تعجب ہوا سمجھا کہ مین بہول گیا کسی سے
پوچھا اِس شہر کا نام کیا ہے والی ملک کونسا ہے وہ بولا مدت سے یہ ملک بسبب آفت آسمانی
اجاڑ ہو گیا تھا رعایا برایا بلکہ بادشاہ بھی نہ بچا تھا فقط بادشاہ کی بیٹی باقی تھی اب برس دن
سے اوسنے شوہر کیا ہے شہر از سرِ نو آباد ہوا نیا طرز ایجاد ہوا یہان مفسد ہے نہ ڈونڈی ہے
نام اسکا شہزادی منڈی ہے محبّین نے یہ ماجرا سنکر بیٹے سے کہا خوش تو بہت ہوئی ہوگے
مو سیدھے پھر چلو اوسنے کہا اتنی صعوبت سفر کی اوٹھائی اوسکی صورت بھی نظر نہ آئی
دو باتین کر لون تو پھر چلون محبّین نے کہا یہ مصیبت کچھ نہ تھی جو بات کرنے مین ایذا اوٹھائی
وہ کب مانتا تھا اونہین لوگون سے پھر پوچھا شہزادی کبھی سوار بھی ہوتی ہے وہ بولے
روز غرضکہ سواری کا وقت دریافت کر لڑکے کا ہاتھ پکڑکے سرِ راہ کھڑا ہوا کہ شہزادی شبدیز
کو مہمیز کرتی آپہونچی یہ پکارا جنے ایفاے وعدہ کیا حاضر ہوئے اور لڑکا بھی فضل الٰہی سے
سلامت موجود ہے کیا ارشاد ہوتا ہے اوسنے بیگانہ وار جیسے کسی اجنبی کو کوئی دیکھتا ہے ملاحظہ کیا کچھ
نہ دیا چلی گئی یہ خفیف ہو کر پھر آ محبّین نے حال پوچھا بولا ملاقات نہوئی کل پھر جاؤنگا اوسنے
کہا صبح کا جانا روز الم شام غم دکھائیگا بہت پچھتائیگا اِسنے دوسرے روز بیٹے کو سکھایا کہ جب سواری
قریب آئے گھوڑے سے لپٹ جانا اور یہ زبان پر لانا کہ دنیا کا لہو سفید ہو گیا مہر اور یہی محبت
پدری مین لطف زیادہ پایا کہ ہمین ساتھ آرام تمام لیے پھرتا ہے تم بات بھی نہین کرتی ہو
بلکہ پہچانتی نہین جس دم سواری قریب آئی یہ تو بہت جلا تھا اور سمجھ چکا تھا کہ کھیل تو بگڑ گیا کہا
شاہزادی باگ کو روکو وہ خود تو زرگی تھی باگ بھی رک گئی پسر محبّین بولا مولف

یاد ایام کہ نفرت تھی ازبانے تجھے
ہم تھا یاد خبر تھی نہ بہانے سے مجھے
کبھی چوٹی کی خبر تھی نہ تھا کنگھی کا خیال
مجکو افسوس یہ آتا ہے کہ گذرا انہیں سال
تھی لگاوٹ ہی تجھے یاد نہ غلط اسبب

ہوتی وحشت تھی بہت غیر کی آنے سے تجھے
بید ہر اک غیر کی باتونکا کبھی طور تھا
بار ہا ادبھی سی ہنتی تھے ترے سر کے بال
ایسی کیا بات تری دل مین سمائی ظالم
کہ محجوبی کا بھلا اب تھا یہ لیکا سبب

خوف آتا تھا کہین آ نہ جائے کوئی مگر
ہین ہم تو تری صحبت مین ...
بیان کرلا کہی ادریسی ہوتا تھا ...
دفعۃً سب وہ ادب ہیم بھلائی ظالم
بیٹھنا کوئی نہیں ہر دم تجھے تنہا سب

تجکو لگ چلی کبھی جسنے نہ دیکھا سب
شکر صد شکر ہوئی جلد رہائی تجھسے
زلمین پر جو کیے ساری خدائی تجھسے
اب قسم کھاتا ہوں دل لگاؤنگا کبھی
ربط تو کیا ہے نہیں پاس بٹھاؤنگا کبھی
برزبان یار ونگی یہ ذکر رہیگا ہر بار
سر ٹکیہ گئی سب پر بلا وہ زنہار

ابتو تنہائی میں کیا چھید غضب تونے کیا
ابتو تا حشر تلک بدنہ ہے صفائی تجھسے
تجدا ملنے سے ہم ہاتھ ترے دھو بیٹھے
دولت و بخ نہ اسطرح اٹھاؤنگا کبھی
موسم اب دل کی لگاوٹ کی کا جاتا رہا
گو کہ عاشق تھا مگر تھا یہ بڑا غیرت دار
کرے معشوق کسی سے تو دغا ایسی کرے

کھل گیا اب یہ ترا بھید غضب تونے کیا
وضع اپنی نہیں کیا کیجیے برائی تجھسے
خوش رہو تم کہ نہیں کھو کے دل دے بیٹھے
گر طرحدار بھی اس دہر میں پاؤنگا کبھی
ربط کیا خاک کریں ہم وہ زمانہ نہ رہا
دیکھ بد وضع کیا دیکھیے ایسا انکار
پیچ کرے بات کی عاشق تو بھلا ایسی کرے

یہ سنکر وہ شرمندہ ہوئی پھر لڑکا گھوڑے سے لپٹا یہ بیچارہ نادان باتوں کا سود و زیان کچھ نہ سمجھا جو کچھ باپ نے سکھایا تھا کہنے لگا جب کہہ چکا شہزادی نے تیغ قبوے سے کھینچ لڑکے پر جھونک دیا۔

تصویر شہزادی بسواری اسپ و پسر مجبن مع پسر خود اور پنجہ مارنا شہزادی کا لڑکی کو اور اسکی لاش



دم سے گزرا دایۂ اجل بے گند عاطفت میں اوٹھالیا اجل قبور سے بلا دیا پھر باگ اوٹھا چل نکلی مجبن کے بیٹے نے بہت خاک اوڑائی بیٹے کی لاش باپ کو دکھائی اوسنے کہا کیون جو ہمنے کہا تھا وہی آگے آیا وہ بدنصیب بولا صبح خفتیام ہے جو ہونا ہے ہو جائیگا مجبن نے کہا تو اپنا بھی حال ایسا ہی بنائیگا دم سحر جب وہ چلا مجبن کا جی نہ رہ سکا ساتھ ہوا جب دم شہزادی کی سواری پاس آئی باگ پکڑی ہنوز زبان نہ ہلائی تھی شہزادی نے کہا اے مجبن ہمنے سنا تھا کہ تو مرد جہاندیدہ سرد و گرم روزگار چشیدہ تجربہ رسیدہ ہے مگر افسوس باین ریش فش تو نے سنا نہین لا اعلم ز حادثات جہان بس ہمین پسند آمد که خوب و زشت و بد و نیک

در گذر دیدم ✤ اس پیرانہ سالی مین تجھیر ہزار ہا ایسے گذرے ہونگے کچھ الم دریغ کا مزا یا فرحت و
خوشی کا نشا باقی ہے اے نادان دنیا مین کس بات کو یاد کیجیئے کسکا غم کس نے خاطر شاد کیجیئے اگر
عقل رسا یا کچھ فہم و ذکا ہو تو دنیا مین کافی ہے یہ بات گذشتہ را صلوات مصحفی اکثر گئے ہین
رو دن کیا پچھلی صحبتون کو ہم بن بن کے کھیل ایسے لاکھون بگڑ گئے ہین یہ کہکر گھوڑا جھپکارا
کہ پھر سلسلہ جنبانی اس آمدنی کی موجب حضرت جان جاناں مجسّن ذ بیٹے کو سلام کیا اور کچھ
کلام کیا وہ بھی نطفہ ضعیف کا پیدا بوڑھے باپ کا بیٹا تھا محبوب وطن پھر اپنے جی باپ سے آنکھ
چار نکی پھر اوس انگریز نے کہا مطلب اس حکایت سے یہ ہے کہ آدمی وہ بات نکرے جسکا حصول
ذلت و خفت ہو کہو آپ کیا کہتے ہو یہ قصہ سنکر وہ فرہاد بیستون عشق شیرین زبانی سے کہنی لگا
بقول اُستاد کب تک جیونگا مین موت اک دن آنی ہے ✤ ہجر مین جو آجا وے عین مہربانی ہے
عب جلسہ شریک کر اوٹھ کھڑا ہوا کہا جب یہ جان گنوائیگا تب جھگڑا جائیگا آخر کار جب دسکا حال
ردی ہوا دوستون کو چٹھیان لکھکر جمع کیا کہا کل اس مقام سے ہمارا کوچ ہے اگر ہماری وصیت
بجا لاؤگے دنیا مین نام عشق کو بخیر انجام ہوگا سب نے قبول کیا اوسنے کہا بعد انتقال روح ہمارا جنازہ
تکلف کا بناکر بجرے کی چھت پر صندوق مین نعش دھر باجے بجاتے ہمارے معشوق کی کوٹھی جو
لب دریا ہے اوسکے نیچے سے لیجانا اور دلمین یہ تھا اُستاد- ساتھ وہ میری جنازہ کے لحد تک
آئے ✤ اے اجل تیرا قدم مجکو مبارک ہووے ✤ غرضکہ رات کو اوس مریض فرقت کا ہجر مین
وصال ہوا اس جہان سے انتقال ہوا گویا مرنے کو بھی لوگ کہتے ہین وصال ✤ یہ اگر سچ
ہے تو مرجاتے ہین ہم ✤ مؤلف مگر حاصل کیا فرقت ہی مین بنام وصال ✤ جان دیکے مٹایا
ہم خلش ہجران کا ✤ صبح کو یہ خبر عام ہوئی کہ سوداگر بچی کی عاشق محروم ناکام کا کام تمام ہوا اور گیا
غدہ شدہ سوداگر کو اور اوس ماہ پیکر کو یہ حال معلوم ہوا گو جذب محبت سی حال تغیر ہوا مگر ضبط سے
کام لیا دل بیقرار کو تھام لیا انگریز جمع ہو بعد پریشانی وصیت بجا لائے جنازہ درست کو بجرے کی
چھت پر دھر لباس سب نے سیاہ کیا بلند نالہ و آہ کیا مرثیے غل مچاتے باجے بجاتے چلے عجب
سانحہ تھا ہزارہا زن و مرد کنارے کنارے گریان چلا آتا تھا جب صندوق کیطرف دیکھا فریاد مچاتا
تھا اودیدن سے دریا دریا اشک ہر بجر کی چشم سے روان ہر مثل سیماب بے قرار اندوہ دامن تھے

اور جیسے حباب حباب کہتے ہین یہ فرط قلق سے ہر محیط کی چھاتی مین پھپھولا پڑتا ہے پھوٹتا ہے
موجون سے تلاطم نہین چھوٹتا ہے ماہیان دریا کا خنجر الم سے خنجر یعنی گلا زخمدار ہے سنان غم سینے
کے پار ہے ساکنان دریا کو بسکہ شمشیر عشق کا خوف و خطر ہے اس ڈر سے سنگ پشت کی پیٹھ پر سپر
ہے خلاصہ یہ کہ اسصورت سے جنازہ اوسکی کوٹھی تلے آیا اور صندوق سے اوس زندۂ جاوید
نے یہ آواز بلند سنایا آستا دای فلک آخری پھیرا ہے ہو تجھ سے گرا اور اوسکے کوچے مین جنازہ
مرا پہنچ مین تو ہو + اوسیوقت وہ مہ پارا کشش دل اور تپش متصل سے مطلع ہو دیوانہ وار کوٹھے پر
چڑھی اور بیتابانہ پوچھا کہ یہ لاش دل خراش کس جگر پاش پاش کی ہے کہ جا جہان بارگاہ
عشق سے صدائے دورباش دورباش کی ہے وہ بولے یہ کشتہ تمہارا ہے رنج مفارقت نے آپ
کے اسے بے اجل مارا ہے افسوس کہ اس بیکس نے جان دی اور تمکو مطلق خبر ہوئی اور کسی شخص
نے جو اگاہ سے سنا کہ یہ شعر پڑھا جرأت کر جائیگا قاتل نے نرالا ڈھب نکالا ہی + سبھون سے پوچھتا ہے کسنے
اسکو مار ڈالا ہی یہ سنتی تھی نعرۂ جانسوز آہ دلدوز سینۂ بریان سے کھینچی کو ڈپڑی عشق کا نشانہ

تصویر جنازہ مع صندوق زیر مکان معشوق لانا اور معشوق کا اوس پر گرنا



دیکھے صندوق نعش پر گرکر ٹکڑے ٹکڑے مثل جگر عاشق زار ہو خواب مرگ مین سو بخت خفتۂ عاشق جگایا
کشش محبت نے بچھڑون کو اسطرح ملایا دیکھنے والے تھرا گیے ولگداز دن کو غش آگیے شہر مین یہ
چرچا گھر گھر ہوا منزلون یہ خبر مشتہر ہوا اوسکے ماں باپ نے بہت سی خاک سر پر اڑاد دونوں کو
پیوند زمین کیا اس عشق فتنہ انگیز نے کیا کیا نہین کیا یہ خاک بسر کی ماردن کو بیقرار و نکو قرار
آیا ہزار ہا شخص دیکھنے کو سر مزار آیا مطابق قول میر تقی حیرت کار عشق سے مردم شکل
تصویر آپ مین بھی گم + کام مین اپنے عشق یگانہ ہی + ہان یہ غیر نکساز یگانہ ہی + جسکے ہوا التفات اسکی
نصیب + ہی وہ مہمان چندروز غریب + ایسی تقریب ڈھونڈھ لاتا ہی + کہ وہ ناچار جی سی جاتا ہی +
کون بحر دم وصل یان سے گیا + کہ نہ یار اسکا اس جہان سے گیا + پھر یہان سے خامہ مصیبت نگار
حال ملکہ زار لکھتا ہے کہ آخر کار جی تنگ ہوا اب وہ رہی سے یہ ڈھنگ ہوا استاد۔ لگز مین یہ
اب سب آثار ہیں ہمکو + یہ دن دکھائے تری انتظار نے ہمکو + فراق تیرے بن موت اب تو مارا ہے یہ
نت چپ تڑپ کی دل بیقراری ہمکو + جب آپاآ دم نزع کنٹھ بیٹھ گیا + تم آئے بالین پہ او سدم پکارنے
ہمکو + صبح سے تا شام نکلی، ہاتھ در دست تاسف بر سر اور ہر دم یہ کلمہ زبان پر استاد۔ زبسکہ
رہتا ہے آنیکا اوسکے دھیان لگا + صدای در پہ ہے در پہ دو اپنا کان لگا + بیاد زلف نہ تا دود
آہ سب پہ گئے + مین منہ پہ اسلیئے رہتا ہون پیچوان لگا + ہزار خوار ہوئے تجھ سے عندلیب یہان
بی ثبات چمن ہے نہ آشیان لگا + آخر کثرت انتظار سے منظر کی کرنے لگی اور جان زار تڑپنے سے
دل بیقرار کسے برہمی کرنے لگی یہ نوبت ہوئی سے گیئے دن ٹکٹکی کے باندھنے کے + اب آنکھین
بہتی ہین دو دو پہر بند + اوسوقت کشش محبت ملکہ مہر نگار نے جان عالم کے دل کو بیچین کیا
خیال آیا کہ خدا جانے صدمۂ فرقت سے اوسکا کیا حال ہوگا دل نے کہا جینا وبال ہوگا گھبراکر
دست پاچہ ہوا عیش و نشاط بھولا یہ تازہ گل پھولا انجمن آرا سے کہا زیادہ طاقت مفارقت
احباب وطن مجھ خستہ تن کو نہین آج بادشاہ سے رخصت خواہ ہونگا وہ بہر حال اطاعت اور
رضا اوسکی جمیع امور پر مقدم جانتی تھی کہا مجھے بھی تمنائے سیر کوہ و بیابان بے پایان ہے
شہزادہ موافق معمول دربار مین حاضر ہوا اور سلسلۂ سخن بطلب رخصت وطن کھولا بادشاہ
محزون و غمناک ہو فرمانے لگا یہ کیا کہا جو کلیجہ منہ کو آنے لگا جان من تاب جدائی نہین

رخصت بادیہ پیمائی نہین اگر خواہش سیر ہے تو فضا اِس نواح کی جابجا مشہور ہے خزانہ موجود
فوج فرمانبردار ملک حاضر اگر منظور ہے جانعالم نے دست بستہ عرض کی ای شہریار باوقار چند برس
دن مین حضور کو مجھہ غمگین سے یہ محبت ہوئی کہ مال و ملک سلطنت بلکہ جان تک دریغ نہین وای
برحال مادر و پدر سوختہ جگر جنھون نے لاکھ منتون کرور مرادون سے دن کو دن نہ رات کو
رات جانکر سولہ سترہ برس خاک چھانکر مجکو پالا ولولۂ طبیعت نے گھر سے نکالا اب مدت مدید عرصہ
بعید گذرا او نھین میری جینے مرنیکا حال معلوم نہین اونکے صدمے کو غور کیجیے رخصت بہر طور کیجیے آدمیت
سے بعید ہی آپ عیش و نشاط کرے ماں باپ کو رنج و تعب مین چھوڑے امیدوار ہون اِس امر
مین حضور کہ کمترین بکشادہ پیشانی اجازت وطن دین اگر حیات مستعار زیست ناپایدار باقی
ہے پھر شرف آستان بوس حاصل کرونگا نہین تو اِس فکر مین گھٹ گھٹ کر مرونگا دین برباد
ہوگا اور دنیا مین عزت و آبرو نرہیگی خدا ناخوش ہوگا خلقت تن پرور راحت طلب کہیگی بادشاہ سمجھا
یہ اب نہ رکیگا آنسو آنکھون مین بھر کر کہا خیر بابا مرضی خدا جو تیری رضا مگر تیاری سامان سفر کو
چالیس دن کی مہلت چاہیے جانعالم نے یہ بات قبول کی یہ تو رخصت ہو کر گھر آیا خبردار دنے
اِس حال کا خاص و عام مین چرچا مچایا خلاصہ یہ کہ شدہ شدہ غلغلہ گھر گھر ہوا خرد و کلان بوڑھا
اور جوان شہر کا اِس خبر سے باخبر ہوا۔

عزم جانعالم زرنگار سے سوے وطن تیاری سامان رخصت انجمن آرا کی عزیز و اقربا سے فرقت اور پہونچنا ملکہ پاس پھر نکاح کرنا

مؤلف۔ چل ای توسن خامہ چالاک و چست + کہ اب بیٹھے بیٹھے بہت جی ہی سست + جگہ بیٹھ رہنے
کی دنیا نہین ۔ یہان خاک بیٹھے کوئی دل حزین + سفر ہر نفس سکو رہتا ہے یان + سرای فنا بھی
عجب ہے مکان + نہ بیٹھا کبھی جمکے اک جا سرور + قریبون سے اپنے رہا دور دور + طی کنندگان ملک
معانی و سیاحان اقلیم خوش بیانی بادیہ پیمایان بے توشہ بار محنت بر سر راہ نوردان ہوش باختہ
بے راہبر یاد دلدار در دل دین و دنیا فراموش الم ہمراہ ہر گام نالہ و آہ تصور یار ہم آغوش +
لکھتے ہین کہ اوس عازم سمت معشوق عاشق خصال کو چلہ وہین گزرا سامان سفر تیار ہوا اب صبح کو
اِس چلہ نشین حجرۂ محبت کی رخصت ٹھہری سر شام با دل ناکام بادشاہ دامن سحر کی صورت

گریبان چاک کر مع ارکان سلطنت دو کوس شہر سے باہر سر راہ دامن کوہ پر جا بیٹھا وزیر خوش تدبیر
سے فرمایا تم شہزادے کو رخصت کرو ہم یہان سے جلوس سواری سامان سفر دیکھ لینگے یہ
خبر اہل شہر کو معلوم ہوئی تمام خلقت پانچ برس کا لڑکا پچانوے برس کا بوڑھا رنڈی مرد دوپہر ڈھلے
پیرا و سیدم جمع ہوا جھٹپٹے وقت جہانِ عالم نے سواری طلب کی ہرکارون نے عرض کی بادشادراہ
ہیطرف متوجہ ہوا روشنی ہو دہوئی پلٹنین آئین سجی سجائی توپخانہ گذرا پھر بارہ ہزار ہاتھی سواری
کا ہودج وعماری کا ہزار گارہ سو جنگی بارہ مست چار دن بھٹیان ٹیکتین بان نبے سونڈون مین
چڑھے بھسونڈی رنگے طلائی نقرئی زنجیرین کھٹکتین جھولین زربفت کی نئے نئے رستے کلاتون
کے ہیکلین جڑاو مغرق گجگاہین پڑین دو رویہ اس انداز کی کہ اگر اصحاب فیل انھین دیکھتے
خوف کھاتے کبھی کعبہ ڈھانے نہ آتے فیلبان زربفت کی قبا یا کمخواب کی پہنے جوڑیدار پگڑیان
باندھے کمر مین پیش قبض باکٹارہ ہاتھون مین گجباگ جواہر نگار مستون کے ساتھ دو دو بوڑھی
بردار ایک چرکٹا سنڈا ہاتھ مین ڈنڈا دو برچھی والے دیکھے بھالے آگے پیچھے تریل قریب بانہ
مار برابر دو سوار پھر کئی لاکھ سوارون کے پرے ہاتھیون سے پرے پرے سر سے تا پا لوہے
کے دریا مین ڈوبے بیس اکیس برس کا ہر ایک شخص کا سن شباب کی راتین جوانی
کے دن خود بکتر زرہ پہنے بائین دہنے چار آئینہ فولادی مین ہردم روے مرگ معائنہ کرتی
ہاتھون مین دستانے خانہ جنگون کے بانے دو تلوارین ایک قاش زین مین دوسری ڈاب
مین مینے کی جوڑیان قبور مین سرور بہادری سے سرور مین کمر مین قردلی یا کٹار آبدار سپر پشت
پر برچھا ہاتھ مین تیکھا پن ہر بات مین مثل نہنگان بحر ہیجا دشیران کنام وغا موچھونکو تاؤ دیتے
ہر بار نوک کی لیتے گھوڑے وہ خوشخرام کہ سمند سبز فام جسکا قدم دیکھ کے آج تک چال بھولا
ہے دیکھنے والے کہتے تھے چمن رواں کیا پھلا پھولا ہر دو صفین باندھے ہوئے بیچ مین بخشیانہ
روش گھوڑے کداتے جوبن دکھاتے چلے گئے پھر ہزار بارہ سو سانڈنی سوار خوش رفتار زرد
زرد قبائین در بر سرخ پگڑیان سر پر آبی بانات کی یا جامے پاؤن مین ہتھیار لگائے مہارین ٹھائے
تیارون کی چھاؤن مین سانڈنیون مین دو دو سو کوس کا دم بختی فلک اب تلک ہبلاتا
ہے جب ذکا دھیان آتا ہے قدم قدم پہ جب بڑھے تو سواری کے خاص خاصے نظر آئے

عربی ترکی تازی عراقی یمنی اور کاٹھیاوار کا دکھنی وہ وہ گھوڑا جو ابلق لیل و نہار کی نظر سے
نہیں گذرا تھا نہ موتر انہ رس کا خلل رنگ دھاڑ نہ کھونٹا اوکھاڑ نہ ساپن نہ ناگن عقرب نہ
ارجل شبکور نہیں منھ زور نہیں کم خور نہ میٹھا نہ کھوٹا بال بھوری سے صاف حشری کمری
کمنہ لنگ نہیں سینے کا تنگ نہیں ہمہ تن اوصاف کسی پر جڑاؤ زین بندھا کسی پر چارجامہ
دوال کو کسا کسیکی فقط گردنی اولتی گنڈہ دیتہ ساز یراق جواہر نگار پوزی دمچی طرحدار پر ہما کی
کلغی لگی پاکھر پر تکلف جھون پڑی دوگاما گام شتہ گام پویہ ایبہ رہوار دلکی کا منجا الیل کرتا جلوہ
دار جنور لیے مشغول گس رانی میں ہمرکاب تپائی بردار معقول سرگرم جانفشانی میں باگڈورین پر
زر سانیس لیکر نکلے اونکے نوبت نشان ماہی مراتب علم اژدہا پیکر جلو میں نصرت و ظفر یہ سب
جلوس باکر و فر آیا نوبت کی ندا جھانجھ کی جھانجھ سے صدا قرنا سے شور و غل شہنشاہ میں بھیرون
بھباس کے سُر بالکل نقیب و چوبدار دن کی آواز پرسوز و گداز عجب کیفیت کا عالم تھا اودھر نقارہ کی
تتری اور میلی سے گوش کر دیاں کر ہوا جاتا تھا ایک طرف شہر کے لڑکون کا غل بجادی بجادی کا
غل مچایا چلا آتا تھا میر سونگھے تو خر و مہ لیکر عصای نور ہاتھون میں پٹیسی کہتے تھی گردون پر
ادب اور تفاوت سی پھر شکار کا سامان میر شکار لائے باز آہنین چنگال تیز بال بحری باشے
شاہین عقاب فلک سیر جہان گیر جرہ اونکی قریب تازی ولایتی کتے بو دار کلدار انگ تازی جانبازی کرنیوالے
چیتے جو دشمن نکا برا چھتے بلکہ لہو پیتے سیاہ گوش در آغوش ہرن لڑنیوالے خانہ زاد گھر کے پالے انکے بعد
ہزار ہا سقہ خواجہ خضر کا دم بھرتا چہرہ کا ذکر تا کمر میں کھادی کی لنگیان شانون پر بادلی کی جھنڈیان
مشکون میں بید مشک بھرا ہاتھے میں ہزاری کا فوارہ چڑھا متعدد غلام بادلہ پوش حلقہ بگوش
ہاتھون میں ہیرے کے کڑے پڑے منقش انگیٹھیاں سونے چاندی کی لیے عنبر و عود جھونکتے نکلے پھر تو
کوسون تک خنگی رنگ تا آرشک طبلۂ عطار ہو گیا اونکے متصل دو ہزار لالٹین والگن بلور
کی صاف صاف شفاف لالٹینیں لیے شمع مومی و کافوری روشن وہ شب غنچہ دہن زیب انجمن برہم
پھر صدای اہتمام نقیبان خوش گو چار سو بلند ہوئی اور صبح صادق نے جلوہ دکھایا ہاتھ کو ہاتھ
نظر آیا تا شادمانی دریچہ مشرق سے سر نکال کر مشغول نظارہ ہوا حسرت میں وطن دادہ ہوا
دم سحر نسیم و صبا کی فرش شمع کا جھلیا جھلملا او ادھر جلنا سوار کا آہستہ آہستہ چلنا پہاڑی جانورونکی سیر

ذکر حق مین وحش و طیر سر سبز درخت لہلہی پھول رنگ برنگ گرد ڈہیر سقون کی آب پاشی صدای
نالۂ مرغان خوش الحان سحر دلنوازشی خسرو انجم کا مع ثابت وسیارہ چھپتے جانا سورج کی کرن کا جگمگانا
پھولون کی بوباس چشمہ سرو و شیرین آس پاس خلق کا مجمع دامن کوہ پر سبکی نگاہ کبھی ادہر
کیفیت بیگاہ اس انبوہ پر ادہر مسافرون کی کثرت ادہر بادشاہ پر ارمان خلق خدا با حسرت بچشم انتظار
امید وار آمد پیادہ و سوار و تماشای عجیب روزگار تھے یکا یک غول خاص برداروں کا آیا مخواب
کی میرزائی انگرکھے گجراتی شروع گھٹنے دلّی کی ناگوری پاؤن مین سر پر گلنار پھینٹے طرحدار خاصیون کے
غلاف بانات سقرلاتی باغ و بہار گردپوش مخمل کی سینگڑی ساز مطلا جھلاجھل کرزیل حقاق توڑی دار
قرابین تیر بچے جیسے شیر زندہ بچے جواہر نگار اور برچھی بردار باندار کتے دا لئے ہیش قرار فرماہی دار اب
و مرکب جھکڑ یکا عالم گرد اگرد بیچ مین شہزادۂ جانعالم اسپ باد رفتار پر سوار برابر انجمن آرا کا سکھپال پری
تمثال ہزار پانسو کہاریان پیاری پیاریان کمسن جسم گدرایا شباب چھایا زربفت و اطلس کے لہنگے
مصالحہ ٹکا لچکے دوپٹے باریک بنت گوکھرو کی کرتی انگیا کا شانی مخملی کرتیان کندھون پہ کچھ
سکھپال اٹھائے باقی پرا جمائے ادہر آ ادہر جا اوگرتے لا ئم ہاتھون مین پڑی پاؤن مین سوتے
کے تین تین چھڑے کانون مین سادی سادی بالیان نشاء حسن مین متوالیان کسیکا کان جو آلا
تھا تو حسن کی دکان مین ناز و انداز کا نرخ دوبالا تھا انداز نازنرالا تھا وہ آہستہ تیوری چڑہانے کے
پاؤن رکھنا کبھی سسکی جھجکی بڑی سیر تھی کئی سو سواری کا دوڑ والا خواجہ سرا عجیب عجیب طرح کا
لٹکا قلماقنین ترکنین سرگرم اہتمام خواجہ سرایان ذی لیاقت متمول گھوڑون پر سوار بند و بست
مین مشغول جریب زمین پر پڑتی کوس کا پہیہ ساتھ زمین کی پیمایش سواری کی ٹڑا تزک بر ترتیب
کرو فر نہایت دہوم دہام بادشاہ کے پاس آ پہونچے جانعالم نے دیکھا ظل سبحانی کے چشمۂ چشم سے
جو جوئے خون جاری ہچکی لگی بیقراری طاری ہے گھوڑے سے کود کر آداب و تسلیمات بجا لایا بادشاہ نے
یہ تسم فرمایا اسوقت ہمارے پاس نہ آؤ خدا کو سونپا چلے جاؤ مجبور شہزادہ مجرا کر کے سوار ہوا جسدم جانعالم
نے گھوڑا بڑھایا تمام خلقت کا جی بھر آیا علی الخصوص بادشاہ کی بے قراری جانعالم اور انجمن آرا
کی گریہ وزاری دیکھکر تماشائی تمام واویلا مچا کہنے لگے آج رونق شہر کی رخصت ہے زینت
سلطنت کی فرقت ہے ایسے مہرو ماہ کی جدائی سے شہر مین غدر پڑیگا اندھیر ہو جائیگا انکا الم جدائی بے تج

تصویر جان عالم مع سامان سفر و تھیلیاں انجمن آرا اور ادھر اُدھر ٹٹوؤن پر لوگ بیٹھے اور سواری روان



دشت پیمائی ہزار روز سیہ تمام عمر دکھائیگا کہتے ہین سیکڑون مرد و زن ہی بے کہنے سُنے ہمراہ ہوئے
غریب الوطنی اختیار کی وہان بود و باش گوارا نہوئی زیکی بعد یہ سات سو پالکی نالکی چنڈول محافہ امیر
زادیونکا اور انیسون جلسون کی تین چار سو گھڑ گھڑیان اور نفس پیش خدمتونکا دو تین سو میانہ چوپہلا
مغلانی آتون محلدارنیکا ہزار نو سو رتھ اکبر آبادی دو برجی سایہ بان دار نئی مغرق پردے جھمکتے ناگوری
بیل جو ثور فلک نے نہ دیکھے تھے جُتے آنا چھوچھو چھپی نویس باربردار لونڈیان باندیان سواریہ بھی قطار
قطار گذر گئے اور چھکڑے اونٹ ہاتھی خزانے اور اسباب کے ڈیرے خیمے لدائی لدے کسنے کسائی چکڑے
نظر آئی غرضکہ تا شام بھیر بھاڑ بازاری سرکاری سب لوگ چلے گئے لکھا ہے کہ روپئے اور شہر خالی ایام خزانہ
کی دم رخصت اتنی آئین کہ تمام راہ سید مسافرون نے پائین اور کھجور کلیجو کا یہ خیال ہوا کہ رات کی ہوا کھیون
کو کلیجے بلکہ اور اہل لشکر کو بانٹ دیئے کھجورین جو بٹ نسکین راہ مین پھینک دین وہ اُگین اُسکے درخت اگر
کم تھے اوسیدن سے جنگل ہو گئے اُسوقت بادشاہ سراسیمہ و بدحواس با حال یاس و دولت سرا مین آیا
وہ بسا بسایا شہر اُجاڑ ویران نظر آیا بازار مین جا بجا چراغ گل سر شام گھڑی نمائب اندھیرا بالکل جس طرف
دیکھا لوگ تھکے ماندے بھرکر پڑے تھے بازار مین تختے لگے شہر جڑے تھے لوگ سوز مفارقت سے دردمند گلائے
بند جو جہان پڑا تھا شہزادی کی رخصت کا ذکر کر رہا تھا وہ شخص اگر باہم تھو بادل پر غم تھے کوئی
سوتا تھا کوئی چکا پڑا روتا تھا بستی سنسان بازار مین سناٹا خلق خدا اندوہ کی مبتلا بادشاہ کو
دونا قلق ہوا رنگ فق ہوا محلسرا مین آیا وہان بھی چھوڑی کو غمگین پایا لوگون کی عزیز جدا ہو گئے

سب دس یوسف رفتہ کے زندان فراق مین اسیر بلا ہو گئے علی الخصوص انجمن آرا کی مان جسکی نظر سے وہ چاند سورج چھپ گئے زمانہ آنکھ مین تیرہ و تار دل غم سے خار خار حیرت مین نقش دیوار ہو رہی تھی آنکھون پر زور تیرہ و تار رہی تھی بادشاہ نے سمجھایا ہاتھ منھ دھلوایا کچھ کھلایا یہ تو سب نالہ بلب آہ در دل جانعالم اور انجمن آرا و بمنزل پانچ پانچ کوس کا کوچ دو چار دن کے بعد ایک دو مقام براحت و آرام کرتے چلے فوج ظفر موج ساتھ اژدہی علی کا عجب عالم تھا ایک عالم روز ہمراہ جہان کی نعمت تیار شام و پگاہ صراف بزاز جوہری روپیہ پیسا اشرفی ڈھاکہ کا ریزہ بنارس کا گلبدن گجرات کا کمخواب لباس زمرد یاقوت احمر جو چاہو سو لو ایک طرف قصاب و نانبائی یکی بکائی لیے ہوئے میوہ فروش خانہ بدوش حلوائی طرح طرح کی مٹھائی مہیا بازار بلغ و بہار جدا جدا ہر شہر کا جھنڈ اگر آجو بر کا بازار پڑا حلوخانے کے روبرو نصف شب گذری تک دکانین جھلین کاسی دیا جلتا بھولا بھٹکا دیکی روشنی مین آ ملتا کوتوال سر گرم پاسبانی بازاریون کی نگہبانی نہ سنگار وند مین پھکیتا غرضکہ سب خرم و شادمان رواں تھے مگر جانعالم جذب محبت ملکہ سے کبھی یہ کہتا **شعر** بساماں سفر با خود دل رنجیدہ دارم ✤ بکف چیزے کہ دارم دامن برچیدہ دارم ✤

ورود لشکر فیروزی اثر دیار ملکۂ مہر نگار مین پیر مرد کی ملاقات اور انجمن آرا اور ملکہ مہر نگار کی دو بدو گفتگو پھر جانعالم کا نکاح

مشاطۂ خامہ نے عروس سخن کو بصد زیب و زینت حجلۂ بیان مین یون جلوہ آرا کیا ہے کہ جب ورود لشکر فیروزی اثر ملکۂ مہر نگار کے باغ سے قریب ہوا خبردار دوڑے یہ مژدۂ جان بخش فوراً ملکہ کو پہونچایا کہ مبارک ہو شہزادہ تشریف لایا بسکہ غم مفارقت سے تاب و طاقت طاق تھی سنتے ہی غش آیا پھر سنبھلکر فرمایا بخت خفتہ کب بیدار ہوتا ہے ایسا پانون پھیلائے سوتا ہے اور جو میرا دل بہلانے کو کہتے ہو تو سنو۔ **مؤلف** تفریح شگفتون کی ترغیب ہے لاحاصل ✤ بہلانے کی باتین ہین یہ دل کی بہلتے ہین ✤ چندی جو یہی لیل و نہار ہے تو قصہ فیصل ہے تدبیر خلاف تقدیر سراسر بیکار ہے **مؤلف** گر اوسکے ہجر مین یونہین اندوہگین رہے ✤ تو ہوئیگا وصال دلا یہ یقین رہے ✤ ہے جتیا داشرہ گر اس چشم تر یہ آہ ✤ دامن رہے رہی نہ ہے آستین رہی ✤ مدفن کا اپنے ہمکو تردد ہو کسلیئے ✤ کوچہ کی تیرے یار سلامت زمین رہے ✤ تو گلشن وصال کی کر سیر عندلیب ✤ ہم خرمن فراق کو بن خوشہ چین بنے

جو جو کہ انتخاب تھے صفحۂ دہر کے + ایسے وہ مٹ گئے کہ نشان بھی نہیں ہے + کسکی خوشی کہانی ہنسی کیسا اختلاط + ہمکو تو نجیرِ ستم کرو + اب ہم نہیں رہے + چھوٹا نہ نزع مین بھی خیال اوسکا ای سُرور + دم بھرتے ہم اوسیکا دم واپسین رہے + اس عرصہ مین وُہی خواص دل آرام نام بارہ دری سے نیچے اوتری پھر کہا خدا جانے یہ لشکر کہاں سے آکر اوترا ہے ملکہ ہنسکر بھلا یہ سیر خواصون کی کندھون پر ہاتھ دھر ٹھنڈی سانس بھر کوٹھی پر چڑھی دیکھا تو فی الحقیقت لشکر بے پایان سپاہ فراوان ہے خیام شاہی استادہ ہین پھرتے چلتے سوار اور پیادہ ہین یکایک شہزادہ جانعالم سمند سوار اسپ صرصر خرام رخش تیزگام پر سوار نظر آیا اول تو اوسے نہ پہچانا تھا مصیبتون کا مارا دشت غربت کا آوارہ دیکھا تھا اب حشم و خدم جاہ و حشم سے پایا بدن تھرایا اعضا اعضا مین رعشہ ہوا یہ زور تماشا ہوا اوستاد آتی ہی تری چھٹتا ہے رعشہ سا بدن مین + ہر چند کہ ہین مٹتے ہر لحظہ سنبھل ہم + وہ زردی چہرہ پر غم مژدۂ وصل کی سُرخی سے بدلگئی غش سے سنبھل گئی شہزادہ گھوڑے سے اوتر سیدھا ملکہ کے باپ پاس گیا رسم سلام بجالایا اوسنے دُعای خیر دیکر چھاتی سے لگایا کہا الحمد للہ تمہین بصحت و عافیت تندرست کامیاب دیکھا پھر انجمن آرا کی سواری آئی تسلیم بجالائی بہر مردی فرمایا شہزادی فقیر کے حال پر کرم کیا اللہ بھلا کرے اوسنے عرض کی کنیز مدت سے حضور کی صفت و ثنا خلق سبحانی کی زبانی سُنا کرتی تھی آج شہزادی کی بدولت سعادت آستان بوس حاصل ہوئی دو گھڑی بیٹھی پھر التماس کیا اگر اجازت ہو تو ملکہ کی ملاقات سے مسرور ہوں آپ نے دحق پرستانہ فرمایا اسکا پوچھنا کیا بابا بے تکلف خانہ خانۂ شماست جانعالم رخصت ہو خیمہ مین آیا انجمن آرا نے ملکہ کے مکان کا رستہ لیا آنے کی خبر شگفتہ ملکہ کو پہونچی تھی

تصویر انجمن آرا اور ملکہ مہر نگار کی باہم گلے ملنے کی



سامان اوس دوجڑے مکان کا درست ہوا تھا جب سواری اُتری لب فرش پہنچی آئی فراشی سلام
کیا گرے انجمن آرا نے لگایا ملکہ آبدیدہ ہو کر بولی تم نے مجھے محجوب کیا میں فقیر کی بیٹی تم شہزادی ہر چند شاہ
و گدا دونوں بندۂ خدا ہیں الا تمہارے قدم آنکھوں پر رکھوں تو بجا ہے آپ کی آنے سے مجھے بڑا
افتخار حاصل ہوا ہے انجمن آرا بولی تم نے خوب کیا رنڈی یہ چوچلے کی باتیں بیگانہ وار کرتی تو کیا ہوتا ہے
صاحب ہماری تمہاری تو رشتہ ہمسری برابری ہے اور حساب کی راہ سے پہلے تو سلامتی سے تمہیں مجھ پر کا ہی
اولش ہمیں بلا ہے پہلے مزا آپ نے چکھا ہے جو بن لوٹا ہے غرضکہ دو دو دونوں کہیں ہو گئیں خلا ملا حرف و
حکایات رمز و کنایہ شب بھر رہی جس وقت عروس شب نے مقنعۂ مغرب میں منہ چھپایا اور نوشاہ روز
مشرق سے نکل آیا انجمن آرا جان عالم کے پاس آئی دیر تک اخلاق و محبت ملکہ کا مذکور کیا کی ایسی صفت
کی عورت آج تک نہ دیکھی تھی دوسرے دن جان عالم نے ملکہ کے باپ سے عرض کی کہ اللّٰہ نے پیر زادہ و عقل و وفا
اس سالک راہ حق نے ارشاد کیا ہم اس لائق کہاں ہیں لیکن مصرعہ شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را +
تم قول کے پورے ہو اقرار کے سچے ہو بسم اللہ اپنے زمرۂ کنیزوں میں سرفراز کرو شادی کا نام لینا منہ چڑانا ہے
نہ وہ ہم ہیں نہ ہمارا زمانہ ہے آخرش بطور شرع شریف ملکہ کا نکاح جان عالم کے ساتھ ہوا اب یہ معمول ہوا
ایک شب انجمن آرا کی دوسری رات ملکہ کی ملاقات ٹھہری اور اُن دونوں میں وہ راہ و رسم محبت
و الفت کی بڑھی کہ شہزادی کی عاشقی نظر سے گر گئی نظری سوتی اور سچ ہے جو طرفین سے نجیب الطرفین
ہوتے ہیں دونوں رشک و حسد رنج و ملال دخل نہیں پاتا گٹی جلی ڈاہ بغض عداوت کج بحثی دانتا
کِلکِل روز کی توتو میں میں چھوٹی اُمت پر ختم ہے لاکھ طرح انہیں سمجھاؤ نشیب فراز دکھاؤ لیکن
ان لوگوں سے دو جو تنک چھانا نہیں رہا جاتا دو دن ایک طرح پر صحبت برابر نہیں آتی ہے زندگی
انسان کی تلخ ہو جاتی ہے لاکھ طرح کا غم ہوتا ہے ناک میں دم ہوتا ہے مؤلف عشق میں طرفین سے

الفت برابر چاہیے + جو بدل نہ ہو اوسکو بندہ پرور چاہیے +

داستان حیرت بیان رخصت جان عالم پیر مرد کا عمل بتانا چلتے وقت وزیر زادے کا ملجانا انجمن آرا کی میلا سی شہزادی کو بندر بنانا اُس بیچارے کا ہزاروں مصیبت اُٹھانا مع الخیر صحبت پانا

مصیبت نگار و مصائب رقم + جگر چاک و مغموم میر اقلم + زمانے کے کچھ طرز لکھتا ہے یاں + عجائب غرائب ہے
یہ داستان + مری بات یارو یہ کرنا یقین + کسیکا کوئی دوست مطلق نہیں + جو یہ دوست ہیں ایسے

دشمن کہین + نہین ہین نہین ہین نہین ہین نہین + کیا امتحان مین نے اگر میسر ہو ضرورت
کی کچھ دوستی ہے ضرور + قصہ کوتاہ چندے شاہزادہ والاجاہ وہان رہا ایک روز یہ سب عاشق و معشوق
باہم بیٹھے تھے جانعالم نے کہا ہمین وطن چھوڑے عزیزون سے منہ موڑے عرصہ ہوا ہنوز دلی دور ہے اب چلنا ضرور ہے
وہ دونون نیک خو رضا جو بولین بہت خوب وہی روز حرف رخصت ملکہ کے باپ سے درمیان آیا اوسنے
بھی روکنا مناسب نجانا سفر کی تیاری ہوئی دم رخصت بقدر مال و اسباب نقد و جنس کی قسم سے
شہزادی کو ملا کہ انجمن آرا کا جہیز بھول گیا اور وقت وداع پیر مرد زاہد دل مردہ جانعالم سے کہا فقیر کے
پاس کچھ نتھا جو پیشکش کرتا مگر ایک نکتہ بتاتا ہون جب امتحان ہوگا خزانہ قارون سے زیادہ کام آئیگا
اگر احتیاط کروگے پھر چند فقرے تنہا لیجا کر تاکید سے کہا اگر یہ مقدمہ حقیقی بھائی سے اظہار کروگے
یاد رکھو حضرت یوسف سے زیادہ صدمے سہو گے زمانہ کے اخوان الشیاطین پر از کید آمادہ کین ہین اسی
سبب سے دنیا مین راز کہنا برا ہے چپ رہنا بھلا ہے یہ نکتہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے سبکو یاد
ہے دنیا مین برادر حقیقی دشمن مادر زاد ہے فرد بھاگ ان بردہ فروشون سے کہان کے بھائی ہیچ ہی
ڈالین جو یوسف سا برادر ہووے + پھر انجمن آرا پاس آ فرمایا شہزادی فقیر زادی کنیز کو عزیز جان کر
نظر الطاف و کرم ہر دم رکھنا یہ بھی خدمتگزار مین تصور کرگی اتنی کہ سونپا تمہین حافظ حقیقی کے سپرد
کیا تو خدا حافظ سواری وہیں سے طیار تھی لوگون پر ثابت تھا کہ کوئی امر پوشیدہ درویش بادشاہ شہزادے
پر بہ تکرار اظہار کرتا ہے اتفاق زمانہ اسی روز وہ وزیرزادہ جو وطن سے ساتھ نکل ہرن کے پیچھے
گھوڑا پھینک دشت ادبار مین شہزادے سے جدا ہوا تھا سرگشتہ و پریشان پھرتا پھرتا یادہ یا ادھر
آنکلا اوسنے جو یہ لشکر جرار اور قافلہ تیار دیکھا پوچھا کسکی سواری ہے کہان کی تیاری ہے لوگون نے
تمام جانعالم کا قصہ سنایا یہ خوش ہوا جین جی آیا پوچھا شہزادہ کہان ہے وہ بولے پیر مرد جو یہان
کا مالک ہے فقیر سالک ہے کچھ کہنے کو جدا لے گیا ہے اس عرصے مین جانعالم رخصت ہو سوار ہوا
وزیرزادے نے مجرا کیا شہزادے نے گھوڑے سے کود کے گلے لگایا دیر تک نچھوڑا اوسیدم لباس فاخرہ
پہنا ہمراہ سوار کیا راہ مین سرگذشت تفرقہ پوچھتا کہتا چلا جب شہر مین داخل ہوا وزیر کو خلوت مین
طلب کیا انجمن آرا کو اور ملکہ کو نذر دلوا کہا یہ وہی شخص ہے جسکا الم مفارقت مدام دلمین کانٹا سا
کھٹکتا تھا جی سینے مین پھڑکتا تھا دیکھو جب اچھے دن آتے ہین بچھڑے ملجاتے ہین جسدن گردون نے

ہمین آوارۂ دشت ادبار کیا تھا جدا ہر ایک دوستدار و غمخوار کیا تھا اب مساعدت بخت سے ایام بخت
دور ہوئے باہم مہجور ہوئے وزیرزادی کا حال سنو انجمن آرا کا حسن و جمال بےمثال دیکھ دیوانہ ہو ہوش
و حواس عقل کھو بکمال مرام با وصل کی تدبیر مین پھنسا اوستاد بار اغیار ہو گئے اللہ + کیا بازی کا انقلاب
ہوا + اوستاد خدا سے تو ملے آشنا نہین ملتا + کوئی کسیکا نہین دوست سب کہانی ہے + دو چار
گھڑی یہ صحبت رہی پھر اپنے اپنے خیمون مین گئے وزیرزادی کے واسطے خیمۂ عالی استادہ ہوا پھر چند کنیزین
انیسین حسین مہ جبین دونون شہزادیون کی ہمراہ تھین ویسی دیکھا فرمایا جسطرف تیری رغبت ہو دو وا
دون وہ نطفہ حرام اور خیال مین تھا عوض کرنے لگا میری کیا مجال ہے اور کیا تاب و طاقت
ہے جو انھین بری نگاہ سے دیکھون جانعالم بہت رضامند ہوا کہ بڑا نیک طینت صاف باطن ہے
بہ اسباب ظاہر اس نظر سے زیادہ مد نظر ہوا لیکن اگر گھر ہوا تمام صحبتین حالات سفر رنج راہ نفع و ضرر
شہزادی نے بیان کیا مگر جب پیر مرد کی مشورہ کا ذکر آتا تھا ٹال جاتا وہ سمجھا کہ کچھ اسمین بھید ہے ایک روز ملکہ
مہر نگار اور انجمن آرا کی متفق ہو کر جانعالم سے کہا یہ کیا ماجرا ہے ہر دم ایک شخص غیر اور جوان کو شریک
صحبت خلا ملا رکھنا کیا مناسب ہے اور داب سلطنت سے بھی یہ امر بعید ہے شیطان کو انسان دور نہ جاننے
غیر ہو گیا اپنے کا اعتبار نہ کیجئے جانعالم نے کہا پھر ایسا کلمہ زبان پر نہ لانا وہ نہ تمھاری لونڈیونکا پاس کیا نہ کہ
تمہارا حفظ مراتب اور مین بھی تو ایسا بیہودہ نادان تھا جو خلاف وضع حرکت کرتا ملکہ یہ سنکر ہنسی انجمن آرا
سے مخاطب ہو کر کہا برای خدا انصاف کیجئے خاطر کی نہ لیجئے انکے حمق مین کسی بیوقوف کو تامل ہوگا
آپ اگر عقل کے دشمن نہوتے تو کیون حوض مین کود کر ساحرہ کی قید مین پھنستے تمام ڈوبتے تو بھلا
سچ کہو شرمندہ نہوتے مین کیا سمجھے تھے جو کود پڑے ذرا یہ خیال نہ آیا جو اجنبی نگر کو محیط تامل مین غوطہ
زن نہ فرمایا کہ کہان انجمن آرا کا جنگل کا حوض وہ اس مین کیونکر آئی وہ از نسل شاہی تھی
یا در خاندان ماہی تھی جانعالم کھسیانا ہو گیا کہا بات اور سخن اور کہان کا ذکر کس جگہ لایا کیا
میری حماقت کا موقع تمھارے ہاتھ آیا یہ تو سچ ہو شعر عشق ازین بسیار کرد است و کند + سبحہ را
زنار کرد است و کند + اوستاد کہتے ہین جسے عشق وہ از قسم جنون ہے + کیونکہ حواس اپنے مین پاتے
ہین خلل ہم + بھلا اپنی باتین تو یاد کرو دل مین منصف ہو ملکہ نے کہا دیکھا آپ شرما گئے تو یہ کہانی
لائے مین رنڈی ہون ناقص عقل سب کہتے ہین بھلا صاحب اگر مجھ سے بیوقوفی کی حرکت ہوتی تعجب نہین

شاکر ز کی جاے کہ آپکا مزاج بھی میرا ہی سا ہی آخر یہ بات ہنسی مین اُڑ گئی گروہ مکار ہر کوچ و
مقام مین وقت کا منتظر تھا ایک روز غم اندوز شہزادی کا خیمہ صحرای باغ و بہار دشت لالہ زار پر گر
ہمہ تن خار خار پر آزار مین ہو فضای صحرا کی کیفیت دکھائی پھولون کی خوشبو دماغ مین سمائی جابجا چشمے
روان دیکھکر یہ لہر آئی کہ تنہا وزیرزادی کا ہاتھ پکڑ لب چشمہ جا بیٹھا کشتی شراب کی طلب ہوئی جب دم
جانعالم کی آنکھون مین سرور آیا اختلاط کا زبان پہ مذکور آیا اوس دغا شعار نے دار نے وقت تنہائی صحبت
بادہ پیمائی نشے کی حالت غنیمت جانی رونے لگا شہزادی نے ہنسکر کہا خیر ہے وہ بولا جو جو شرط رفاقت
حق خدمت دنیا مین ہوتا ہے غلام سب بجا لایا مگر محنت و مشقت غریب الوطنی دشت نوردی کا خوب
خوب بھر پایا جب آپ سا قدر دان بات کو چھپاوے تو پھر اور کبھی کسی بات کی امید رہی جانعالم
نشے مین انجام کار نہ سوچا اوس فیلسوف کی رونے سے بچین ہو گیا کہا اگر تجھکو یہی امر ناگوار ہے تو سن لے
جو ہمارا ہے مجھے ملک کے باپ نے یہ بات بتائی ہے کہ جسکے قالب مین چاہون اپنی روح لیجاؤن اوس نے
پوچھا کسطرح شہزادی نے ترکیب بتادی جب وہ سب سیکھ چکا بولا غلام کو بھی امتحان غلطی کا گمان ہے
شہزادہ اوٹھکر جنگل کیطرف چلا چند قدم بڑھکر بندر مردہ دیکھا کہا دیکھ مین اسکے قالب مین جاتا ہون
یہ کہکے شہزادہ زمین پر لیٹا بندر اوٹھ کھڑا ہوا وزیرزادی کو سب ڈھنگ یاد ہو گیا تھا فوراً وہ کمبخت
نمک زمین پر گرا اپنی روح جانعالم کی قالب خالی مین لا کھڑا ہوا اور کمر سے تلوار نکال اپنا جسم ٹکڑے ٹکڑے
کر کے دریا مین پھینکدیا شہزادی کا نقشا کہ کرا ہوا بجھا بڑی خطا ہوئی از ماست کہ بر ماست خود کردہ را علاج
نیست وہ کافر بندر کی پیچھے دوڑا شہزادہ بیچارہ بھاگ کر درختو کی پتون مین چھپا پھر تو بادلچمی تمام

تصویر بندر کی قالب مین آنا جانعالم کا اور وزیرزادیکا جانعالم کی قالب مین آنا اور اپنا قالب ٹکڑے ٹکڑے کرنا



وہ نطفۂ حرام لہو کیڑون پر چہڑک بدہڑک ملکہ کے خیمے مین آیا۔ رویا پیٹا چلایا کہا اسوقت ظلم کا
حادثہ ہوا مین وزیرزادی کے ساتھ سیر کرتا تھا یکایک جنگل سے شیر نکلا۔ اوسے اوٹھا لیچلا ہر چند مین نے
جانبازی کی شیر کو تہ شمشیر کیا زخمی ہوا مگر اوسے نچہوڑا لیہی گیا ملکہ نے تاسف کیا سمجھایا قضا سے کیا چارہ
یہی حیلہ مرگ اوسکے مقدر مین تھا پھر انجمن آرا پاس گیا وہان بھی یہی اظہار کیا الا گھبرایا ہوا باہر
چلا گیا ملکہ انجمن آرا کے خیمے مین آئی وزیرزادی کا مذکور اسمین رہا لیکن ملکہ کو قیافہ شناسی کا بڑا ملکہ تھا
پریشان ہو کر یہ کلمہ کہا خدا خیر کرے آج بہت شگون بد ہوئے تھے صبح سے دہنی آنکھ پھڑکتی تھی راہ مین
ہرنی اکیلی رستہ کاٹ میرا منہ تکتی تھی اپنی سایہ سے بہڑکتی تھی خیمے مین اوترتے وقت کسی نے چھینکا تھا خواب
متوحش نماز کیوقت دیکھا تھا تم بھی فضل الٰہی سے عقل و شعور رکھتی ہو آج کی حرکتین شہزادی کی غور
کرو خلاف عادت ہین یا مجھی کو وہم ہوا ہے انجمن آرا نے کہا تم جانتی ہو وزیرزادی سے محبت کیسی تھی
رنج و الم برا ہوتا ہے بدحواسی مین کیا ہوتا ہی القصہ وہ شب ملکہ کے پاس رہنی تھی اسے اندر کا
حال کیا معلوم تھا طبیعت کے لگاؤ سے انجمن آرا کے خیمے مین گیا جسوقت پہر بجا ملکہ وہان گئی دیکھا
شہزادہ وہان بیٹھا ہی مگر مضطر اسنے پوچھا آج کہان آرام کرو گے وہ جہجک کر بولا جہان تم کہو ملکہ نے کہا
یہین سو رہو شہزادی نے کہا بہت خوب یہ کلمہ بھی خلاف دستور ظہور مین آیا بہکا خوب کہنا ملکہ نے برا مانا انجمن
آرا کا ہاتھ پکڑ کر خیمے مین لائی روئی پیٹی چلائی انجمن آرا بولی ملکہ خدا کے واسطے کچھ مفصل بتاؤ بولی غضب
ہوا قسمت اولٹ گئی شہزادی سے چہٹ گئی خدا کی قسم یہ جانعالم نہین وہ بھی شہزادی تھی گو سیدھی
سادی تھی کہا درست کہتی ہو بہت سی باتین اسنے آج نئی کی ہین ملکہ نے کہا خیر اب جو ہو سو ہو تم
یہین سو رہو پھر حبشیون ترکنون سے فرمایا ہم سوتی ہین تم در خیمے پر مسلح جاگو اسوقت شہزادہ کیا اگر
فرشتہ آئے بار نپائے یہ خبر سنکر وہ بچارے اکیلے اوس خیمے مین جا پڑے ایک ڈر دو طرف ہوتا ہے ملکہ
نے دیکھا اگر جانعالم ہوتا کبھی اکیلا نہ سوتا بے تامل چلا آتا بد مزگی کا باعث خفگی کا سبب پوچھتا اوسے
کسکا ڈر تھا اوسکا تو گھر تھا انجمن آرا کہنے لگی صورت تو وہی ہے اوسوقت ملکہ نے ماجرا غیر کے قالب
مین روح لیجانے کا دم رخصت اپنے باپ کے بتانے کا مفصل بتایا پھر کہا کہ یہ حال وزیرزادے
سے کہا ہوگا یہ فساد اوسکا ہے ہمین اوسکی چتون پر شک آیا تھا سامنے لانے کو منع کیا تھا
سمجھایا تھا وہ نادان ہمارا کہنا خاطر مین نہ لایا اوس کا مزا پایا القصہ وہ شب کہ شب اولین

گو رتھی رونے پیٹنے مین کٹی انجام کار کا تردد و تفکر رہا کہ دیکھیے شیشۂ ناموس ونگ سنگ ظلم سے کیونکر
بچتا ہے اور یہ کہتی تھین اُستاد کسے تیغ جفای چرخ ہو امید ہے سینے کی + جو ہو وہی بھی تو ہان شاید وہان
زخم خندان ہو + اسی فکر و اندیشہ مین صبح قیامت نمود ہوئی سواری ڈیوڑھی پر موجود ہوئی کوچ ہوا خبر دارون
نے اوس بے شہزادے سے عرض کی یہ سرزمین غضنفر یہ ہے یہان سے پانچ کوس شہر ہے
حاکم یہان کا زرہ پوش غضنفر شاہ ہے حکم کیا خیمہ ہمارا شہر کے قریب ہو کارپرداز حسب الارشاد
عمل مین لائے جب شہزادیان خیمے مین داخل ہوئین خود آیا اِدھر یہ بیچاریان ڈر سے بادل صد چاک
اودھر ملکہ کے رعب سے وہ بچا بھی خوفناک ساعت بھر بیٹھ کے اوٹھ گیا جب غلغلۂ فوج اور آمد لشکر وہان
کے بادشاہ نے سنا کہ لشکر بیشمار سپاہ جرار شہر کے متصل آپہونچی اوسے بہت تشویش ہوئی وزیر خوش تدبیر
کو چند تحفے دیکر استفسار حال دریے وہ استقبال کو بھیجا تا ملازمت حاصل کرکے من وعن حضور مین عرض
کرے وزیر حاضر ہوا عرض بیگمون نے خبر پہونچائی وہ تو داب سلطنت ریاست کا رنگ ڈھنگ
جانتا تھا وزیر اعظم کا بیٹا تھا روبرو طلب کیا بعد ذکر و اذکار ہر شہر و دیار اپنا سبب آمد بجہت سیر و شکار
اور اچھا ہونا آب و ہوا اِس جوار کا اور دیکھنا یہان کے شہر و شہریار کا بیان کیا دمِ رخصت خلعت
فاخرہ وزیر کو عنایت ہوا اور بطرز دوستانہ کچھ ہدایا بادشاہ کو روانہ کیا جب وزیر اپنے بادشاہ کی
خدمت مین حاضر ہوا حسنِ اخلاق دبدبۂ شوکت و صولت آئین سلطنت رعب و جراُت کا
اوسکے اِس رنگ ڈھنگ سے ذکر کیا کہ وہ بادشاہ بیساختہ مشتاق ہو کر سوار ہوا خبر دارون نے
اِس حال سے مطلع کیا ارکان سلطنت وزرا امرا بخشی سپہ سالار پیشوائی کو گئے جب قریب پہونچا خود
در خیمہ تک آیا معانقہ کر دونون تخت پر جا بیٹھے سلسلۂ کلام بلاغت نظام طرفین سے کھلا وہ بھی انکی
صورت پر غش ہو گیا فصاحت پر اش اش کر گیا بعد تکرار شہر کا مکلّف ہوا جلد جلد عمارات شاہی سجی
سجائی خالی ہوئی ہمکو اوتار لشکر وہین رہا پھر حسب طلب ملکہ انجمن آرا سیر چوک و دو محلسرا برابر
خالی ہوئے شہزادیان وہان اوتریں چند روز دعوت کے جلسے رہے جب فرصت ملی دل مین سوچا
اگرچہ جانعالم بندر ہی الا اونکی جینے مین اپنی مرگ کا خوف و خطر ہے ایسی تدبیر نکالیے کہ اوسے جان سے
مار ڈالیے پھر بے کھٹکے آرام صبح و شام کیجیے ملکہ سے ڈرتا تھا پیر مرد کی نام لینے سے مرتا تھا جیسے چور کی
داڑھی مین تنکا یہ سوچکر حکم کیا ہمین بندر درکار ہین جو لائیگا دس روپے پائیگا اہل شہر ہزار دن بندر

پکڑ لائے جو سامنے آتا بغور دیکھ سر تڑواتا تھوڑے عرصے مین بہت بندر ہلاک اوس سفاک نے کیے
جب بندر کم ہوئے دام بڑھے بجدیکہ فی بندر سو روپے مقرر ہوئے دو دو کوس چار چار کوس گرد و پیش نام
و نشان نرہا بندر عنقا ہو گیا چنانچہ وہین کے بھاگے ہوئے آج تک متھرا اور بندرابن اور اودہ بنگالے
مین خستہ تن ہین بلکہ اوس زمانے مین بندرابن بالفتح تھا اب عرصہ دراز گذرا وہ بندرون کی
کثرت جو نرہی ابن کسر سے یہ لفظ بالکسر خلقت کہنے لگی غرض کہ شہر مین ہر طرف غلغلہ ہوا کبھی یہی
معاش ہوئی ہر شخص کو بندر کی تلاش ہوئی ایک چڑیمار زیر دیوار بسر اوس بستی مین بستا تھا مگر
محتاج مفلوک بہزار جستجو و تکاپو تمام دن کی گردش مین دس پانچ جانور جو ہاتھ آجاتے دو چار
پیسے کو بیچ کر جورو خصم روٹی کھاتے اگر خالی پھرا فاقے سے پیٹ بھرا ایک روز اوسکی جورو کہنے لگی تو
سخت احمق ہے دن بھر جانورون کی تلاش در در خاک بسر الو سا دیوانہ ہر ایک ویرانہ جھانکتا
پھرتا ہے اسپر جورو روٹی ملی تو بدن پر لتا ثابت نہین کسیطرح اگر ہنومان کی دیا سے ایک بندر بھی ہاتھ
آئے تو برسون کی فرصت ہو جائے لالچ تو برا ہوتا ہے وہ راضی ہوا کہا کہین سے آٹا لا روٹی پکا
اور جسطرح بنے تھوڑے چنے بہم پہونچا صبح بندر کی تلاش مین جاؤن گا نصیب آزماؤن گا
اوسنے مانگ جانچ وہ سامان کر دیا دو گھڑی رات رہی چڑیمار جال ٹھٹکی پھینک لاسا کمپا چھوڑ چھٹی
جو دھوکے کی تھی وہ توڑ روٹی چنے اور رسی لیکر جنگل نکلا شہر سے چھ سات کوس باہر نکل کر جنگل مین
ڈھونڈھنے لگا وہان کا حال سنیئے شہزادہ جو بندر بنا تھا اوسنے جسدن سے بندر پکڑتے لوگون کو دیکھا
تھا اور سر تڑوانے کا حال سنا تھا بدحواس پریشان سراسیمہ نیست سے یاس حیران ہر طرف چھپا پھرتا تھا

تصویر چڑیمار کے بندر پکڑنے کی مع شگاف درخت



کہ مبادا کوئی پکڑ لیجائے زندگی مین خلل آئے اُس روز کئی دن کا بن دانہ آب خستہ و خراب ضعف و نقاہت سے ایک درخت کی کول مین غش ہو کر پڑا تھا چڑیمار نے دیکھا دبے پانؤن آکر گردن پکڑ لی اوسنے آنکھ کھولی گلا دست قضا مین پایا جینے سے ہاتھ اوٹھایا یقین ہوا زیست آخر تھی آج پیمانۂ بقا بادۂ اجل سے لبریز ہو کر چھلکا پکارا ای گردون دون انا للہ وانا الیہ راجعون چڑیمار نے کمر سے رسّی کھول مضبوط باندھا پھر شہر کا رستہ لیا تھوڑی دور چل بندر نے کف افسوس مل کہا ای شخص کیون خون بیگنا درماندہ درگاہ اپنی گردن پر لیتا ہی مصیبت زدہ کو اور دُکھ دیتا ہے وہ بولا کیا خوب تو باتون سے مجھے ڈراتا ہی اگر دیو بھوت جن آسیب بلا ہی بلا ہے مگر تیرا چھوڑنا نادا ہے آج قسمت آزمائی ہی نعمت غیر مترقبہ ہاتھ آئی تجھے بادشاہ کو دونگا سو روپے لونگا جین کرونگا یہ سُنتے ہی سُن ہو گیا رہی سہی جان قالب سے نکل گئی ہر چند منت ساجت سے کہا لالچ کا کام بُرا ہوتا ہے کچھ کام نہ آیا چڑیمار نے جلد جلد قدم بڑھایا قریب شام شاد کام گھر آیا جورو سے کہا اچھی ساعت گھر سے گیا تھا طائر مطلب بدام دانۂ خواہش کے جال مین پھنسا یہ کہکر خوب ہنسا ادھر کلمے پینے جسدن شہزادہ گرفتار بلای تازہ ہوا یعنی چڑیمار کے دام حرص مین گرفتار ہوا ملکہ کا دل گرفتہ خود بخود گھبرائی رو رو یہ بیت زبان پر لائی استاد ہوئی کیا وہ تاثیر ای آہ تیری ✝ تھی آگے تو کچھ پیشتر آزمائی انجمن آرا سے کہا تمنے سنا یہ کمبخت بندر کل واسطے کھلوا تا ہے یقین جانو جانعالم اس ہیئت مین ہے اور آج خدا کرے صبح سے بیطرح دل ناکام کو اضطراب ہی جان زار کو پیچ و تاب ہے گھر کاٹا ہے غم کلیجا جاتا ہے معلوم ہوتا ہے شہزادہ پکڑا گیا یا کوئی اور آفت تازہ ستم نو بے اندازہ چرخ کہن دکھائیگا ہنسی کے بدلے رولائیگا میر جس سے جی کو کمال ہو اُلفت ✝ بیکسے جانب درست ہو نسبت ✝ جنبش اوسکی پلک کو گردان ہوے دلین یان کاوش اک نمایان ہو یار کو درد چشم گر ہووے ✝ چشم عاشق لہو سے تر ہووے ✝ وان دہن تنگ یان ہو دلتنگی ✝ حسن اور عشق مین ہو یکرنگی ✝ انجمن آرا نے جھنجلا کر کہا اس سے اور افزون کیا دنیا مین تباہی اور خرابی ہوگی شہر چھٹا سلطنت گئی مان باپ اور عزیز و اقربا کی جدائی نصیب ہوئی زخم دل و جگر آٹھ پہر ہین جان کو لالے پڑے ہین مصحفی ۔ مرض الموت سے کچھ کم نہین آزار اپنا ✝ دلمین دشمن کے بھی یارب نہ چبھی خار اپنا ✝ اور جسکے واسطے آوارۂ دشت گشتہ ہوئے یہ صدمے سے نحوست بخت نافرجام گردش ایام سے اوسے کھو بیٹھے

وطن سے ہاتھ دھو بیٹے اب رضینا بقضا مرضی مولے از ہمہ اولے تا سخ مجھے فرقت کی اسیری سے رہائی ہوتی + کاش عیسی کی عوض موت ہی آئی ہوتی + ابر رحمت سی تو محروم رہی کشت مری ہمکو بجلی ہی فلک تو نے گرائی ہوتی + ہون وہ غم دوست کہ سب اپنی ہی دلمین بھرتا + غم عالم کی اگر اسمین سمائی ہوتی + یہان تو دو باتین تھین ادھر چڑیمار کی جورو چراغ لیکر بندر کو دیکھنے لگی بندر سوچا وہ کمبخت مرد بر سر رحم نہوا کیا عجب یہ زنڈی ہی اگر نرم زبانی سی مذکور آفت آسمانی سنی اور مہربانی کری اس خیال سی پہلے سلام کیا وہ ڈری تو یہ کلام کیا اخر نیکبخت خوف کر دو باتین۔

تصویر چڑیمار کی بندر لیے ہوئے اور اسکی جورو کا چراغ سی دیکھنا اور بندر کا سلام کرنا



میری گوش دل سے سُن لے گنواریان جی کی کڑی بھی ہوتی ہین بندر کا بولنا جینھا سمجھکر کہا کہ وہ بولا ہم غریب الوطن گرفتار رنج و مبتلای محن گھر سے دور قید مین مجبور ہین مان باپ نے کس کس ناز و نعم سے پالا فلک نے کون کون سی مصیبت دکھائی تو گھر سے نکالا یہان تک دربدر حیران پریشان کرکے بُرے دن دکھائے تیری پاس گرفتار ہو کر آئے ستا دیدا کیا خدا نے کسیکو نہین عبث لایا مجھی کو یہان یہ جہان آفرین عبث + اب صبح کو جب ہملوگ گردن ماری جاینگے تب سو روپے تمھارے ہاتھ آینگے خون بیگناہ کی جزا حشر کے دن پاؤگے بیکنیھ چھوڑ نرک مین جاؤگے پیارا روپیہ ہاتھ کا میل ہے اسپر جو میل ہو کتنے دن کھاؤگے دھبہ جنم جی نہ چھوٹے گا دھوتے دھوتے مرجاؤگے اگر ہماری حال پر رحم کرو خدا اور کوئی صورت کریگا سو روپے کے بدلے تمھارا گھر اشرفیون سے بھر دیگا ہماری قتل مین گناہ بے لذت یا ایک موذی کی حسرت نکلنے کی سوا اور کیا فائدہ ہے اگرچہ ایسا جینا مرنے سے بُرا ہی لیکن خدا جانی ارادہ ازلی مشیت ایزدی کیا ہی ہماری

تقدیر مین کیا کیا لکھا ہے جو خدا کے نام پر نثار ہے اللہ اوسکا ہر حال مین ممد و مددگار ہے تو نے
بادشاہ مین کا قصہ سنا نہین ایک سلطنت للہ دیدی دو پائین لالچیون کی قضا آئی جائین گنوائین
رنڈی موم کی ناک ہوتی ہے جب گھر گئی جدھر پھیر ا پھر گئی بندر کی باتون پر کچھ تعجب کچھ تاسف
کر کے کہنے لگی ہنومان جی وہ کہانی کیسی ہے سناؤ مہراج۔

فسانہ شاہ مین سلطنت سایل کو دینا اور بی بی کو مع بیٹون لیکر شہر سے نکلنا اور مین سوداگر کا فریب پھر فرزند کی جدائی آخر کو سلطنت ہاتھ آئی۔

بندر نے کہا سرزمین یمن مین ایک بادشاہ تھا ملک وسکا مالا مال دولت لازوال بخشندۂ تاج
و تخت نیک سیرت فرخندہ بخت جس دم سایل کی صدا گوش حق نیوش مین در آئی وہین
احتیاج بکاری مین بر آئی یہان تک کہ لقب وسکا نزدیک و دور خدا دوست مشہور ہوا ایکروز کوئی
شخص آیا اور سوال کیا کہ اگر تو خدا دوست ہے تو للہ تین دن مجھے سلطنت کر فی دے بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ
جو رکن سلطنت مسند نشین حکومت حاضر تھے بتاکید اونہین حکم ہوا کہ جو اسکی نافرمانی کریگا
مورد عتاب سلطانی ہوگا یہ فرما وہ فرمانروا تخت سے اوٹھا سایل جا بیٹھا حکمرانی کرنے لگا چوتھے
روز پادشاہ آیا کہا کیا قصد ہے سایل بولا پہلے تو فقط امتحان تھا اب بادشاہت کا مزہ ملا اب ے
خدا تاج و تخت یک لخت مجھے بخش دے بادشاہ نے فرمایا یہ حکومت آپکو مبارک ہو بادشاہت دیکر کچھ
نہ ہیہات لیا فقط لڑکونکا ہاتھ ہاتھ مین بی بی کو ساتھ لیا دل کو سمجھایا اتنے دنون سلطنت حکومت
کی چندے فقیری کی کیفیت فاقے کی لذت دیکھیے گو جاہ و حشم مفقود ہے مگر شاہی بہر کیفیت

تصویر سایل کی تخت پر بیٹھنے کی اور بادشاہ کا بی بی اور لڑکون کو ساتھ لیکر چل نکلنا



موجود ہے اِس شہر سے کہین اور چلنا فرض ہے حکم خدا قُل سیروا فی الارض ہے دنیا جای دید ہے
عنایت خالق سے کیا بعید ہے جو کوئی اور صورت نِکلے ایک لڑکا سات برس کا دوسرا نو برس کا
تھا غرضکہ وہ حق پرست شہر سے تہیدست نِکلا بلکہ تکلف کا لباس بھی نہ لیا جامۂ عریانی جسم پر چست
کیا اور چل نِکلا دنیا کا اور نقشہ ہی مصرعہ کہ این عجوز عروس ہزار داماد است + کل وہ سلطنت
ثروت کرّ و فر افسر و تاج آج یہ مصیبت اذیت دربدر پیادہ پا سفر محتاج کبھی دو کوس گاہ چار کوس
بے نقارہ دو کوس بہزار رنج و تعب چلتا جو کچھ میسر آتا تو روزی ہوتی نہین تو روزہ یونہین ہر روز
راہ طے کرتا جب یہ نوبت پہونچی چند روز مین ایک شہر ملا مسافرخانے مین بادشاہ اوترا اتفاقاً
ایک سوداگر بھی کسی سمت سے وارد ہوا قافلہ باہر اوترا آپ ہوا کے گھوڑے پر سوار سیر کرتا ہوا
مہمانسرا مین وارد ہوا شہزادی گو کہ گرد راہ صعوبت سفر مین مبتلا تھی لیکن اچھی صورت کبھی
چھپی نہین رہتی سعدی حاجت مشاطہ نیست روی دلارام را + سوداگر کی جو آنکھ پڑی بیک
نگاہ از خود رفتہ ہوا بادشاہ کے قریب آ سلام کیا یہ بیچارے اللہ کے ولی وہ ولد الزنا شقی بادشاہ
نے سلام کا جواب دیا اِس عرصہ مین وہ غدار حیلہ سوچا بہت افسردہ خاطر ہو کر کہا اے عزیز مین تاجر
ہون قافلہ باہر اوترا ہے میری عورت کو درد زہ ہو رہا ہے دائی کی تلاش مین دیر سے گدائی
کر رہا ہون مِلتی نہین تو مرد بزرگ ہے کج ادائی نکر اِس نیکبخت کو للہ میرے ساتھ کر دے اِسکے
واسطہ ہی اوسکو رنج سے نجات ملے وگرنہ بندۂ خدا کا مفت خون ہوتا ہے یہ للہ کا نام سُنکر گھبرائی
بی بی سے کہا زہے نصیب جو محتاجی مین کسیکی حاجت رفع ہو کام نکلے بسم اللہ دیر نکر اوسنے

تصویر سوداگر کا شہزادی کو گھوڑے پر بٹھا کر لے بھاگنا



دم نہ مارا سوداگر کے ساتھہ روانہ ہوئی دروازے سے باہر نکل دس غریب سے کہا قافلہ دور ہے مجھے
آذی ہوئے عرصہ گذرا آپ گھوڑے پر چڑھ رہین تو جلد پہونچین وہ فلک ستائی فریب نہ جانتی تھی
سوار ہوئی سوداگر نے گھوڑے پر بٹھا باگ اوٹھائی قافلے کے پاس آ کوچ کا حکم دیا آپ ایک سمت گھوڑا
پھینکا اوسوقت اوس نیکبخت نے داد بیداد فریاد مچائی تڑپی روتی پیٹی چلائی آہ وزاری اوسکی
اوس بے رحم سنگدل کی خاطر مین نہ آئی بادشاہ بہر شہر منتظر رہا پھر خیال مین آیا خود چلیے دیکھیے وہان
کیا ماجرا ہوا بیٹون کا ہاتھ پکڑے سرا سے نکلا ہر چند ڈھونڈھا نشان کے سوا قافلے کا نشان
نہ ملا دور گرد اوڑتی ہوئی دیکھی جرس کی صدا سنی نہ پاؤن مین دوڑنے کی طاقت نہ بی بی
کے چھوڑنے کی دل کو تاب اسطرح عذاب نہ کوئی یار نہ غمگسار نہ خدا ترس نہ فریاد رس بحسرت و
یاس قافلے کی سمت دیکھکر یہ کہا مصحفی - تو ہمرہان قافلہ سے کہیو اے صبا + ایسے ہی گر قدم ہین
تمہارے تو ہم رہے + ناچار لڑکون کو لیکر اوسیطرف چلا چند گام چلکر راہ بھول گیا ایک ندی ملی مگر
نہ کشتی نہ ڈونگی نہ ملاح راہ سے یہ ناآشنا وہان سیاح کا گذر ایک نعرہ مارا اور ہر طرف باہی بے آب
واہی تباہی پھرا رہبر کامل کو پکارا ساحل مطلب سے ہمکنار نہ ہوا مگر کچھ ڈھب ڈھبانے کا ڈھب
تھا ایک لڑکے کو کنارے پر بٹھا چھوٹے کو کاندھے پر اوٹھا دریا مین در آیا نصف پانی بعد گرانی
طے کیا تھا کنارے کا لڑکا بھیڑیا اوٹھا لیچلا وہ چلایا بادشاہ آواز سنکر گھبرایا پھر کر دیکھنے جو لگا کندھے
کا لڑکا پانی مین گر پڑا زیادہ مضطرب جو ہوا خود غوطے کھانے لگا لیکن زندگی باقی تھی

تصویر بادشاہ کی دریا پر پہونچنے کی اور ایک لڑکے کو بھیڑیے کا لیجانا اور دوسرے کا دریا مین گرنا



پھر کیونکر کنارے پر پہونچا دیکھا بڑے بیٹے کو بھیڑیا لے گیا چھوٹا ڈوب مرا نیرنگی فلک سے

عالم حیرت بی بی کے چھٹنے کی غیرت بیٹوں کے الم سے دل کباب سلطنت وغیرہ سے خستہ و خراب بے
پریشانی میں سفر کرتا پھر چلا سہ پہر کو ایک شہر کے قریب پہونچا در شہر پناہ پر خلقت کی کثرت دیکھی
اودھر آیا اوس ملک کا یہ دستور تھا جب بادشاہ عازم اقلیم عدم ہوتا ارکان سلطنت روسای شہر
وہاں آ کر باز اڑاتے تھے جسکے سر پر بیٹھ جاتا اوسے بادشاہ بناتے تھے چنانچہ یہ روز وہی تھا باز چھوڑ
چکے تھے ابھی کسیکے سر پر نہ بیٹھا تھا اس بادشاہ گدا صورت کا پہونچنا باز اسکے سر پر آ بیٹھا لوگ معمول
کے موافق حاضر ہوئے تخت روبرو آیا ہر چند یہ تخت پر بیٹھنے سے باز رہا کہا میں گم کردہ ہشیان
سلطنت کے شایان نہیں ہوں میں نے اس علت سے اپنے مرز بوم شوم کو چھوڑا ہے حکومت
سے منہ موڑا ہے مگر وہ لوگ اوسکے سر پر باز کا بیٹھنا عنقا سمجھ نہ باز رہے جو جو شاہیں تھے تاڑ گئے
پر میں پہچان گئے کہ یہ مقرر ہمارے اوج سلطنت ہے قصہ مختصر گھیر گھار تخت طاؤس پہ

تصویر باز کے بیٹھنے کی بادشاہ کے سر پر اور لوگوں کا اوسکو بادشاہ بنانا



بٹھایا نذریں دیں نوبت خانے میں تہلکہ ہوا بڑے تزک حشمت سے آشیانہ سلطنت کاشانۂ دولت میں
داخل کیا تمام قلمرو نقد و جنس اشیای بحری و بری انکی تحت حکومت قبضۂ تصرف میں آیا گو سکے پر
نام جاری ہوا منادی نے ندا دی دہائی پھر گئی کہ جو ظلم و جور کا بانی ہوگا وہ لٹوا گردن مارا جائیگا
عز و ذل میں چاہے تو گدا کو وہ کرے تخت نشین + کچھ اچنبھا نہیں ایکا کہ خدا قادر ہے + کارخانہ
قدرت عجیب و غریب ہیں نہ اعتماد سلطنت نہ قیام غربت و عسرت مرزا رفیع عجب نادان ہیں
جنکو ہے عجب تاج سلطانی + فلک بال ہما کو پل میں سونپے ہے مگس رانی + یہ سلطنت تو کریگا
مگر فسردہ خاطر پژمردہ دل بسبب شرم و حیا مفصل حال کسی سے نہ کہتا تھا شب و روز

غمگین اور اندوہناک پڑا رہتا تھا جب وہ بلبل ہزار داستان یعنی فرزند شمع دودمان یاد آتی تھے
نقل سبحانی کو کوب پر لاتے تھے اب اون لڑکون کا حال سنیے جسکو بھیڑیا اوٹھا لیے جاتا تھا اودھر
سے کوئی تیر انداز بکدست آتا تھا اوسنے چھڑایا دوسرا جو غوطے کھاتا تھا اوسکو ماہی گیرنے دام محبت
مین اولجھایا وہ دونون لاولد تھے اوسی شہر کے رہنے والے جہان ان لڑکون کا باپ بادشاہ
ہوا تھا وہ اپنے اپنے گھر مین لا بقدر مقدور لڑکون کو پرورش کرنے لگے جل جلالہ کیا رنگ تفرقہ
فلک نے پھینکا کہ ایک دوسرے سے جدا ہو گیا چند عرصے مین بیٹون کی مفارقت نے بادشاہ کو
بے چین کیا وزیر سے فرمایا دو لڑکے قوم شریف سے ہماری صحبت کے قابل لا وزیر نے تمام شہر کے
لڑکے طلب کیے حکم حاکم مرگ مفاجات وہ دونون بھی آئے سبحان اللہ جامع المتفرقین بھی اسی کا
نام ہے بچھڑے ملانا اوسکے روبرو کتنا کام ہے وہی وزیر کو پسند آئے روبرو لایا بسبب طول زمان
مفارقت اور تکلیف و عسرت نقشے بدل گئے تھے وضع اور ہو گئی تھی نہ بادشاہ نے پہچانا نہ تقاضاے
سن سے لڑکون نے باپ جانا اور نہ یہ سمجھ آئی کہ ہم دونون بھائی ہین یہ بھی قدرت ربانی ہے
بہم ہوئے گو جدا رہے لیکن بادشاہ بمحبت تمام مصروف عنایت علی الدوام تھا سب نے سنا ہے
کابل کا یہ نکتہ ہے کل امر مرہون باوقاتہا تھوڑے دن مین معتمد مقرب ہوئے اور وہ سوداگر جو فروش
گندم نما و جو فروش کا پتلا یہان کے پہلے بادشاہ سے رسائی علے سے شناسائی رکھتا تھا اس نظر سے وہ
بھی اوس عورت نا راض کو لیکر وہان وارد ہوا خبر مرگ بادشاہ سنکر ملول ہوا کہ مطلب نہ حصول
ہوا لوگون نے کہا بادشاہ تازہ اوس سے زیادہ خلیق و غریب پرور ہے بوساطت وزیر اعظم
تحفہ تحایف حضور مین نذر کر شرف اندوز ملازمت ہوا اوسکو بھی بادشاہ نے نہ پہچانا نہ سوداگر
نے حریف جانا مگر بادشاہ اوسکو ذی اعتبار سیاح و یار دیار سمجھ بیشتر اطراف و جوانب کا مذکور سنتا
تھا ایک دن قریب شام حضور مین حاضر تھا بادشاہ نے فرمایا آج کی شب گھر نہ جا کچھ پوچھنا ہے وہ
بیٹھا تو مکدر پریشان بادشاہ نے تردد کا سبب پوچھا بباعث عنایت فی الجملہ گستاخ ہو چلا تھا دست
بستہ عرض کی خانہ زاد کے پاس ایک عورت ناراض ہے اوسکو فدوی سے اغماض ہے اوسکی نگہبانی
بذات خود کرتا ہون ایسا نہو نکل کے راز نہان فاش کرے حمایتی تلاش کرے حکم ہوا یہ مقدمہ
آج ہمارے ذمے ہے وہی لڑکے جسکے معتمد تھے خاص دستہ اونکے ہمراہ کر پاسبانی کی

تاکید اکید کی لڑکے آداب بجا کے سوداگر کے مکان پر گئے باغ مین خیمہ برپا تھا وہ خیمہ پر کرسی بچھا
دونون بیٹھے لوگ گرد کھڑے ہو گئے جب آدھی رات گذری ایک کو نیند آنے لگی دوسرے نے کہا سونا
مناسب نہین ایسا نہو کوئی فتنۂ خوابیدہ جاگے خیمے سے کوئی چونک بھاگے وہ بولا تو ایسا فسانہ
کہو جو نیند اوچٹنے کا بہانہ ہو اوسنے کہا خیر آج ہم اپنی سرگذشت کہتے ہین اگر غور سے سنوگے نیند کیا
کئی روز بھوک پیاس پاس نہ آئیگی ای عزیز باتمیز مین بادشاہ یمن کا بیٹا ہون میرا باپ سلطنت
سایل کو دے مجھے اور ایک میرا چھوٹا بھائی کہ وہ تجسے بہت مشابہ تھا اوسکو اور اپنی بی بی کو ہمراہ لیکر
غریب الوطن ہوا تھا راہ مین ایک سوداگر فریبی شہزادی کو لے گیا ہم دونون بھائی ساتھ رہے
آگے چلکر دریا ملا نا و بیڑا کچھ نتھا بادشاہ مجکو کنارے پر بٹھا چھوٹے کو کندھے پر اوٹھا پار چلا مجھے بھیڑیے نے
پکڑا میری چلانے سے بادشاہ جو بدحواس ہوا بھائی دوش سے آغوش دریا مین گر کے پڑا خود
غوطے کھانے لگا پھر نہین معلوم کیا ہوا مجھے تیر انداز نے دہن گرگ سے چھڑایا اب فلک اس بادشاہ
پاس لایا وہ رو کر لپٹ گیا کہا بھائی دریا مین ہم گرے تھے مچھلی والون کی باعث ترے تھے
پھر تو دونون بغلگیر ہوا یسے چلاے کہ وہ عورت چونک پڑی پردے کے پاس آکے حال پوچھنے لگی انہون
نے ماجرای گذشتہ بیان کیا وہ پردہ الٹ لڑکون سے لپٹ گئی کہا ہم ابتک سوداگر کی قید مین
ہین اوسیدم یہ خبر بادشاہ کو پہونچی سواری بھیجی طلب کیا اوسوقت سب نے پہچانا فوراً سوداگر کو قید
کیا صبحدم جب جلاد سپہر مہر شمشیر شعاع کھینچکر ہنگامہ پرواز عالم ہوا سوداگر کو کاروان عدم
کا ہمسفر کر بار ہستی سے سبکدوش کیا اس مین اخبار نویسون نے حال لکھا وہان ہر بونگ
مچا تھا وہ سائل ستم شعار بد جو ظلم پیشہ جفا کار نکلا رعیت نالان ارکان سلطنت ہراسان رہتے
تھے ہزار ہون رنج رات دن سہتے تھے جب یہ خبر وہان پہونچی وزیر نے زہر دیکر اوسی نا الحکام
سے نجات پائی اور عرضداشت اپنی بادشاہ کو تمنای قدمبوس تمام شہر کی تحریر کی بادشاہ کو بھی
محبت وطن دل مین جوش زن ہوئی سفر کی تیاری ہونے لگی۔ قطعہ۔ حب الوطن از ملک
سلیمان خوشتر۔ خار وطن از سنبل و ریحان خوشتر + یوسف کہ بمصر بادشاہی میکرد + میگفت گدا بودن
کنعان خوشتر۔ القصہ یمن میں آیا دونون سلطنتین قبضے مین ہین جب بندر نے یہ فسانہ تمام کیا پھر کہا کہ
ای نکبخت مطلب اس کہانی سے یہ تھا کہ جو بادشاہ عاشق اللہ خدا پرستا کر تھا ایک سلطنت دی

دو پائین یہ دونون بدبخت جو لالچی تھے اونھون نے جانین گنوائین قیامت تک مطعون خلائق ہوئے
جتنے نیک ہین قصہ سنکر یہ کہینگے رنڈی ان باتون سے بہت برسر رحم ہوئی بندر کی تسکین کی کہا تو خاطر جمع رکھ
جب تک جیتی ہون تجھے بادشاہ کو نہ دونگی فاقہ قبول کرونگی پھر اوسے روٹی کھلا پانی پلا گھنڈری
مین لٹا سو رہی صبح کو چڑیمار اوٹھا بندر کے لیجانے کا قصد کیا عورت نے کہا آج اور قسمت آزما
پھر جانور پکڑنے جا جو روٹی میسر آئے تو کیون اسکی جان جائے ہم پر ہتیا لگے بدنامی ہو نہین تو
کل لیجانا وہ بولا تو اسکے دم مین آگئی بندر نے کہا ماشاء اللہ رنڈی تو خدا پرست ہے تو مرد ہوکر
مضطر ہوتا ہے پاجی تو زن مزید ہوتے ہین پھر وہ ٹپک جھنک جال پھینکی اوٹھا لاسا کمپا ٹٹی
کندھے سے لگا کر گھر سے نکلا پایا تو دن بھر خراب ہوکر دو مین جانور لاتا تھا اوس روز دن بھر مین پچاس
ساٹھ ہاتھ آئے پھنکی بھر گئی خوش خوش گھر پھرا کئی روپے کو جانور بیچے آٹا دال لون تیل لکڑی خرید
تھوڑی مٹھائی لے بھٹی پر جا بکے کا ٹھرا پیا ہاتھ پاؤن بھول گئے جھومتے گیت گاتے گھر کا رستہ لیا
مفلسی کا غم بھول گئے جورو سے آتے ہی کہا ارے ہنومان جی اکے قدم بڑے بھاگوان ہین بھگوان
نے دیا کی آج رو تیا دلوائے اتنے جانور ہاتھ آئے وہ گھر بسی بہت ہنسی پہلے مٹھائی بندر کو کھلائی
پھر روٹی پکا آپ کھا کچھ اوسے کھلا پڑ رہی بندر بیچارا سمجھا چندے پھر جان بچی جو فلک نہ جل مرے
اور اسکا رشک نہ کرے۔ مؤلف ؎ کیا شاخ گل پہ پھول سے بیٹھی ہے عندلیب + ڈرتا ہون مین
نہ چشم فلک کو برا لگے + جب لے آیا بار یاس ہی لایا یہ ای سپہر کاہے نخل غم مین ثمر اس سوا لگے +
اب روز چڑیمار کی ترقی ہونے لگی تھوڑے دنون مین گھر بار کپڑا لتا گہنا پاتا درست ہوگیا قضارا کوئی
کوئی بڑا تاجر سرا مین اوس بھٹیاری کے گھر مین اوترا جسکی دیوار تلے چڑیمار رہتا تھا ایک روز بعد
نماز عشا سوداگر وظیفہ پڑھتا تھا ناگاہ آواز خوب صدا مرغوب جیسے لڑکا پیاری پیاری باتین کرتا ہی
اوسکے کان مین آئی بھٹیاری سے پوچھا یہان کون رہتا ہے وہ بولی چڑیمار سوداگر نے کہا اسکا
لڑکا خوب باتین کرتا ہے بھٹیاری بولی لڑکا بالا تو کوئی نہین فقط جورو خصم رہتے ہین سوداگر
نے کہا ادھر آ یہ کسکی آواز آتی ہے بھٹیاری جو آئی لڑکے کی آواز پائی وہ بولا ابن صلاے
بوہر در دیدہ ہے اسکو میرے پاس لا باتین کرونگا کچھ اوسکے کو دونگا اور تیرا بھی منہ میٹھا
کرونگا بھٹیاری چڑیمار کے گھر گئی دیکھا بندر باتین کرتا ہے اسے دیکھ چپ ہو رہا وہ دونون

بھٹیاری

بھٹیاری کے پانون پر گر پڑے منت کرنے لگے کہا ہمنے اسے بچون کیطرح پالا ہے اپنا دکھ ٹالا ہے شہر پر آشوب
ہو رہا ہے بندر کش بادشاہ اوترا ہے ایسا نہو یہ خبر اوڑتی اوڑتے اوسے پہونچے بندر چھن جائے ہمپر خرابی
آئے وہ بولی مجھے کیا کام جو ایسا کلام کرون سرا مین آکے سوداگر سے کہا یہان کوئی نہ تھا اوسنے کہا
دیوانی ابھی وہ آواز کسکی تھی بغور سنیے کہ کیا معقول جواب وہ نامعقول دیتی ہے بلیان لون
بھلا مجھے کیا غرض جو کہون بندر بولتا ہے سوداگر خوب ہنسا پھر کہا تو مرن ہماری بندر کہین بولتا ہے
پھر بولی جی گریب پر صدقے گئی اسی سے تو مین بھی نہین کہتی بندر بولتا ہے سوداگر کو سخت خلجان
بر تہ نقصان ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے مکان قریب تھا خود چلا گیا اور دیکھا تو فی الحقیقت ایک عورت دوسرا
مرد مچھندر تیسرا بندر ہے یقین کامل ہوا یہی بندر بولتا تھا بھٹیاری سچی ہے وہ سوداگر کو دیکھ بندر کو
چھپانے لگی اسنے کہا بھید کھل گیا اب پوشیدہ کرنا لاحاصل ہے مصلحت یہی ہے بندر ہمین دو جو احتیاج
ہوا سکے جلد دین ہو نہین تو بادشاہ سے اطلاع کر دیگا یہ بیچارہ مارا جائیگا تمہارا کیا جائیگا دونون رو رو کر
پیٹنے لگی بندر سمجھا اب جان نہین بچتی اسی ہی زیست تھی جڑیار سے کہا اے شخص فلک کج رفتار گردون
دوار نے اپنی جفا پر صبر کیا یہان بھی چین نہ دیا مناسب یہی ہے رضائے الٰہی پر راضی ہو مجھے
حوالے کر دو قضا آئی ٹلتی نہین تقدیر کے آگے کبھی تدبیر چلتی نہین فرد بشر کو حکم قضا و قدر سے
چارہ نہین اسکے ٹال دینے کا یارا نہین اذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون جڑیار
نے کہا دیکھو بندر کی ذات کیا بیوفا ہوتی ہے ہماری محنت مشقت پر نظر نہ کی توتے کیطرح آنکھ پھیر لی
سوداگر کے ساتھ راضی ہو گیا بڑا آدمی جو دیکھا ہمارے پاس رہنے کا مطلق پاس نہ کیا بندر نے
کہا اگر نہ جاؤن اپنی جان کھوؤن تمپر خرابی لاؤن آخر کار بہزار گریہ و زاری سوداگر سے دونون
نے قسم لی کہ بادشاہ کو نہ دینا اچھی طرح پرورش کرنا یہ کہکر بندر جو اسے لے گیا سوداگر نے اسکی عوض
بہت کچھ دیا بندر کو سرا مین لا پیار کیا بدلداری و نرمی حال پوچھا بندر نے یہ چند شعر حسب حال
سوداگر کے روبرو پڑھے مرزا رفیع نے بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون + مین موسم بہار مین
شاخ بریدہ ہون + گریان بشکل شیشہ و خندان بشکل جام + اس میکدی کے بیچ عبث آفریدہ ہون +
مین کیا کہون کہ کون ہون سودا بقول درد - جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون +
ای عزیز آتش کاروان نقش پای یاران رفتگان ظاہر ہون مگر نہان ہون بلبل و ورانہ گلزار گم گردہ آشیان

صیاد در پے آزار گھات مین باغبان کیونکر نہ سرگرم فغان ہون حضرت عشق کی عنایت ہے زمانے
کی شکایت ہے حاجت روای عالم محتاج ہے تخت ہجر نہ افسر ہے نہ وہ سر ہے نہ تاج ہے غریب دیار
چرخ موجد آزار شفیق و مہربان نہین حال زار کا کوئی پرسان نہین حیرت کا کیون نہ مبتلا ہون
اپنے ہاتھ سے اسیر دام بلا ہون خود گرفتار پنجۂ ستم ہوا کبھی مجھے جنکا الم تھا اب وہ نہین میرا غم ہوا اونے
سے ہم اسلیئے جی چھپاتے ہین کہ ہمدم میرے فراق مین موے جاتے ہین مجھے دام بکر مین دلجھا یاد دستون
کو میرے دشمن کی پھندے مین پھنسایا گردش چرخ سے عجب سانحہ پیش آیا میر تقی۔ سخت مشکل ہے
سخت ہے بیداد + ایک مین خون گرفتہ سو جلاد + کوئی مشفق نہین جو ہووے شفیق + یکسی جھٹ
نہین ہے کوئی رفیق + آہ جو ہمدمی سی کرتی ہے + اب تو وہ بھی کمی سی کرتی ہے + اب ٹھہرتا نہین
ہے پای ثبات + ایک مین اور ہزار تصدیعات + مصرعہ گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل۔ مگر آج خوش
قسمتی سے آپ سا قدردان ہاتھ آیا ہے انتشار طبیعت برطرف ہو تو بہ جمعی تمام آغاز سے تا انجام
اپنی داستان غم سانحہ ستم گزارش کرونگا سوداگر کے اس مضمون دردناک سے افسوس کل بڑے سمجھا
بندر نہین کوئی فصیح بلیغ عالی خاندان والا دودمان سحر مین پھنس گیا ہے کہا اطمینان خاطر رکھ
تیری جان کی ساتھ میری جان ہے اب زیست کا یہی سامان ہے بندر کو تسکین کامل حاصل ہوئی
غزلین پڑھین نقل و حکایات سرگرم رہا اپنا حال پھر کچھ نہ کہا تمام شب سوداگر نہ سویا اسکے بیان
جانکاہ پر خوب رویا اب بہت تعظیم و تکریم سے بندر رہنے لگا مگر امر شدنی بہر کیف ہوا چاہے راز فاش
ہوا اگر خدا چاہے سوداگر کا یہ انداز ہوا جو شخص نیا اسکی ملاقات کو آتا اوسے بندر کی باتین سنوا تا وہ استعجاب
سے غرق بحر فکر ہوتا ہر جگہ ذکر ہوتا آخرش اسکی گویائی کا چرچا کوچہ و بازار مین مچا اور یہ خبر
اوس گو رنگ محسن کش کے گوش زد ہوئی سنتے ہی سمجھا یہ وہی ہے بعد مدت فلک نے
پتا لگایا اب مطلب ہاتھ آیا فوراً چوبدار بندر کے لینے کو سوداگر کے پاس بھیجا یہ بہت گھبرایا اور تو کچھ
بن نہ آیا بصد عجز و نیاز عرضداشت کی کہ غلام صاحب اولاد نہین اس اندوہ مین دل مضطر
شاد نہین طبیعت بہلانے کو اسے بچہ سا لیکر فرزندون کیطرح پالا ہے رات دن دیکھا بھالا ہے
بندر ہے مگر عنقا ہے مفارقت اسکی خانہ زاد کی جان لیگی آئندہ جو حضور کی مرضی چوبدار یہان سے
خالی پھر ا وہ ظالم اظلم غضب مین بھر اوہان کے بادشاہ کو لکھا اگر سلطنت اور آبادی مملکت اپنی

منظور ہو سوداگر سے جلد بندر لیکر یہان بھیجدو نہیں تو اینٹ سے اینٹ بجادونگا نام و نشان مٹادونگا
خبر وحشت اثر سُنکے غضنفر شاہ متردّد ہوا مشیران خوش تدبیر امیر وزیر سمجھانے لگے کہ خداوند نعمت
ایک جانور کی خاطر آدمیون کا کشت و خون زبون ہے حکم ہوا کہ کچھ لوگ سرکاری وہان جائین
جسطرح بنے سوداگر سے پکڑکر بندر لائین ڈیوڑھی پر پہونچائین جب بادشاہی دستہ سپاہین آیا بندہ
دست بستہ زبان پر لایا کہ ای مونس غمگسار وفا شعار اس اجل رسیدہ کی باب مین کُدو کوشش بیکار
ہے سر ہر بجاے قضا کا زمانہ قریب پہونچا در ناکامی وا ہے مبادا کسیطرح کا رنج میری دوستی مین
تمھاری دشمنون کو پہونچے تو مجھے حشر تک حجاب و ندامت رہے خلق خدا بر انجلا کہے سوداگر نے کہا استغفر اللہ
یہ کیا بات ہے جو کہا وہ سر کے ساتھ ہے جب بادشاہ کے لوگون کا تقاضا شدید ہوا اور دن کم
رہا بعد ردّ و قدح بمعذرت بسیار و منت بیشمار ہزار دینار دیکے اوس شب مہلت لی اور صبح
کو چلنے کی ٹھہری بموجب مثل مصرعہ زر بر سر فولاد نہی نرم شود + اس عرصے مین یہ حال تباہ
و ماجراے جانکاہ گلی کوچے مین زبان زدِ خاص و عام ہوا کہ ایک بندر کسی سوداگر کے پاس آدمین
کرتا تھا وہ بھی کل مارا جائیگا بحدیکہ اس گشتۂ انتظار مایوس و دلفگار یعنی ملکہ مہر نگار کو بھی معلوم ہوا
دو شیبہ ای جانِ عالم سمجھی کہ یہ بندر نہین شہزادہ ہے افسوس صد ہزار افسوس اب کونسی تدبیر کیجیے جو اس
بیکس کی جان بچے دل کو مسوس وزیرزادی کو کوس پوچھا دم سحر کدھر سے وہ سوداگر جائیگا
تماشا ہماہی دیکھنے مین کیونکر آئیگا لوگون نے عرض کی حضور کے جھروکے تلے شاہراہ ہے یہی ہر
سمت کی گذرگاہ ہے یہ سُنکے تمام شب تڑپا کی نیند نہ آئی دو گھڑی رات سے یہ آمدی مین بر آمد ہوئی
اور ایک توتا پنجرے مین پاس رکھ لیا گجر سے پیشتر بازار مین ہر طرف تماشائیون کا میلہ سا ہو گیا جسوقت
تاجرِ ماہ نے متاع انجم کو نہانخانہ مغرب مین چھپایا اور شحنۂ چرخ چارم خونخواری کو مشرق سے نکل
آیا سوداگر نماز صبح پڑھ ہاتھی پر سوار ہوا کمر مین پیشقبض رکھ گود مین بندر کو بٹھا رسنے پر کر مضبوط
باندھکر چلا بندر سے کہا پریشان نہ ہو جب تقریر سے اور اخراف شمشیر سے کام نکلیگا جو بن پڑیگا
وہ کرونگا اپنے جیتے جی تجھے مرنے نہ دونگا قول مردان جان دارد اور بعد از سر من کن فیکون شد
شدہ باشد + سوداگر کا رہو سر سر اسیمہ آگے بڑھا کہ خلقت نے چار طرف سے گھیر لیا بندہ
لوگون سے مخاطب ہو یہ کہنے لگا میر سوز برق طپیدہ یا شرر برجہیدہ ہون + جس جگہ مین

ہون مین غرض ازخود رمیدہ ہون + ای اہل بزم مین بھی مرقع مین دھر کے + تصویر ہون وے
لب حسرت گزیدہ ہون + صیاد اپنا دام اوٹھالے کہ جیون صبا + ہون تو چمن مین پر گل عشرت
نچیدہ ہون + ای آہ و نالہ مجھ سے نہ آگے چلو کہ مین + بچھڑا ہون کاروان سے مسافر جریدہ ہون + غم
ہون الم ہون درد ہون سوز و گداز ہون + سب اہل دل کے واسطے مین آفریدہ ہون + مصاحب
دنیای دون نیرنگی زمانۂ سفلا پرور بوقلمون عبرت و دید کی جا ہے گرما گرم آیندہ و روند کا بازار ہی کس و
ناکس جنس ناپایدار لہو و لعب کا خریدار ہے اپنی کام مین مصروف قضا ہی جو شے ہی فنا ہی معاملات
قضا و قدر سے ہر ایک ناچار ہے یہی مسئلہ جبر و اختیار ہے کوئی کسیکی عداوت مین ہر کوئی کسیکا شیدا ہے
جسے دیکھا آزاد دنیا یا کسی نہ کسی بکھیڑے مین مبتلا ہے ایک کو اتنا سوجھتا نہین کیا لین دین ہو رہا ہے
سود کی امید مین سر ہر زیان ہے سری ہونیکا سودا ہی اوسکی قدرت ناطقہ دیکھو مجھ سے بیزبان
ناچیز کو یہ تکلیف گویائی عنایت کیا سب کا سامعون مین چہرہ لکھدیا باتین سننے کو ساتھ چلے آتے
ہو جدائی میری شاق ہے جو ہے مشتاق ہی حال زار پر رحم کھا آنسو بہاتی ہو یہ رحیمی کی صفت ہے
شان تمہاری دیکھو وہی تقریر کی دھوم ہی ایک ظالم شوم سے مجھ مظلوم کا مقابلہ ہوتا ہے یقین کامل
ہے وہ قتل کریگا بیگناہ کے خون سے ہاتھ بھریگا سواد الوجہ فی الدارین ہوگا تب اوسے آرام و
چین ہو گا یہ گویائی گویا پیام مرگ تھا دنیا جای آزمایش ہے سفیہ جانتے ہین یہ مقام قابل آرام و
آسایش ہے دو روزہ زیست کی خاطر کیا کیا ساز و سامان پیدا کرتے ہین فرعون بے سامان
ہو کر زمین پر پاؤن نہین دھرتے ہین جب سر کو اوٹھا آنکھ بند کر چلتے ہین خاکسارون کے سر
کچلتے ہین آخر کار حسرت و ارمان فقط لیکر مرتے ہین جان اوسکی جستجو مین کھوتے ہین جو شے ہاتھ
آئے ذلت سے جمع ہو پریشانی و مشقت سے پاس ہے ہے خست سے چھوٹ جائی یاس و حسرت سے
پھر سر پہ ہاتھ دھر روتی ہین ناسخ - دنیا اک زال بیوا ہے + بے مہر و وفا و بیحیا ہے + مردون کی لیے
یہ زن ہے رہزن + دنیا کی عدو ہے دین کی دشمن + رہتی نہین ایک جا یہ ہرگز + پھرتی ہے
برنگ نرد گھر گھر + انجام شاہ و گدا دو گز کفن اور تختۂ تابوت سے سوا نہین کسی نے ادھر یا محمودے
کا دیا یا تحریر کربلا کسیکو گزی گاڑھا میسر ہوا بعد کرب و بلا اوسے صندل کا تختہ لگایا اس نے
بیر کے چیلون مین چھپایا کسینے بعد سنگ مرمر کا مقبرہ بنایا کسینے مرمر کے گور گڑھا پایا کسیکا مزار

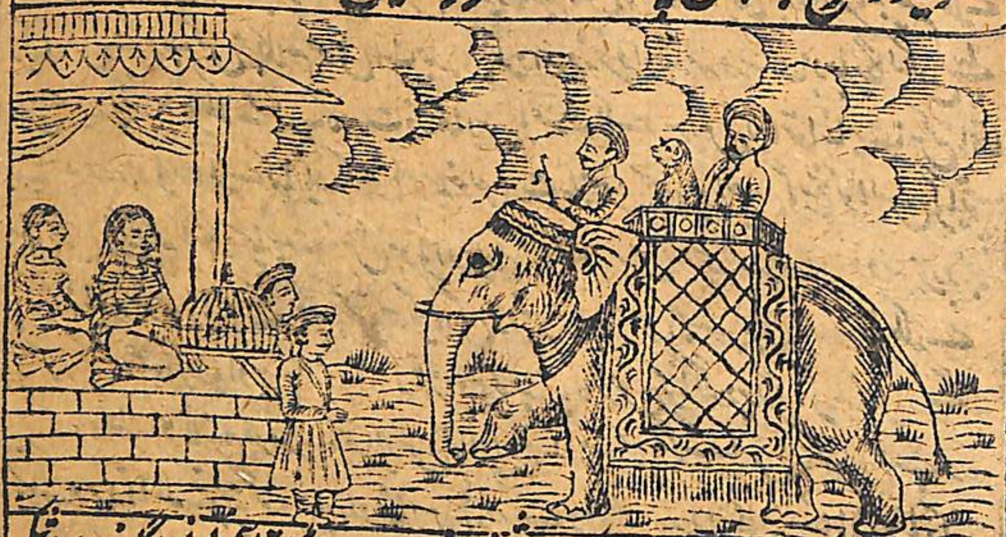
مطلّا منقش رنگارنگ ہی کسی کی مانند سینۂ جاہل گور تنگ ہی حسرت دنیا سے کفن چاک ہوا بستر دونون
کا فرش خاک ہوا امیر سمور و قاقم کا فرش بچھا سکا نہ فقیر پھٹی سطرنجی اور ٹوٹا بوریا لا سکا بعد چندے
جب گردش چرخ نے گنبد گرایا اینٹ سے اینٹ کو بجایا تو ایک ذرہ بتایا کہ دونون مین یہ گور
شاہ ہے یہ لحد فقیر ہے اسکو مرگ جوانی نصیب ہوئی یہ استخوان بوسیدۂ پیر ہے سو یہ بھی خوش
نصیب نیک کمائی والی گور گڑھا کفن پاتے ہین نہین تو سیکڑون ہاتھ رکھکر مرجاتی ہین لوگ
درگور کہکر چلے آتی ہین کتّے بلّی چیل کوے بوٹیان نوچ نوچ کر کھاتے ہین دامن دشت عریان کفن
گور بے چراغ صحرا اکا صحن ہوتا ہی یاس و حسرت کے سوا کوئی نہ سرہانے روتا ہی تمنا چھٹ کوئی پاینتی
نہ ہوتا ہے سالہا مقبرون کی عمارات عالی اور ساز سامان کی دیکھا بھالی مین سیر مع اسیر رہے
ہزارون رنج گور بے چراغ غریبان کی دید مین مٹھی بھائے سے طرفہ نقش ہے کہ والی وارثاون کے
سر پر سلطنت مسند حکومت پر شب و روز جلوہ افروز ہین مگر تنبیہ غافلون کو قدرت حق سے گنبد ونین
آشیانۂ زاغ و زغن مینارون پر مسکن بوم شوم قبرون پر گئے ٹوٹی دیکھے میر مزار غربان تا اسقف
کی جا ہی + وہ سوتی ہین پھرے جو گل جا بجا تھی + رنگ چمن صرف خزان دیکھا ڈھلا ہوا حسن گلرخان
دیکھا اگر گل خندان پر جوبن ہی بہار ہی غور کیا تو پہلوے نازنین مین نشتر سے زیادہ خلش خار ہے
سینہ فگار ہے دنیا مین دن رات ذق ذق بق بق ہی کوئی چھپے کرتا ہی کسیکو قلق ہے نوش کے
ساتھ گزند نیش ہے ہر رہرو کو کڑی منزل درپیش ہے مولف بلبل کو خزان مین جان کھوتے پایا +
صیاد کو سر ٹپک کر روتے پایا + گلچین کی بھی نیند اوڑگئی لیک سرو در + جو اہل دول تھے اون کو
سوتے پایا + مدتون صدای مرغ سحر کے رنج اوٹھائے کبھی دم نہ مارا انکو لب پر نہ لائے برسون ندای
اللہ اکبر کے صدمے سہے شکر کیا چپ رہے مہینون گجر کی آواز نے دم بند کیا قلق جی پر لیا نالہ نہ بلند
کیا سوچے تو وصل مہرویان خواب شب تھا لطف اونکا بھی غضب تھا تمام عالم کی خوب
سیر کی کبھی حرم محترم مین مسکن رہا گاہ دھونی رمائی کنشت و دیر کی عالم سے آیہ حدیث وعظ
و پند سنا ناقوس برہمن سن سر دھنا وہ بدکیش مانع ملت صنم لطف زیست حظ نفس کا دشمن تھا یہ
دو تہ اندیش رخنہ پرداز اہل ایمان و دین کار ہزن تھا تامل کیا تو ان دونون سے دور حسد و بغض
ہونا معلوم اپنے نزدیک انکا انجام بخیر ہونا معلوم واللہ اعلم یہ لوگ کیا سمجھے خود اچھے ٹھہرے

اور کو بُرا سمجھے مطلب کی بات ہیہات دونون کی سمجھ مین نہ آئی ہاے دانائی ایسے خدا سمجھے مؤلف
اچھے کو بُرا بُرے کو اچھا سمجھے + کتنی یہ بُری سمجھ ہے اچھا سمجھے + دنیا فقط رہگذر ہے ہر دم مثال تار نفس
درپیش سفر ہے تا زیست ہزارون مفسدے ہین قبر ہی مرنے کے بعد باز پرس کا خطرہ ہے کسطرح انسان کو
مفر نہین کونسا نفع ہے جسکی تلاش مین ضرر نہین حاصل کلام یہ ہے کہ دنیا مین جینے کی خوشی نہ مرنیکا غم
کرے تا مقدور کسیکی خاطر نہ برہم کرے دگرنہ شعر - نیم شبے آہ زندہ پیر زال + دولت صد سالہ کند پایمال +
دل شکستہ کی دلداری پا افتادہ کی مددگاری کرے ہوا و ہوس جو دل سے دور ہو جاے تو مال ہی پایمال
ہے عجب و نخوت نزدیک نہ آئے عنایت ایزدی پر قانع ہو شکر ہر نعمت سپاس خدمت کرے منہیات کا
مانع ہو رنج کا حال رہے سب رنگ مین شامل رہے زمانے کے مکروہات سے گھبرائے نہین صحبت غیر جنس
سے نفرت کرے تو بدنامی پاس آئے نہین دولت کا اعتبار کیا مفلسے سے ننگ و عار کیا ایک دن مرنا ہے
جینا مستعار ہے اسیر کسیکا اختیار ہے نیک عمل کا خیال رکھے کہ قید ہستی زیست کا نام ہے بربادی یہان
سے انجام ہے شعر - کسیکے مرگ پر اے دل نہ کیجیے چشم تر ہرگز + بہت سا ر دیکے اونیز جو اس جینے پہ مرتے ہین +
عمر خضر کی تمنا اور حشمت خسروانہ خزانہ قارون کی فکر مین ہر ایک صباح و مسا ذلیل و خوار ہے تحصیل
لا حاصل کوشش اس امر مین سراسر بیکار ہے بقول ناسخ ہاتھ آتی ہے کب علم و ہنر سے دولت +
ملتی ہے قضا و قدر سے دولت + جو علم و ہنر رکھتے ہین وہ ہین محروم + مانوس ہے اہل احمق و خر
سے دولت + روپے کا جمع ہونا جواہر کی تلاش مین دن کا جاگنا چاندی سونے کی امید مین رات کا
نہ سونا ہمین تن لعل لبون سے بہم ہونا جنھین میسر ہر بار ہے اونھین مفارقت دنیا ناگوار ہے اور یہ
کلام ہے مؤلف یان کے جانے سے جی اولجھتا ہے + کیا ہی دلکش سرای فانی ہے + سلف سے
اہل کمال دنیا کے مال سے محروم رہے جو سزاوار حکومت تھے وہ محکوم رہے شعر - اسپ تازی شدہ مجروح
بزیر پالان + طوق زرین ہمہ در گردن خر می بینم + لیکن کبھی صبح عشرت ہے گاہ الم کی شام ہے
دنیا عجب مقام ہے نہ امیر ہوتے عرصہ نہ فقیر ہوتے کچھ دیر ہے اس کارگاہ بے ثبات مین عجب اندھیر ہے
سودا ہے چرخ جب سے ابلق ایام پر سوار ہو سکتا نہین یہ ہاتھ عنان کا بیک قرار + جنکے طویلے بیچ
کبھی ون کا ذکر ہے + ہرگز عراقی و عربی کا نہ تھا شمار + اب دیکھتا ہون مین کہ زمانے کے ہاتھ سے +
موچی سے کفش پا کو گٹھاتے ہین وہ ادھار + اور جب وعدہ آپہونچا تو نہ دیہ کام آتا ہے نہ فوج

ظلم موج سے کچھ ہو نہ تہمتن جرار بچاتا ہے نہ کوئی آشنا دوست آڑے آئے نہ عزیز و اقربا پنجۂ ملک الموت سے
چھڑائے اگر یہی امر مانع قضا و قدر ہوتے جمشید و کاؤس و دارا و سکندر بصد حسرت و افسوس جان نہ
کھوتے نیک عمل کرے تو وہ ساتھ جاتا ہے احتیاج کسی کی بر لائے یا بعد کچھ دے یہ البتہ کام آتا ہے وگرنہ
دنیا سراب زندگی بدتر از حباب ہے پابند اسکا خراب ترک کرنیوالا نایاب ہے شعر۔ ترک دنیا کا ہوج
کیا نام + کچھ رہی ایسی کائنات نہیں + شعر۔ اس گلشن ہستی میں عجب سیر ہے لیکن + جب آنکھ
کھلی گل کی تو موسم ہے خزاں کا + قطعہ۔ دنیا خوابیست کش عدم تعبیر است + صید اجل است گر
جوان در پیر است + ہم روی زمین پرست و ہم زیر زمین + این صفحۂ خاک ہر دو رو تصویر است + لا مقتضائے
عقل یہ ہے کہ عالم اسباب میں کسی اسباب کا پابند نہو تعلق خاطر نہ رکھے ہمیشہ اپنی بھلے سے برائی کی ہے جو گیا
یہاں سے یعنی جہان گذران سے اسکا شاکی تھا بادشاہ سے فقیر تک جوان سے پیر تک حقیقت میں نفس امارہ
سخت ناکارہ ہے اسکو بہر کیف پچھاڑے گرد ہوا و ہوس سے دامن جھاڑے شعر۔ دیوانہ باش تا غم تو دیگران
خورند + آنرا کہ عقل بیش غم روزگار بیش + آدمی کو لازم ہے وہ بات پیدا کرے تا صفحۂ دنیا پر چندے نیکی
نام یاد رہے۔ شعر۔ اسطرح جی کہ بعد مرنے کے + یاد کوئی تو گاہ گاہ کرے + دنیا میں کسی سے دل نہ لگائے
کہ یہ کارخانہ بہت بے ثبات ہے وصل سے فرحت ہجر کی مصیبت اپنے سر پر نہ لائے کہ مرجانے کی بات ہے معشوق
باوفا عنقا کیطرح ناپیدا ہے اور پر دغا ہرجائی ہر جا جھیا ہے خواہش کا انجام کاہش ہے تمنا دل سے
دور کرنے میں جان کی آسایش ہے مؤلف کبھی نہ چین سے رہنے دیا تمنائے + خراب و خستہ میں اس
دل کی آرزو سے ہوا + مگر وائے غفلت ہائے نادانی کہ جب نشائے جوانی کا موسم پیری میں خمار اوتارتا
ہے اسوقت آدمی سر پر ہاتھ دھر کر روتا ہے وقت از دست رفتہ و تیر از شست جستہ کب ہاتھ آتا ہے
ناچار ہو کف افسوس ملکے پچھتاتا ہے گذشتہ را صلوات کہکے دلکو سمجھاتا ہے آدمیوں کو بندر کی تقریر دلپذیر
پر اثر سے عبرت و حیرت حاصل تھی کبھی نصیحت و پند گاہ کلام رنگین و دلچسپ با دل دردمند
کبھی سخنان وحشت افزا سناتا چلا جاتا تھا اہل دل طبیعت کی گداز سے روتے ساتھ آتے تھے ہر فقرہ پر درد
پر ضبط نہو سکتا تھا چلاتے تھے خلق خدا جنازے کیطرح ساتھ کی ہمراہ تھی ایک عالم کی لب پر نالے تھے فغان و
آہ تھی اسی سامان سے ملکہ کی جھروکے تلے پہونچے وہ منتظر تمام شب نالہ بلبل سوداگر سے بولی اکدم بھر جا
میں بھی اسکی تقریر کی مشتاق ہوں سوداگر نے ہاتھی روکا ملکہ نے کہا اے مقرر بے زبان گم کردہ خانمان

اگرچہ اب ہم کس لایق ہین مگر تیری وہ تان ظلم وجور کی شایق ہین بندر نے دار پر پچانی پہلے تو خوب دیا
پھر جی ٹھہرا کر کہنے لگا شعر ہر کس از دست غیر نالہ کند + سعدی از دست خویشتن فریاد + میر کیونکہ
کہیے کوئی نہین آگاہ + اک قیامت بپا ہے یان سر راہ + کچھ چھپا اب نہین رہا یہ راز + ہے جہان اس
سے سب سخن پرداز + بس تغافل نکر ترحم کر + گوش دل جانب تکلم کر + شعر قسمت تو دیکھنا کہ کہان
ٹوٹی ہے کمند + دو تین ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا + افسوس یار کی عیاری کی دغا سے یہ نوبت ہماری کی
جس کا رونا ہمین ناگوار تھا وہ ہماری لہو کا پیاسا قتل کا روادار تھا یہ مثل سچ ہے تیرہوین صدی ہے
نیکی کا بدلا بدی ہے محبوبون کی تمنا دل مین رہی وطن جانیکی حسرت آب و گل مین رہی دو دستو نگا
کھانا نا وہ آگے آیا پچھتانا پڑا ہے اجل جلاد کی ترسے سر ذبح ہوئی طالب و مطلوب جان جوکھون مین پھنسے
زندہ در گور ہوئی الحق دنیا دم بازی کی جا نہین راز کسی سے کہنا اچھا نہین منصور حلاج نے کلمۂ حق کہا
تھا ناحق لوگون نے دار پر کھینچا غرض جو بولا وہ مارا گیا جان سے بچارا گیا کہتے تو کہا پر سوچ کر بات بنائی
جی مین دہشت آئی کہ مبادا یہ خبر اوس اکفر کو پہونچے تو یقین ہو کہا اے ملکہ کوئی کسی کمال
سے دنیا مین نہال ہوتا ہے یہ بیگناہ گویائی کے سبب ناحق حرامزادی کی بدولت حلال ہوتا ہے
مؤلف کمال تستے ہے زوال شئے ہے اوس پر لاکھ حاسد ہون + بھلا نازان نہون کیونکر مین اپنی
بے کمالی کا + خدا جانے ہے دیکھا دیکھی یہ چاند منھ کسکا + ہوئی ہے عید غیرون کو ہمین ہے چاند خالی کا
مین نے اپنے ہاتھ سے پانون مین کلہاڑی ماری فلک نے بنا کر بات بگاڑی مصرعہ از روشنی طبع تو
بر من بلا شدی شعر گل و گلچین کا گلہ بلبل خوش لہجہ نکر + تو گرفتار ہوئی اپنی صدا کے باعث +
اب سر دست کچھ تدبیر بن نہین آتی ہے صورت مرگ آئینۂ چشم مین مدنظر ہے ہماری ہمین کو خبر ہے
کوئی گھڑی مین مفت جان جاتی ہے جو جانتا ہے وہ دیکھتا ہے جسے خبر نہین اوس سے کہہ دو تمہارے
واسطے غریب دیار ہوئی اور تمہارے سبب سے قتل کے سزاوار ہوئی شعر بجرم عشق توام میکشند و
غوغائیست + تو نیز بر سر بام آ کہ خوش تماشائیست + ان باتون سے رہی سہی تنگ ملکہ کی بیطرف
ہوئی سمجھی جانعالم یہی ہے جواب دیا کہ جو جانی تھے انسے کیا ہو سکا انجان کو تکلیف دینے سے کیا فائدہ اور
توتے کی گردن مروڑ پنجڑا باہر نکالا بندر کی نگاہ پنجڑے پر پڑی سمجھا ملکہ پہچان گئی یہی فرصت کا
وقت ہے ہنگامۂ و تلاطم تو مچا تھا کسنے دیکھا نہ بھالا بندر سوداگر کی گود مین لپٹ کر توتے کے

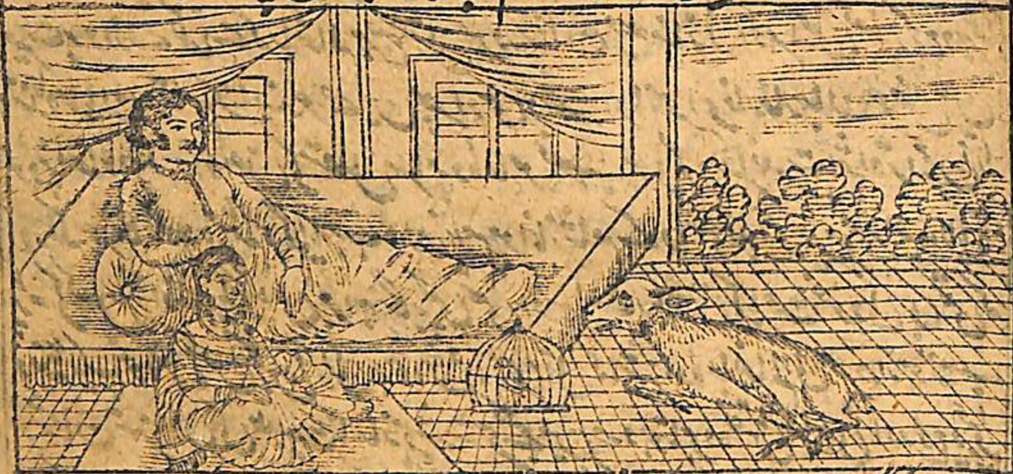
قالب مین پرواز کر آیا تو تابہ پنجر کا ملکہ کا خوشی سے دل دھڑکا پنجرا اندر کھینچ لیا سوداگر نے دیکھا۔
تصویر سوداگر مع بندر ہاتھی پر سوار اور ملکہ کا توتی کی قالب مین لانا بندر کو اور مرنا بندر کا



بندر مر گیا چاہا ہلاک ہو بدنامی کا قصہ پاک ہو جو شخص خوشی مین بیٹھا تھا سمجھانے لگا بندہ پرور شکر
کرنی چاہیے شکایت کا موقع کیا ہے حرمت رہی جان بچی مرگ فرزند سے ماں باپ کو چارہ نہیں
مر جانا بجز حمقا عقلمند گوارا نہیں اگر بادشاہ جبر سے بندر کو چھین کر مار ڈالتا جان کھونے کی جگہ تھی صبر
کیجیے جو خدا کی مرضی اوسکی رضا مین مجبوری ہے جا بجا صبوری ہے صابرون کا مرتبہ بڑا ہے اونکے
حق مین اللہ فرماتا ہے تمنے سنا ہے کہ نہین۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ۔ تماشائیون پر یہ حال کھلا رونے
پیٹنے کا دونا شور و غل مچا سب نے متفق یہی کہا بیگمہ بندر عقیل تھا یہ پیام طلب کو سن حیل تھا سامنے
جانے کی نوبت نہ آئی سوداگر کی گود مین جان گنوائی اپنا قلق جو ثابت ہوا خوف سے مر گیا داغ
تو ہمارے صفحۂ دل پر دھر گیا یہ خبر اوس کافر کو پہونچی اسپر بھی چین نہ آیا لاش منگا جلا کر دل
ٹھنڈا کیا خاک تک برباد کی جب تسکین ہوئی وہان ملکہ مہر نگار پنجرا لیے بیٹھی لوگون کو پاس سے
سرکا دیا میاں سنو نے ہو بہو ابتدا سے انتہا تک مفصل سب حال سنا دیا کہ اسطرح نشے کی حالت مین
اونکے رونے پر عمل تبایا وہ ہمین پر عمل مین لایا بندر بنایا پھر چڑیمار کے جال مین پھنسے دوست
روئے دشمن ہنسے وہان سے سوداگر متاع خوبی سمجھکر اپنے پاس لایا فلک نے بعد خرابی بسیار آج تمسے
ملایا ملکہ نے کہا خاطر پریشان جمع رکھیے انشاء اللہ تعالیٰ جلد کوئی صورت ہوئی جاتی ہے

بیان یہ گفتگو تھی کہ اوس نطفۂ شیطان کی آمد ہوئی لگا باہر کل اُس کی تعظیم کی ہمیشہ یہ معمول تھا جب وہ
آتا ملکہ بات نہ کرتی خفیف ہو کر اوٹھ جاتا اس روز جو گفتگو ہوئی وہ حرف بحرف سمجھا بندر کا مرنا جسم ملکہ نے
دیکھا اس سے دب گئی ہمکلام ہوئی اب جلدی نکرو امروز فردا مقدمہ درست ہو جائیگا لیکن پہلے
اس سے فیصلہ شہزادہ جو ملکہ کے باپ کا بہت ڈر تھا اس باعث ملکہ سے ہراس کرتا تھا نہایت پاس کرتا تھا
جب رخصت ہونے لگا ملکہ نے کہا ایک بکری کا بچہ خوبصورت سا ہمیں بھیجدو پالیں گے رنج کوٹالیں گے یا تو چپ
رہتی تھی یا آج بچہ مانگا یہ بہت خوش ہوا اوسیوقت ایک بربری کا بچہ تحفہ بھجوا دیا دوسرے روز جو
آیا ملکہ کو زیادہ متوجہ پایا اوبھگے وجہ دیگر تے کیلا کی دو تین روز بھی صحبت رہی ایک روز ملکہ نے
بچے کو دبا کر ادھموا کر دیا اور چوبدار دوڑایا کہ شہزادے کو جلد بلا لا عرض کرنا اگر دیر لگاؤ گے جیتا نہ پاؤ گے یہ
خبر سنکر وہ مخلصی کا خادم ہوا ملکہ نے پنجہ اوس ہمای اوج سلطنت کا پلنگ کے پاس رکھ لیا جب وہ
نابکار روبرو آیا ملکہ نے بچہ کو گود میں اوٹھا اس کے روبرو رکھ دیا کہ وہ مر گیا ہے کہا اور دیا دوڑا
گریبان چاک کرنے کی تیار ہوا ہلاک کرنے کی تدبیر کی وہ بد ترا ہو کر غمگین ہوا بولا ہزار بچہ اس سے اچھا
ابھی موجود ہوتا ہے تم کیوں رنج کرتی ہو ملکہ نے اوسی حالت میں کہا کہ میں کچھ نہیں جانتی تم اسے
ابھی جلا دو جو میری خوشی چاہتے ہو وہ بولا مردہ کہیں جیا ہے کبھی کسی نے ایسا کام کیا ہے ملکہ زار زار کہا
داد گری میری مینا جو جلائی تھی جب میں بلبلائی تھی جلادیں سمجھا شاید شہزادے نے یہ حرکت کی ہوگی
کارخانہ مسبب الاسباب کے معروف و مشہور ہیں دنیا میں مثل ہے کہ کر دکھا خرد جیسا کیا ویسا پایا ہر
فرعونی را موسی۔ قطعہ ای یار جو کوئی کسیکو کیا دیگا یہ یاد رہے وہ بھی نہ گل یاد دیگا اس دار مکافات
میں سن ای غافل ۔ بیداد کریگا آج کل داد دیگا ۔ وہ بدخواہ اس کو پوچھنے لگا کہا کیونکر جلاتی تھی ملکہ بولی
تم پلنگ پر لیٹ رہو جیسے وہ جی اوٹھی تھی یہ بچا بھی درست ہو جائیگا کہ بچہ کو دے رکھدو ملکہ نے پھینک دیا
وہ پلنگ پر لیٹا اپنی روح بچے کے قالب میں لایا وہ کودنے لگا ملکہ ہنس کر اسے گود میں لیا پیار کیا
وہ سوچا دو گھڑی ملکہ کی طبیعت بہل جائیگی پھر روح قالب میں لیجاؤنگا مطلب تو نکل آئے یہ نہ
سمجھا فلک کی گھات مے فریب کی بات ہے چرخ کو کچھ اور منظور ہے اپنا دخل جسم میں جانا بہت
دور ہے شہزادہ جانعالم یہ سب معاملے پتھری سے دیکھ رہا تھا فوراً اپنی روح اپنے جسم میں لایا
اوٹھ کھڑا ہوا یہاں وہ بدذات جانعالم کو دیکھ کر تھرا گیا خوف بچہ کا گیا سمجھا قسمت اب بگڑی ہے

تصویر وزیر زادے کی پلنگ کے اوپر لیٹ کے اپنی روح بکری کی قالب مین لانی اور جانعالم کا اپنی قالب مین پرواز کرانا



جونہی دم کو گلا ادھر چھری سے ملکہ نے جلد وہ اچھر دہ پڑھکر پھونک دی کہ وہ اوسکے قالب مین روح لیکر بھول گیا پھر انجمن آرا کو بلایا کہا لو صاحب مبارک ہو اللہ تعالی نے تمہاری ہماری حرمت و آبرو کو بچایا بچھڑے سے ملایا یہ آپکا احمق الذی شہزادہ ہے وہ بکری کا بچہ بیدین وزیرزادہ ہے یہ سنکر تینون عاشق و معشوق گلے مل خوب روئی جو جو محرم راز تھین دوڑین مبارک سلامت ہوئی جانعالم نے اسیوقت سوداگر کو طلب کیا سب حال مفصل کہدیا بعد ادای شکر نعمت خلعت و انعام ہر قسم کا عنایت کیا وطن اونکا وعدہ حتمی لیا پھر جوہریار اور انکی جورو کو بلایا بہت زر و جواہر دیا اور بمشورہ غضنفر شاہ او دل مملکت کی خبر بار وزرا کا چودھری کر دیا پھر لشکر ظفر پیکر کو حکم تیاری سامان سفر فرمایا آپ رخصت ہونے کو غضنفر شاہ کے پاس آیا آخرکار بدقت تمام و طول کلام و درازی ایام مفارقت والدین بکمال آہ رخصت کیا پیش خیمہ وہی دن لدگیا دو چار دن رخصت کی دعوتین اور لگے آخر چلے خوب دھوم دھام کی ہوڈی اپنے عمل تک وہ ساتھ آیا تمام لشکر نے پکا پکایا پایا پھر رخصت ہوئے وہی دو چار کوچ ایک دو مقام کرتے براحت و آرام چلے۔

درود لشکر نصرت اثر دشت پرخوف و خطر مین لب حوض خیام شاہی ہونا یا جرہ کا آنا تمام لشکر کو نصف پھر کھانا پھر ملکہ کے باپ کا آنا اور جادوگرنیون کی لڑائی شہپال کا قتل فوجکی رہائی

نگارندہ داستان عجیب + یہ لکھتا ہے پھر ماجرای غریب + طلسم جانفزا کا ہو مکان + جسے اہمن ہیں یہ مین

پیر و جوان + دلگیر ہنسا جو کوئی غنچہ ساں + ہوا شکل گل دستبرد خزان جسے جینے دیکھا وہ تھا
دل حزین + خوشی کی جگہ ہے دنیا نہیں + محرران جادو نگار سحر سازان فسانہ ہوش ربا
حیرت پرواز نے لکھا ہے کہ جانعالم ہر صبح مثل مہر درخشان قطع منازل و مراحل یعنی کوچ و ہر شام
مانند ماہ تابان مقام کرتا چند عرصے مین پھر اسی وحشت ادبار صحرای خارخار جہان حوض مین
کود پڑا تھا اور وہ ہوا حوض کے متصل سراپردہ خاص نصب ہوئی گرد لشکر نصرت اثر اور ترا انجمن آرا
اور ملکہ مہرنگار کو وہ چشمہ دکھایا جب دن تمام ہوا نماز شام کے واسطے خیمہ مین تشریف لایا نماز
پڑھ کر کسل راہ سے پلنگڑی جواہر نگار بچھی تھی اوس پر لیٹ رہا سستی کے باعث غنودگی سی تھی کہ
دفعتہً ایک خواص خاص انجمن آرا کی بدحواس دوڑی آئی کہا شہزادہ جانعالم کی عمر دراز ہو نصیب
دشمنان شہزادی کی طبیعت ناساز ہے شدت سے کلیجے مین درد ہوتا ہے وہ نقش سلیمانی اور لوح دیجیے
دھو کر پلا دین عارضہ مزاج مطلوب بدمزگی طبیعت محبوب سنکر بیقرار ہوا کچھ نیند کا خمار کچھ طبیعت کا اشتیاق
دیوانہ بھالا نقش و لوح حوالہ کیا نقش دیتے ہی نقشہ بگڑ گیا ایک آواز مہیب پیدا ہوئی کہ ای جانعالم
بہت دنون اوڑتا پھرا مدت کے بعد پھنسا خبردار ہو جا ایسی آواز ہولناک تھی کہ سب لشکری ڈر گیا
شجاعون کے دل تھرا گئے محل مین رنڈیون کو غش آ گئے گھبرا کر شہزادی نے اوٹھنے کا قصد کیا جگہ
سے ہلا نہ گیا غور جو کیا تو آدھا جسم پتھر کا ہو گیا تھا پھر تو جو جہان بیٹھا تھا بیٹھا رہ گیا جو کھڑا تھا

تصویر جانعالم کے پتھر بننے کی نصف بدن تک مع لشکر اور رنڈیون کا دعائین مانگنا



پھر ملکہ مہرنگار با دلِ فگار سر پیٹ کر کہنے لگی میر حسن فلک نے تو اتنا ہنسایا نہ تھا + کہ جسکی عوض یون
رولانے لگا + مژدہ اے مرگ غریب الوطنی خوب حیلہ ہاتھ لگا تو بدنامی سے بچی ہمنے ناکامی مین جان دی
چرخ ستم شعار نے رنگ لایا انجمن آرا بیچاری مصیبت کی ماری سب کا منہ حیرت سے تکتی تھی اور
روتی تھی نہ بین کرتی تھی غل مچایا جاتا تھا گھٹ گھٹ کر جان کھوتی تھی خواصین سر کھولکر کہتی تھین
ہے ہے ہم اس جنگل ویران مین لٹ گئے وارث سے چھٹ گئے شعر تو وہ کریم ہے نا شاد کو جو شاد کرے +
مراد مند کو ہر طرح بامراد کرے لوگو ہم کدھر جائین کیونکر اس بلا سے نجات پائین کوئی کہتی تھی شیطان کے
کان بہرے خدا نخواستہ اگر جان عالم کے دشمنون کا رونگٹا میلا ہوا شہزادیان خاک مین ملجائینگی غم جدائی
سے جانین گنوائینگی ہم انکے ماں باپ کو منہ کیا دکھائینگے اس دشت ادبار مین سر ٹکرا کر مر جائینگے
یہ جاوو گرنی قربان کی تھی یونہین بے گور و کفن پڑی رہینگی اور آتون محلدار جگر افگار سر سے چادر مین
ٹیک مدینے کیطرف پکار پکار کہتی تھین شعر تصدق اپنے نواسون کا یا رسول اللہ + کہو کہ حل کرین
مشکل ہماری حضرت شاہ + ایک طرف مغلانیان غم کی ماریان دم گرم آہ سرد بھرتی تھین ایک
سمت اصیلین جلیبین نجف کیطرف بال کھولکر التجا سے گریہ و بکا سے یہ عرض کرتی تھین
شعر تمنے مدد کی نوح کی طوفان سے کشتی پار کی + یا مرتضی مشکلکشا کیون بار میری بار کی + کوئی کہتی
تھی ہمارا لشکر اس بلا سے جو نکلیگا تو مشکلکشا کا کھڑا دونا دونگی کوئی بولی مین سہ ماہی کے روزے
رکھونگی کونڈے بھرونگی صحنک کھلاؤنگی دودھ کوزے بچون کو پلاؤنگی کسی نے کہا مین اگر جیتی
چھٹی جناب عباس کی درگاہ جاؤنگی سقای سکینہ کا علم چڑھاؤنگی چہلم بہی کرکے نذر حسین سبیل
پلاؤنگی غرض کہ لشکر سے زیادہ خیمون مین تلاطم پڑا تھا صدائے حزین نالۂ ہر غمگین سے ہنگامۂ محشر
بپا تھا اتفاقاً ایک شاگرد ملکہ کے باپ کا رشید فن سحر مین دیدہ شنیدہ اوس مرد بزرگ کی ملاقات
کو بردہ ہوا اودھر جاتا تھا یہ نالہ بلند صدائے ہر دردمند اوسکے کان مین جو پہونچی زمین کا متوجہ ہوا
دیکھا تو ایک لشکر عظیم بحال سقیم سحر کا مبتلا ہے شور و غل ہو رہا ہے جب قریب تر آیا طرفہ ماجرا نظر آیا
کہ انسان سے تا جانور سب آدھے پتھر ہین بعالم شہپال مین خراب حال ہین لوگون سے پوچھا
یہ ستم رسیدہ لشکر کسکا ہے کہان سے آیا ہے وہ ملکہ مہرنگار کے ملازم تھے اپنا حال سب نے
بیان کیا جب اسے یہ امر معلوم ہوا کہ استاد زادی کی خانہ بربادی ہے در خیمہ ملکہ پر آیا سر پیٹا چلایا

ملکہ نے آواز پہچانی کہا بھائی اس وقت پردہ کہاں کا یہاں آ کر بالمشافہ ہمارا عذاب اور حال خراب دیکھو
وہ اندر آیا ملکہ کو بھی اوسی عالم میں پایا اوسنے فرمایا عداوت ساحرہ سے ہمارا قافلہ تباہ ہے وہ عرض
کرنے لگا مجھکو اونکی ہمسری کی طاقت نہیں اور دو قفہ کم صبح سب کارخانہ درہم برہم ہو جائیگا بجز ہمارے
والد بزرگوار کے تشریف لائے یہ بلا ٹلتی نہیں تو خدا حافظ و ناصر ہے یہ کہکر بحال خستہ و تباہ لب پر نالہ
و آہ اس تیز قدم سے چلا کہ ادہم صبا کی ڈپٹ ہر قدم پر نثار تھی ٹھوکروں میں صرصر بے قرار تھی
پہر بھر میں وارد باغ ہوا گل سا چاک گریبان غنچہ کی طرح خموش شبنم نمط اشک رواں پیر مرد نے
فرمایا خیر ہے اوسنے شمہ گرفتاری جانعالم ملکہ کی بیقراری انجمن آرا کا الم لشکر کا حال تبہ کہکر عرض کی
جلد چلیے اگر شام تک نہ پہونچے وہاں صبح ہی دم سحر ملک الموت کا بازار گرم ہوگا ارمان سب دل میں
رہینگے کشتوں کو عالم بیوالی وارث کہیگا کوئی گور و کفن نہ پائیگا خاتمہ بالخیر ہو جائیگا پیر مرد نے آہ سرد
بھر کر فرمایا افسوس شہزادی کو سب کچھ سمجھایا تھا مگر عمل میں نہ لایا میر سوز ایک آفت سے تو مر مر کے
ہوا تھا جیتا + پڑ گئی اور یہ کیسی بری افتاد نئی + اوسیدم شاہین تیز پرواز پر سوار ہوا مغرب کی نماز
لشکر میں داخل ہو کر پڑھی پہلے جانعالم کے خیمے میں آیا حال دیکھکر سخت گھبرایا پھر انجمن آرا کی جا کر
تسکین کی وہ رو دی لگی وہاں سے ملکہ کے پاس آ کے کہا تمہاری بدبختی نے ہماری وضع میں
فرق ڈالا برسوں کے بعد باغ سے نکالا ملکہ نے رو کر عرض کی یہ وقت تدبیر ہے نہ ہنگام تقریر بعد
رہائی اس آفت سماوی کے جو چاہنا فرمانا القصہ مجبور و ناچار وہ عارف باوقار شہزادی کے خیمے کے
نزدیک دور تک حصار کھینچ کر بیٹھا یہ مرد بزرگ نیک صفات فن سحر کے سوا عامل اسم ذات کا تھا کچھ
پڑھنے لگا کبھی مناجات بدرگاہ مجیب الدعوات کرتا کہ الہی یاور زیردستاں و سرفرو کنندۂ گردن کشاں
اس بوڑھے کی شرم تیرے ہاتھ ہے قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہوں اخیر وقت کا تو حافظ و نگہبان ہے
مجھے جو مشکل ہے تیرے روبرو آسان ہے سفید ڈاڑھی کو بدنامی کی دھبے سے نہ رنگانا تیرہ بختی کا دھبا اس ریش
سفید پہ نہ لگانا شعر مشکل ز توجہ تو آسان + آسان ز تغافل تو مشکل + جبکہ سجادہ نشین چرخ اول یعنی
ماہ تابان کواکب حجرۂ مغرب میں روپوش ہوا اور ساحر فلک چہارم شوکت و حشمت طلسم مشرق سے نمودار باجوش
و خروش ہوا اور وہ عبادت گزار پیر جو تمام شب بیدار وفا لف صبح سی وحشت پا چکا یکایک وہ ناہنجار شیطان خصلت ناپاک عورت
تند خو بد سرشت خونخوار بعزم قتل جانعالم لشکر میں تنہا آئی پہلے ملکہ کے باپ پاس گئی آنکھیں لال لال طیش کمال اور

یہ آواز کرخت پکاری ای مرد پیر سست تدبیر تیری اجل بھی دامنگیر ہو کر کشاں کشاں اس دشت
جانفشان میں لائی مجھے شرم آتی ہے کہ تیرے نود سالہ ہو چکا ہے بے مارے مر رہا ہے تیرے قتل میں برائی
چھٹ فائدہ دیکھا ہے بد ہرے آیا ہے سیدھا چلا جا میں بیک نگاہ کج نشان لشکر اس صفحۂ زمین سے
مثل حروف غلط کا سحر سے مٹا دیتی ہون مرد بزرگ نے آشفتہ ہو کر فرمایا ای ننگ فرقۂ بنی آدم مردود
عالم بجوش شہوت و ولولۂ مباشرت نے آمادۂ قتل ہزارہا بندۂ اللہ بے جرم و گناہ کیا میں مرگ عزیزان
دیکھوں مرنے سے ڈروں بقول تیرے آج نہ موا کل مر جاؤنگا جیتے جی خلق کو کیا منہ دکھاؤنگا ہمچشموں سے
ناحق آنکھ چھپانی پڑیگی تو بدبخت مجھ سے کیا لڑیگی یہ سنکر وہ فاحشہ جھلا آستین چڑھا سحر کی نیرنگیان
دکھانے لگی اونکی بھی دعا کی تاثیر سپر بنکے اوسکا سحر اوسپر ڈھال زنگ مٹانے لگی صبح سے
پہر دن باقی رہا کوئی دقیقہ طرفین سے نہ باقی رہا طول اس مقام کا بیجا تھا اسی کلمے پر تمام کیا
کہ جب وہ عاجز ہوئی تب سحر کی طاقت سے شیر کی صورت بنائی پیر مرد بھی اسد اللہ الغالب کو
یاد کر وہ مہیب ببر بنا اور اسطرح للکار کر گونجا کہ جنگل کے چارپائے نعرے کے خوف سے دریا میں گرے

تصویر ایک شیر ببر اور دوسری شیرنی کی باہم لڑنا اور شیر کا غالب آنا۔



اور پانی کے جانور خشکی میں چھپتے پھرے کچھ دیر اس ہیئت میں لڑائی زور آزمائی رہی آخر کار وہ روباہ
خصال اوس ہزبر نیستان شجاعت کی تاب نہ لائی گیدڑ بھبکی دکھائی اور عقاب بنکر اوڑ چلی وہ
شاہین اوج دلیری سوچا کہ بے گرفتاری طائر مطلب یعنی اس ڈھڈو کے لشکر جہان سے نہ نکلے گا
اسطرح یہ پھنکی پھنکی ٹٹی کی آڑ میں شکار کھیلیگی بلا سے کچھ ہوا سے پھنسا او زور میں کم پایا تھا فوراً باز
ہو پرواز ہوا اس سناٹے سے چنگل آہنین میں اوسے دبوچا ایسا نوچا کہ اوسکی جان سنسنا گئی۔

بھاگتے وقت رجال الغیب سامنے تھا موت نے جھاڑ کے پیچھے پڑی بہت تڑپی پنجۂ قضا سے نہ چھٹ سکی اوسی کشمکش اینچا کھینچی مین مرغ روح اوسکا مجروح قفس تن سے اوڑ کر آشیانۂ جہنم مین پہونچا غلغلۂ حشر و شور رستخیز اوس صحرا مین نزدیک و دور مچا ہر طرف سے دار و گیر کی صدا آئی آسمان چکر مین آیا زمین تھرائی دشت تیرہ و مکدر ہوا آندھی چلی سحر کا کارخانہ اوڑ گیا ابر ہوا قریب شام وہ سیاہی موقوف ہوئی خورشید نے رخ انور دکھایا اپنا بیگانہ نظر آیا جانعالم گھبرا کر اوٹھ بیٹھا اہل لشکر نے رہائی از سر نو زندگی پائی جانعالم خیمے سے نکل نادم و خجل پیر مرد کی خدمت مین حاضر ہوا سب نے دیکھا اوس حصار مین ایک رنڈی اسی نوے برس کا سن ضعف کا زور و شور بڑھاپے کے دن

تصویر جادوگرنی بڑھیا کی سانپ بچھو لپیٹے ہوئے اور اوسکا مارا جانا۔



قد کمان مرنے پر لیس آنکھیں تودۂ طوفان جسم کا ہر ٹھیا در پے ژولیدگی گھنی ہوئی رگین صاف نظر آتی تھین ہڈیان پسلیان بوسیدہ جلد کے باہر گنی جاتی تھین درج دہان بے دُرِ دندان حقہ خالی کیطرح واوادہر دانت کے نام سے منہ مین خاک نہین بھاڑ سا کھلا نیلے نیلے مسوڑے مڑے تالو ہے کا توا جیب جھلسی چھالی پڑے بایان ہاتھ ساکھو کا ڈالا اور دہنا برگد کا ٹہنا قد کا ڈول نرالا عوج بن عوق کی خالا ٹانگ ہر ایک تاڑ سے بڑی کمر ٹیڑہی ہو تو سقف ایستون آڑ وار ہو گنبد چرخ کی پاڑ ہو پھیلائی پڑی تھی گویا چورکے محل کی گڑہی تھی سینہ پر کینہ تنگ چھاتیون کے کہہ کیطرح سید ہو لٹکتے پیٹ کی لپیٹ کی انتہا نہین بہ خاک گور بھی بھرا نہین دل پہاڑ کی سل سے سخت تر گردہ توپ کا مسہ ہڈی سی گوشت گوشت سی کھال چہرہ پیر زال فرہاد کش بڑھیا چہرہ کا رنگ کہ بلسٹ کی سپر کا اوسکے روبرو منہ سفید ہو جائے شب فرقت کی سیاہی مین کالی بلا سی

نظر آئے کو بڑا کا وہ ڈھنگ کہ سب کہتے تھے بیچاہی لڑکوں کو کاٹ کھائے ماتھے پر سیندور کا ٹیکا دو سیر خط بنا
اور سفید بھونڈا چونڈا پھونس کیطرح لٹکتا سیاہی کا دھبا بجز چہرہ بختی کہیں نہ دیکھا ایسی عمر کی مانگ مین بھی ٹانگ
جابجا پیوند در بھرا بالوں مین ناریل کا تیل بچے بچے دیدوں مین نہ دیدوں کیطرح کا جل پر پل
پل پل نے کی عوض سانپ بچھو لپٹے کھوپڑی اور ہڈیوں کی ہار گلے مین پڑے سحر کا سنگار کیے
پشت بہ بہشت روی بخس سوی جہنم چت پڑی تھی شہزادہ پیر مرد کو ساتھ لیکے ملکہ کے خیمے مین آیا۔
شہزادیون نے جان پائی جلیسوں کے منہ پر رونق آئی خواصوں نے شکر جناب باری کیا ماما
اصیلوں نے پیر مرد کے قدم پر گر کر عرض کیا مصرعہ ای آمدنت باعث آبادی ما + اوس بزرگ نے
فرمایا ابھی اس معرکے سے نجات نہیں ہوئی آفت عظیم کا سامنا باقی ہے جانعالم نے پوچھا قبلہ وہ کیا آفت ہے
اوسنے فرمایا اسکا باپ شہنشاہ جادوان ہے کوئی دم مین فکر ورد آئیگا بکھیڑا مچائیگا ملکہ مہر نگار مضطرب
ہوئی پیر مرد نے فرمایا اللہ یار ہے وہ کیا بگاڑ سکتا ہے مصرعہ دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است +
یہ کہکر دو ماش چپ و راست پھینکے دو جانور نئی صورت کے پیدا ہوئے ہرن کے چہرے طاؤس کے دھڑ
یاقوت کے سینگ الماس کی آنکھیں زمرد کے پر اور دو ٹھیکریوں پر کچھ لکھکر اونکے سامنے رکھا
دو ہر ایک چونچ مین اوٹھا اوڑ گیا وہ رات بھی بیم و ہراس مین گذری جسوقت ساحر شب بیدار عامل
صبح کی آمد کے دبدبے سے بھاگا ہوا تند چلی برق چمکی رعد کی آواز ہوئی اہل لشکر ڈر گئے مثل مشہور ہے
گزیدہ از ریسمان سپید و سیاہ میترسد پیر مرد کی گرد جمع ہوئے کہ ایک سمت سے غول کے غول غٹ کے غٹ
جادوگروں کی جھٹ پٹ باز جرے باشے بھجنگے پرند گے دھر گے سوار قطار قطار آئے میدان مین مرشد
کامل نے انکا پرا جمایا دوسری جانب سے جادوگرنیاں طاؤس اور ناگنوں پر سوار آتشبازی کی حقے
اوڑاتی ناریل وچھالتی اکتاری چھیڑتے بادلے کی جھنڈیاں کھل ہوا سے اوڑتی ہوئیں آپس مین
چھیڑ چھاڑ سحر آزمائیاں ہاتھوں کی صفائیاں ہوتی لڑائی کے عزم پر ہر ہر کرتی موجود ہوئیں ایسی
پری سے مقابل ٹھہریں انہیں دیکھکے جانعالم کا جی کلبلایا فوج کے سرداروں کو بلایا اور فرمایا
گو آج و غدغہ کا دل ہے مگر یہ جلسہ اور معرکہ دیکھنے کے قابل ہے زندگی ہے تو ایسا روز کبھی کاہکو
نظر سے گذرے گا وگرنہ مرگ انبوہ جشنے دارد ہماری فوج بھی جلد کمک سے صف آرا ہو اسباب
نیا سب نکالو یہ خبر سنتے ہی پہلے بیلدار نکلے پست و بلند زمین ہموار کر کنکر پتھر چن کر جھاڑی

جھنڈی کاٹ ڈالی جھاڑی ہوئی زمین صاف برابر نکالی پلٹنوں کی خاطر مورچے درست کیے
توپوں کو لیے وہیں باندھے جھانکی لگائی کہیں سُرنگ کا پوشیدہ زنگ جمایا باروت کو بچھایا میدان
جنگی بنایا پھرتے آبپاشی کر گئے توپخانہ والے بالچوں میں پانی بھر گئے فوج کی آمد ہوئی صف
کارزار آراستہ ہونے لگی راست و چپ پانچ پانچ سو ہاتھی مست پڑ سونڈوں میں چرخے ایک ایک
پہلوان قوی ہیکل زرہ پوش گرز گران بر دوش اوپر سوار پیچھے فیلنشین اور توپخانہ آیا قرینے سے
جمایا گیا توپ فلک شکوہ سے رعد جھنکار اور ناگ مستی کی ہیبت کی گردوں گرداں پر چوٹ کر گئی
مرد کو ہوئے کوسوں کی چوٹ کی اور وہ غباری جس کا گولہ قصر چرخ میں اوتارے پھر سواروں کی پرے
میں میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ درست کر دیا آگے تیر اول پیچھے سواروں کے پیدل
فوجوں کے دل نقیب چار سو نکلے کلے سی کنوتی سی کنوتی قدم سے قدم سُم سے سُم ملا دیا نشان
برداروں نے علم سبز و سرخ زرفشان کو جلوہ دیا سر ہر علم ماہی پرچم کی چمک چشم دلاوران میں
بادۂ جرأت کا کام کر گئی نامردوں کو ہول ہوئے بھاگنے کی فکر پڑی پیٹ میں کھلبلی مچی
کتنوں کی چلتے چلتے کانز چلی دریائے فوج ظفر موج موج زن تھا حشر کا میدان رن تھا غرش
کوس حربی صدای نقار خانۂ جنگی چرخ پر برج ثور تک زیر زمین گاو زمی کو پہونچی اور صدمۂ دمامہ
تندر مہیب آوازۂ دہل گوش قریب سے کرۂ ارض و سما دہل گیا اور کرنائے چینی نے غریو سے
صور کی ہمدمی کا دم بھرا اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا کا وقت قریب آیا جان عالم بھی بصد
حشم اسپ پری پیکر پر جلوہ گر ہوا چتر زرنگار بالای سر تاج شہریاری کج رکھ کر شمشیر برق دم زیب کمر
فولادی سپر پشت پر بائیں ہاتھ میں مرکب کی عنان دہنے میں نیزۂ اژدہا پیکر دو زبان فتح و
نصرت جلو میں اقبال یاور تک و دو میں ہمت و غیرت دست بستہ ہمراہ جرأت زیر قدم قربوس
زین میں کمان کیانی چہرے پر رعب و جلال کشورستانی سمند صبادم کو گرم عنان کر کے پری کے
برابر باگ لے چاوش طرار چرب زبان باش للکارے ساختہ گزار بالائے چرخ الامان پکار اگر کتنوں نے
کر کا شروع کیا نقیبوں نے زیب دی کہ لاور داغ عرصۂ جنگ جگہ نام و ننگ کی ہے دنیا میں زندگی
چار دن پھر لڑ کون بھڑ کا نوجوانوں یہی ہیں ہرگز بقا بجز ذات خدا نہیں ہمیشہ دنیا میں کوئی
رہا نہیں شعر رستم رہا زمین پہ نہ سہراب رہ گیا + مردوں کا آسمان کے تلے نام رہ گیا + اس صدا سے

جو بندا کی بہادر صاحب جرأت تھے اونکا دریای شجاعت سینے میں موجزن ہوا مونچھیں کھڑی ہوئیں آنکھیں
سرخ چہرے بشاش ہو گئے بسان شیر دلیر قبضہ ہای شمشیر دیکھنے لگے اور چست و چالاک ہو کر مستعد
کارزار ہوئے جانفشانی کو تیار ہوئے ہر دم باہم یہ اختلاط تھا دیکھیں آج تلوار کسکی خوب کاٹتی ہے کس
کسکا لہو چاٹتی ہے پہلے نیزہ کسکا سینۂ عدو پر چلتا ہے نیزہ بازی کی طعن پر کون چھاتی تانتا ہے لوہا کون
مانتا ہے کسکے تیر کے نشانے سے خون کا فوارہ اوچھلتا ہے آب پیکان دشمن کے حلق میں کون
اوتارتا ہے سر پیکان کسکا طالب سوفار سرخرو ہوتا ہے کسکو کون للکار کر ڈانٹ کر مارتا ہے وواکو کون
پکارتا ہے عرصہ کارزار میں حق نمک شاہزادہ اودیکھیے دشمنون کا لہو پیے جب جگر ہے تو وہ کام کیجے جس
سے رستم کی گور تھرائے سام و نریمان کا رنگ فق ہو جائے کوہ کو پر کاہ کی طرح اوکھاڑے دیو اگر سامنے آ جائے
تو پچھاڑے پر رئیس قدردان سر میدان سرگرم نظارہ ہے دیکھیے کون کام کا ہے کون ناکارہ ہے
کسکے ہاتھ کھیت رہتا ہے کون گون کھیت رہتا ہے من چلا پن کر لو زر سرخ و سفید سے سرین
بھر رنج ہی تو آن بان ہے یہ گر یہ میدان ہے ڈھل گندون کا لاحول ولا یہ ڈول ہوا کہ ہوتی
سے چہرے زرد دلپر آہ سرد منہ پر ہوائیاں اوڑتی تھیں ہر بار بھاگنے کو باگیں مڑتی تھیں کھڑے
ہوئے اپنے منہ نوچتے تھے پیٹ پکڑے پھرتے تھے دست سر دست چلے آتے تھے ڈر کے مارے بے مارے
موے جاتے تھے کوئی کہتا تھا میاں جی نے تو جہان ہے نوکری ملیگی بھیک مانگ کھاینگے جانیں
کہاں پاینگے حرمت گئی تو گئی جان تو رہیگی لہو کی ندی بدن سے نہ بہیگی یہی نا کوئی نامرد کہیگا
آبرو جائیگی جی تو رہیگا یہاں بگڑیگی اور کہیں بنا لینگے تیر تلوار کی گولی بچا کر گالیاں کھا لینگے
لڑنے کو سپاہیوں نے کمریں باندھیں ہیں کوسنے کو ہم موجود ہیں کوسون بھاگنے کو آندھی میں جو بیر
لگانے میں ہمارے ماں باپ بھنگ پلاتے تھے معجون کھلاتے تھے کیسی فصد کھلی دیکھکر ہمیں غش
آتے تھے ہم تو دوست ہوا دشمن دونوں کی خیر منگنے والے ہیں سب سے پہلے مورکے سے
بھاگنے والے ہیں ہمیشہ گالی گلوچ کو خانہ جنگی دھول دھپے کو میدان داری سمجھے لڑائی بھڑائی
سے کبھی بھڑکے نہ نکلے تمام عمر بدن میں سوئی نہ گڑنے دی گالیاں کھا کھا کے زندگی کی اوڑیرتی
کا بھلا ہو جسنے آجتک جان سلامت رکھی اسپر بھی قسمت نے یہ دن دکھایا خدا نے ہمیں بھیڑ اکیوں
نہ بنایا فوج میں اسطرح کی کھلبلی اور چلبلی مچی تھی اودھر انجمن آرا اور ملکہ مہر نگار نے

ایک دن یہ انتظار کر خیمہ بپا کیا چلمن چھوڑ اُٹھیں سیر دیکھنے لگیں اس عرصے مین لشکر غنیم کی آمد
ہوئی یعنی شہپال جادوگر نو لاکھ ساحر ہمراہ رکاب شکست انتساب لیکر تخت پر سوار چالیس اژدر
خونخوار تخت اوٹھائے زرہی گرد و فر سے آیا فوج بے قیاس و خدا نا شناس لایا اور سامنے جوانان تہمتن
و گردان صف شکن کے اپنا پرا جمایا پھر علم کالی آگے نکالی اور پرچم سیاہ مصورت بخت اوس گمراہ
کے کھلے دف و نی اور جھانجھ بجنے لگے اِدھر کوس و کورگرجنے لگے وزیر اوسکا پیام پیر مرد کے پاس
لایا دست ادب باندھ کر عرض کی ایلچی کو زوال نہین زیادہ گوئی کی مجال نہین شہپال نے
فرمایا ہے تمھارا جینا مرنا برابر ہے کہ گرم و سرد زمانہ دیکھکر عمر طبیعی کو پہونچے مگر ان نوجوانون پر ستم کیا
اِن کے خون کا حساب اپنی اعمال کی کتاب پر لکھوا بوجھ اپنے ذمے لیا پیر مرد نے جواب دیا
اوس اجل رسیدہ پیر نابالغ سے کہنا طرفہ ہے جسکا خون زمین پر گریگا اوسکا مظلمہ مواخذہ تیری
بیٹی جو فاحشہ تھی اوسکی گردن پر ہوگا ہم سمجھے تھے وہی ننگ خاندان تھی لیکن اب معلوم ہوا
ایسون کے ویسے ہی ہوتے ہین تجھے سفید داڑھی کی شرم نہ آئی کہ وہ مری تیرا کلنک کا ٹیکا
مٹا تو تو اوس سے زیادہ بے حیا ہے قلب نکلا یہ مقام رزم ہے جانے نیزہ و شمشیر یا رزم ہے جو کچھ
تقریر ہو گفتگو بے فائدہ ہے لا طائل باتون سے کیا حاصل جو منظور ہے بسم اللہ اوسمین دیر کرو دیکھین
آج کسکے حِصّے مین تخت و تاج ہوتا ہے اور گور و کفن کو کون محتاج ہوتا ہے وزیر محجوب پھرا شہپال سے
سب حال کہا پھر تو وہ کافر نمرود گبر ناہنجار مثل مار دم بریدہ بر خود پیچیدہ ہو شعلۂ غضب سے وہ ناری
جل گیا چہرے کا رنگ گرگٹ کی طرح بدل گیا پہلے تو آپ حقۂ آتشی پیر مرد پر مارا پھر لشکر کو سرداروں
کو للکارا دوپہر تک عجیب و غریب سحر سازی ہنگامہ پردازی جادوگر اور جادوگرنیون کی لڑائی رہی
کہ دیکھی نہ سنی کسینے کسیکو جلایا کسینے بجھایا کسی سنگدل نے پتھر برسائے سب کچھ سحر کے نیرنگ دکھائی
آخرکار جب جادوگری ختم ہوئی لڑائی کی نوبت گرز و شمشیر و نیزہ و تیر آئی پھر تو شہزادہ جان عالم
کی بن آئی باگ اوٹھائی فوج جرار نمازیان نامدار خبردار ہوئے سپاہ مانند ابر چار سمت گھر آئی برق
شمشیر نکلی پہلوانون کے نعرے نے رعد کا کام کیا خوب لوہا برسایہ سب تازہ دم وہ دوپہر کے شل
سیکڑون تایون مین کچل گیے گھوڑون کی جھپٹ مین کھندل گیے شمشیر صاعقہ خصال جان عالم
کا یہ حال تھا جسکے سر پر پڑی خود و سر اوس خود سر کا تا حلق مین قطرۂ سیماب کیطرح اوتر جیش

پر کینہ کا لہو چاٹا وہی سر جو بنا وہ خود مین تھا ایک جھپکی تو گود مین تھا پھر گھوڑے کی ٹنگ سے جست کر
زخم کشادہ کر خانۂ زین سے زمین مین قرار لیا سر بالین اوسکے قضا کو روتے دیکھا اوسے خواب مرگ
مین پائوں پھیلائے سوتے دیکھا جسپر لپک کر ایک وار کیا دو کیا دو کو چار کیا حواس خمسہ کیسکے درست
نہ تھے ششدر ہو گئے ساتون طبق زمین کے تھرائے آسمانون کو چکر ہوا مُردے قبر دن سے چونک
کے باہر نکل آئے جو اُنکا اوسے مار لیا بھاگتے کا پیچھا کیا گھڑی بھر مین خون کا دریا بہگیا لاشون
کا انبار رہ گیا کاسۂ سر حباب دریا کیطرح بہتے نظر آتے تھے موج خون مین دھر ادھر غوطے کھاتے
تھے دشمنون کی کشتی زیست طوفانی تھی آب تیغ کی طغیانی تھی فوج عدو کا زندگی سے دل سیراب
اور اوچاٹ تھا لہولہان ہر تلوار کا گھاٹ تھا کوسون تک لاشے پٹے تھے یہ پاٹ تھا آخر کار فوج کو
شکست ہوئی شہپال مارا گیا سر اوس خود سر کا مثل خیار تر اوتارا گیا سپاہ باقیماندہ اوس تیرہ بخت
نگونسار کی فرار ہوئی زندگی دشوار ہوئی پھر تو غازیان فتح نصیب اور جادوگران مہیب لوٹ پر لوٹ
پڑے سب کچھ لوٹا ساز و سامان اونکا ذرا نہ چھوٹا ادھر نشان کھلے شادیانے بجے وہ سب

تصویر معرکۂ لڑائی شہپال کا مارا جانا اور تصویرین جادوگرونکی ہیبت ناک ۔



چاور پھیراتے ماتم کرتے گریبان چاک سر ورود اغشتہ بخاک دم سرد بھرتے جھکا منہ جدھر دو منہ بھاگ
نکلے بیدان کشتون سے اٹ گیا جنگل لاشون سے پٹ گیا آج تک طعمۂ زاغ و زغن اوسی بن سے
ہے صحرائی درندون کی خوب پیٹ بھری بلکہ جانورون کی دعوتون کو گوشت کے قیمے قیمہ کیے او بخار گئے
بہت ہیضہ کر کر مرے وہ سرزمین قلعہ خزانہ جان عالم کے قبضے مین آیا بڑی جستجو لگا پوے وہ لوح اور
نقش پا باہر مرد رخصت ہوا اور جتنے مدارج پند و نصیحت تھی بکرر سمجھائے راہ کا خطر مصیبت سفر ہر
منزل و مقام کا نفع و ضرر کہا مگر کہا میری جان اب ایسی حرکت و سامان نہ کرنا جو پھر کوئی روز سیاہ دشمنوں کی سامنے
آئے دوستون کو دکھانا جانا ہمیں ہے باغ چھڑائی لو اللہ حافظ و ناصر ہی رسول اوسکا تمہارا مددگار و یاور ہے

نزول موکب شوکت و جلال بعد فتح جادو شہپال ساحل دریاے شور پر جہاز کا آنا شہزادے کی طبیعت کا لہرانا پھر سوار ہونا اور جہاز کی تباہی باہم کی جدائی انجمن آرا کی بے صبری پانی جوگی کی ملاقات

آشنایان بحر تقریر و غواصان محیط تحریر شناوران شط الفت غریق لجۂ محبت دُرِ گوہر آبدار سخن کو سلک
گفتار مین منسلک کرکے زیب گوش سامعین فہیم و ہوش اسطرح کیا ہی کہ بعد فتح جنگ جادو شہپال اور ہاتھ آنے
خزانہ مالا مال کے دو مہینے تک عساکر نصرت اثر شب و روز اوس دشت مین جلوہ افروز رہا جب پیر مرد
باغ کو تشریف فرما ہوا جان عالم نے کوچ کیا چند مدت کے بعد ایکروز خیمہ لب دریاے شور ہوا شہزادہ معشوقان
سے باہم تماشائے بحر زخار و نظارہ امواج پیچدار و سیر دریاے ناپیدا کنار کی پانی کا زور ہوا سے
دریاے شور کا شور کیفیت لطمہ و گرداب دیکھتا تھا منظر آب کیسا کہ بحر تھا زخار + تند و مواج
تیرہ و تند دار + موج کا ہر کنارہ طوفان پر + ماری چشمک حباب عمان پر + گذر موج جب نہ تب دیکھا
ساحل اوسکا نہ خشک لب دیکھا + ناگاہ ایک جہاز پر تکلف با نقش و نگار بسیار صبا وار نمودار ہوا
شہزادہ سمجھا کوئی سوداگر کہین جاتا ہے جب قریب آیا جہاز کو لنگر کیا اور ناخدا اوسے دولت پر شرف اندوز
ہوکر عرض کرنے لگے ہم لوگ ملاح ہین یہان جو شاہ و شہریار رونق افزا ہوتا ہے ہم اوسے دریا کی سیر و تماشا
بحری جانور آبی دکھاتے ہین موافق قدر جو قسمت مین ہوتا ہے انعام پاتے ہین یہ سنکر خواہش سیر
دریا شہزادی کے سفینۂ دل مین موج زن لطمہ پیرا ہوئی ملکہ سے کہا چلتی ہو اوسنے عرض کی ہنوز
گرداب غم تلاطم اندوہ و الم سے ساحل فرحت و طرب کی ہمکناری میسر نہین ہوئی آپ کو اور اترائی

نیا ڈھنگ سلا سوجھا جان عالم نے کہا دریا کی سیر جی کو مسرور کرتی ہے خفقان دور کرتی ہے طبیعت بہلجاتی ہے
کیفیت نظر آتی ہے تم نے سنا نہیں قول سعدی مصرعہ بدریا در منافع بیشمارست + دو چار گھڑی دل
بہلا چلی آئینگے ملاح محروم نہ رہ جائینگے ملکۂ مہر نگار نے متردد ہو کر کہا یہ سب سچ ہے جو آپ نے فرمایا خفقان
کیسا تمہارے دشمنوں کو نرا مالیخولیا ہے میں نے بارہا انجمن آرا سے کہا ہے سو یہ مرض لا دوا ہے پانی سے
دونا ہوتا ہے اسکے سوا میرے دماغ میں بھی کیا خلل ہے میرا دوسرے مصرعہ پر عمل ہے سعدی اگر خواہی
سلامت بر کنارست + شہزادہ نے فرمایا خیر ہم تو مرد ہیں تنہا جائینگے تم نہ چلو بیٹھی رہو آرام کرو
جدائی کی تاب محبت کے مبتلا کو کہاں ہے الفت کا یہی بڑا امتحان ہے ناچار اوسیدم ملکۂ مہر نگار اوبھی
اور انجمن آرا مع چند خواص ہمراہ ہوئی جہاز پر پہونچی بادبان کھینچے پالین چڑھیں لنگر اوٹھا مہر نگار
مضطرب وار یہ شعر پڑھنے لگی حافظ درین دریای بے پایان درین طوفان موج افزا + دل افگندیم
بسم اللہ مجریہا و مرسیہا + لوگ مصروف تماشا ملکہ غریق بحر تفکر غوطہ زن گرداب تحیر لطمۂ اندوہ و الم کی
آشنا بار بار انجمن آرا سے کہتی تھی خدا خیر کرے دشمن نہ ایسی سیر کرے بے طور موج الم سر سے گذرتی ہے
خود بخود پانی دیکھکر جان ڈرتی ہے اللہ حافظ و نگہبان ہے سراسر سامان بد نظر آتے ہیں کلیجا خوف سے
لرزان ہے القصہ چار گھڑی جہاز با مراد پانی سیر دکھائی پھر آفت آئی ناخدا چلایا ملاح ہراسان ہوئے
شہزادہ نے پوچھا کیا ہے عرض کی طوفان عظیم الشان اوٹھا ہے ابھی یہ ذکر تھا ہوا عالمگیر ہوئی
جہاز تباہی میں آیا بادبان ٹوٹ گئے مستول گرا ملاحوں کے چھکے چھوٹ گئے سنبھالنے کا مقدور نہیں رہا

تصویر دریا مع جہاز اور دونوں ملکہ کی مع خواصوں کے اور جہاز کا ٹوٹنا۔



آخرش تلاطم آب صدمۂ پیچ و تاب موج سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا کسیکو کسیکی خبر نہ ملی کون ڈوب گیا کون
جیتا رہا ایک کہین گئے دوسرا جدا ہو گیا جان عالم تختے کے سہارے دو تین تاتار دن مین کنارے لگا جب
تکان پانی کی موقوف ہوئی غش سے آنکھ کھلی دیکھا کنارے کیا ہون بلکہ گور کے کنارے لگ رہا ہون
بڑی جد و کد سے اوترا آہستہ آہستہ جیتا اوٹھتا ایکطرف چلا ایک بستی مین پہونچا وہان کے باشندے
اسکا چہرہ اور حال و ریہ خراب حال دیکھکر بہت گھبرائے قریب آئے کوئی بولا یہ پریزادہ ہے مثل سرو آزاد
ہے چمن حسن و خوبی کا شمشاد ہے کسی نے کہا ابھی تو دن ہے یہ از قسم جن ہے غرضکہ جن جن نے
اسے جن کہا تھا پاس آ کچھ خوف سا کھا اسطرح بولے اُستاد کون ہو کیا ہو سچ کہو حور ہو یا پری
ہو تم + جان عالم نے دم سرد دل اندوہگین سے بھر چشم تر کر اون لوگون سے کہا لا اعلم جانے
دارم چنانکہ دشمن خواہد + جانی ز دارم کہ فرقت تن خواہد ناکامی خویش را اگر شرح دہم + دشمن بخدا
زندگی من خواہد + ایہا الناس مین گم کردہ کاروان جرس کی طرح نالان ہون دلگرفتہ نقش
پا ہمراہان رفتہ ہون حمق مین گرفتار ہون بچھڑون کا طالب دیدار ہون غریب دیار بیتاب دانہ
نصیب ہوا نہ آب مفارقت یاران چندے خستہ و خراب حیران ہوش و حواس یک لخت زایل ضعف
سد راہ ناطاقتی حایل یارون کی صورت نظر آئی نہین دیدۂ دیدار طلب مین بینائی نہین تاب
رفتار نہ طاقت گفتار مولف بیان نقش پا بیٹھے یہان وان سے پھرے سرگرے + ٹھکانا پوچھتے ہو
کیا بھلا ہم بے ٹھکانونکا + بیاد دوستان پہرون مجھے ہچکی لگ آتی ہے + کہین ذکر جب ہوتا ہے
کچھ گذرے فسانونکا + علم سے آہ کی ثابت ہوئی غم کی ظفر تک + کہ باعث فتح کا ہوتا ہے کھلنا نشانونکا + چھڑائی
جبر سے چرخ فلک ز دست سب میری + مٹیگا داغ کب دل سے مرے ان نوجوانونکا + شرر منہ سے
نکلتے ہین سرو دل حزین ہر دم + جلا دیوان ہو کیونکر جمع ہم آتش بیانونکا + اس حکایت
جانسوز شکایت چرخ بے مہر غم اندوز سے سب رونے لگے کہا یہ شاہزادہ عالی تبار ہی الاول از دست دادہ
محبوبون سے دور افتادہ اس سبب سے دل افگار ہے منت و سماجت سے مکان پر لیگئے ہاتھ منہ
دھلوا کھانا پانی حاضر کیا جان عالم نے آب و طعام دیکھکر رو دیا یہ کہا استاد ہو خاک بھوک کی اوس
فاقہ مست کو پھر جانچے جو اپنا خون جگر روز ناشتا سمجھے + خدا جانے میرے بچھڑون کا کیا حال ہوا
کسیکو دانہ پانی میسر آیا یا کچھ نہین پایا مین بھی نہ کھاؤنگا بھوکا پیاسا مر جاؤنگا وہ بولے

حضرت سلامت کھانے پانی سے انکار نادانی ہے ابھی سے بشر کی زندگانی ہے جب جیتے ہو تو کبھی روز
بچھڑوں سے ملجاؤ گے وگرنہ غربت کی مرجاؤ گے میں گور و کفن بھی نپاؤ گے ناچار سب کی سمجھانے سے
وہ ایک نوالہ بجبر حلق سے اوتارا پانی جو پیا ہاتھ پاؤں سنسنائے پیہم غش آئے جب طبیعت ٹھہری
سب حال پر ملال جہاز کی تباہی انیس و ہمراز کی جدائی اپنا ڈوبنا اوسکا وہاں تک آنا
اور اون کا پتا نپانا بیان کر کے بقول مرزا حسین بیگ صاحب یہ کہا بیت ہمرہان رفتند و ماندیم
زردان در کمین + خانہ ملاح در چین ست و کشتی در فرنگ + سب تاسف کرنے لگے ایک شخص نے کہا
یہاں سے دو منزل ایک پہاڑ ہے کوہ مطلب برآ نام ہے اوسپر جوگی کا مقام ہے مرد باکمال شیریں مقال
ہزاروں کوس سے حاجتمند اوسکے پاس جاتے ہیں سب کی مطلب بر آتی ہیں بسکہ اوسپر عنایت باری
ہے چشمۂ فیض اوس سے جاری ہے مشہور ہے کہ آجتک کوئی شخص محروم ناکام اوس مقام سے نہیں
پھرا یہ مژدہ سنکر چہرے پر بشاشت چھا گئی گئی ہوئی جان اسی آن بدن میں آگئی گھبرا کر یہ شعر
پڑھا حافظ آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند + آیا بود کہ گوشۂ چشمے باکنند + اوسیدم چلنے کی عزم کیا وہ لوگ
مانع ہوئے کہا ابھی جانے کی طاقت آپ میں آئی نہیں پاؤں میں راہ چلنے کی تاب و توانائی
نہیں دو چار روز یہاں آرام کرو خوب آجائے تو مختار ہو غرضکہ جانعالم نے اون لوگوں کے
سمجھانے سے وہاں مقام کیا عجب پریشانی میں صبح کو شام کیا گرد وہ سب حلقہ زن یہ باندوہ
مشتاقان گرفتار رنج و محن کبھی تو محزون چپ رہتا گاہ مثل مجنون خود بخود بکنے لگتا اور جب حواس
خمسہ درست ہوتے یہ خمسہ پڑھتا استاد ہر سو خبر الفت کی کیا آپ سے پہونچائی + آنکھ بھی مری لب پر
فریاد کبھی آئی + کیوں مجھ سے بگڑتا ہے اوکافر ترسائی + تا داشت دلم طاقت بودم بشکیبائی + چون
کار بجان آمد زین بس چہ حذر رسوائی + گاہے مرے لب پہ ہے فریاد کبھی افغان + بیمار ہو غم دوری سے میں
سخت ہوں اب نالان + یہ جائے ترحم ہے کر رحم ذرا جانان + در زاویۂ الفت دور از تو چو مہجوران +
تنہا منم و گاہے آہ از غم تنہائی + ہے دن کو تو یہ عالم ظالم ترے مجنون پر + ہیں گرد کھڑے لڑکے جھولی
میں بھرے پتھر + سونے کی کسے فرصت ای یار اسے باور کر + شبہا منم و اشکے وز خون ہمہ بالین تر +
عشق این ہنرم فرمود ار عیب نفرمائی + عصا لکنی گاہے گہ درد جگر دیکھو + رومال بھگوتا ہوں
لاکھوں ہی کبھی رو رو + گردن زدنی ہوں میں شکوہ کروں تیرا گو + صد رنج ہمی بینم

ع

ای رحمت جان از تو + از دیدہ و توان دیدن چیزیکہ تو بنمائی + تھا تاب و تحمل مین کیا جگر خسرو + آگے
تو نہ بہتے تھی سلک گہر خسرو + تم آتو نوازش ہو بیگر خبر خسرو + بس دُر کہ ہمی ریزد از چشم تر خسرو + کز
دست بردن رفتہ سر رشتۂ دانائی + آخرش وہ رات کی رات بہزار عقوبات تڑپ تڑپ کر سحر کی تازہ
صبح کے بعد پہاڑ کی راہ لی چار دن مین ناچار وہ راہ طے کی پہاڑ پر پہونچا سنگ سفید کا پہاڑ بہت
آبدار مانند ہمت جوان صاف باطن سر بلند اور مثال طبع سخنوران فرح افزا و دلپسند درہای فراخ
کشادہ روشن جوش نباتات و ریاحین و لالہ سے اور خروش مرغان خوش الحان سے رشک صحن گلشن
چشمہای سرد و شیرین جابجا فرہاد کی روح کا ٹھیکا ہر قسم کا میوہ دار درخت قدرت حق سے اوگا پھولا
پھلا پتھر ہر ایک معدن لعل پرند چرند صاحب حسن و جمال یہ سیر دیکھتا چلا ایک طرف درخت گنجان
گھنے بچنہ مزار بیدار دلون کی بنے اور منڈھی کا گنبد گنبد گردان بسیتون کا جواب بنا ترسول گڑا کنارے
کی جھنڈی پھر پھیر اوڑتی کلمہ شہادت بخط جلی لکھا جب وہ کے نزدیک آیا دور دور تک مکان صاف
صحن شفاف پایا شہ کے روبرو درخت کے تلے چبوترے کے اوپر ایک جوگی سو سوا سو برس کا سن و سال مگر
مانڈا کمال ڈاڑھی ناف سے بڑی گرہ لگی جٹا ہر ایک راکھ سے بھری قدموس ہو رہی پانون پر
پڑی پلکین دیدۂ حق بین کا اسرار چھپانی کو چشم حاسد کے گزند بچانی کو موچھون سے بلین جسم مین
موج دریا کی طرح جھریان پڑین کمر مین غم گردنی ہوئی سی مہین بان کی عجب آن بان کی گمار وکی
کا لنگوٹ ستر عورتین کی اوٹ گلے مین مجبوری کی کفنی حقہ جوگانی منہ سے لگا افیونی کی شکل بنا
شیر کی کھال بچھائے بھبوت رمائے دیدہ وادیدہ سے بظاہر آنکھین بند مگر دیدۂ دل کھلا خوش پسند
دل بولتا سوتا نہ جاگتا آسن مارے دنیا سے کنارے بیٹھا پیٹ پیٹھ سے لگا تیر سا قد رہت مثل کمان
خمیدہ گویا چلہ کھینچ چکا ہے زنانہ آسارگین عیان کھال سے ہڈیون کی جو رشمع فانوس نمط نمایان
تسبیح سلیمانی اور آن کی نشانی ہاتھ مین ہر بھجو ہر بھجو تکیہ کلام بات بات مین قشقہ ٹیکا ماتھے پر مندون
کا سا اور سجدے کا گھٹا بدر کامل کی صورت چمکتا زرد مٹی بدن مین ذکر حق دل و دہن مین کبھی
مصلے پر سجدہ و سجدہ گاہ کبھی کپڑے کی جانماز کبھی کسیجا پوتھی کھلی دونون سے راہ رکھی عجب رنگ
کا انسان خلاصہ یہ کہ ہندو نہ مسلمان بقول مرزا سودا اسکی ملت مین گنون آپ کو تبلا اے
شیخ + تو کھی گھر مجھے گبر مسلمان مجھکو ایک طرف تکیے مین دو چار کیاریان بیلے چنبیلی کی بہار گلکاریان

کہین مُرشدون کی ڈہیر گرد کی چھتری بزرگون کی مزارون پر مولسری کی درخت سایہ دار قطار
قطار درختون کی ٹہنیون مین پنجرے لٹکتے باہم بحث کرتے اٹکتے فاختہ کی کوکو قمری کی حق سرہٗ کو کلا
کر دم بنائے کا عالم کہین مرگ چھالا بچھا شیر کی دیا دھونی لگی لکڑ سلگتا کہین جا بجا ببر کی کھال کا
بستر آہوی صحرائی اوپر بیٹھا اوداسا تپنائی منتا ادھر ایک سمت بھوانی کا مٹھ تلسی کا پیڑ ہرا بھرا گرد
چشمہ پانی کا بھرا جاری دلچسپ مکان رعب دار گل خودرو کی جدا بہار ایک طرف بھنڈارا جاری
کڑھاؤ چڑھا موہن بھوگ ملتا کہین پلاؤ قلیے کی تیاری چھانڈ اپٹ رہا تھا کچھ مہنت بالکے کچھ مرید
حال قال کے کوئی چیلے مین بیٹھا کوئی دنیا سے ہاتھ اوٹھائے کھڑا کسی کے خرقہ دلق سر و تن مین
کوئی چوراگن مین کہین کتھا ہوتی کوئی وعظ کہہ رہا ایک طرف کھنجڑی بجتی طنبورا چھڑا بھجن ہوتے
ایک سمت حلقہ مراقبے کا بندھا نوحہ پڑھ رہے لوگ روتے عجیب وہ گرد مرشد غریب یہ مرید چیلے روز ایک
دو کو مونڈتا بستری جوتھے دن عرس میلے حاصل کلام یہ کہ وہ عجب جلسہ تھا کہ دیکھا نہ سنا یہ اجتماع متقشفین
آرام و چین سے شہزادی کے پانون کی آہٹ جو پائی مرد آگاہ دل روشن ضمیر نے پلک ہاتھ سے
اوٹھائی آنکھ ملائی دیر تک لال لال چہرہ پر رعب و جلال جان عالم کو بغور دیکھا اوسنے جھک کر
مؤدب سلام کیا اوس خوش تقریر شیرین مقال نے کہا بھلا ہو بیچارے بڑی مصیبت فلک نے دکھائی
جو یہ صورت یہانتک آئی آؤ بیٹھو گر دیکھا کرے مرشد کی دعا سے حق حاجت روا کریگا ہم تمھارے

تصویر پہاڑ اور مٹھ اور بھنڈارہ وجوگی مع ترسول وغیرہ اور جان عالم کی۔



امانت دار مین سواری کھڑی ہر طرف کو تیار ہین جان عالم تو حیران ہو رہا تھا اور زیادہ حیران ہوا کہ یہ
کیا ماجرا ہے پاس جا بیٹھا جوگی اوس تختے مین جا کر بیٹھا گیروا چادر اچھی سفید اوڑھ عطر لگا جان عالم
کے نزدیک آیا یہ کلمہ زبان پر لایا ایک دن ذوق شوق کے عالم مین ہمارے مرشد گرو نے تیرا حال
سے خبر دی تھی کہ ایک شہزادہ کا جو اوسکا نام ہو جائیگا وہ بسر رخ طلب بیان آئیگا اوسکا کام تجھسے
تیرا کام اوسکے ساتھ سے پورا ہو جائیگا اب بات کے سنتے ہی شہزادہ کو نہایت حسرت ہوئی کہا جوگی
جی تمھارے نام سے میری زندگی ہے فرق اگر تو دو چار دن مین گریبان چیر کے ہو جاتا آخر یکبار گی
ہلاک ہو جاتا خوبصورتی کا بھی عجب مزا ہے جہان ہنگامہ بپا ہے عالم کو مرغوب ہے طرح طرح سے محبوب
اگرچہ فقیر غریب امیر جسکو نزدیک بلا خواہش سب جیب چھری لگی ہے جانے لگے کہ اضطراب بپا ہے ویرانہ
درست آیا باد دنیا کا یہ نقشا ہے گاہ خوشی کبھی غم یہ دونون ہمراہ ہمیشہ ہین کبھی وصل کی شام کو
دل کیسا شاد ہوتا ہے کبھی ہجر کی صبح کو کلیجا پاش پاش ہوتا ہے ایک شب لذت ہم کنار ہی ہے
ایک روز پہلو تہی گر ٹھنڈی ہے کبھی شب وصل کیا گیا جلا ہوتے ہین گاہ فصل کے دن
بے چین بیٹھے ہین روتے ہین آدمی جب بیچ گھبرائے اور غم کھاتے دوست جان بیچ دونون پر
لاتے دل کو تسکین دیکر بجائے صبر جان نادم چین خیر خموشی ہے انجام وہ لیس ہر گز کا فرخندہ
ایست مصحفی زندگی ہے تو خزان سے کبھی گذر جائیگی خزان فصل گل جیتون کو بہار گلے برس
آنگی جو وصل میں رہت و آرام پاتے وہی ہجر کے صدمے اوٹھاتے ہے تو نے اون دونون بھائی
جو تو امر پیدا ہوئے تھے اونکا قصہ نہین سنا ہے کہ پہلے تو ہمون نے کیا صحبت آٹھائی پھر ایک نے
سلطنت پائی دوسرے کے ہاتھ شہزادی آئی جان عالم نے کہا ارشاد ہو کیونکر ہے

قصہ برادران توام کا شکار کو جانا پھر شب کو اندھیرے مین دونون جانورون کا
پھنس جانا اون کا کیا نا ایک سے سلطنت پائی دوسرے کے پچھلے آئی پھر
شہزادی پاکر بھائی سے ملا

جوگی نے کہا ایک شہر مین دو بھائی تھے توام پرورش پائی نہ دو قسم روزگار پیشہ نیک اندیشہ ہوئے
رشتہ برادری سر رشتہ دوستی باہم مستحکم تھا مگر دونون کی طبیعت متوجہ سیر و شکار بہت مصروف
سیاحی دیار و دیار تھی ایک روز شکار کھیلنے جنگل مین جاتے تھے ہرن سامنے آیا

چھوٹے بھائی نے تیر لگایا کاری نہ لگا ہرن کنوتیاں اوٹھا بھاگا دونون نے تعاقب کیا تمام دن
رواں دواں اُفتاں و خیزاں چلے گئے قریب شام بڑے بھائی نے جو تیر مارا ہرن ڈگمگا کر گرا
گھوڑون سے اوترے ذبح کیا دن بھر کی دوڑ سے گھوڑے مثل خود بھی مضمحل ہو گئے تھے تمام
روز کے بے دانہ و آب بھوک پیاس سے بیتاب تھے لکڑیاں چُنکر پانی بہم پہونچا کباب لگا بخوبی
تمام دونون نے کھائے مگر وہ مزہ وہ کیفیت اور لذت خشک کباب مین پائی مرغ کی زیر بریانی تر تراتی
کبھی ایسی نہ کھائی تھی پانی پیتے ہی سُستی معلوم ہوئی رات بھی ہوگئی تھی لیکن شب ماہ پورنماسی کی
چاند الله الله جنگل کی فضا سبزہ نو رستہ جابجا اونھون نے کہا آجکی شب اس صحرا مین سحر تک چاندنی
کی بہار صنعت پروردگار دیکھیئے پھر دل مین سوچے کہ تنہائی کی چاندنی گور کے اندھیرے سے
بدتر ہے سچ ہے جب ماہرو بر مین نفقا نور نظر مین نہو اندھیرا اوجالا آنکھ مین برابر ہے شیخ ناسخ
دھوپ بہتر ہے شب فرقت کی بدتر چاندنی + صاعقے کے طور سے پڑتی ہے مجھپر چاندنی + خیرہ
دونون ایک درخت سایہ دار چشمے کے قریب دیکھ کر نظر بچی چاندنی گو ہمراہ نہ تھی زین پوش
چاندنی کے عوض بچھا چاندنی کی سیر کرنے لگے باگ ڈور سے گھوڑے انکا دیئے چھوٹا بھائی بڑا
ذہین ذی شعور نکتہ سنج دوربین تھا بڑے بھائی نے کہا آج ہم تمھاری عقل کا امتحان کرتے ہین
بتاؤ تو اس وقت ہمارے شہر کا ہمسے کتنا فاصلہ ہے اور سمت کونسی ہے تیسرے کباب کی لذت پانی کا
مزاج بہت بڑا اسکا سبب کیا تھا اوسنے جواب دیا یہ باتین سہل ہین شہر ہمارا یہان سے سو کوس
ہے اور دلیل یہ کہ بارہا تجربہ کیا ہے میرا گھوڑا تمام دن مین سو کوس اسی چال سے پہونچتا ہے
اور سمت ستارون سے ثابت کر شمال ہے رہا کھانے پانی کا لطف خلاف وقت سے تھا الا تینا
مقدمہ یہ سننے یقین کامل ہے کہ صبح کو عنایت خالق اور مدد طالع سے وہ سامان مہیا ہو جو
کدورت سابق دور ہو آیندہ آسایش سے طبیعت مسرور ہو بڑے بھائی نے ہنسی کی وجہ پوچھی اسنے
کہا آج سو کوس کی مسافت بصد آفت طے کی بھوکے پیاسے رہے لیکن دل بشاش ہے
وہ دشت کے چپ ہو رہا یہ قصہ رفت و گذشت پھر مشورہ ہوا کہ یہ جنگل سنسان ہو کا مکان ہر یہان
درندہ و گزندہ سانپ بچھو شیر بھیڑیئے کے سوا پرندہ دوندہ نظر نہین آتا جو ہم تم دونون سوئے
خدا جانے کیا ہو تین پہر رات باقی ہے ڈیڑھ پہر ہم جاگین پھر تم ہوشیار رہو یہ صلاح پسند خاطر

طرفین ہوئی پہلے بڑے بھائی نے آرام کیا چھوٹے نے جاگنے کا سر انجام کیا تیر کمان ہاتھ مین لیکر ٹہلنے لگا جب زلف لیلائے شب کمر تک آئی ادھی درخت پر دو جانور آپس مین اپنی اپنی توصیف و تعریف زبان بزبانی مین کرنے لگے اور یہ شخص بہت جانورون کی بولی سمجھتا تھا آواز پر کان لگائے ایک بولا میری گوشت مین یہ تاثیر ہے جو کھائے ایک لعل تو پہلے دو پہر کے بعد اوگلے پھر ہر صبح منہ سے نکلے دوسرا بولا جو شخص میرا گوشت کھائے ادھی روز بادشاہ ہو جائے یہ باتین سمجھ دل مین نہایت خوش ہوا تیر و کمان تو موجود تھا الا اللہ لگی تیرے تا تل چلے سے جوڑ کر کھینچا۔

تصویر دونون بھائیون کی مع گھوڑون کے اور ہرن کے کباب پکانا اور درخت کے جانورون پر تیر لگانا



لب سوفار کان کے پاس آ بوعدۂ قضا سرگوشی کر کے روانہ ہوا قضا نے ہر چند اونکے سر پر خبردار تھا اگمان کرکر اکر چلائی کہ دو وار ارات کا تیر سپر سپری او گر لیس گر مرگ بوده پہ ہوگئی جان بچی پیکان سے تا سوفار دو سار ہوا زمین پر جدید کر دونون ایک تیر مین گر پڑے اس نے تکبیر کہکر ذبح کیا طائر روح اونکا اوڑ گیا اون کی لکڑیان جمع کر کے آگ سلگا کباب لگائے جسکے گوشت مین سلطنت کا ذائقہ سمجھا تھا آپ کھایا دوسرا بھائی کے واسطے اوٹھا رکھا اور ایسا خوش ہوا کہ تمام شب آپ پاسبانی کی بڑے بھائی کو تکلیف نہ دی مگر معاملات قضا و قدر سے مجبور بشر ہے انسان کے

قبضۂ قدرت مین تیغ ہے نصرت ہے مصرعہ تدبیر کند بندہ تقدیر زند خندہ ۔ شعر آنچہ نصیب است بہم
میرسد ۔ ور نستانی بستم میرسد ۔ جسوقت زاغ شب نے بیضہ ہاے انجم آشیانۂ مغرب مین چھپائی
اور صیادان سحرخیز دام بردوش آئے اور سیمرغ زرین جناح طلابال غیرت لعل قفس مشرق
سے جلوہ افروز ہوا یعنے شب گذری روز ہوا بڑا بھائی اوٹھا چھوٹے نے وہ کباب پس ماندہ
شب یعنی رات کے بچے ہوئے روبرو رکھے وہ نوش کر گیا اور حال کچھ نہ کہا دو گھڑی دن
چڑھے جب لعل اوگلا تب سمجھا ہنسے بہت تدبیر کی مگر سلطنت بڑے بھائی کی قسمت مین تھی پھر
وہ لعل بہ طریق نذر روبرو لایا اور رات کا فسانہ مفصل سب کہہ سنایا کہا اللہ کی عنایت سے جلد
آپ کو سلطنت حصول ہو یہ نذر غلام کی قبول ہو اوسکو اسکی سعادتمندی سے خرسندی حاصل
ہوئی پھر کہا سامنے آبادی معلوم ہوتی ہے ہم جاکر اس لعل کو کسی دلال کے ہاتھ بیچ آئین
تم گھوڑون کے پاس رہو اگر اپنے شہر چلیگا تو امر کرینگے حاکم کا خوف مانع کار ہے وہان ایسا
کہان ابھی بار ہے یہ کہکر ادھر چلا جسدم شہر کے دروازے پر پہونچا خلقت کا انبوہ نظر پڑا اوس
ملک کا یہ معمول تھا جب وہان کا بادشاہ دار السلطنت عدم کا تخت نشین ہوتا وضیع و شریف
شہر کے سوم کی رسم کے بعد وزیر اعظم کے ہمراہ صبحدم تخت لی دروازے پر آتے جو اوس روز پہلے
مسافر باہر سے آتا اوسے بادشاہ بناتے قضارا وہانکا بادشاہ قضا کر گیا تھا لوگ تخت لیے منتظر تھے
یہ داخل ہوا سب نے تخت پر بٹھا زمین دین نوبت و نشان جلوس کا سب سامان موجود تھا دھوم
دھڑکے سے دیوان خاص مین داخل کیا منادی ہوئی جو بول شہور انکی رائی دُہائی نزدیک و دور
ہوگئی اسکو سیر و سلطنت اور احکام مملکت کے باعث اوسدن بھائی کا خیال نہ آیا دوسرے روز جب
تخت پر رونق افروز ہوا بھائی یاد آیا فوراً جاسوس ہرکارے درخت کا پتا بتا وہ نشانیے کہا اس
صورت کا جوان اور دو گھوڑے وہان ہین جلد حضور مین حاضر کرو وہ سب دوپہر تک تمام جنگل کی
خاک چھان حیران پریشان پھر آئے عرض کی تمام دشت مین پھر کر پایا تو نہ وہ آدمی
ملا نہ گھوڑے وہ کچھ رنجیدہ ہو سلطنت کے شغل مین مشغول ہوا بھائی بچارے کو بھولے سے بھی
کبھی یاد نہ کیا مگر وہ لعل جسے بیچنے کو لایا تھا جسکے بہانے مین تخت و تاج میسر آیا تھا فال
مبارک اور بے نشان بھائی کی نشانی سمجھ ہر روز دربار مین لاتا ملازمون کو دکھاتا وہ سب

بہ خاطر شاد تعریف کرتے سکو خوشی حاصل ہوتی

مذکور اوس گرفتار پنجۂ اجل کا جانور کا اوٹھا لیجانا کنوئین مین گرانا قافلے کا آنا بہ عجلت لعل شہزادی تک پہونچنا اور بہ حیلہ پہونچنا آنجا کی ملاقات

چیتا وان طائر معانی ذی ہوش و دوام وار ان بلبل خوش بیانی خانہ بدوش سے وان یون منقول ہے زیر درخت کا یکایک ہے کہ ہمہ تن چشم محو انتظار ہے اور فراموش کار تھا ناگہان ایک جانور مہیب بہ شکل عجیب آیا اور پنجے مین داب کر اوڑا گھوڑون نے ڈر سے باگین تڑا کر جنگل کا رستہ لیا کو دیکھے اللہ کی قدرت دیکھیے بڑا بھائی سلطنت کا مالک ہو چھوٹا بیچارا ہو فری کے جنگل مین پہنسا واللہ اعلم بالصواب وہ جانور وہان سے کتنی دور اوڑا آخر کو تھک کر ایک درخت کنوئین کی جگت پر جو بیٹھا چھٹکر کنوئین مین گرا جاگی خفان مین چرخ دولابی کہ ہر وقت بچا ہی انگند ہا ہی والا فرزند

تصویر جانور مہیب جو چھوٹے بھائی کو اوڑا لے گیا اور وہ چھٹکر چاہ مین گرا



الا بین حیات منظور تھی نہ گزند ہے کی ہوتی نہ چوٹ چپیٹ گرنے کی لگی مگر حسن کنوان وجود تھا روشن ہوا جوان اسمین وہ سانپ کا من ہوا وہ جانور تو اوڑ گیا یہ بی کنوئین مین پڑا رہا اتفاقا اوس روز ایک قافلہ گم گشتہ راہ وہان آ پہونچا آدمی پانی بھرنے کنوئین پر آئے رسی کے سہارے سے باہر آئی جب اوسکا جمال دیکھا یا بشر یہ تہ اخلام کا شور برپا کیا دنیا کی عجب معاملے ہین شعر روزی نگر کر طوطی جانم سو بلبش بر بوی پستہ اندر و شکر ادفتاد جب لوگ حال پوچھنے لگے

اسنے جیسا موقع دیکھا ویسا بیان کیا غرضکہ میر قافلہ کی خدمت مین رہنے لگا چند روز مین قافلہ منزل
مقصد پر پہونچا اور مہینا بھی تمام ہوا جوان نے دوسرا لعل دکھایا میر قافلہ نے لعل جو دیکھا تمام
فال ہوا یا خود سوچا کہ ایسی گران بہا شے کا سہل ہے لینا مشکل ہے مبادا فساد اوٹھے تدبیر خیر ظاہر
جوان کو قید کرکے کوتوال پاس بھیجا کہا یہ میرا غلام ہے آج اپنے لعل چرا لایا کچھ ایسا وسوسۂ شیطانی دل مین
آیا ہے نے آپکی خدمت مین بھیجا ہے ایسے سزا دو تا لوگ ڈرین عبرت سے ایسی حرکت نکرین کوتوال
نے قاضی سے مسئلہ پوچھا اوسنے ہاتھ کاٹنے کا فتویٰ دیا مگر اوس شہر کا یہ دستور تھا جب کسی شخص پر
گناہ ثابت ہوتا تو مدعی اور مدعی علیہ بادشاہ کی بیٹی کے روبرو حاضر ہوتے اظہار حال کر بعد مرافعہ ثانی مین
جو اوسکی راے معدلت پیرای مین آتا وہ ہوتا اسواسطے کہ بادشاہ مشرق تھا بیٹی کے سوا اور کوئی تخت
سلطنت کا وارث تھا اللہ ری اوسکے جمال کا جلوہ اور حسن کا غیرت پری کو ہزار جان سے اوسکی
پروا ہو اوسکی شیدا خلق اللہ اوس پر سیار نثار آفت روزگار تھی حسن عالم فریب کے علاوہ طبع
حلیم راے سلیم نکتہ فہم دقیقہ رس اپنے عصر کی حکیم حقیقۃً قابل ریاست وہ صاحب فراست تھی غنچۂ
خاطر اوس گل اندام یاسمین پیکر کا زنا دیدہ صبا دہن صدف مراد تمنای قطرۂ نیسان مین بند
گوہر عصمت وعفت مین اوس دُر ناسفتہ درج شہریاری کے وہم وفکر تاجداران دہر کا گذر نہ
ہوا تھا ہنوز تنگ ناکتخدائی جسوقت وہ دونون روبرو ہوئے پہلے شہزادی نے میر قافلہ سے پوچھا جو
کچھ کوتوال سے کہا تھا وہی بے کم وکاست پھر عرض کیا شہزادی بولی سعدی با خلّت
آنچہ مدعی گوید پھر جوان کیطرف مخاطب ہوئی بسکہ یہ زیست سے تنگ آمادۂ مرگ تھا بے تامل بولا
شہزادی آپ روشن ضمیر ہین ہم مصیبت زدون کیطرح سلسلۂ بے پری مین اسیر ہین یہ شخص سچا
ہے وہ تو عقیلہ تھی زیادہ شک ہوا دل سے کہا آج تک کسی چور نے حاکم کے روبرو بجز انکار دست بردی
دفعتہ اقرار دزدی کیا نہین یہ بیگناہ ہے تقریر اس شاہد کی شاہد ہے خدا گواہ ہے کچھ اسمین بھید ہے
قافلہ باشی سے فرمایا کل نکلے مین حاضر ہو جوان کو ڈیوڑھی پر قید کیا یہ تو حسین بلکہ مہر طلعت
ماہ جبین تھا طالع کا ستارہ جو چمکا شہزادی کا میلان خاطر جو اوسکی جانب ہوا شب کو تنہا بلا کے
وجہ استفسار حال فرمایا اوسوقت جوان ناکردہ گناہ نے وہ سر و پا سر بسر شرح حال از آغاز تا انجام
عرض کیا شہزادی کا دل یہ ماجرا سنکے برتبۂ اتم مسرور ہوا چوری کا شک اوس دزد دل کی

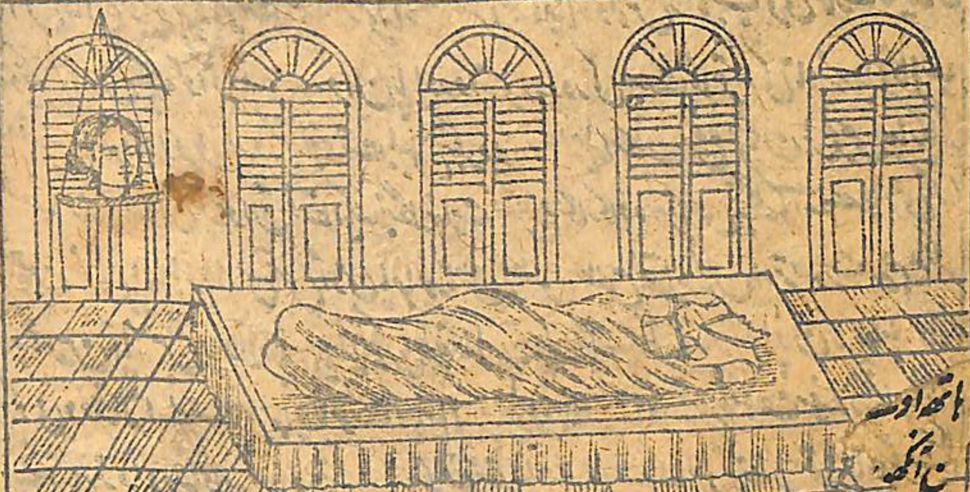
جانب سحر دور ہوا صبح کو بادشاہ کے حضور لا خود دست ادب باندھکر عرض کی قبلۂ عالم و عالمیان کی عمر
دراز ہو قیصر و فغفور کی اس در پر جبین بہ نیاز ہو شہر کا قاضی اور کوتوال بہر دریافت حقیقت حال حکم
سزا بندہا محو خدا کو کرتا ہے روز جزا کی جوابدہی سے کوئی ڈرتا ہے غضب کی جا ہے عجیب ماجرا ہے
واجب التعزیر صاحب تقصیر کو لعل ملے بیگناہ کا ہاتھ کٹے بادشاہ نے پھر دونوں کی زبان سے
حال سنا بسبب کبر سن کہ عقل کو زوال ہوتا ہے یہ وہ دن ہیں کہ نسیان کمال ہوتا ہے ذہن اڑا
تامل کیا شہزادی نے التماس کیا حضور یہ امتحان بہت آسان ہے ایک مہینے اور اس جوان کو قید رہے
اگر دوسرا لعل اُگلا تو سچا ہے پھر ایسے دُرِّ یتیم صدف راستی کو کیوں بے آب و تاب سمجھیے آبرو لیجیے وگرنہ
بادہ آئینہ دیدہ بد کردار دار کا سزاوار ہے ہاتھ کاٹنے سے کیا ہاتھ آئیگا بادشاہ کو سر دست جواب باصواب
بیٹی کا بہت پسند آیا حاضرین نے تحسین و آفرین کی بادشاہ نے جوان کو اپنی آنکھوں کے سامنے نظربند
کیا میر قافلہ کو شہزادی نے محبس بھیجا قصہ کوتاہ وہ مہینا بھی تمام ہوا اور راتیں دنوں میں شعلۂ محبت
سینے سے بھڑکنے لگا دم شہزادی کا پھڑکنے لگا حال طشت از بام افتادہ ہوا جوان نے عرض کی
کل لعل اُگلونگا پھر صبح کو سر دربار روبروی حضار لعل بے بہا درج دہان سے نکالا سب کو حیرت
شہزادی کو فرحت و مسرت حاصل ہوئی اور سید مال و اسباب قافلہ باشی کا جوان کو دلا اور میر
تشہیر کرکے شہر سے بدر کیا جوان کہ صورت دلپذیر فصاحت تقریر پسند خاطر صغیر و کبیر تھا بلا
شہزادی نے متفق اللفظ بادشاہ سے عرض کی کہ یہ شخص حضور کی عنایت کا [illegible]
ملازمت رکھتا ہے کفش برداری کا شائق ہے بادشاہ بھی اسکی راستبازی سے خوش [illegible]
سعدی راستی موجب رضای خداست + کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست + غرض اوسکو [illegible]
بارگاہ سلطانی مورد عنایات جہانبانی ہوا ہر مہینے لعل اُگل حضور میں لاتا [illegible] صدف مراد
سرخروئی حاصل کر آبرو پانے لگا آخر کار بمشورۂ ملازمان قدیم و تجربہ کاران [illegible]
گوہر سلک تاجداری کو برشتۂ عقد اوس لعل بے بہا سے منعقد کیا [illegible]
باہم لطف کی ساتھ بے اندیشہ و غم ایام گذاری ہر [illegible] یاسمین پیکر کو [illegible]
بادشاہ کے حضور میں حاضر رہتا تھا ایکدن ایلچی اسکی بجائی کا کسی تقریب سے [illegible]
ایلچی نے عرض کی ہمارے بادشاہ کے پاس ایک لعل ہے کہ

جان عالم نے کہا یہ رنج و قلق کس سے دیکھا جائیگا یہ پتھر کا کلیجا کہان ہاتھ آئیگا کہ ایسے دوست غمخوار کو
اپنے جیتے جی زیر خاک کیجیے اوسکے ماتم مین گریبان صبر چاک کیجیے یہ کہکر رونے لگا گریبان تا دامن
بارش اشک سے بھگونے لگا جوگی اسکی محبت کا بروگی ہوا کہا افسوس دم واپسین کا عرصہ بہت کم و تم نہین
ہار سکتے ہم وگرنہ تیری ہمراہ شریک درد و غم ہوتا بھائی آخری فقیر کا ایک اشکا سیکھ لے سائین چاہیے تو
کہین انکا نرہیگا قبر مین بیٹھا کر کیا کرونگا پھر چند کلمے وہ بتائے کہ جس صورت کا دھیان لائے فوراً
ہو جائے یہ مقدمہ بتا ہر ہر گرگرد کا نام لیا پھر کلمہ جوپڑ دنیا سے چل بسا دم نکل گیا جوگی مسافر عدم کی
بیکنٹھ باشی رم گیا جان عالم کا رونی رونی دم گیا بیتابانہ نعرہ الفراق مارے مرید چیلے جمع ہو کر گرد گرد یاد
کہکر بہت پکارے بولتا نکل گیا جوگی نے صدا اندی منزل مقصد کی راہ لی شہزادی نے بموجب وصیت
غسل دیا کفنایا قبر مین اوتارنے کے وقت کچھ نہ پایا برابر کفن پھاڑ دیا آدھا چیلون نے جلایا نصف
مریدون نے منڈھی مین گاڑ دیا ہندوؤن نے راکھ پر چھتری بنائی مسلمانون نے قبر بنا کے سبز چادر
اوڑھائی وہ تنت منتر اسبہ و مصلے خرقہ و جبہ اوسکے منظور نظر کو دے جانشین کیا مرید چیلون کا
ہاتھ اوسکے ہاتھ مین دیا اوسے ایک ولولہ آیا از سر نو اون سب کو یہ تلقین کیا کہ سنو بچا گو جوگی ظاہر
مین آنکھون سے نہان ہے مگر مرشد کا جلوہ سائین کا ظہور ہر برگ و بار بوٹے بوٹے گل و خار بلکہ در جسد
در دیوار کنشت سے دیدۂ دوربین مین عیان ہے عارف کا یہ کلام ہے سعدی برگ درختان سبز
ہوا تو ہوشیار + ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار + دیدۂ بینا گوش شنوا اس رمز کو درکار ہے ہر ذرہ
جو کچھ کو تو کا جھگڑا ہے نمونۂ قدرت نشان وحدت دنیا کا نقش و نگار ہے بلبل کے پردے مین ترانہ
انچہ مری گو یہ قمری کی کوکو جو یا کی جان کھوتی ہے اوسکی ذکر مین سرگرم ہے جسکی زبان و منقار ہے کسیکو
شہزادی آپ نے رحم کر کہا بچکا ایکو بیت الصنم مین بلاکر جلوہ دکھایا کعبے کا دھوکا دیر کا بہانا ہے دور اگر
ہے وہ تو حقیقت کھی زیارت یہ شاہ کو پھیر کرکے ڈھونڈھا وسے گھر بیٹھے پایا ہے امیر خسرو جن ڈھونڈھا تن
دفتہ اقرار و نیز دین کیا بہتی بوری ٹوٹی مین ٹری رہی کناری بیٹھیے + دنیا کا معاملہ مذہب و ملت کا جھگڑا ہے
حافظ باشی سے فرمایا کل نہ ہے حق ہنسیک داتا ہر آن موجود ہے رنج مین دل کو خوش الم مین طبیعت
کو حبین تھا طالع کہ ستارہ نرنکا ہے شرکت کرنے والا مشرک حماقت شعار ہے مرسلون کو رستگار
و تاسف استغفار حال فرمائی ذات کردگار کی صفات ہر جلسے مین یاد رکھو بود و نبود کا غم نہو
عرض کیا شہزادی کا دل تہ نیا فصد

اور حباب کا دل کہ حباب سے نازک تر ہے خدا اوسکا گھر ہی آشفتہ و برہم ہوا القصہ بس باقی ہوش پہ کیا کہون قصہ
مختصر کیا بے خبرون کو باخبر کیا جب اس صحبت سے جان عالم کو فرصت ملی چلنے کا عزم کیا اوس جانشین نے بہت
روکا اور دو چار دن خاطر سے مقام کیا پھر جس طرف جوگی نے بتایا تھا چل نکلا پہاڑ سے جس دم آگے بڑھا
دریا ملا ہر چند ڈھونڈھا ناؤ بیڑے کا تحمل ہرانہ لگا مگر ایک لعل درخشان بروی آب روان سامنے
آیا قریب وہ گئے دوسرا نظر پڑا اسیطرح تھوڑی تھوڑی فاصلے سے بہت لعل بہتے دیکھے تازہ فکر ہوئی کہ
اس حال کو کیونکر دریافت کیجیے کنارے کنارے سیر دیکھتا چلا دو کوس راہ جب ملی کی عمارت عالیشان
دیکھی اوس چشمے کو اوسکے اندر سے روان پایا دروازے اور در کی بہت تلاش کی تا اندر جاؤن کا باب
مفتوح ہو ہوا سوا کی دیوار در تھا ہو قت بلبل بنکر دیوار پر جا بیٹھا مکان رفیع الشان باغ بھی بہار کا مگر
سنسان انسان نہ حیوان فقط ایک بنگلہ نہایت نقش و نگار کا وہ نہر اوسی بنگلے کے اندر سے جاری تھی
چمن خالی اور باد بہاری تھی آدمی یا جانور ناطق و مطلق مطلق نہ تھا باغ مین اوتر صورت قدیم بدلکر
بنگلے مین آیا منقش و مطلا سجا سجایا پایا لیکن طرفہ حال یہ دیکھا ایک پلنگ زمرد کا پاؤن کا بچھا ہے اوسپر
کوئی دوشالہ تانے سوتا ہی برابر یاقوت کی تپائی پر پھولون کا دستہ آدھا سرخ نصف سفید رکھے بخت
نے قدم بڑھا دوشالا سرکایا وہ تن پری پیکر بے سر نظر آیا حسرت سے کہا کس ظالم ستم شعار بے رحم و
جفاکار نے اس سر دفتر خوبی سراسر دلبری و محبوبی کا سر کاٹا ہی بحیرت ہر طرف دیکھتا تھا جب پہ
آنکھ پڑی چھینکا بندھا سر بھی دھرا دیکھا سر کے نیچے نہر جاری ہی جو خون کا قطرہ اوس حلق بریدہ سے
پانی مین گرتا ہی اللہ کی قدرت کاملہ سے وہ لعل ہو کر تیرتا ہے اسنے کہا سبحان اللہ مقرر یہ سحر کا کارخانہ ہے
قریب جا کر غور سے جو دیکھا انجمن آرا کا چہرہ تھا پہچانتے ہی سر و تن کا ہوش نہ رہا چاہا کہ تیغ سے سر اوڑا کر
ہمسر ہو لیکن نہ خبر ہو بسکہ تجربہ کار ہو چکا تھا سوچا فرمایا ہر وقت ممکن ہے پہلے حال مفصل معلوم کرو لیکن جس
کا مادھو کا ہو ہر چند خود اوس عقل رسا محیط فکر مین غوطہ زن و آشنا ہوا مگر [illegible] الغرض صرف مراد
ہاتھ نہ لگا معاملے سے نا آشنا رہا شام نزدیک ہوئی تند ہوا چلی شور [illegible] دیو آیا
آپ چھپا چاہیے سر گلدستہ گلبن محبت کی روبرو بھنورا بن کے بیٹھ رہا [illegible]
گرد جس تپا ہر بہت بو سونگھنے لگا پھر اوسی گلدستے سے سفید پھول توڑا اوس یاسمن پیکر کو سونگھایا سر و پر
بدیع الجمال انجمن آرا اوٹھ بیٹھی دیو نے میوہ تر و خشک روبرو رکھا پریشان ہر سو تحیر نگران

شہزادی نے کہا خیر ہے اوس نے کہا آج بوئے انسان کی بو آتی ہے خوف سے جان جاتی ہے وہ کہنے لگی ہمین
آج تک جانور کی پرچھائین نہ نظر آئی تو نے آدمی کی بو پائی طرفہ خبط ہے یہ تجھے بے ربطا ہے غرض کہ
صبح تک مذکور ہر شہر و دیار عجائبات روزگار کا بیان رہا دم سحر اوس دستے سے سرخ پھول اوس
خون آشام نے توڑ کر اوس لالہ فام کو سنگھایا تو چھینک سے سر بلند ہوا تب نے پلنگ پر آرام فرمایا دیو

تصویر ایک مکان نفیس مین پلنگ پر انجمن آرا دوشالا اوڑھے سوتی ہے اور سر چھینکے پر



ہاتھ اوس نے آنکھ بچا کر دستہ ادا توڑ جا رہی ہوا جان عالم نے چار گھڑی تک صبر کیا پھر اپنی صورت اصلی بن کر وہی سفید پھول
توڑ کر سنگھایا انجمن آرا بدستور اوٹھی شہزادہ چیخ مار کر لپٹ گیا دونوں مہجور اس زور شور سے
روئے کہ تمام باغ ہل گیا زمین و آسمان ہل گیا جان عالم اپنے مصائب وہان تک آنے کا حال فرقت کا
درد و ملال کہنے لگا یا تھا کہ انجمن آرا نے کہا لا اعلم تجھ بن مری اوقات جو اکثر گذری + وہ حالت
نزع سے بھی بدتر گذری + تو تو کہے سرگذشت اپنی ظالم + مین کس سے کہوں جو کچھ کہ مجھ پر گذری +
یہ کہہ کر پھر دونوں پیارے آہ و بکا سے رونے لگے دنیا کے معاملے مین ہمیشہ سے کسی کی عقل نہیں لڑتی
سلسلت ہوتی ہی کیا ہو بور ہو یک ساعت بیک دم + دگرگون میشود احوال عالم + مؤلف
اک وضع پر نہین ہے زمانے کا حال حق + معلوم ہو گیا ہمین لیل و نہار سے + ہر عقدہ نا لاینحل تا گرہ کے
واسطے ناخن تدبیر خلق مین خلق کیا ہے اور جہان مین جہان تدبیر کا دخل نہ ہوا اوسے تقدیر کے حوالے
کردیا ہے اکثر جس بات مین عقل عاجز آتی ہے وہی طرفہ آئین مین ہو جاتی ہے ناگہان ایک سفید دیو

زبردست زور کے فقتے سے حرم خارست بڑا طاقت وار رستم کا یادگار اودھر بھی گذرا نالۂ حزین صدائے
غمگین کان مین آئی بسکہ یہ بھی زور و طاقت خداداد دیو نیک نہاد رحم دل غم رسیدون کا رنج
کا شاکی تھا گریہ و زاری سنکر دلکو بیقراری ہوئی سمجھا کوئی انسان نالان ہے مگر اس صحرائے پرخار
وادی ہمہ تن آزار مین آدمی کا ہونا محال ہے اگر ہے تو حقیقت مین مبتلائے الم اسیر پنجۂ ستم خراب
حال ہے یہ سوچ کر باغ مین آیا یہان رو رو کر دونون کو غش آگیا تھا دیو ڈھونڈھتا ہوا نزدیک آیا
دیکھا مہر و ماہ گردش سپہر سے برج زمردی مین بیہوش ہین چہرے کا رنگ اوڑا ہوا سکتے کی حالت مین
ہم آغوش ہین رو برو یار آئینہ دار درمیان ہے فلک برسر امتحان ہے سمجھا مدت کے بعد دونون کا مقابلہ
ہوا ہے اس سے کسوف خسوف کا رنگ ڈھنگ پیدا ہے سر بالین یاران محبت بیٹھکر نہر سے پانی لیا
دونون کے منھ پر چھڑکا آنکھین کھولین ہوش و حواس درست ہوئے دیکھا کہ ایک دیو سرہانے موجود ہے
دیو سفید نے اوٹھکر سلام کیا تسلی کا کلام کیا کہا تشویش نہ فرمائیے بندہ دوستدار جان نثار ہے پہلے
جان عالم اوٹھا کر بغلگیر ہوا وہ حال پوچھنے لگا بسکہ شہزادہ جان عالم لسان خوش بیان تھا اپنی رام کہانی
چرب زبانی سے کہہ سنائی دیو ماجرائے سرگذشتہ سنکر بے قرار بیکبار ہوا عرض کی اب بدبخت کا بھی تختہ
اب وہ قرمساق آئے تو عمل بد کی سزا پائے جان عالم بشدت لگاوٹ باز تھا اوس سے بجائے چارہ کو پوچھا
انوٹ پڑھا وہ بیچارہ بندۂ بدام حلقہ بگوش غلام ہوا وہان سے اوٹھکر باغ کی سیر کرتے تھے کہ وہ
جفا کار بھی آپہونچا یہان اور رنگ دیکھا کہ شہزادی آدمی زاد کے ہمراہ پھرتی ہے سفید دیو کا ہاتھ
مین ہاتھ ہے مصاحبت کرتا ساتھ ہے جلکر جان عالم پر جھپٹا دیو سفید نے بجلدی تمام اوس نطفۂ حرام
کا ہاتھ پکڑا وہ کافر دیو بھی رحم دل سے لپٹا باہم کشتی ہونے لگی یہ کشمکش ہوئی کہ زمین جا بجا شق
ہوئی القصہ بعد دیر کے بمددگار و قوت پروردگار سفید دیو نے زمین سے لنگر اوکھاڑا سر سے اونچا کیا زمین
پر پٹک چھاتی پر چڑھ بیٹھا جان عالم قریب آیا زور و طاقت کی تعریف کی [illegible] کہا کیا جناب باری
تیرے مددگار بیکسان کی یاری کی جو ایسے مردود پر ایک دم مین [illegible] ہوئی
اگر ناگوار طبع نہ ہو مین بھی ایک روز کرون وہ بولا بسم اللہ [illegible] ایک ہاتھ شانے
پر دھرا دوسرے سے گردن اوس سرکش کی مضبوط پکڑ دھڑ سے کھینچکر زمین پہ دھڑ سے
پھینکدی دیو سفید یہ طاقت دیکھکر سفید ہوگیا شہزادے کا چہرہ سرخ ہوا وہ زرد رو

جانعالم اور دیو کی لڑائی اور دیو سفید کی مدد سے دیو کو پچھاڑنا

بہ دین منزل السلاطین کو پہونچا اس عرصے مین سفید دیو کے ملازم حاضر ہوئے دعوت کی تیاری ہوئی
ضیافت کی اضافت لگی ایک ہفتہ اکل و شرب کا ناچ رہا آٹھوین روز دس ماہ دو ہفتہ یعنی
انجمن آرا نے رنج جدائی ملکہ مہر نگار سرداران لشکر کا لب دریا انتظار بیان کر کے کہا بجز مفارقت ملکہ مین
ہمراہ اوسکے جو ایام ہم تمھارے بار جہان سے دب کر کبھی ہنسی لب پہ آگئی وگرنہ دور شراب و کباب خون دل
لخت جگر تھا ہر گلاس پر اوسکا الماس تھا فقط تمہارا پاس تھا اسنے عرض کی میرے آدمی جا بین پتا
لگا آئین انجمن آرا نے کہا اس تجسس مین زیادہ مزا ہوا اپنا کام آپ خوب ہوتا ہے ناچار رخصت ہو کر چلے
اور آنجانکے باہم وعدہ ہائی مستحکم ہو گیے مگر ہر دم ملکہ کا خیال ہر گام دلپر فرقت کا ملال تھا کہ خدا جانے
ڈوب گئی یا ہماری طرح کسی آفت مین پھنسی کبھی دو کوس کبھی چار کوس ہزار دقت چلتے وہ تین دن
مین پاؤن سوج گیے چھالے پڑے قدم اوٹھانے کے لالے پڑے وہ سفر سخت یہ نازک مسافر وہ کالے
کوس بالو ہی کی طرح کا نہ انجمن آرا جھلا کر بولی میں کب تھا یہ شور نوحہ عشق عجب تھا + دل تھا
راہ لگے تو یا تم تر اللہ یہ آپ کی بدولت یہ ذلت و رسوائی پیادہ پائی صحرا نوردی عزیزون کی
جدائی نظر آئی دل نے کیا ہے ہور غیر سوز جگر اگر تجھ سے میری خانمان کو + خدا جانے جلا ہے اب کہان
کو + شاہزادہ ہنس کر بہت الکل نہ چہرہ کمل جو جوگی سے سیکھا تھا انجمن آرا کو بتایا دونون نے توتے
کی صورت بنائی اور توکلت علی اللہ کہکر نظر بخدا ایک سمت سر گرم پرواز ہوئے پہر دو پہر اوڑنا پھر
کسی درخت پر بسیرا غرض اس روپ مین تا سہ پہر سابق صاحب انسان تھے اب ہیئت طیر

ہوئے۔ روز نیا پانی نیا دانہ نت نیا آشیانہ کبھی بستی گاہ ویرانہ کسیکو اگر ہنستے دیکھ لیا تو رو دیا یاد کر گئے اپنا
زمانہ اور اکثر یہ شعر پڑھ دیا لاَ اَعلم شب عشرت غنیمت دان و خوشدلی بستان + کہ در عالم

کسے احوال مسرور آن نمیداند +

مذکور ملکہ مہر نگار تختے پر بہتے جانا بادشاہ کا جہاز پر سیر کرتے ہوئے آنا رحم کھا جہاز پر منگانا
شہر میں داخل ہو کر مکان دینا پھر توتے کا اور کچھ پوچھنا اور نامہ لکھ [illegible]

اے جنون تو دل شوریدہ کی امداد کو آ + تا لکھوں حال میں اک [illegible] طلب [illegible] دنیا میں میں
عشق کو بیماروں کو + نت نیا رنج فلک دیتا ہے بیچاروں کو + بار فرقت کبھی معشوق جو دھر جاتے
ہیں + جیتے جی ڈوب کے یہ اوس بوجھ سے مر جاتے ہیں + زیست بے لطف گذر جاتی ہے بیچاروں کی +
کیا کہانی میں کہوں کیسے دل افگاروں کی + نگارندۂ حال غریق شطِ فرقت و کشتی شکستۂ محبت
بادبان گسستۂ مہر دوری و لنگر بریدۂ کار و مجبوری طوفان رسیدہ کنار کامیابی نہ دیدہ یعنی ملکہ
مہر نگار خامۂ جگر افگار یوں رقم کرتا ہے کہ جب جہاز تباہ ہوا تھا یہ بھی ایک تختے کے ٹکڑے پہ دل ٹکڑے ٹکڑے
ڈوبتی ترتی چلی جاتی تھی ادھر سے کوئی بادشاہ عالیجاہ جہاز پہ سوار سیر دیکھتا آتا تھا دور سے تختہ
بہتا دیکھا جب قریب تر آیا آدمی اوس پر نظر آیا خوف خدا سے جلد پہنچا دوڑا جہاز پر منگوایا ملکہ کو تلاطم
آب نے بیتاب کیا تھا اور جانِ عالم و انجمن آرا کے صدمۂ جدائی سے جی ڈوب گیا تھا یعنی غش تھا
لیکن صورت رعنا چہرۂ زیبا میں فرق نہ ہوا تھا بادشاہ بیک نگاہ والہ و شیدا ہو گیا جلد جلد عطر سنگھایا
بازو باندھا اور تدبیریں کیں وہیں گھڑی میں غش سے آنکھ کھلی دیکھا کہ نہنگ اجل کے منہ سے تو
بچی آفت لطمہ و لجہ سے بر کنار جہاز پہ سوار ہوں مگر شخص غیر سے دوچار ہوں ازبسکہ شرم سے سر جھکایا تمام
جسم میں پسینا آیا بادشاہ نے پوچھا اسم شریف گو باعث حجاب بولنا گوارا نہ تھا لیکن بے جواب دیے
چارا نہ تھا آہستہ سے کہا محروم ناکام آفت کی مبتلا ذلیل و خوار فلک [illegible] خون و بخت
مخزون کشتی تباہ گم کردہ راہ ناخدا گم افتادہ ہوں تکلم اوسکی فصاحت [illegible]
ثابت ہوا کہ یہ شہزادی ہے اور کلام دردناک و گریہ بے صبری و طاقت [illegible] بادشاہ نے دوا پھر
خاصہ طلب کیا ملکہ نے انکار کیا اوس نے بہت اصرار کیا لجاجت سے کہا آپ کھانا نوش فرمائیں وطن کا
پتا بتائیں جب تاب و توانائی تم میں آ جائیگی وہاں بھجوا دینگے ملکہ نے کہا ہم خستہ دامن دولت سے

اور مجھے تھے مگر وہ تو گرد راہ کی صورت خاک ٹھہرا کی طرح جا بجا اس دریائے ناپیدا کنار میں ڈوبا خدا جانے
کیا ہوئے کدھر گئے جیتے ہیں یا مر گئے اگر سوئے عدم ہیں روانہ کر دو گھبرا کے چھٹے غم و الم سے نجات ملے
بڑا احسان ہو اسنے کہا مؤلف تم سلامت رہو زمانے میں + ایسی باتیں زبان سے نہ کہو + غرضکہ
مجبور کچھ کہا یا دو چار دن میں طاقت گونہ آئی اور جہاز دارالسلطنت میں پہونچا ملکہ کے واسطے مکان
[illegible] ہوا لونڈیاں پیش خدمت آئیں محلدار جو کہ قرینہ شاہ اور شہریاروں کا ہوتا ہے اور
جسطرح شہزادیوں [illegible] سامان مہیا کر دیا ایک روز بادشاہ آیا کہنے لگا تم اپنا حسب و نسب
چھپاتی ہو مگر ہمیں معلوم ہوا تم شہزادی ہو ہماری تمہاری ملاقات اس حیلے سے بری تھی امیدوار ہوں
بخوشی مجھے اپنے فرمانبرداروں میں قبول فرماؤ ملکہ نے کہا میں نے تمام عمر سلطنت کا نام نہیں سنا
الا آپکو خالق نے پادشاہ کیا ہے انصاف شرط فرمانروائی ہے میں ظلم رسیدہ آفت کشیدہ فلک
کی ستائی ہوں خدا جانے کون ہوں اور کسطرح یہاں تک آئی ہوں بقول استاد دیکھتے آنکھوں کے
کیا کیا لوگ اٹھ گئے پیش چشم + ہوں اب حیرت بدندان رنگ دنیا دیکھکر + اگر بے گناہ کا خون گردن پہ
لینا گوارا ہے تو مختار ہے جبر کیا چاہا ہے اور جو میری خوشی منظور ہے تو برس روز کی مہلت دیجئے اس
عرصے میں اگر کوئی ڈوبا تیرا میرے وارثوں کا پتا ملا کوئی ہوا جیتا پھرا تو خیر نہیں میں تیسرے
قبضۂ اختیار میں ہوں جبر کرنا کیا ضرور ہے عدالت سے دور ہے پادشاہ دل میں سوچا آج تک ایسے
غریق ابھرتے نہیں وہاں گر گئے پھر ادھر قدم دھرتے نہیں اتنے دنوں کی فرصت دو حکومت
کرو آنکھ بند کرنے میں سال تمام ہو جائیگا پھر کونسا حیلہ پیش آئیگا کہا بہت خوب لیکن جو تمھیں ناگوار
نہو تو جی چاہتا ہے گاہ گاہ آنے کو تمھارے دیکھ جانے کو ملکہ نے یہ امر غنیمت جانا کہ حاکم محکوم کا فرق سبکو
معلوم ہے اب یہ انداز ٹھہرا پانچویں چھٹے روز پہلے خواجہ سرا اطلاع کرتا پھر پادشاہ قدم دھرتا دو چار
گھڑی نشست ہوتی پیش دو یار کا تازہ دنجار بیان کر اوٹھ جاتا یہاں سے دو کلمے یہ سنیے مسبب الاسباب
کی کارسازی ذکر کیا وہ محل جو ملکہ کو ملا تھا اوسمیں مختصر سا پائیں باغ بہت کیفیت
کا تھا ہر طرح کے میوہ دار درخت گل بوٹے باغ بہار یک لخت نئے نئے رنگ ڈھنگ کی وہ گل بوٹے جو باد خزان
سے جھڑے نہ ٹوٹے پھل قصد سے منہ سے آجائے ہاتھ بڑھانے کی باری نہ آئے روشیں موزوں صورت کی
صورت کی سام آب رواں میں پری کا عالم نو شہر قوارہ سڈول سانچے کے ڈھلے نازک

سنگ خوارہ کیاریاں چیدار ادمیں آبشار بچہ ہر ایک کیاری سر بسر گلکاری چمنبندی قطعہ دار بجا بجا چبوترے
معقول گل پیادہ دسوار بہار چوگو عرض و طول باغبانیاں خوبصورت نوجوان بےتکلف کے سیانان
طلائی نقرئی کھرپیاں مرصع کار بیلچے ہاتھوں میں غمزہ چال میں ادا دیکھ بھال لگاوٹ باتوں میں کسی
طرف کنوے کی جگت پہ کیلے والے لال بیرنگ و طلال ہور ہا کوئی کچھ اوکھاڑتی کوئی توڑتی
کوئی بوٹا کوئی پھول پتی پھل وٹھاتی گھانس کھرپی سے چھیلہ الٹی کوئی ٹوٹا جھرنا تیا گرا پڑا
کا ٹا کیاری سے نکالتی سبز شاخ ہر گل رعنا بلبلوں کا غنچہ سرو و شمشاد بس جلبہ [illegible] قمری
طوق در گردن ایک طرف طاؤس کا رقص ہر ناز ہر ایک خوش آواز باغ کے گرد دلبب جھیل غنچوں کا چٹکنا
کوس رحیل کہیں لالہ پیالہ در دست کسی جگہ نرگس شہلا با چشم مست تاک انگور پہ میخواروں کی
تاک جس پر ہمیشن گلشن کی خاک ملا گاہ و گاہ شام و بیگاہ رفع پریشانی و دفع سرگرانی کو وہاں آ
نظارۂ صحبت گل و بلبل سے رشک کھا بصد حسرت یہ غزل پڑھتی میر سوز وہ دن خدا کرے کہ
خدا بھی جہاں نہو + میں ہوں صنم ہو اور کوئی درمیاں نہو + گل ہو شگفتہ خاطر و گلزار خندہ رو +
باد صبا بھی ہووے باغباں نہو + گلشن ہو اور یار دلآرام اور میں + اپنا ہو عیش غیر کی وان داستان
نہو + کبھی پیچ و تاب زلف اور گیسوے عنبر کی پریشان حالی جعد سنبل کو دکھاتی گاہ سیاہی داغ
جگر لالے کی لالی سے لڑاتی غنچۂ افسردہ سے جو کچھ دل گرفتگی کی تسکین ہوتی تو گل کی ہنسی پر
پھوٹ پھوٹ کر خوب روتی اور اس غزل سے دل کو سمجھاتی مؤلف

جل بجھیے اس طرح سے کہ مطلق دھواں نہو
گل خندہ زن ہو جیسے کرتی ہے عندلیب
بیکے ہو یارو وہ جرس کاروان نہو
لینا بجای فاتحہ تربت پہ نام یار
مجنوں کی بن پڑیگی اگر ساربان نہو

اللہ رے بیکسی کہ جو دریا میں غرق ہوں
چھوٹی ہوئی نہیں ہیں کہیں زعفران نہو
ہستی عدم ہے ہو یہ مری وحشت کی [illegible]
مر دیو یہ خیال ہے وہ بدگمان نہو
چالوں سے چرخ کی یہ مرا عمر ہو بسر [illegible]

لازم ہے سوز عشق کا شعلہ عیان نہو
تالاب کی طرح کبھی پانی روان نہو
بھاگو یہاں سے یہ دل نالاں کی ہے صدا
اے زلف یار پاؤں کی تو بیڑیاں نہو
ناقہ چلا [illegible] میں لیلی کا [illegible]
[illegible] وں جہاں [illegible]

گاہ لب جو سرو کو پاس یاد قامت جانانہ عالم میں مثل فاختہ کو کو کرتی [illegible] یا الو کر لی غور کر دتو
دنیا میں کسی چیز کو قرار نہیں اسکا سب کارخانہ بیداہا کہ پائدار نہیں کبھی نور وہ روشن ہے گاہ اندھیری
رات ہے یہ کائنات کی کائنات بے ثبات ہے گلشن میں اگر بہار ہے تو خزاں در پے آزار ہے

بلبل کو ہزار جیسے یا وہین پر باغبان آشیان اوجاڑ ہی فکر مین ہر دام لیے لاکھ صیاد وہین نوش کے ساتھ
گو نیش ہی کوئی دل شاد کسی کا سینہ ریش ہے عاشق ازل سے غم کا مبتلا ہے مثل مشہور ہے کہ معشوق
کی ذات بیوفا ہے اور جو کبھی کسی قسمت کے زبردست کو وفادار ہاتھ آتا ہے تو سر دست کسی نہ کسی
پیچ سے فلک تفرقہ پسند رشک کھا چھڑاتا ہے اسی سہارے پر لوگ جان دیتے جی بیچکر یہ روگ مول
لیتے ہین یہ نہین معلوم اقیل کا معذوم یہ جملہ تو معترضہ تھا پھر وہی قصہ شروع ہوا ایک روز فرخ اندوز
ملکہ بد ستور [illegible] مین گئی شاہزادے کی صحبت کا خیال انجمن آرا کی گرمجوشی کا
ملال تنہائی مین اپنا خراب حال دیکھکر یہ شعر مولف کا پڑھا مولف اک انقلاب چرخ سے افسوس
دیکھنا + وہ صحبتین رہین نہ تو وہ ہمنشین رہے + پھر اسیا روئی کہ ہچکی لگی شام کا وقت تھا جانور جو چنچر
بسیرا لیتے تھے جس درخت کے تلے ملکہ کھڑی تھی ایک توتا وہ بسیرا آ بیٹھا مگر یہ وزاری اس غم کی
ماری کی دیکھکر بیچین ہوا پوچھا شاہزادی حال کیا ہے کونسا صدمہ ایسا جانکاہ ہے جو اسطرح لب پر
نالۂ و آہ ہے ملکہ نے کہا سبحان اللہ قسمت کی گردش سے یہ حال ہم پہونچا کہ جانور مجھپر رحم کھاتے
ہین احوال پوچھنے کو اوڑ کر آتے ہین زیادہ بیقرار و شکیبا روہ سوگوار ہوئی یہ قاعدہ کلیہ ہے جب کسی
دل شکستہ کی کوئی دلداری کرتا ہی منہ چھی بات ہے دل امنڈ آتا ہی ملکہ نے بے اختیار ہو کر کہا مصحفی الدرد
جو دو شخص خندان ہم دیکھتے ہین + فلک کیطرف رو کے ہم دیکھتے ہین + اے جانور خوش بیان
سخن سنج مہربان کیا بتاؤن گھر بار سے جدا بیکسی مین مبتلا ہون بسان آئینہ حیران مثل
زلف سیہ بخت پریشان کیطرح نالان ہمہ صد اندوہ و بلا ہون شعر بیکسی سوخت کسے میخواہم +
نفسے ہمنفسے میخواہم + شام تیرہ بختی کی سیاہی مین بقرار صبح قیامت کی صورت دامن چاک
گریبان تار تار شعر کوئی اب زیر فلک طاقت رسوائی ہے + کاش شق ہو وے زمین اور سما جاؤن
مین + دولتمین الم نیشتار خار غیر جنسیون کے دام مین گرفتار سخت مجبور و ناچار ہون طائر رنگ پریدہ
ہزار دن [illegible] ستمدیدہ کیا [illegible] ہو کو احت کوی آشیان ندیدہ شب فرقت کی اندھیری مین سوجھتا نہین
تمھارا ہوں ناسخ انصبح تک [illegible] ہے حین معمار میرے گھر کو سفید + شام سے کرتی ہے فرقت کی شب تار سیاہ
توتے نے کہا مجھسے بوی محبت آتی ہے تمھاری باتون سے چھاتی پھٹی جاتی ہے برای خدا اپنے راز سربستہ سے
مجھے آگاہ کرو شتابہ مفصل حال کہو ملکہ نے قصہ عشق جانعالم انجمن آرا کا آنا وزیرزادے کی

ہمراہی جادو کی کج ادائی جہاز کی تباہی اپنا وہان آنا اور دیکھا پایا نا جانعالم کا حیث جانا سب
بیان کرکے کہا وہ شاہ گردون بارگاہ ہمین متحیر چھوڑ دریا مین دیا چھوڑا اپنا بیڑا پار لگا منہ موڑ خدا جانے کیا
ہوا ہم ہین اور رنج تنہائی ہین جدائی آئیں ہر پریشانی ہین ہمدم خانہ ویرانی جلیس ہے جو دم ہے
دم شمشیر ہے ہر سانس ناوک کا تیر ہے توتا یہ باتین کہکر زمین پر گر پڑا یہ نوچنے لگا ملکہ مہر نگار گھبرائی کہ یہ کیا ماجرا
ہوا افسوس۔ دیکھکر مجکو وہ حاضر ہوا مرجانی کو + وہی غمخوار جو یہان بیٹھا تھا سمجھانے کو + گھڑی بھر مین
جب توتا سنبھلا ہو لا کہ اے ملکہ مہر نگار مین وہی توتا کمبخت جانشہزادہ حسن طلب الحال تمام زنگ غم کو
دربدر کیا مجھ سے انجمن آرا کا ذکر شکر آزادہ ہوا تھا باقی حال تو آپ نے سب سنا ہوگا پھر تو ملکہ زادے
گو دمین اوٹھا یہان تک روئی کہ بیہوش ہوگئی شہزادے یہان کی باغبانیان دو دوڑین جمع ہوکر
جھٹپین کہ آج ملکہ پر کیا حادثہ پڑا جب دونون کے ہوش و حواس درست ہوئے توتے نے کہا
آپ دل کو تسکین دین خاطر مبارک جمع رکھین جانعالم اور انجمن آرا دونون خیریت سے زندہ
ہین مین نے یہ مقدمہ منجمون سے دریافت کیا تھا بالاتفاق سب اپنے یہ کہتے ہین کہ رنج مفارقت کے سوا
جان کی خیر ہے سب آ ملینگے اب مجھے رخصت کرو صبحکو خدا جانے کسوقت بیدار ہو ملکہ نے کہا واہ بعد
مدت کی محرم راز ملا وہ بھی اتنا جلد چلا فلک بھی سر کج ہی بد لطف زندگی ہو دیکھین یہ بری دن کب
جاتی ہین اور اچھے کیونکر آتے ہین سنا وہ ایک عالم کو آزاد دیکھا + جسکو دیکھا سو بیوفا دیکھا + حال بد کا
شریک دنیا مین + نہ برادر نہ آشنا دیکھا + کیون دلا ہم نہ تجھ سی کہتے تھے + جی لگانے کا کچھ مزا دیکھا +
سچ ہے دنیا مریض خانہ ہے + رنج مین سبکو مبتلا دیکھا + کیفیت مین کم بہت نوازش ہے عشق خوان
مین جو فتنا دیکھا + آخرش رات کی رات توتا رہا صبح کو رخصت ہوا چلتے وقت ملکہ نے تھوڑا حال
اپنا پرچے پر تحریر کر دیا کہا جہان شاہزادی سے ملاقات ہو یہ خط نشانی دیگر جو کچھ دیکھا ہے زبانی
بیان کرنا وہ رقیمہ شوق لیکر راہی ہوا شہر بشہر خستہ جگر ڈھونڈھتا پھرتا [illegible] ایک روز قریب شام
با دل ناکام تھک کر لب چشمہ کچھ درخت تھے اوس پر بیٹھکر سیل شہر [illegible] بہا [illegible] مین
جانعالم اور انجمن آرا توتے کی صورت بنائے اوسی درخت [illegible] ہمجنس سمجھ دیکھنے
لگا وہ دونون مضطرب الحال ایک ٹہنی پر بیٹھ رہے توتا سمجھا کہ یہ منقار بستہ میری طرح سے
دل خستہ ہین پھر رونے لگا انجمن آرا نے کہا جانعالم دیکھا یہ توتا روتا ہے شاید ہماری صورت

مصیبت دیدۂ مصائب کشیدہ ہی تو تا باتین تو سمجھتا تھا پھر جیٹھا اور بولا خدای کریم تمھین وہ رنج نہ دے
عدو بھی تمھارا یہ ستم نہ دیکھے مجھے وہ غم ہے اور دل پر ایسا الم ہے کہ ہر دم یہ دعا ہے دشمن کا دشمن یہ
صدمۂ جانکاہ اور ایسے روز سیاہ نہ دیکھے میں سوز جو دم لیتا ہون تو شعلہ جگر کا جی جلاتا ہے + جو چپ
رہتا ہون تو اندر ہی اندر جان کھاتا ہے + جو کچھ احوال کہتا ہون تو سننے والے روتے ہین +
نہین کہتا ہون تو کوہ الم سینہ دباتا ہے + جو جنگل مین نکل جاتا ہون تو سب وحشت بھگتا ہے +
کبھی جو شہر مین آتا ہون [illegible] بول جاتا ہی + پہاڑ دنین اگر پھرتا ہون ٹکڑی ہو کی اوڑتے ہین +
جو دریا پر کبھی جاتا ہون سر پر خاک اوڑاتا ہے + مجمع رنج و محن غریق شعلۂ محنت ہمہ تن ہون محسن میرا
خانمان آوارہ ہوا یہ بدبخت ہی مفارقت اسکی ظلم ہے قیامت ہی اوسکے دراے تازہ حال یہ دیکھا ہے
کہ ایک عاشق صادق اپنے معشوق سے جدا غیر جنسون مین اسیر بلا ہے اوسکے ناوک آہ سے چھاتی
سوراخ دار ہی سنان نالہ کلیجے کے پار ہے اگر گریہ و زاری یا تڑپ اور بیقراری اوسکی بیان کرون پتھر
پانی ہوکر بہہ جائے سیماب کی چھاتی خجلت سے پارہ پارہ ہو اسکے انجان کو رحم آئے جان عالم یہ سنکر
پھر بیٹھا کہا وہ کون تھا جو سرگشتہ و آوارہ دشت ادبار ہوا اور وہ کون ہے جو ناجنسون مین گرفتار
ہوا توتے نے ذاتی وہ داستان گذشتہ اور ملکہ کا حال بیان کیا انجمن آرا ملکہ کا نام سنکر شگفتہ خاطر ہوئی دونون
نے صورت بدلی تو تا پہچان کر پانون پر گر پڑا شہزادہ گلے سے لگا کر خوب رویا

جانعالم اور انجمن آرا کا زیر درخت صورت اصلی پر آنا اور توتی کا پانون پر گرنا۔



کہان ای ہمدم تمسے جو ہم جدا ہوئے گیرپ کس رنج و مصیبت مین مبتلا ہوئی وحشت بدشت کوہ بکوہ خراب خستہ
دربدر محتاج پھرے تم اوسدن کر گیے آج پھرے پھر ملکہ کا حال پوچھا اوسنے خط حوالے کیا پہلے
انجمن آرا نے آنکھون سے لگایا دل نے قرار پایا مضمون اضطراب بدحواسی کا مطلب سرنامے سے کھلا کہ جان عالم
جا بملکہ اور ملکہ مہرنگار کی جا رقیمۂ شوق جان عالم لکھدیا تھا اس انتشار کو سوچ شہزادی کے ہوش گم
ہوئے بسکہ نامۂ شوقیہ پیچ و تاب دل اور اشتیاق ملاقات مین تحریر تھا جان عالم جب کھولتا تھا اثر شوق
ہم آغوشی سے ہربار خط ہاتھ مین لپٹا جاتا تھا مضمون مکرر سو سو شکن طلب دکھاتا تھا مولف نامہ
شوقیہ جب مین نے رقم اوسکو کیا + سوجگہ مضمون تب وہین مکرر ہوگیا + آنسو دم تحریر یعنی لکھنے کے
وقت جو خط پر ٹپکے تھے دھبے اور نشان اوسکے دیدۂ منتظر چشم حیرت زدہ کیطرح ہر سطر پر کھلے تھے اور
تسرخ ہالہ ہر حرف نے نکالا تھا ایک جدول خونی ہویدا تھی لہو روئی کی کیفیت پیدا تھی لکھا تھا قطعہ
از خون دل نوشتم نزدیک دوست نامہ + انی رایت دہرا من ہجرک القیامہ + شعر سواد دیدہ
حل کردم نوشتم نامہ سوی تو + کہ تا ہنگام خواندن چشم من افتد بروی تو + ای یار وفادار صادق الاقرار
اللہ تجھے سلامت رکھے شرح اشتیاق و بیان فراق قصہ طول و طویل ہے زندگی کا بکھیڑا قلیل ہے اگر ہماری
زیست منظور ہے جلد آ صورت دکھاؤ نہین تو تاسف کروگے پچھتاؤگے تمنے آنے مین اگر دیر کی تو ہمنے صدمہ ہجر
سے تڑپ کر جان دی مٹی کے ڈھیر پر رو رو خاک اڑاؤگے مولف شکل اپنی ہمکو دکھلاؤ خدا کے
واسطے + جان جاتی ہے اجی آؤ خدا کیواسطے + کوئی دم کا دم سینے مین مہمان ہے تمام کو جسم مین جان
ہے فلک نے ہماری صحبت کا رشک کھایا تفرقہ پردازی ظالم کو چین نہ آیا روز و شب رنج جدائی سے جان
کھوتے ہین اتنا کبھی کاہیکو کسیدن ہنسے تھے جیسا اب بلک بلک کر فرقت کی راتون مین روتے ہین میری
بیتابی دل کسے سناؤن + یہ دیدۂ تر کسے دکھاؤن + تمہاری تقریر ہر دم برزبان ہے بے تصویر باتین
کیے چین کہان ہے [illegible] استاد یہ جانتے تو نہ باتون کی تجھ سے خو کرتے + تیری خیال [illegible] پھر دن ہی [illegible]
کرتے + ہمارے تڑپنے سے ہمسایہ سخت تنگ ہے دو دلتنگ از زندان سے [illegible]
ہیگی بیقراری + تو ہو چکی زندگی ہماری + وحشت سے پراموں [illegible]
پھر بیہودہ سال ہے میرے دل کو کوئی دم مین خون ہوویگا + آج کل [illegible] تھی غرض نہ رہ سکی بصورت [illegible]
ہر پل روبرو ہی جسطرف دیکھا تو ہی تو ہے چشم فرقت دیدہ در [illegible] معشوق و عاشق گلے مل کر

جن آنکھون کو تم پرنم نہ دیکھ سکتے تھے اون سے خون کے دریا بہگئے مؤلف تمنے ہماری برچھی
لی + چھاتی پتھر کی کیون جی کرلی + دن رات کی وہ صحبت تمھاری ساتھ کی جب یاد آتی ہی نیند
اوچٹتی ہی بیچینی کی رات پہاڑ ہوجاتی ہی کاٹی نہین کٹتی ہی چارپائی تنہائی مین پلنگ ہوکر کاٹی کھاتی
ہی خواب مین نیند کا خیال نہین کھانا پانی ہجر مین حرام ہی حلال نہین وہ سیر جو اکثر آپ کی زانو پر رہا ہے
اسکو سو بار بالش و بالین پر دے پٹکا ہی مؤلف جبین باہین تیری حمایل نہین + طوق حسرت
مین اب وہ گردن ہی + میری جاگنے کا اے پیارے ستارے شاہد ہین گواہ شرعی زاہد ہین مرغ سحر کو بیقراری
سے چونکاتی ہون موذن کی نیند آہ و زاری سے اوڑاتی ہون شب وصل یہ ہمین جگاتی تھے اب ہجر
کی رات ہم اونہین سونی نہین دیتے من مانتے بدلے لیتی ہین دل ہر ساعت گھڑی سے زیادہ نالان
ہے ہر پہر گجر سے فزون شور و فغان ہی چشم ہر اختر معاینہ حال زار سے بحیرت وا ہی چرخ گردان میری
گردش دیکھکر چکر کہ رہا ہے + استاد دکھایئے تھوڑا ازہر ہنگامہ ہم اور کہین تم کہین + کیا لطف ہے ایسے
جینے کا ہم اور کہین تم اور کہین + افشائی حال باعث ندامت موجب دشمنون کی خوشی کا سبب
دوستون کی ملال کا ہی لا اعلم دل من داند و من دانم و داند دل من + اگر جیتے جی رلجائینگی رنج
فرقت کی دکھڑی مفصل زبانی کہکہ سنائینگی اور جو فلک کو یہی منظور ہی تو انسان مجبور ہی اس حسرت کو
بھی در گور لیجائینگی سعدی اے بسا آرزو کہ خاک شدہ + بجناب نماز پنجگانہ مین یہ دعا ہی جامع المتفرقین
سے یہی التجا ہے کہ تم سی جلد ملاقات ہوجائی جان زار و دل بیقرار کو چین آئی زیادہ ملاقات کا اشتیاق ہے
اشتیاق اور جدائی کا صدمہ جانکاہ سخت شاق ہی شاق خوگرد وصل ہجر کے الم کا مبتدی ہی نہ مشتاق
یہ خط کا مضمون جو پڑھا دونون نی رو دیا ازسرنو مع سرنامہ سراسر درد نامہ بھجوا دیا اوس رات کو تو چار و ناچار
وہان مقام کیا صبح ہوتی ہی صورت بدلی کوچ کا سرانجام کیا آگی آگی تو ابر ہبر پیچھی وہ دونون تیز تیز

پہونچنا جانعالم [illegible] انجمن آرا کا مع توتی ملکہ مہرنگار کے پاس پھر ملاقات ہمدیگر
[illegible]نی کیا [illegible] شاہ کا لوگون کا بلجانا بادشاہ کا آنا پھر اوسکی گرفتاری
[illegible] نکلنے جانعالم کی سیر چشمی

ہوا چاہتا ہے یہ قصہ تمام [illegible]ی کے ایام طے ہوچکے	وہ ہے دیر کہ ہو دور دل سے الم شب ہجر مین خوب سا رو چکے

بچاؤن کوئی دم بھلا پھر چھپے	گھر رنج جدائی بہت سے سہے	مثل ہے یہ مشہور اہلِ شعور
کہ ہو رنج کے بعد راحت ضرور		

تحریر ان حال طالب و مطلوب و حاکیان حکایات خوب لکھتی ہیں

کہ وہ پرندہ ہوای شوق یعنے جانِ عالم مع انجمن آرا توتے کے ساتھ آٹھویں روز ملکہ کے پاس پہونچا
یہان جب دن سے توتا رخصت ہوا تھا ملکہ مہر نگار دونون وقت بلاناغہ اوس درخت کے تلے
جہان توتا ملا تھا اگر یہ کہتی تھی میں سوز مانند جرس کپکپی چھاتی تو فغان سے + فریاد کو پہونچا کوئی
راہ روان سے + اسطرح روز موافق معمول وہ دل ملول قریب شام درخت کے نیچے حزین و زار
توتے کی انتظار مین کھڑی تھی اور آنکھ ٹہنی سے لڑی تھی اور دیدۂ خونبار سے تا دامن یاقوت
اور موتیون کی لڑی تھی جب دل سوختہ گھبراتا تو سوز درون مثل دخان لب پر آتی جی بہلانے کو
یہ غزل پڑھتی مؤلف آتش فرقت سے سینہ جب سے مجمر ہو گیا + جلکے لخت دل مرا ہر ایک اخگر ہو گیا +
باعث افشاے ذلت دم شماری اِن فرگاہ + عدہ زیر آسمان کیا کیا مجمر ہو گیا + نزع تک تو آمد جانان
کا کھینچا انتظار + وہ نہ آیا وعدہ ایمایان برابر ہو گیا کیا ڈراتا ہے ہمین واعظ سنا شور نشور + شام فرقت
یان عذاب روز محشر ہو گیا + اب جو ہنستا ہون تو ہنستے ہنستے بھی گرتے ہین اشک + رو رو کے زبان
رونے آخر ش رونے کا خوگر ہو گیا + فکر پھر کسکو ہے دیوان جمع کرنے کی سرور + جبکہ ہر مجموعہ
خاطر ہی ابتر ہو گیا + دفعۃً توتے نے سلام کیا وہ خوش ہو کر بولی اے قاصد نیک صدا و ہدہد راقم و
سبا میرے سلیمان حسن و خوبی کا پتا پایا اوس بلقیس محبوبی کا سراغ ہاتھ آیا توتے نے کہا
ملکۂ عالم قدر دان خبر دارون کو خلعت و انعام دیتے ہین جب دوست کا پیغام پہونچتے ہین
علی الخصوص یہ خبر فرحت اثر پہلے یہ ارشاد ہو کہ اگر پتا بتا دونگا اوسکی اُجرت کیا پاؤنگا یہ سنکے
ملکہ کی جان رفتہ بدن مین آئی یقین ہوا اسنے خبر پائی یہ کہا استاد پیغام دوست جلد پہونچا [illegible] یہ بجا ہے مگر
نہ سنا گھبرا کے دم ہی جاتا ہے میرا کہین الٹ + توتا عرض کرنے لگا [illegible]
بات کا جلد کہنا حمق کا مقتضا ہے استاد دفعۃً خوگر فرقت کو [illegible]
اچھی جو یکایک ہووے + توتا بات کو طول کر دیتا تھا کبھی خوش [illegible]
ہوئی جاتی تھی اِدھر شاہزادے سے زیادہ انجمن آرا گھبرائی تھی غرض نہ رہ سکی صورت [illegible]
جانِ عالم مجسم ہو کے سامنے آیا آپس مین عاشق و معشوق و معشوق و عاشق گلے مل کر

تصویر انجمن آرا و جانعالم اور ملکہ مہر نگار کی اور باہم ملاقات ہونا

زرو غبار کلفت پارینہ داغ مہاجرت دیرینہ دل کھول کر صفحۂ سینے سے دھوئے رونے کی آواز سے
جھلانیان خواصین جمع ہوئین جسکی آنکھ ان دونون پر پڑی وہ گرد صدقے ہوئی اور پانوؤن پر گر پڑی
جینہ حل جلالہٗ حسن خوب سے کوئی چیز زیادہ دلکش اور محبوب نہین دوست تو دوست ہے دشمن
دوستی کیا کرجاتا ہے لڑکا ہو یا بوڑھا شیدا نظر آتا ہے مال تو کیا مال ہے سو جی کی انٹی بھی اگر پاین
فرقت کی دشواری سے خریدار نجاتا ہے جان عزیز نہین حرمت کچھ چیز نہین غلام کی غلامی پر آقا فخر
بھی دیگے جان تازہ پاتا ہے جو کوئی کہتا ہے کرتا اور سر پھرتا ہے عیاذاً باللہ یہ امر محمود نہین زمین
ہے بہر صورت کچھ سود نہین غرضکہ خرم و خندان بارہ دری مین آئے انجمن آرا سے ملکہ نے حال پوچھا
اوسنے دیو کا اوٹھا لیجانا باغ کی جبیر و پائی پھر جانعالم کی رسائی اور سفید دیو کا آنا باہم کی لڑائی
پھر چھڑانا اپنی پیادہ پائی صحرانوردی ہوا گرم پانوؤن کا ورم پھر وہ عمل جوگی کا بتایا ہو شہزادے
[illegible] یہ شمع صولت نسنا دیا پھر اوسنے جانعالم سے سرگذشت پوچھی اپنی صعوبت کہی
[illegible] خوش کہ وہان بندھا پھر سب رونے لگے تو آبدیدہ ہو اکہا صاحبو
[illegible] کی کا مذکور کرو یاد رکھو یہ بات گذشتہ را صلوات مصحفی
[illegible] بیٹھنا مجھے [illegible] آتا + ایام گذشتہ کو کبھی یاد نہ کیجئے + ملکہ بولی اے
شیرین مقال مبارک قدم خجستہ فال شہزادہ سا عقل کا دشمن دیکھا نہ سنا + سو معلوم ہو
دل لگے سلوکون سے یہ ہوا + نادان ہی جو دوست وہ دشمن ہر جان کا + اپنے جتنی محنت

دشمنت اوٹھائی اپنی بدعقلی کی سزا پائی بھلا عالم تنہائی مین جو کچھ کیا سو کیا دو تین بار اپنے ساتھ
ہم دونون کو خراب آفت کا مبتلا کر چکا ہے آگے دیکھیے کیا ہوتا ہے یہ کہکر بروی دشمنان خند دوست با دل
خرسند باہم بیٹھے اور دور ساغر بے دغدغہ فلک تفرقہ پسند و شغل پروز شروع ہوا مطرب نے سازکی ناسازی
پر گوشمالی دی صدای عیش و طرب بلند ہوئی یہ خبر بارہ دری مین مشتہر ہوئی اور وہان کے بادشاہ
کو پہونچی کہ ایک مرد صاحب جمال دوسری عورت پری تمثال ملک کے پاس تازہ وارد ہوئے
کہنے لگا الحمد للہ ایک موجود تھی دو اور آئے پھر دو ہزار سوار جرار اور دو سپہ سالار تجربہ کار نگہبانی کو
بھیجے جان عالم نے یہ ماجرا سنا کہا فضل الٰہی چاہیے بعد مدت یہ صحبت ہم کو میسر ہے صبح سمجھ لینگے سوار تو
باغ گھیرے رہے یہ تمام شب جلسے کی گئے جس وقت خسرو خاور آرامگاہ مشرق سے برآمد ہو جلوہ گر تخت
زرنگاری ہوا اور سپہ سالار انجم مع سواران سیارہ و کوہ مغرب کی طرف فراری ہوا جان عالم حمام سے
غسل کر کے نکلا اوس لوح سے اسم تسخیر پڑھتا باغ کے دروازے پر آیا جنگی نگاہ پڑی اسم کی برکت سے
آداب بجا لایا دست بستہ روبرو آیا وہ دو ہزار مع سپہ سالار فرمانبردار ہوئے پھر تو دروازہ کشادہ دیکھا وہ [illegible]
کھولا یہ خبر وحشت اثر اوس بادشاہ کو پہونچی اور سوار و پیادے لڑائی کو آمادہ بھیجے وہ بھی جب زبان
آئی حلقۂ غلامی کان مین ڈالا جنگ کا خیال نہ رہا پھر تو مشہور ہوا کہ ساحر ہے المختصر تمام فوج اگر جا [illegible] فوج جان عالم
اوس وقت وہان کا تاجدار طیش کھا کر سوار ہوا کہان کہ یہ سوار کیا انبوہ بیشمار تلوار چلی دس پانچ ادھر ادھر [illegible]
ہوئے کچھ جان سے گئے اور فوج نے نرغہ کر جان سے تو نہ مارا کمندون مین پھنسا لیا اور جان عالم
کے حوالے کیا شہزادہ عالی حوصلہ خوف خدا سے اور نحوست طالع نارسا سے مثل بید کانپا اور فرمایا
اللہ وہ وقت کسیکو نہ دکھائے جو دوست دشمن ہو جائے یہ ارشاد کر اوس سے بغلگیر ہوا برابر بٹھایا قتل سے
ہاتھ اوٹھایا وہ بیچارہ نادم و پشیمان سر در گریبان گھٹنے پر گردن جھکائے [illegible] خاموش بیٹھا شہزادہ
نے کہا مسافر کشی صفت شاہی سے بعید ہے ہم تمہارے مہمان [illegible]
اللہ کو یہ بات پسند نہوئی عبرت کا تماشا دکھایا یہ سلطنت آپکو مبارک [illegible]
اس لڑائی کا قصہ فسانہ ہو جائیگا امروز یا فردا یہ مسافر روانہ ہو جائیگا
یہ شیریں سخنی دیکھکر حیران ہوا کہ دشمن کو گرفتار کیا پھر ملک بخشدیا سر بسجدہ کا زور شور عالمگیر ہوا [illegible]
حکومت قابل سلطنت آپ کی ذات فرخندہ صفات ہے جان عالم نے کہا آپ یہ ایکا اور [illegible]

مدہوش

کہا فسانہ جو یہ عجائب سرور دلخستہ دہر میں بھی
کہ جس کی تاثیر سے بیان کے ہر ایک دل بیقرار دیکھا

جہاں پہ کچھ گل کی گفتگو ہے وہاں پہ کچھ اور رنگ و بو ہے
جہاں خزاں کی خلش ہے اس میں تو واں پہ کیا کیا نہ خار دیکھا

جہاں کیا غم نے ہے جگر خون تو سطر اوان عشق کا عالم
کہیں جو ہے داغ دل کا پھولا تو اس جگہ لالہ زار دیکھا

کہیں جو پچھ کا ماجرا ہے دکھائی وہ آب و تاب ویسے
کہ چشمہ چشم سے ہر اک کے رواں ہوا چشمہ سار دیکھا

کہیں جو دریا کا ذکر آیا تو کشتی دل ہے غرق طوفان
جو کوہ نے سر کہیں اٹھایا تو جان کو سنگسار دیکھا

ہوا ہی جس جس جگہ پہ اس میں بیان سحر و طلسم جادو
تو قدرت حق سے اس مکان پہ نئی طرح کا حصار دیکھا

جو قید میں دیو کی پھنسا ہے کسی جگہ پر کوئی پری رو
تو کیا نہ سامان چھوٹنے کا وہاں پہ بروے کار دیکھا

کسی جگہ پہ جو جوگ اس کا جو کیو گی بیان ہے اس میں
جو خوب چھانا تو اس جگہ کچھ نہ غیر مشت غبار دیکھا

کہیں جو آمد کی یار کے کچھ خبر کا چرچا کیا ہے اس نے
تو دیدہ ہر اہل دید کا واں پہ وقف صد انتظار دیکھا

جو وصل کی شب کا کچھ بیان ہے تو جمع ہے خاطر پریشاں
جو روز ہجراں کا غم لکھا ہے تو دل کو کیا انتشار دیکھا

جو بزم کا کچھ بیان کیا ہے تو کوئی محفل نہ دیکھی ایسی
جہاں پہ کچھ رزم کا بیان ہے ہر اک کو سفندیار دیکھا

کہیں جو کھینچی ہے تیغ ابرو تو ہو گئی دل کے ٹکڑے ٹکڑے
کہیں جو تیر نگاہ چھوٹا تو صاف سینے کے پار دیکھا

خرابی حالت عاشق ایسی کہ جس پہ رونا فلک کو آئے
کہیں یہ معشوق کی ہے خوبی کہ اک نمونہ نگار دیکھا

[illegible] کہاتم کہ ڈھنگ کیا کیا بھرے ہیں اس میں
جو حسن دیکھا تو زور دیکھا جو عشق دیکھا تو زار دیکھا

مدہوش کو یہ خواہش کہ سال تاریخ اسکا لکھیے
نکلا خزاں [illegible] رنگ بہار دیکھا

[illegible] یہ فسانہ ہے یا سحر ہے بابل کا
[illegible] ساختہ جی بولا فتنہ ہے رنگ فل کا